فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

الحمد للہ والمنۃ کہ ایں خزینۂ علوم فقہیہ و ذخیرہ فتاوی

یعنی

فتاوی دار العلوم دیوبند

جلد سوم

کہ مشتمل ست بر
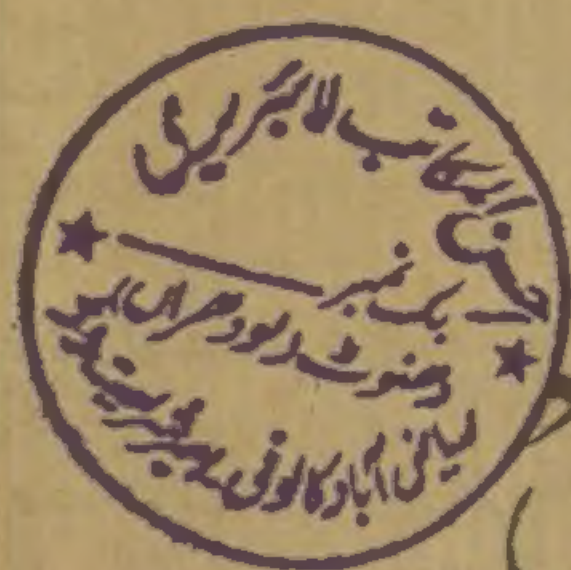
عزیز الفتاوی

افاضات زین مسند الافتاء والتدریس مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب قدس سرہٗ

سابق مفتی دار العلوم دیوبند

و

امداد المفتین

جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہ سابق مفتی دار العلوم دیوبند

ناشر

غالب اختر صدیقی مالک کتبخانہ رحیمیہ دیوبند یوپی

فہرست مضامین عزیز الفتاوی جلد ثالث

فہرست مضامین امداد المفتین حصہ

تمت بالخیر

کتاب الایمان والعقائد

سجدۂ لغیر اللہ کے متعلق ایک مفصل بحث

سوال ۳۰۹ ۔ لغت میں معنی سجدہ فروتنی و سر بر زمین نہادن لکھتا ہے۔ اور جواہر غیبی میں اقسام سجدہ اور کون سجدہ کس کس کو درست ہے باد لائل لکھتے ہیں یہ کہ در فتاوی تیسری می گوید۔ السجدۃ اثنان سجدۃ العبادۃ وسجدۃ التحیۃ سجدۃ العبادۃ للہ تعالیٰ خاصۃ وسجدۃ التحیۃ بدون اللہ تعالیٰ بوجہ التکریم فی خمستہ حال جاز للقوم ان یسجدہ للنبی والمرید للشیخ والرعیۃ للملک والولد للوالدین والعبد للمولی فی کل حال یرخص۔ فتاوی سراجی اذا سجد الانسان سجدۃ تحیۃ لایکفر۔ فتاوی خانی۔ وان سجد الرجل للسلطان وکان قصدہ التعظیم والتحیۃ دون الصلوٰۃ لایکفر۔ فتاوی کافی۔ قال صدر الشہید من سجد لغیر اللہ تعالیٰ ویرید التحیۃ دون للعبادۃ لایکفر۔ وقول ابن عباس رض سجدۃ التحیۃ بمنزلۃ السلام ودر مرصاد العباد است کہ ملائکہ علیہم السلام حضرت آدم علیہ السلام را سجدہ نمودن سببش آں بود کہ حق تعالیٰ جل شانہ حضرت آدم علیہ السلام را بنور ذات متجلی کرد سجدہ درحقیقت آدم علیہ السلام را نبود بل نور و ذات صفات حق تعالیٰ شانہ را بود چنانچہ امروز سجدہ قبلہ وکعبہ را ایں ست مرب الکعبۃ وقبلہ راست وپیش بزرگاں کہ سر بر زمین می نہند سجدہ نیست آں تعظیم وتکریم نور ذات وصفات معبود حقیقی است کہ مشائخ واولیائے کرام بدون نور ذات متجلی اند مولانا روم فرمایند ؎ چونکہ ذات پیر را کردی قبول ٭ ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول ٭ اور حدیث ترمذی شریف سے قلب مومن بوجہ تجلی گاہ رب العزۃ کعبہ شریف سے افضل ہے۔ عن ابن عمر رض انہ نظر یوما الی الکعبۃ فقال ما اعظمک وما اعظم حرمتک والمومن اعظم حرمۃ عند اللہ تعالیٰ منک۔ اور ایسے ہی قول مولانا روم سے مفہوم ہوتا ہے ع از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است۔ اور نیز فتاوی قاضی خان میں ہے ولو قیل للمسلم اسجد للملک والا لاقتلک لا باس ان یسجد للملک سجدۃ التحیۃ والتعظیم لا سجود العبادۃ لان سجود التعظیم لایکون کفراً عرف ذلک لامر اللہ تعالیٰ للملائکۃ سجود آدم علیہ السلام واللہ لایامر احداً بعبادۃ وغیرہ وکذلک اخوۃ یوسف علیہ السلام سجدوا الیوسف علیہ السلام۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ سجدۂ تعبد تو بلاشک وبالاتفاق مخصوص بذات پروردگار عالم ہی ہے اور سجدہ تحیۃ وتعظیم کا موافق مضمون کتب مذکورۃ الصدر جائز و درست ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ماں باپ پیر و مرشد وغیرہ کے لئے اس واسطے کہ سجدہ تحیۃ وتعظیم درحقیقت سجدہ نہیں ہے بلکہ بمنزلہ سلام ہے بقول ابن عباس رض اور سجدہ تعبد شروط ہے مقام دیدن پاک واستقبال قبلہ کی ساتھ اور سجدہ تحیہ میں یہ شروط نہیں ہیں اسی واسطے فقہا و متصوفین نے جائز رکھا ہے اور حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جو زوجہ کو سجدہ زوج سے اور اپنی ذات پاک قدسی صفات کو سجدہ سے منع فرمایا ہے اس امر پاک سے سجدۂ تعبدی ہی مراد لیا جاویگا۔ ورنہ جواز و عدم جواز میں تناقض وتخالف واقع ہوگا۔ حالانکہ دونوں جانب دلائل ہیں تو معلوم ہوا کہ اس سجدہ سے تعبد ہی مراد ہے اور بس اور غیر مجوزین سجدہ تحیہ کو سجدہ حضرت آدم علیہ السلام و یوسف علیہ السلام کو یہ کہدینا کہ ادیان سابقہ منسوخہ ہمارے لئے دلیل نہیں ہیں یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا اس واسطے کہ ادیان منسوخ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جمیع احکام یا اوصاف منسوخ ہوں ہو سکتا ہے کہ بعض بعض احکام واوصاف باقی رہیں ایسے بہت سے احکام ہیں۔ چنانچہ دین حضرت ابراہیم علیہ السلام منسوخ ہوا لیکن بعض بعض احکام بصفت وجوب یا سنت باقی رہ گئے مثل ختنہ وقربانی وسعی صفا ومروہ وغیرہ تو اسی طرح حکم سجدہ کا بھی سمجھنا چاہیئے کہ وجوب ساقط اور اباحت باقی رہ گئی ہے اور بالکل ہی منسوخ کہدینا یہ تو بعید معلوم ہوتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ یہ کتابیں غلط ہیں یا صحیح اور امر نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی یہ تاویل ہو سکتی ہے یا نہیں اور سجدہ آدم علیہ السلام کی یہ تاویل درست ہے یا نہیں۔ دلائل واضحہ سے بیان فرمایا جاوے تاکہ بالکل تشفی ہو جاوے اور یہ سب شکوک جاتے رہیں توجروا

الجواب وباللہ التوفیق واضح ہو کہ سجدہ غایۃ تذلل ونہایت تواضع وعبودیت ہے اسی لئے وارد ہوا لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون نہ سجدہ کرو آفتاب کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو پیدا کیا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو اور اسی کی بندگی کرنیوالوں میں شمار ہونا چاہتے ہو۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ نے بعیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھکر یہ عرض کیا یا رسول اللہ تسجد لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ولو کنت امراً احداً ان یسجد لاحد لامرت المرءۃ ان تسجد

لزوجہا الحدیث اس پر صاحب مرقاۃ تحریر فرماتے ہیں قولہ فقال اعبدوا ربکم) ای تخصیص السجدۃ لہ فانہا غایۃ العبودیۃ و نہایۃ العبادۃ۔ اکرموا اخاکم ای عظموہ تعظیما یلیق لہ بالمحبۃ القلبیۃ والاکرام المشتمل علی الاطاعۃ الظاہریۃ والباطنۃ وفیہ اشارۃ الی قولہ تعالیٰ وماکان لبشر ان یوتیہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین وایاہ الی قولہ ماقلت لہم الاما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وانما سجدۃ البعیر فخرق العادۃ واقع بتسخیر اللہ تعالیٰ وامرہ فلامدخل لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فعلہ والبعیر معذور حیث انہ مامور من ربہ کامر اللہ تعالیٰ ملائکۃ ان یسجدوا لآدم پس واضح ہوا کہ سجدہ غیر اللہ کے لئے کسی طرح جائز نہیں ہے اور سجدہ تحیہ پہلی شریعتوں میں جائز تھا جو اس شریعت غراء میں مطلقا منسوخ ہوگیا اور ظاہر ہے کہ جب جواز اور اباحت منسوخ ہوگئی تو سجدۂ تحیہ حرام ہوگیا اور سجدہ بعیر کے قصہ میں جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو سجدہ سے منع فرمایا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ تحیہ کو بھی حرام فرمادیا اور شریعت اسلام میں سجدۂ تحیہ کی حرمت متفق علیہ ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں ہے جملہ کتب تفاسیر وفقہ سے یہ واضح ہے البتہ فقہاء یہ تحریر فرماتے ہیں کہ سجدہ بہ نیت تحیہ سے کافر نہیں ہوتا اور سجدۂ عبادت سے کافر ہو جاتا ہے۔ پس فتاوی سراجی وفتاوی خانی اور کافی سے جو یہ نقل کیا گیا ہے لایکفر اس سے اس قدر معلوم ہوا کہ کافر نہ ہوگا مگر اس سے جواز سجدۂ تحیہ کا کسی طرح ثابت نہیں ہوتا بلکہ وہی فقہاء جو لایکفر لکھتے ہیں یہ تصریح فرماتے ہیں کہ وہ شخص فاسق مرتکب کبیرہ ہے عالمگیریہ میں ہے۔ والتواضع لغیر اللہ حرام کذا فی الملتقط من سجد للسلطان علی وجہ التحیۃ او قبل الارض لایکفر ولکن یاثم لارتکابہ الکبیرۃ ہو المختار قال الفقیہ ابوجعفر وان سجد السلطان بنیۃ العبادۃ او لم تحضرہ النیۃ فقد کفر کذا فی جواہر الاخلاطی وفی جامع الصغیر تقبیل الارض بین یدے العظماء حرام وان الفاعل والراضی اثمان کذا فی التتارخانیہ وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزہاد فعل الجہال والفاعل والراضی بہ آثمان کذا فی الغرائب الانحناء للسلطان او لغیرہ یکرہ لانہ یشبہ فعل المجوس کذا فی جواہر الاخلاطی ویکرہ الانحناء عند التحیۃ وبہ ورد النہی کذا فی التمرتاشی عالمگیریہ۔ درمختار میں ہے وکذا مایفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وہل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما مرتکبا للکبیرۃ وفی الملتقط التواضع لغیر اللہ حرام

ردالمحتار معروف بہ شامی ہے قال القہستانی وفی الظہیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقا وفی الزاہدی الایماء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود وفی المحیط انہ یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ وظاہر کلامہم اطلاق السجود علی ہذا التقبیل تمہ۔ اختلفوا فی سجود الملائکۃ قیل کان للہ تعالیٰ والتوجہ الی آدم للتشریف کاستقبال الکعبۃ وقیل بل لآدم علی وجہ التحیۃ والاکرام ثم نسخ بقولہ علیہ السلام لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرءۃ ان تسجد لزوجہا تاتارخانیہ قال فی تبیین المحارم والصحیح الثانی ولم یکن عبادۃ لہ بل تحیۃ واکراما ولذا امتنع عنہ ابلیس وکان جائزا فیما مضی کما فی قصۃ یوسف علیہ السلام قال ابومنصور الماتریدی وفیہ علی دلیل نسخ الکتاب بالسنۃ انتہی شامی جلد خامس کتاب الحظر والاباحۃ؛ تفسیر مدارک میں ہے وکان سجود التحیۃ جائزا فیما مضی ثم نسخ بقولہ علیہ السلام لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت ... لا ینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا اللہ تعالیٰ۔

معالم التنزیل میں ہے وکان ذلک سجود تعظیم وتحیۃ لا سجود عبادۃ کسجود اخوۃ یوسف لہ فی قولہ عزوجل وخروا لہ سجدا ولم یکن فیہ وضع الوجہ علی الارض انما کان انحناء فلما جاء الاسلام ابطل ذلک بالسلام

عبارت منقولہ سے واضح ہے کہ سجدہ تحیہ حرام وکبیرہ ہے اُس کے کفر ہونے میں خلاف ہے گناہ کبیرہ اور معصیت وحرام ہونے میں کچھ خلاف نہیں ہے۔ کتب معتبرہ کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ صاحب جواہر غیبی کا بحوالہ فتاوی تیسیر وغیرہ سجدہ تحیہ کے جواز کا بالکل غلط و محض افتراء ہے جن کتابوں سے اس نے لکھ کر نقل کیا ہے اُس کا حال دیکھ لیجیے وہ تو عدم کفر کی ساتھ گناہ کبیرہ اور حرام و معصیت ہونا وہ فقہاء تصریح فرمارہے ہیں اور فتاوی تیسیری سے جو فی الحال پر محض نقل کیا ہے یہ بالکل غلط اور فقہاء معتبرین کے اقوال اور نصوص قطعیہ کی رو سے مردود وغیر معتبر ہے اور تفاسیر معتبرہ کی عبارات سے محقق ہوا کہ سجود تحیہ پہلی امم میں جائز تھا۔ اب منسوخ و باطل ہوگیا اور بعد نسخ اباحت حرمت کے سوا کوئی مرتبہ نہیں ہے پس یہ کہنا مجوز کا کہ وجوب منسوخ اور اباحت باقی رہ گئی بالکل غلط ہوگیا اور یہ قول مشائخ و اولیائے کرام چونکہ متجلی بنور ذات ہیں اور یہ کہ مومن عند اللہ مکرم و محترم ہے اس وجہ سے اُس کو سجدہ تحیہ درست ہونا چاہیے کلام بیہودہ باطل و لغو ہے۔ اُس سے پوچھا جاوے کہ یہ کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی بوجہ اتم موجود تھے پھر آپ نے صحابہ کو کس تشدد سے سجدہ کرنے سے منع فرمایا۔ اور ہرگز کسی طرح اجازت نہ دی پس مجوز مذکور کے کلام سے سجدہ کی اجازت نکلنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ باقی فتاوی قاضی خاں میں جو یہ مسئلہ نقل کیا ہے ولو قیل اسجد للملک والا قتلتک لا بأس ان یسجد للملک سجدة التحیة الخ یہ حالت اکراہ کا مسئلہ ہے۔ حالت اکراہ و اضطرار میں حرام حلال ہو جاتا ہے اس سے حالت اختیار سجدہ تحیہ کرنے کی اجازت کہاں سے معلوم ہوئی۔

غرض نصوص قطعیہ و احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم و روایات فقہیہ معتبرہ و تفاسیر مستندہ سے حرمت سجدہ تحیہ و سجدہ عبادت کی ظاہر و باہر ہے اور علمائے محققین اور فقہائے عظام میں سے کوئی بھی اُس کے جواز کا قائل نہیں صرف یہ فرق ان ہر دو سجدہ میں ہے کہ سجدہ عبادت باتفاق کفر و ارتداد ہے اور سجدہ تحیہ کو فقہائے محققین کفر نہیں فرماتے گناہ کبیرہ و فسق کہتے ہیں پس لفظ لایکفر کتب فقہ میں دیکھ کر اور آگے کی عبارات و تصریحات حرمت کو عمداً حذف کرکے مجوز مذکور کا حکم جواز سجدہ تحیہ کا لگانا سخت جہالت و غوایت اور بیدینی ہے مجوز مذکور مصداق اس حدیث صحیح متفق علیہ کا ہے حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جہالاً فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا۔ الحدیث۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

انبیاء و اولیاء کو حاضر ناظر سمجھنا کفر ہے وغیرہ دوسرے عقائد کا حکم

سوال ۲۱۰ (۱) انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کو حاضر و ناظر سمجھنا اور بوقت مصیبت ان کو پکارنا اور یہ اعتقاد کرنا کہ جس وقت ان کو پکارا جاتا ہے فوراً کاربرآری کر دیتے ہیں ایسا عقیدہ کفر ہے یا نہیں؟ (۲) انبیائے عظام و اولیائے کرام کو بجز نفوس کا غائبانہ طور پر علم ہے یا نہیں؟ (۳) اولیائے کرام کی نظر سے ہدایت ہوتی ہے یا نہیں؟

(۴) تقبیل ید عالم اور انحناء بوقت ملاقات درست ہے یا نہیں؟ (۵) آستانہ وخانقاہ اولیاء کے تقبیل درست ہے یا نہیں؟ (۶) بعض بدعتی قصہ بیان کرتے ہیں کہ رابعہ بصریہ کا بیت اللہ نے استقبال کیا تھا اور طواف بھی رابعہ بصریہ کو بیت اللہ نے کیا تھا۔ یہ درست ہے یا نہیں؟ (۷) بعض بدعتی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل مبارک ملیح تھی کیونکہ جیسا نمک دوسری چیز میں مل کر یکلخت ہو جاتا ہے ایسے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات باری تعالےٰ کی ساتھ ایک ہوگئے ہیں۔ نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد۔ یہ اعتقاد رکھنا کیسا ہے؟ (۸) جو شخص برسر اجلاس متبع شریعت یعنی متبع قرآن وحدیث یعنی حنفی المذہب کی اہانت کرے اور علماء کی توہین کی وعظ کہے اس کے لئے کیا حکم ہے؟ (۹) جو شخص ان سب باتوں کو جائز کہتا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور اس کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب یہ عقیدہ حضرت نصوص شرعیہ کے خلاف ہے۔ کلام پاک میں ہے وھو اللہ فی السموات وفی الارض یعلم سرکم وجہرکم ویعلم ما تکسبون۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سوائے خدا کے تمام جگہ کوئی حاضر ناظر نہیں ہے۔ ہر مصیبت کے وقت اور ہر وقت خدا تعالےٰ سے مدد مانگنی چاہیئے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا استعنت فاستعن باللہ۔ جب مدد کی ضرورت ہو خدا سے مانگو غیر کی طرف توجہ نہ کرو۔ (۲) علم غیب باری تعالےٰ کا خاصہ ہے غیر کا دخل نہیں ہے۔ اولیائے کرام وانبیائے عظام کو عالم بجمیع [illegible] سمجھنا اور اس کا اعتقاد رکھنا کفر ہے اس سے توبہ کرے۔ لایعلم الغیب الا ھو۔ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ (۳) ہدایت اور ضلالت خدا کے قبضہ میں ہے انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے غیر کا کیا ٹھکانا۔ (۴) تقبیل ید عالم یا صوفی پابند شریعت کی جائز ہے انحناء نہ چاہیئے کیونکہ انحناء مشابہ سجدہ کے ہے اور سنت یہ ہے کہ سلام کرے اور دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے فسلم علیہ واخذ بیدہ (۵) خانقاہ وآستانہ کی تقبیل جائز نہیں ہے۔ کما فی الدر المختار وکذا ما یفعلون من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام۔ (۶) اس خاص قصہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے باقی کرامات اولیاء اللہ کا معتقد کرنا اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے ممکن ہے کہ حق تعالےٰ کسی ولی کے لئے خلاف عادت ایسا امر فرما دیوے۔ شامی میں ہے والحاصل ان ذکرہ الاذرعی [illegible] حتی [illegible] ان الکعبۃ تزور واحدا من الاولیاء [illegible] القول بہ [illegible] علی [illegible] لاھل [illegible] عند اھل السنۃ۔ شامی جلد ثانی صفحہ [illegible] (۷) یہ بالکل غلط ہے اور اس کا معتقد کافر ہے اس میں حلول ذات باری تعالیٰ میں لازم آتا ہے اور یہ عقیدہ باطلہ اہل اسلام کا نہیں ہے (۸) ایسا شخص جو کہ علمائے محمدیہ کی توہین کرے وہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

اگر اس کے پیچھے نماز پڑھی تو اس کا اعادہ واجب ہے۔ ایسے شخص کی نماز عند اللہ ذخیرۂ ثواب نہیں ہے۔ (۹) جو شخص ان عقیدوں کا مثبت ہوا اور معتقد ہو وہ کافر ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور نہ خود اس کی نماز جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

امکان کذب اور امکان نظیر کی تحقیق

سوال ۳۱۱ کذب باری تعالیٰ ممکن ہے یا ممتنع اگر ممکن ہے تو اس کے کیا معنے ہیں؟ (۲) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر آپ معدوم النظیر نہ ہوں تو لانبی بعدی کے کیا معنے ہیں۔؟

الجواب اس کی مثال ایسی سمجھو کہ حق تعالےٰ مشرکین کی مغفرت نہ فرماوے گا جیسا کہ وعدہ ہو چکا ہے ان اللہ لایغفران یشرک بہ لیکن اللہ تعالےٰ کو قدرت ہے کہ کافر کی مغفرت فرماوے مگر وہ ایسا نہ کرے گا پس یہ معنے ہیں امکان کذب کے کہ خلاف وعدہ تحت القدرۃ داخل ہے مگر ایسا نہ ہوگا (۲) اسی طرح امکان نظیر کے معنے سمجھو کہ حق تعالےٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ آپ کی مثل کوئی نہیں اور نہ کوئی ہوگا لیکن حق تعالیٰ کو قدرت ہے آپ کے مثل پیدا کرنے پر حق تعالےٰ عاجز نہیں ہے اور علم کلام کا مسئلہ ہے مثل امکن ممکن اسی طرح آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ آپ خاتم النبیین ہیں لیکن حق تعالےٰ قادر ہے آپ کے بعد نبی پیدا کرنے پر مگر بسبب وعدہ صادقہ پیدا نہ فرماوے گا۔

الغرض امکان ذاتی ہے اور امتناع بالغیر ہے فلا اشکال۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

گاؤں میں جمعہ جائز ہونے کی شرط

سوال ۳۱۲ گاؤں میں جمعہ کی ادائیگی کے لئے تین چار ہزار آدمی کی آبادی شرط ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب یہ اس بنا پر ہے کہ جمعہ کے لئے قریہ کبیرہ کی شرط ہے۔ اور عرفاً قریہ کبیرہ وہی کہلاتا ہے جس میں تین چار ہزار آدمی آباد ہوں جس سے وہ مثل قصبہ کے ہو جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اللہ تعالیٰ کو جوہر یا عرض کہنے والا اہل سنت والجماعت سے خارج ہے

سوال ۳۱۳ ایک شخص نے جو اپنے آپ کو نام حنفی کہتا ہے آیۂ کریمہ اللہ نور السموات والارض کے تحت میں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے اور ہر موجود کیلئے جوہر یا عرض ہونا لازم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ جوہر اور نور لطیف ہے۔ اس شخص کو امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ایسا شخص اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے اس کو امام نہ بنایا جاوے اور جبکہ وہ شخص اہل سنت سے خارج ہے تو حنفی ہونے سے بھی خارج ہے یہ جو وہ کہتا ہے کہ حق تعالیٰ اگر موجود ہوا جاوے گا تو جوہر یا عرض ہونا لازم ہے۔ یہ قول اس کا غلط ہے یہ انحصار عالم میں ہے اور حق تعالیٰ شانہ اس سے برتر ہے اس کو نہ جوہر کہہ سکتے ہیں نہ عرض بلکہ وہ ذات پاک تعالیٰ منزہ ہے

شرح فقہ اکبر میں ہے وَھُوَ شیٌ لا کالاشیاء الخ ومعنی الشیٔ ای معنی کونہ شیئاً لا کالاشیاء اثباتہ ای اثبات وجودہ بلاجسم ولا جوھر ولا عرض ای فی اعتبار صفاتہ لان الجسم متركب ومتحیز وذلک امارۃ الحدث والجوھر متحیز وجزء لایتجزی من الجسم والعرض لایکون موجوداً الا فی الجواھر والاجسام وھو قائم بغیرہ لا بذاتہ الی ان قال و حاصلہ ان الله لیس کالاشیاء والاعراض فلابد ان یکون قائماً بذاتہ وھو اما مرکب وھو الجسم او غیر مرکب کالجوھر ھو الذی لایتجزی والله منزہ عن ذلک کلہ الخ۔ فقط والله تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مرد صالح کو ڈانٹنے اور کلمۂ توحید سے روکنے سے انسان فاسق اور بددین ہو جاتا ہے

سوال ۳۱۴ چند لوگ آپس میں مقدمہ فیصل کر رہے تھے غوث محمد نہایت صالح پابند صوم وصلوٰۃ ہے اُس نے کہا کہ کلمۂ توحید سنو۔ جو لوگ مقدمہ فیصل کر رہے تھے انہوں نے مسمی غوث محمد کو خوب ڈانٹا اور ذلیل کیا اُن لوگوں کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب جن لوگوں نے غوث محمد کو ڈانٹا اور اس کی تذلیل کی اور ایک مسلمان صالح کو ایذا دی اور کلمۂ حق کہنے پر اور اُس کے امر کرنے پر اس کو ڈانٹا وہ فاسق اور بددین ہیں توبہ کریں۔ فقط والله تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

جو قرآن کو نہیں مانتا کہ ... مذہب اسلام سے کافر ہو جاتا ہے

سوال ۳۱۵۔ زید اور بکر میں باہم جھگڑا تھا زید نے بکر سے کہا کہ آؤ بھائی موافق قرآن شریف کے فیصلہ کریں۔ بکر نے کہا کہ میں تمہارے قرآن کو نہیں مانتا ہوں۔ بکر کا یہ کہنا کیسا ہے اور اس کے لئے کیا حکم ہے اور قرآن شریف ایک ہی ہے یا مختلف؟

الجواب۔ قرآن شریف ایک ہی ہے مختلف نہیں ہیں اور کسی شہر اور کسی قوم کا قرآن شریف جدا جدا نہیں ہے۔ پس بکر کا قرآن شریف کی نسبت ایسا کہنا کلمۂ کفر ہے بکر کو توبہ کرنی چاہیے اور تجدید اسلام کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ توفیق توبہ کی اُس کو دیوے۔ اس کے سوا زیادہ کیا لکھا جاوے۔ فقط والله تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

قرأۃ متواترہ سے انکار یا اُسے اچھا نہ سمجھنا گناہ کبیرہ اور کفر ہے!

سوال ۳۱۶ تمام قرآن شریف میں لفظ علیھم کو حضرت امام حمزہ کوفی نے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے حالانکہ یہ قاعدہ نحوی کے خلاف ہے بعض لوگ اس پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت امام حمزہ نے غلط پڑھا ہے کسرہ پڑھنا چاہیے۔ اس کی حقیقت کیا ہے؟

الجواب تمام قرآن شریف میں لفظ علیھم کو بیشک حضرت امام حمزہ کوفی رحمہ نے بضم ہا روایت کیا ہے اور یہ قرأۃ متواترہ میں سے ہے جیسا کہ امام شاطبی رحمہ نے قصیدہ شاطبیہ میں جو قرأۃ کی مسلم ومروج ومشہور کتاب ہے اس میں فرماتے ہیں۔ علیھم الیھم حمزۃ ولدیھم جمیعاً بضم الھاء وقفاً وموصلاً مطلب اس شعر کا یہ ہے کہ یہ تین الفاظ وقفاً اور وصلاً حضرت حمزہ اس کو مضموم الہاء روایت کرتے ہیں۔ غرض ان قراءات کا انکار یا استخفاف گناہ کبیرہ ہے اور کفر ہے۔ زید کی یہ ناواقفی ہے حضرت حفص رحمہ کی روایت جس کو ہم لوگ سب پڑھتے ہیں اور بوجہ چھپ جانے کے تمام دنیا میں مروج ہے اس میں بھی کئی لفظ بخلاف ... کے کچھ خلاف

پڑھے جاتے ہیں جیسے سورۂ فتح کے شروع میں عَلَيْهُ اللّٰهَ بضم الہا ہے اور سورۂ کہف کے اخیر میں وَمَا أَنْسَانِيْهُ إِلَّا الشیطان میں ہ کو نحو کے قاعدہ سے کسرہ ہونا چاہیئے مگر حفص رحمہ دونوں کو بضم ہا روایت کرتے ہیں۔
اصل ضمائر میں ضمہ ہی ہے بوجہ عروض عارض کے کسرہ دیدیا جاتا ہے ان مواقع پر عارض کا لحاظ نہیں کیا گیا بوجہ اتباع اثر کے کیونکہ اولی مرتبہ اثر کا ہے بعد کو صرف نحو اور رسم خط عثمانی وغیرہ کا توافق دیکھا جاتا ہے فقط

حدیث معراج کے متعلق ایک سوال

سوال ۳۱۷ دو فریق میں اختلاف ہوا دربارۂ وضع قدم شریف حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں کندھے مبارک پر حضرت محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رح کے۔ فریق اول کہتا ہے کہ حدیث معراج میں کہیں یہ قصہ مذکور نہیں لہذا یہ قصہ خلاف ہے۔ فریق ثانی کا بیان ہے کہ یہ قصہ واقع ہوا ہے اور صحیح ہے اور فریق ثانی بعض کتب سے منقول پیش کرتا ہے۔ ہر دو فریق میں سے کون حق پر ہے اور یہ واقعہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب فریق اول حق پر ہے۔ درحقیقت حدیث معراج میں اور کسی حدیث صحیح میں یہ قصہ مذکور نہیں ہے اور در صورت صحت نقل اس قصہ کے حضرت محبوب سبحانی رض سے مؤول ہے ایسی تاویلات کے ساتھ جو لائق حالات اولیاء اللہ کے ہیں جیسے حضرت بایزید بسطامی کی معراج کی تاویلات ہیں اس قصہ کی بھی تاویل کی جاویگی۔ بہر حال نقل کرنا ایسے امور کا خصوصاً عوام جہال کے سامنے موجب گمراہی اور فتنہ کا ہے فقط

واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند

کتاب الرد علی البدعات

بکرا چڑھاوہ کا اور نذر ماننے کے بارہ میں

سوال ۳۱۹ عوام قبروں پر بکرا چڑھاتے ہیں اور نذریں مانتے ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ یہ بکرا فلاں پیر کا ہے پھر اس کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرتے ہیں ایسے جانور کا کھانا حلال ہے یا حرام۔ اگر حرام ہے تو بعض تفاسیر میں اہل بہ لغیر اللہ کی قید کا مطلب ہے جو شخص اس جانور کی حلت کا قائل ہو اس کو امام بنانا کیسا ہے؟

الجواب جس جانور کو تعظیماً اور تقرباً الی غیر اللہ ذبح کیا جاوے گرچہ بوقت ذبح اللہ کا نام لیا جاوے اس کا کھانا حلال نہیں کہ وہ اہل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے اور مفسرین جو ما ذبح لغیر اللہ کی ساتھ تفسیر کرتے ہیں ان کا منشا یہ ہے کہ یہ بھی ایک فرد ہے ما اہل بہ لغیر اللہ کا اور نیز اس وقت میں جس کو غیر اللہ کے نام پر پکارتے تھے اس کو غیر اللہ کے نام پر ہی ذبح بھی کرتے تھے۔ ورنہ دراصل محرم اہلال لغیر اللہ ہے جو بمعنے رفع صوت ہے کتب حنفیہ میں ایسے جانور کے حرام ہونے کی تصریح ہے۔ پھر حنفیہ کے لئے کوئی

محل ریب باقی نہیں۔ در مختار میں ہے ... فقط۔ پس جو شخص اس جوڑ کی سنت کا قائل ہو اُس کی امامت درست نہیں ہے اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ فقط۔

نماز کے بعد التزام لا الہ الا اللہ وغیرہ کرنا بدعت ہے

سوال ۳۲۰۔ ہر فرض نماز کے بعد زور سے لا الہ الا اللہ تین بار پڑھنا اور یکبار محمد رسول اللہ پڑھنا اور بعد اس کے اللّٰہم انت السلام پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر ناجائز ہے تو فرض نماز کے بعد کیا پڑھنا چاہیے۔ زور سے کلمہ پڑھنے سے مسبوق کی نماز میں خطرہ واقع ہوتا ہے؟

الجواب ہر فرض نماز کے بعد التزام اس کا بدعت ومکروہ ہے۔ درمختار میں مسجد کے مکروہات میں رفع صوت بذکر کو بھی ذکر کیا ہے، اور ہر چند کہ ذکر جہر جائز ومستحب ہے لیکن اس ہیئت خاص والتزام خاص کے ساتھ خصوصاً جبکہ تشویش مصلیان کا بھی اندیشہ ہے یہ ترتیب غیر ثابت بلکہ مکروہ وبدعت ہے۔ فرض نماز کے بعد اللّٰہم انت السلام الخ وغیرہ پڑھ کر اگر اُس نماز کے بعد سنتیں ہیں سنت ادا کرنا چاہیے ورنہ جو ادعیہ مقررہ ہیں وہ پڑھے یا جو کام چاہے کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

قدم بوسی وقبر بوسی حرام ہے

سوال ۳۲۱۔ قدم بوسی، قبر بوسی کے بارہ میں فتویٰ مفصل ارقام فرمایا جاوے؟

الجواب اقول وباللہ التوفیق وما یفعلہ الجہال من تقبیل الارض بین یدی العظماء فحرام وان الفاعل والراضی آثمان کذا فی التاتارخانیة وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزہاد فعل الجہال والفاعل والراضی آثمان کذا فی الغرائب والانحناء بالسلام ... مکروہ لانہ یشبہ فعل المجوس کذا فی جواہر الاخلاطی ویکرہ الانحناء عند التحیة وبہ ورد النہی کذا فی التمرتاشی۔ عالمگیریہ وعن انس قال قال رجل یا رسول اللہ الرجل منا یلقی اخاہ او صدیقہ اینحنی لہ قال لا قال افیلتزمہ ویقبلہ قال لا قال افیاخذ بیدہ ویصافحہ قال نعم رواہ الترمذی۔

پس معلوم ہوا کہ جھک کر کسی کی قدم بوسی کرنا، اور قبر بوسی کرنا نہیں چاہیے جب کہ جھک کر سلام کرنا بھی درست نہیں ہے تو جھک کر قدم بوسی کرنا جو مشابہ بالسجود ہے کیسے درست ہو سکتا ہے، اور قبر بوسی اس وجہ سے بھی حرام ہے کہ منقول نہیں ہے اور اس وجہ سے بھی حرام ہے کہ اس میں تشبہ بالسجود ہے اور اس وجہ سے بھی حرام ہے کہ اس میں تعظیم غیر اللہ ہے وکل ذلک حرام۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بروز عرفہ غیر عرفات میں جمع ہو کر نماز پڑھنا بدعت ہے

سوال ۳۲۲۔ موضع ننگل علاقہ بہور میں ہمارے جد امجد نماز دوگانہ حج بروز عرفہ قبل نماز عصر ادا کیا کرتے تھے اور اس نماز میں ثواب حج حاصل کرنے کی نیت سے دیگر دیہات قرب وجوار کے لوگ اکثر شامل ہوا کرتے تھے اب بعض علماء منع کرتے ہیں کیا حکم ہے؟

الجواب بروز عرفہ جمع ہونا لوگوں کا تشبہاً بالواقفین اور نفل باجماعت کثیرہ پڑھنا بخیال حصول ثواب حج لاریب بے اصل اور بدعت ومکروہ ہے۔ فی رد المحتار والحاصل ان الصحیح کراہتہ کما فی البدائع بل فی بحر ...

وفی غایۃ البیان انہا تحریمیۃ الخ وفی شرح المنیۃ وما تفعلہ ہذہ الایام ... الخ ... فہو بدعۃ وانہ عنہ اذا استمر سنۃ فہی ضلالۃ انتہی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مسجد میں تعزیہ داری کرنا گناہ و بدعت ہے۔ کفر نہیں

سوال ۳۲۳ بعض لوگ مسجد میں تعزیہ رکھتے ہیں اور مجلس کرتے ہیں جس میں مرثیہ پڑھے جاتے ہیں۔ ان امور کا مسجد میں کرنا کیسا ہے اور ان کا اصرار کفر ہے یا نہیں؟

الجواب تعزیہ داری اور مجلس مرثیہ خوانی وغیرہ ہر جگہ اور ہر وقت حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ بالخصوص مساجد میں یہ کام کرنا سخت ظلم اور معصیت اور موجب عتاب الٰہی ہے۔ مسلمانوں کو ایسی حرکات سے توبہ کرنی چاہئیے یہ امور حرام اور گناہ کبیرہ ہیں کفر نہیں ہیں اصرار کرنیوالا ان امور پر فاسق ہے اور تعزیر کا مستحق ہے فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن

چند ضروری مسائل

سوال ۳۲۴ (۱) روز جمعہ بعد ادائے فریضہ چار رکعت بہ نیت آخر ظہر پڑھنے کا کیا حکم ہے (۲) جمعہ کے روز بعد اذان ثانی مناجات کرنا کیسا ہے (۳) اکثر جگہ رواج ہے کہ بعد نماز عید سب لوگ آپس میں مصافحہ کرتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا نہ۔ اور نوشہ کو بعد عقد اسی مجلس میں مصافحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب (۱) وفی البحر قد افتیت مرارًا بعدم صلوٰۃ الاربع بعدہا بنیۃ آخر ظہر خوف اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وهو الاحتیاط فی زماننا الخ درمختار پس نماز جمعہ کے بعد چار رکعت بہ نیت آخر ظہر نہ پڑھنی چاہئیے کما فی البحر العلامۃ صاحب البحر (۲) مکروہ ہے اور ممنوع ہے درمختار میں ہے۔ وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقًا فی الاذان بین یدی الخطیب بالاذن وفی الشامی واجابۃ الاذان حینئذٍ مکروہۃ۔ اور حدیث شریف میں ہے اذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام۔ پس معلوم ہوا کہ بعد اذان ثانی جمعہ دعا و مناجات زبان سے نہ کرے (۳) تخصیص مصافحہ کی بعد نماز عید کے مکروہ ہے۔ اسی طرح تخصیص بعد عقد کے مکروہ ہے فی الشامی ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انہ تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوٰۃ بکل حال لان الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ما صافحوا بعد اداء الصلوٰۃ ولانہا من سنن الروافض ... من المدخل وموضع المصافحۃ فی الشرع انما هو عند لقاء المسلم لاخیہ لا فی ادبار الصلوٰۃ وضعہ الشرع موضعہا الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بزرگ کے پیروں کو بوسہ نہیں دینا چاہئیے

سوال ۳۲۵ کسی بڑے اور بزرگ کے پیروں کو بوسہ دینا اور چومنا کیا حکم رکھتا ہے مفصل با دلائل جواب مرحمت ہووے؟

الجواب احوط اور ارجح عدم تقبیل رجلین ہے کیونکہ تقبیل بعض صورتوں میں مشابہ سجدہ کے ہو جاتی ہے اور سجدہ اور تقبیل ارض بین یدی العلماء والمشائخ باتفاق حرام و کبیرہ گناہ ہے بلکہ بعض فقہاء نے اس میں حکم کفر کیا ہے کما فی الدر المختار وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وهل یکفر ان علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثمًا مرتکبًا

مذہب روافض کی قدامت اور اس کی بطالت

سوال ۳۲۹ مذہب روافض کب سے قائم ہوا۔ اور اس کی ناجائز ہونے کی دلیل کیا ہے؟

الجواب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زمانہ صحابہ میں سے اس قسم کے مذاہب باطلہ روافض و خوارج خذلہم اللہ تعالیٰ ظاہر ہونے لگے تھے پھر زیادہ شیوع ہوتا رہا۔ اور ان کی بطلان کی دلیل حدیث مشہور ہے کہ آپ نے فرقہ ناجیہ کی تفسیر ما انا علیہ واصحابی فرمایا اور ان کا نام بھی فرمایا کہ فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

پیر کی تصویر کو سجدہ کرنے والا کافر ہے

سوال ۳۳۰۔ ایک احرام پوش فرقہ اپنے پیر کی تصویر کو مسند پر اس صورت سے سجاتا ہے کہ گویا صاحب تصویر بحالت زندگی آرام کر رہے ہیں۔ پھر اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔ یا قدمبوس ہوتے ہیں۔ یہ لوگ تارک صلوٰۃ ہیں۔ اور بغیر توبہ کرائے طوائف کو مرید کرتے ہیں۔ اور ان کی ناجائز آمدنی سے اپنی ہر قسم کی ضروریات پوری کرتے ہیں ان کا تمام وقت طوائفوں کے یہاں گذر جاتا ہے۔ کیا یہ لوگ دائرۂ اسلام میں ہیں۔ اور کیا ان کے ساتھ مسلمانوں کی طرح رسم وملت اور اتحاد رکھنا درست ہے یا نہ؟

الجواب حدیث شریف میں ہے لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائہم مساجد اور درمختار میں ہے وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وہل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما مرتکبا للکبیرۃ درمختار وفی الشامی قال الزیلعی وذکر الصدر الشہید انہ لا یکفر بہذا السجود لانہ یرید بہ التحیۃ وقال شمس الائمۃ السرخسی ان کان لغیر اللہ تعالیٰ علی وجہ التعظیم کفر قال القہستانی وفی الظہیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقاً وفی الزاہدی الایماء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود الخ شامی جلد

ظاہر ہے کہ یہ خلاف علماء و سلف کے سامنے تقبیل ارض وغیرہ میں ہے۔ اور سجدہ تعظیمی کو مطلقاً سب علماء کفر فرماتے ہیں کہ یہ سجدہ حق باری تعالیٰ شانہ کی ساتھ مخصوص ہے اور تصاویر کی ساتھ معاملہ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ قبور کی ساتھ۔ اور اس پر لعنت وارد ہے پس وہ لوگ جو تصاویر کی ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں ملعون و مردود ہیں اور ان کے کفر میں اور مرتکب افعال شرک و کفر ہونے میں کچھ تردد معلوم نہیں ہوتا۔ اور بہر حال ان کی ساتھ سلام و اتحاد و محبت و وداد رکھنا حرام و ناجائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

صدقہ و خیرات کے لئے دن خاص مقرر کرنا [illegible]

سوال ۳۳۱ جمعرات کے دن کھانا پکا کر و مٹھائی بنیت ایصال ثواب مولوی کو دینا اور جمعرات کو اس کام کے لئے اس وجہ سے مقرر کرنا کہ یہ کام ایک وقت پر ہوتا رہے اور جمعرات کی تعیین و تخصیص ضروری نہیں سمجھتے ہیں جیسا کہ بدعتی لوگ سمجھتے ہیں۔

آیا جمعرات کے روز محض ایصال ثواب کے لیے معین کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب اگرچہ عقیدہ میں کچھ تخصیص ایصال ثواب موتی کے لیے کسی دن اور تاریخ کی نہیں ہے تو درصل اس میں کچھ حرج نہیں ہے اور جبکہ زید اور اس کے بزرگوں کا عقیدہ تخصیص کا نہ تھا صرف بمصلحت مذکورہ جمعرات کو اس کام کے لیے معین کیا گیا تھا تو ان کے حق میں یہ فعل درصل جائز تھا مگر چونکہ جیسے خود عقیدہ کی خرابی سے بچنا چاہیے ایسا ہی دوسروں کو بھی بچانا چاہیے۔ عوام کے خیال میں جمعرات کی تخصیص کچھ ایسی راسخ ہو گئی ہے کہ اس کام کا التزام اُن کے نزدیک مثل لازم کے ہو گیا ہے پس بچنا اس تخصیص و تعیین سے سب کو ضروری ہو گیا کہ عوام کا عقیدہ درست ہو اور ان کے خیالات راسخہ نکل جاویں۔ دوسرے ان لوگوں کے ساتھ مشابہت بھی نہ ہو جو عقیدۂ تخصیص کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔

الغرض اب حکم یہ ہے کہ اگرچہ زید کا عقیدہ صحیح ہو مگر اس کو یہ تعیین، در تخصیص اٹھا دینی چاہیے۔ اگر دوام نہ ہو اور کبھی ناغہ ہو جاوے یہ اس سے اچھا ہے کہ ایک بدعت لوگوں کے قلوب میں راسخ ہو۔ شامی ص۳۳۲ ج اول میں ہے وما یفعل عقیب الصلوٰۃ فمکروہ لان الجہال یعتقدونہا سنۃً او واجبۃ وکل مباح یؤدی الیہ فمکروہ۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ کوئی فعل درصل مباح بھی ہو مگر عوام جہال اُس کو اُس کی حد سے متجاوز کر دیں اور معاملہ واجب کا سا کرنے لگیں تو چھوڑ دینا اُس کا سب کو چاہیے اور ارتکاب اُس فعل کا سب کے حق میں مکروہ ہے اگرچہ ارتکاب کرنے والوں کا عقیدہ خراب نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

یا رسول اللہ کہنا علاوہ درود کے نہیں چاہیے

سوال ۳۳۲: یا رسول اللہ کہنا کیسا ہے اور صلوٰۃ وسلام نبی کریم پر جائز ہے یا کیا بعد نماز دعا آہستہ مانگی جاوے یا کیونکر، و سماع موتیٰ ابوحنیفہ کے نزدیک ثابت ہے یا نہیں اور قبور پر پھول چڑھانا جائز ہے یا نہیں اور قبل اقامت درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: یا رسول اللہ کہنا سوائے درود شریف کے دوسرے موقع پر نہیں چاہیے اور صلوٰۃ وسلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اگر بدون کسی آمیزش بدعات کے ہے تو اس کے افضل ہونے میں اور موجب ثواب ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا اور دعا بعد نماز آہستہ مانگنا افضل ہے، و سماع موتیٰ ابوحنیفہ کے نزدیک ثابت نہیں ہے اور قبر پر پھول چڑھانا بدعت ہے اور قبل اقامت درود شریف پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ فقط

دفن میت کے وقت اذان کہنا بدعت ہے

سوال ۳۳۳: میت کو دفن کرتے وقت اذان کہنا کیسا ہے؟

الجواب: وقت دفن میت کے اذان کہنا بدعت ہے، اور سلف سے منقول نہیں ہے۔ شامی میں ہے فی الاقتصار علی ما ذکر من الوارد اشارۃ الی انہ لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ الخ وقد صرح ابن حجر فی فتاویہ بانہ بدعۃ وقال من ظن انہ سنۃ قیاساً علی ندبہما للمولود الحاقاً لخاتمۃ الامر بابتدائہ فلم یصب اھ وفی شامی

قولہ لا بس بغیرھا من الصلوٰۃ والا نیدب للمولود والمھموم والمصروع الخ شامی نے اذان وقت دفن کا اس موقع پر بھی انکار کیا ہے۔ فقط۔

حدیث قدسی کی تعریف | سوال ۳۳۴ حدیث قدسی کس کو کہتے ہیں؟

الجواب جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اللہ تبارک وتعالیٰ روایت فرماویں فقط

وقت ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انگوٹھے چومنا | سوال ۳۳۵ ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی۔ شامی میں ہے تتمہ یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وعند الثانیۃ منہا قرت عینی بک یا رسول اللہ الخ۔ اس عبارت سے تقبیل ظفرین اگرچہ بطریق مرفوع ثابت نہ ہو۔ مگر اس کی اصلیت ضرور معلوم ہوتی ہے جس سے اس کو بدعت کی حد میں لانا مشکل معلوم ہوتا ہے پھر ہمارے بزرگوں کا اس پر عمل نہ ہونا تعجب ہے اور وجہ متروک ہونے کی کیا ہے؟

الجواب۔ ہندوستان میں اراضی مملوکہ مسلمین کو عشری سمجھنا چاہیئے۔ وجہ ممانعت اور متروک ہونے کی یہ ہوئی کہ عمل درحقیقت بطریق اعمال کے تھا، نہ بطریق سنیت کے پس جبکہ عوام اس کو سنت سمجھنے لگے اور تارک پر طعن وملامت ہونے لگا تو ایسا امر اگر مستحب بھی ہو تو قابل ترک ہے اور صحابہ وتابعین کا اس پر عمل در آمد نہ ہونا دلیل ہے عدم ثبوت کی فی نیاح المستحبین احدث مدعۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن

مزار پر چادر چڑھانا شرک نہیں | سوال ۳۳۶۔ ہندہ نے شاہ نظام الدین رحمۃ اللہ کے مزار پر جاکر یہ منت مانی کہ فلاں مدعیٰ میرا پورا ہوجائے گا تو نظام الدین کے مزار پر چادر چڑھاؤں گی۔ در اثنائے گفتگو میں باصرار یہ بھی کہا کہ چاہے شرک ہو یا کچھ منت ضرور بالضرور پوری کروں گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا یعنی چادر باصرار چڑھائی آیا اس صورت مذکورہ بالا میں ہندہ مشرکہ ہوئی یا نہیں۔ اور نکاح فسخ ہوا یا نہیں؟

الجواب چادر چڑھانے کی منت گناہ ہے شرک نہیں ہے۔ یہ قول اس کا لغو ہے کہ شرک ہو یا کچھ ہو۔ تاویل اس میں ممکن ہے۔ پس چادر چڑھانے سے ہندہ گنہگار ہوئی مشرکہ نہیں ہوئی۔ اور اس کا نکاح فسخ نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بدون ختنہ نکاح جائز ہے اور عرس میں شامل ہونا بدعت ہے | سوال ۳۳۷ سنا ہے کہ بدون ختنہ کے اگر لڑکے کا نکاح کردیا جاوے تو نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ یہ بات صحیح ہے یا غلط؟ (۲) عرس میں شریک ہونا اور عورتوں کو بھیجنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب یہ غلط ہے کہ بدون ختنہ کے نکاح درست نہیں ہے۔ یہ جاہلوں کی باتیں ہیں۔ بدون ختنہ ہوئے نکاح صحیح ہے کما ھو مقتضی اطلاق النصوص قال فی الدر المختار وللولی الاتی بیانہ انکاح الصغیرۃ جبراً ولو ثیبا الخ

(۲) عرس میں جانا اور شریک ہونا بدعت اور حرام ہے اور عورتوں کو لیجانا بھی وہاں حرام ہے وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن زوارات القبور رواہ احمد والترمذی الخ مشکوٰۃ شریف وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام کل بدعۃ ضلالۃ الحدیث، وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد الحدیث فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

۱۳۴۶ | بعض بدعات کی تردید | **سوال ۳۳۸** ربیع الاول میں کونڈا اور محرم میں تعزیہ اور صحنک گیارھویں وغیرہ بزرگوں کے نام پر کرنا اور قبروں پر چادریں چڑھانا کیسا ہے اور ایسا کرنے والا بدعتی وضال ہے یا نہیں؟ اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور میل جول رکھنا کیسا ہے۔ اور ایسے عقائد والے کے ساتھ سنی حنفیہ عورت کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب یہ سب رسوم بدعت وضلالت ہیں مرتکب ان رسوم کا بدعتی ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اگر وہ ان رسوم کو نہ چھوڑے تو اس سے متارکت لازم ہے، اور اگر عقائد اس کے حد کفر کو نہیں پہنچے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن اچھا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

۱۳۳۵ | اولیاء اللہ سے دعائیں مانگنا بدعت اور شرک ہے | **سوال ۳۳۹** ۔ اولیاء اللہ کو حقیقۃً قادر اور متصرف جاننا اور ان سے مرادیں مانگنا اور مزاروں پر جاکر حاجتیں چاہنا کہ اے پیر صاحب مجھے ایک بیٹا دیدو اور میرا مقدمہ جتادو اور مقصود حاصل کردو۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں اور مولانا روم قدس سرہ کا قول اولیاء را ہست قدرت از الہ اس قول کا کیا مطلب ہے۔

الجواب قادر متصرف علی الاطلاق حقیقۃً حق تعالیٰ ہے کسی کے لئے اولیاء اللہ میں سے یہ صفت ثابت کرنا عین شرک ہے۔ آیات و احادیث اس معنی میں بکثرت ہیں بندوں کا یہ فرض ہے کہ وہ جو کچھ مانگیں اللہ سے مانگیں اور مدد چاہیں تو اللہ سے چاہیں اگر دعا کریں تو اللہ سے کریں۔ حدیث شریف میں ہے واذا استعنت فاستعن باللہ اور سورۂ فاتحہ میں خود ارشاد ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اور فرمایا ادعونی استجب لکم پس اولیاء اللہ سے مرادیں مانگنا اور ان کو متصرف جاننا سب دام شیطان ہے اور بدعت ہے اور شرک ہے اور شعر مولانا روم کا مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی دعا حق تعالیٰ قبول فرماتا ہے جو کچھ وہ اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرماتا ہے۔ اگر مقتضائے حکمت ہو جیسے کہ لفظ از الہ خود اس پر شاہد ہے اور قدرت کہنا اس کو مجازاً ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۳۴۹ | سوم دہم چہلم وغیرہ بدعات میں داخل ہیں | **سوال ۳۴۰** زید کا قول ہے کہ اہل میت کو پہلے اور تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد صدقہ خیرات کرنا اور قبر پر رکھنا اور شیرینی لیجانا اور قاریوں کو کلام اللہ پڑھنے کو جمع کرنا مردوں

ورثہ میت سے ضیافت لینا بھی مکروہ ہے اور دہم و چہلم وغیرہ کا کھانا فقہاء حنفیہ کو مکروہ ہے۔ بکر کہتا ہے کہ زید کا قول غلط ہے۔ ہر صورت اہل میت کا کھانا درست ہے۔ ہر دو میں کس کا قول صحیح اور کس کا قول غلط ہے؟

الجواب زید کا قول صحیح ہے بکر خلاف حکم شریعت کہتا ہے رد المحتار میں فتح القدیر سے منقول ہے ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت لانه شرع فی السرور لا فی الشرور وهی بدعة مستقبحة روی الامام احمد و ابن ماجه باسناد صحیح عن ابن عبد الله قال کنا نعد الاجتماع الی اهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة وفی البزازیة ویکره اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم او لقراءة سورة الانعام او الاخلاص الغرض زید کا قول اس بارہ میں صحیح ہے سوم دہم چہلم سب ممنوع و بدعت ہے اور کھانا کھانا میت کا موافق تفصیل فقہاء مکروہ ہے بکر کا قول باطل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کتاب الصلوٰة

داڑھی کی کترائی کرنیوالے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال ۳۴۱ جو شخص داڑھی کا کترنا ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔ اور اپنے ہاتھ کی کمائی میں والدین کو حصہ مل سکتا ہے یا نہیں؟ اگر والدین فقیر ہوں تو وہ مقدم ہیں یا اولاد؟

الجواب امامت اس کی مکروہ ہے بسبب فاسق ہونے کے۔ نکاح خوانی و ذبیحہ اس کا درست ہے کیونکہ مسلمان ہے اور والدین اس کے اگر محتاج ہیں تو ان کا خرچ و نفقہ بیٹے پر واجب ہے اپنے عیال و اطفال کو بھی اور والدین کو بھی دیوے سب کا نفقہ اس پر لازم ہے ویجب علی موسر النفقة لاصوله الفقراء ولو قدر علی الکسب الخ درمختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

تحقیق متعلق وقت عشاء

سوال ۳۴۲ مغرب کا وقت کس وقت ہوتا ہے اور عشاء کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

الجواب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا مذہب دربارہ وقت عشاء کے یہ ہے کہ سفیدی غائب ہونے کے بعد عشاء کا وقت ہوتا ہے اور سفیدی بعد سرخی کے ہوتی ہے سفیدی کا غائب ہونا آجکل قریب نو بجے کے ہے جبکہ مغرب کا وقت ساڑھے سات بجے ہو تو عشاء کا وقت نو بجے کے قریب ہوگا کیونکہ آجکل فصل سرما میں وقت مغرب و عشاء قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے ہے پس جو صاحب کہتے ہیں کہ وقت عشاء کا نو بجے ہوتا ہے وہ صحیح ہے۔ ساڑھے آٹھ بجے آجکل وقت عشاء کا موافق مذہب صحیح امام ابوحنیفہ کے نہیں ہوتا۔ البتہ صاحبین جو سرخی کو شفق فرماتے ہیں ان کے مذہب کے موافق ساڑھے آٹھ بجے ہوتا ہے۔ مگر

امام صاحب کے اصل مذہب کے موافق نہیں ہوتا۔ گو روایات امام صاحب سے یہ بھی ہے جو صاحبین کا قول ہے مگر صحیح قول یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک شفق سفیدی ہے جو بعد سرخی کے ہے اُس کے موافق وقت عشاء کا اُس وقت ہوتا ہے کہ سفیدی غائب ہوجاوے اور وہ قریب نو بجے کے یعنی نو بجے سے چار پانچ منٹ پہلے ہے یہ صحیح ہے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان کوئی دوسرا وقت نہیں ہے مگر جبکہ مغرب کا وقت سفیدی غائب ہونے تک رہتا ہے اور عشاء کا وقت بعد سفیدی کے ہوتا ہے تو پھر کچھ اشکال نہیں رہا۔ اور اس تحریر میں تینوں سوالات کا جواب پورا ہوگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

قعدہ اولی چھوڑ کر کھڑا ہوگیا پھر بیٹھ گیا اور سجدہ سہو کیا تو نماز ہوگئی

سوال ۳۴۳ امام قعدہ اولی چھوڑ کر کھڑا ہوگیا پھر متنبہ کرنے پر بیٹھ گیا اور سجدۂ سہو کرلیا تو نماز ہوئی یا نہیں ؟

الجواب اگر امام نے سہواً قعدہ اولی نہ کیا کھڑا ہوگیا بعد متنبہ کرنے کے بیٹھ گیا اور سجدۂ سہو کرلیا تو صحیح قول کے موافق اُس کی نماز صحیح ہوگئی لیکن اُس کو لوٹنا نہ چاہیئے تھا۔ یہ اُس نے بُرا کیا بعض فقہائے اس صورت میں فسادِ نماز کا حکم کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ نماز ہوجاتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جھوٹی حدیث بنانے والے کے پیچھے نماز مکروہ ہے

سوال ۳۴۴ ایک شخص احادیث جھوٹی بنا کر بیان کرتا ہے اور خلاف عقائد بہت باتیں بیان کرتا ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور اس شخص کیسے کیا حکم ہے

الجواب وہ شخص کذب و مفتری یا دیوانہ ہے جھوٹی روایات بیان کرتا ہے اور حق تعالیٰ اور اس کے رسول برحق پر بہتان لگاتا ہے اور مصداق اس وعید کا ہوتا ہے من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنی جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا دے وہ شخص مبتدع و فاسق ہے اُس کو امام بنانا درست نہیں ہے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

جو شخص مریدین کی مستورات سے پردہ نہ کرے وہ بیعت کے قابل نہیں

سوال ۳۴۵ ایک شخص لوگوں کو مرید کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مریدین کی مستورات کو مجھ سے پردہ کرنا نہیں چاہیئے اور بجائے تلاوت قرآن مجید کے اللہ اللہ کرنا چاہیئے۔ ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے ؟

الجواب ایسا شخص بیعت کے قابل نہیں اور اس کے قول و فعل کا اعتبار نہیں ہے مقتدا ہونے کے لائق نہیں اور امام بنانے کے قابل نہیں۔ جس کے مریدین فساق و مبتدعین ہیں نماز اُن کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔

غیر مقلد کی امامت، احتیاط ظہر وغیرہ، زندہ جانور کا صدقہ

سوال ۳۴۶ غیر مقلد امام کے پیچھے مقلد مقتدی کی نماز ہوجاتی ہے یا نہیں ؟
(۲) جمعہ پڑھنا بہتر ہے یا احتیاط ظہر، اور شعبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں پڑھنا کیسا ہے ؟
(۳) زندہ جانور کو بندہ کے نام پر صدقہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ (۴) جو غیر مقلد حنفیوں کو مشرک

کہے، اس کے لئے کیا حکم ہے؟ (۵) حنفی کو حنفی کس وجہ سے کہتے ہیں (۶) امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب غیر مقلد امام اگر رعایت اس امر کی کرتا ہے کہ وہ امر نماز میں نہ کرے جس سے مقتدی حنفی کی نماز فاسد یا مکروہ ہو اور وہ متعصب نہ ہو تو اقتدا اس کی درست ہے کتب فقہ حنفیہ میں اس کی تفصیل درج ہے۔ (۲) شہروں اور قصبات وغیرہ میں جہاں جمعہ بے تردد ہوجاتا ہے وہاں احتیاط الظہر نہ پڑھیں کہ اس سے جمعہ میں شبہ ہوگا۔ صاحب درمختار نے صاحب بحر رائق کا فتوی عدم جواز احتیاط الظہر کا نقل فرمایا ہے فلیراجع اور خطبہ شروع ہونے کے بعد سنتیں نہ پڑھیں نہ اول خطبہ کے وقت نہ دوسرے خطبہ کے وقت کما ھو فی الروایات اذا خرج الامام فلا صلوۃ ولا کلام۔ (۳) درست ہے (۴) ایسا غیر مقلد سخت گناہ گار اور فاسق و مبتدع ہے۔ ایسے غیر مقلد کے پیچھے نماز بھی درست نہیں (۵) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی تقلید اور انتساب کی وجہ سے حنفی کہتے ہیں (۶) امام کے پیچھے الحمد اور سورۃ کچھ نہ پڑھنی چاہیئے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے واذا قرء فانصتوا۔ اور دوسری حدیث میں ہے من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ۔ فقط

| فدیہ نماز | **سوال ۳۴۷** میت کی نماز کے فدیہ میں ایک نماز کے بدلے دو مسکینوں کو ایک وقت شکم سیر کر کے |

کھلانا کافی ہے یا نہیں اور تمام نمازوں کا حساب کر کے فی نماز دو دو آدمی ایک ہی وقت میں کھلا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب فدیہ ایک نماز کا نصف صاع گندم یا اس کی قیمت ہے فدیہ میں تملیک اور اباحت دونوں درست ہیں لیکن اباحت میں یہ شرط ہے کہ ایک مسکین کو دو وقت کھانا کھلاوے اگر دو مسکینوں کو ایک وقت شکم سیر کھانا کھلا دیا تو فدیہ ادا نہ ہوگا جب تک کہ ان میں سے ایک کو دوسرے وقت کھانا نہ کھلاوے۔ اسی طرح تمام نمازوں کا حساب کر کے فی نماز دو دو آدمیوں کو ایک وقت میں شکم سیر کھلانے سے فدیہ ادا نہ ہوگا ولذا کل صلوۃ ولو وتر کصوم یوم وکذا نفطرۃ درمختار وھل یکفی الاباحۃ فی الفدیۃ قولان المشہور نعم اعمدہ تملیکہ وتبعہ القہستانی لکن ما ورد بلفظ الاطعام جاز فیہ الاباحۃ والتملیک بخلاف ما ورد بلفظ الاداء والایتاء فانہ للتملیک ونظیرہ کفارۃ الصوم وانما جاز الاباحۃ فیہا لان المذکور فیہا الاطعام وعشاھم او عشاھم وعشاھم فیجزی لعشرۃ و لو غداھم و عشاھم و اثنین او عشاھم و سحورا او اشبعھم فی اکلۃ واحدۃ یجزی الا عن نصف الاطعام فیجب ... مسکین منھم غداء او عشاء او فی یوم آخر درمختار وھکذا فی الشامی فقط

| پرانی مسجد کو درست اور آباد کرنا بہت ضروری اور کار ثواب ہے | **سوال ۳۴۸** ایک مسجد ایک تیس مدت کی ہے جس میں وقت پر |

نماز نہیں ہوتی نہ ریہاں کے نمازی اس ویرانی کی وجہ سے ایک دوسری مسجد کو جو ویران پڑی ہے آباد کرنا چاہتے ہیں تیس صاحب پرانی مسجد کی تعمیر و مرمت کرنا چاہتے ہیں تو جائز یا نہیں؟

الجواب پرانی مسجد کو درست اور آباد کرنا بہت ضروری اور کار ثواب ہے۔ پرانی مسجد کی تعمیر و مرمت

کو روکنا جائز نہیں ہے۔ فریق غالب کا روکنا مسجد ویران کی تعمیر و آبادی کو بالکل ظلم و جہالت ہے۔ ویران مسجد کو آباد کرنا اور اس کی حفاظت اور تعمیر و مرمت کرنا عین ثواب ہے قال اللہ تعالیٰ انما یعمر مساجد اللہ من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر۔ الاٰیۃ۔ اور فرمایا وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ فی خرابہا الاٰیۃ۔ فقط

مسجد محلہ میں امام ابوحنیفہ رح کے مذہب میں دوسری جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے

سوال ۳۴۹ جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں کرنا کیسا ہے ثواب ہے یا نہیں؟

الجواب مسجد محلہ میں امام ابوحنیفہ رح کے مذہب میں دوسری جماعت کرنا مکروہ تحریمی ہے قولہ ویکرہ ای تحریماً شامی۔ پس شرکت اس میں درست نہیں اور مقتدی مستحق ثواب نہیں جماعت ثانیہ کی عادت موجب تقلیل جماعت اولیٰ ہے۔ یہ بھی ایک وجہ فقہاء نے ممانعت جماعت ثانیہ کی تحریر فرمائی ہے اور فعل مکروہ میں شرکت و اعانت ظاہر ہے کہ موجب ثواب نہیں ہو سکتی۔ والتفصیل فی کتب الفقہ۔ اگر زیادہ تر اس مسئلہ کی تحقیق و تفصیل دیکھنا منظور ہے تو حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ کا رسالہ کراہۃ جماعۃ ثانیہ ملاحظہ فرماویں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

معذور غیر معذور کا امام نہیں بن سکتا

سوال ۳۵۰ ایک شخص کو عارضہ ناسور ہے اور قطرہ قطرہ رطوبت خارج ہو کر کپڑے میں جذب ہو جایا کرتی ہے اور یہ مرض دائمی ہے تو یہ شخص عصر کی وضو سے مغرب کی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ اسی کپڑے کو پہنے ہوئے نماز پڑھنا اور امام ہونا درست ہے یا نہیں؟

الجواب وہ شخص معذور ہے اور معذور غیر معذورین کا امام نہیں بن سکتا۔ کما فی الدرالمختار ولا طاہر بمعذور۔ اور معذور وقت کے اندر نماز اس عذر کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اور کپڑے کے دھونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ اندیشہ ہے کہ کپڑے کو دھویا جاوے گا تو پھر نماز سے پہلے ناپاک ہو جاوے گا تو نہ دھونا درست ہے اور اگر یہ سمجھتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے تک درہم سے زیادہ ناپاک نہ ہوگا تو دھونا چاہیے۔ فقط

غیر مقلدین متعصبین و قادیانیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے

سوال ۳۵۱ (۱) غیر مقلدین کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟
(۲) قادیانیوں کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب غیر مقلدین متعصبین کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہیے (۲) قادیانیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں فقط

امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

سوال ۳۵۲ مسجد کی بیرونی محراب میں امام کے کھڑے ہونے کی کراہت میں کوئی حدیث یا روایت فقہی ہے تو تحریر فرمائیے؟

الجواب شامی جلد اصفحہ ۶۶۲ میں ہے (۱۱) صورۃ روی عن ابی حنیفۃ انہ قال اکرہ للامام ان یقوم بین الساریتین الخ۔ اس روایت سے امام کے در میں کھڑے ہونے کی کراہت معلوم ہوتی ہے فقط

قرآن غلط پڑھنے والے امام کا حکم

سوال ۳۵۳ ایسے شخص کو امام بنانا کیسا ہے جو شین کی جگہ سین پڑھے

ونزول الرحمة على الجماعة ينزل على الإمام أولاً ثم يتجاوز عنه إلى من بحذائه في الصف الأول ثم إلى الميامن ثم إلى المياسر ثم إلى الصف الثاني الخ ... وفي معراج ان الافضل ان يقف في الصف الآخر اذا خاف ايذاء احد

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ صف اول میں بھی باعتبار جوانب ثواب میں کمی بیشی ہے جو شخص امام کے محاذی ہے اُس پر رحمت کا نزول زیادہ ہے مگر دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہو تو پھر افضل یہ ہے کہ اُس جگہ کو چھوڑ دے اور بہتر یہ ہے کہ امام کے قریب علماء و صلحاء کھڑے ہوں لیکن جاہل کو بھی اٹھانا نہ چاہیے اور اُس کو ایذا نہ دینا چاہیے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مسجد میں پہلے سے کپڑا رومال وغیرہ بچھانے کا حکم

سوال ۳۷۷ مسجد میں پیشتر سے کپڑا رومال وغیرہ رکھکر قبضہ کرنا درست ہے یا نہیں۔ اور اگر کوئی شخص مسجد سے اُٹھکر حوائج ضروریہ کے لئے مسجد سے باہر آوے اور رومال اپنی جگہ چھوڑ آوے تو یہ اُس جگہ کا مستحق ہوگا یا نہیں اگر کوئی اُس جگہ بیٹھ گیا تو وہ شخص اُس کو اٹھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب شامی میں ہے وینبغی تقییدہ بما اذا لم یقم عنہ علی نیة العود بلا مہلة کما لو قام للوضوء مثلاً ولاسیما اذا ترک فیہ ثوبہ لتحقق سبق یدہ الخ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص پہلے سے کہ مسجد میں کسی جگہ بیٹھا اور پھر بضرورت وضوء وغیرہ وہاں سے اُٹھا اور اس جگہ اپنا کپڑا رکھ گیا تو وہ زیادہ مستحق ہے اُس جگہ کے ساتھ پس اگر کوئی دوسرا اس جگہ بیٹھ گیا تو وہ اس کو اٹھا سکتا ہے اور بدون اس حالت مذکورہ کے جگہ رومال رکھنا اور قبضہ کرنا اچھا نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد میں پہلے آنے کا حکم

سوال ۳۷۸ جو مسجد میں پہلے آوے گا اُس کو ثواب زیادہ ملیگا یا کس کو؟

الجواب جو پہلے آوے گا اُس کو ثواب زیادہ ہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

معتکف حوائج سے واپس آنے کے بعد اپنی جگہ بیٹھے یا دوسری جگہ

سوال ۳۷۹ اگر کوئی معتکف حوائج ضروریہ کے لئے مسجد سے باہر جاوے واپس آنے پر مقررہ جگہ پر بیٹھے یا جس جگہ چاہے بیٹھ سکتا ہے؟

الجواب مسجد میں جس جگہ چاہے بیٹھ سکتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مسجد کی دائیں طرف اذان اور بائیں طرف اقامت کہنے کا ثبوت نہیں

سوال ۳۸۰ دائیں طرف اذان اور بائیں طرف اقامت ہونے کا ثبوت شرعی ہے یا نہیں؟

الجواب اس کا کچھ ثبوت نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

غیر مقلد اگر اچھے عقیدہ والا ہو تو اُس کے پیچھے نماز درست ہے

سوال ۳۸۱ غیر مقلد امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب غیر مقلد امام اگر عقیدے کا اچھا ہے تو نماز اس کے پیچھے درست ہے

مگر بہتر نہیں ہے اور اگر اُس کا عقیدہ خراب ہے اور مقلدین کو مشرک جانتا ہے اور سب سلف کرتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی یعنی حرام ہے۔ بہرحال احتیاط لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ذبح کرنے کی اجرت لینے والے امام کے پیچھے نماز درست ہے

سوال ۳۸۲ جو پیش امام ذبح کرنے کی اجرت لیتا ہو۔ اُس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب اس کے پیچھے نماز درست ہے کچھ کراہت نہیں ہے اول تو حدیث شریف میں وارد ہے صلوا خلف کل بر او فاجر الحدیث۔ اور ثانیاً ذبح کرنے پر اجرت لینا شرعاً ممنوع نہیں ہے۔ فقط

کتے کے چمڑے کو دباغت دیکر اس پر نماز پڑھنا جائز ہے!

سوال ۳۸۳ زید نے جلد کلب کو دباغت دیکر جانماز بنالی ہے اور مسجد میں بچھا کر اس پر نماز پڑھتے ہیں۔ اور قرآن شریف اس پر رکھتے ہیں۔ یہ امر جائز ہے یا نہیں؟

الجواب جلد کلب وغیرہ کے بارہ میں درمختار میں مذکور ہے واعلم ان الکلب لیس بنجس العین عند الامام وعلیہ الفتوی وان رجح بعضہم النجاسۃ کما بسطہ ابن الشحنۃ فیباع ویوجر ویضمن ویتخذ جلدہ مصلی ودلواً الخ شامی میں ہے قولہ وعلیہ الفتوی وھو الصحیح والاقرب الی الصواب بدائع وھو ظاہر المتون بحر ومقتضی عموم الادلۃ فتح۔ پس درمختار وشامی وبدائع وبحر الرائق وفتح القدیر سے ترجیح جواز کی معلوم ہوئی۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو محل اعتراض نہیں ہے اور احتیاطاً نہ کرنا دوسری بات ہے جواز میں کلام نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

جماعت ثانیہ کا حکم

سوال ۳۸۴ جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں جس میں امام ومؤذن مقرر ہو مکروہ ہے اور جو مسجد ایسی نہیں ہے اس میں درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اثناء صلوٰۃ فجر میں طلوع شمس سے نماز فاسد ہوتی ہے۔ اور اس کی دلیل

سوال ۳۸۵ روی ابن حبان مرفوعاً بسند صحیح عن ابی ھریرۃ من ادرک رکعۃ قبل ان تطلع الشمس ثم طلعت فلیصل الیہا اخری کذا فی کنز العمال ج ۴ ص ۷۹۔ اس حدیث کے مختلف الفاظ فتح الباری مصری ج ۲ ص ۴۷ میں باسانید متعددہ وصحیحین میں بھی موجود ہیں۔ حنفیہ کا جو مسلک ہے کہ اثناء صلوٰۃ فجر میں طلوع آفتاب سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور حدیث من ادرک الخ میں امام طحاوی نے تاویلیں کی ہیں۔ حدیث کے مختلف الفاظ کو اگر دیکھا جائے تو وہ تاویلیں ہرگز جاری نہیں ہوسکتیں؟

الجواب کتب میں جو تاویلات ہیں وہ آپ کی پیش نظر ہیں، اُن کے لکھنے کی نہ فرصت نہ ضرورت حضرت مولانا سلمہ نے جو کچھ مختصراً اس بارہ میں فرمایا ہے وہ عرض کیے دیتا ہوں:۔

حد وستون وقیل ثمانیۃ عشر وقیل خمسۃ عشر والفتوی علی الثانی لانہ الاوسط وفی المجتبی فتوی ائمۃ خوارزم علی الثالث۔ اس عبارت سے واضح ہوا کہ اصل مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ تین دن کا سفر ہو اور وہ جگہ جس کی طرف سفر کا ارادہ ہے تین منزل ہو لیکن بہت سے مشائخ نے فراسخ کا اعتبار کیا ہے اور اس میں فتوی ائمہ خوارزم کا پندرہ فرسخ یعنی ۴۵ میل پر ہے۔ مکرر آنکہ عبارات مذکورہ سے واضح ہے کہ اصل مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ تین منزل کا سفر ہو پس اگر حساب منازل کا سہل ہو تو اس کو دیکھا جاوے۔ مگر چونکہ ہر ایک کو اعتبار منازل میں دشواری ہوتی ہے اس وجہ سے مشائخ نے ان منازل کی تحدید میلوں سے کردی ہے جس میں تین قول ہیں جو اوپر معلوم ہوئے۔ میل کی مقدار شرعی ذراع سے چار ہزار ذراع لکھی ہے اور ذراع شرعی اس زمانہ کے گز کے حساب سے قریب دس گرہ کے ہوتا ہے پس اس کے موافق میلوں کا حساب کرلیا جاوے اور ۴۵ میل کا اندازہ کرلیا جاوے کہ اس زمانہ کے میلوں سے اس میں کس قدر فرق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سائس اور غسال کی امامت کا حکم

سوال ۳۸۹ جو شخص سائسی کرتا ہے اور مردہ کو غسل دیتا ہے اس کے پیچھے نماز درست وصحیح اور جائز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب حدیث شریف میں ہے صلوا خلف کل بر وفاجر یعنی ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھو اس سے معلوم ہوا کہ سائس اور مردہ شو وغیرہ کے پیچھے نماز صحیح ہے البتہ اولی بالامامۃ وہ ہے جو مسائل نماز سے واقف ہو اور صالح ہو اور خلاف شرع امور نہ کرتا ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نماز عصر دو مثل کے بعد پڑھنی چاہیئے

سوال ۳۹۰ کچھ لوگ یہاں پر نماز عصر ایک مثل پر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اول وقت یہی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو جماعت میں شریک نہیں ہوتے اور بیٹھے رہتے ہیں اور دیر کرکے علیحدہ جماعت کرتے ہیں۔ اس صورت میں صحیح کیا بات ہے؟

الجواب احتیاط اس میں ہے کہ نماز عصر دو مثل سے پہلے نہ پڑھیں حضرت امام ابوحنیفہ رح کا یہی مذہب ہے اور احادیث سے ثابت ہے چنانچہ شرح منیہ میں احادیث صحیحہ امام صاحب کے مذہب کی دلیل میں نقل فرمائی ہیں شامی میں ہے۔ فحیث تکافأت الادلۃ ولم یظہر ضعف دلیل الامام بل ادلتہ قویۃ ایضا کما یعلم من مراجعۃ المطولات وشرح المنیۃ الخ پس اچھا وہی لوگ کرتے ہیں جو ایک مثل پر عصر نہیں پڑھتے بلکہ دو مثل کا انتظار کرتے ہیں کیونکہ عبادات میں احتیاط لازم ہے ایک مثل پر پڑھنے میں شبہ وقت سے پہلے پڑھنے کا ہے۔ اور دو مثل پر پڑھنے میں بے شبہ نماز وقت میں ہو جاتی ہے پس شبہ میں پڑنا احتیاط کے خلاف ہے خصوصاً امر عبادات میں اور تاخیر عصر میں متعدد احادیث وارد ہیں۔

ایک شل پر پڑھنے میں یہ فضیلت بھی ترک ہوتی ہے ، لہذا جو لوگ ایک شل پر جماعت کرتے ہیں اُن کو فہمائش کرنی چاہیئے کہ بعد دو شل کے نماز پڑھا کریں۔ تاکہ اُس وقت سب شریک ہو جاویں۔ فقط عزیز الرحمن

(تراویح کی نماز بیس ہی رکعت کی ہے) **سوال ۳۹۱** فریق اول کہتا ہے کہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعت تھی۔ جیسا کہ حدیث حضرت عائشہؓ سے ثابت ہے۔ تراویح وغیرہ سب اس میں داخل ہے۔ فریق ثانی کہتا ہے کہ تراویح علیحدہ نماز ہے وتر و تہجد نہیں۔ اسی لئے تراویح بیس رکعت پڑھنا چاہیئے۔ اس میں حق بات کیا ہے ؟

الجواب ۔ گیارہ رکعت جو حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی حدیث میں آئی ہے وہ تہجد اور وتر کی نماز ہے جیسا غیر رمضان کا لفظ اس کا قرینہ صاف موجود ہے کیونکہ غیر رمضان میں تراویح نہیں ہوئی۔ تراویح بیس رکعت ہیں اور اجماع صحابہ اس پر ہے۔ قال فی رد المحتار قولہ وھی عشرون رکعۃ ھو قول الجمھور وعلیہ عمل الناس شرقاً وغرباً۔ موطا امام مالک رحؒ میں یہ حدیث موجود ہے حدثنا مالک عن یزید بن رومان انہ قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضؓ فی رمضان بثلث وعشرین رکعۃ قولہ بثلث عشرین رکعۃ قال البیھقی والثلث ھو الوتر والا ینافیہ الروایۃ السابقۃ فانہ وقع اولا ثم استقر الامر علی العشرین فروی البیھقی باسناد صحیح انھم یقومون فی عھد عمر بعشرین رکعۃ وفی عھد عثمان وعلی مثلہ۔ فقط کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

(امام کا مقتدیوں سے علیحدہ رہنا مکروہ ہے) **سوال ۳۹۲** ۔ امام محراب کے اندر کھڑا ہوا اور مقتدی باہر یہ جائز ہے یا نہیں۔ اور درمیان کی دیوار کا بھی یہی حکم رکھتا ہے یا کیا۔ اگر امام بلندی پر ہو اور مقتدی نیچے ہوں تو درست ہے یا نہیں ؟

الجواب ۔ امام بالکل محراب کے اندر کھڑا ہو اس طرح کہ قدم بھی باہر محراب سے نہ ہوں یہ مکروہ ہے ایسا نہ کیا جاوے اور درمیان کی دیوار کا بھی یہی حکم رکھتا ہے بالکل اس کے اندر کھڑا ہونا امام کا مکروہ ہے کذا فی الشامی

(سفر میں قصر نماز پڑھنے کے وجوب کی دلیل) **سوال ۳۹۳** ہر سفر میں باوجود امن وامان کے بھی ضرور نماز قصر ہی پڑھنا واجب ثابت نہیں ہوتا دلیل وجوب تحریر فرمایئے ؟

الجواب دلیل وجوب یہ حدیث ہے وعن یعلی ابن امیۃ قال قلت لعمر بن الخطاب رضؓ انما قال اللہ تعالیٰ ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا فقد امن الناس قال عمر عجبتُ مما عجبتَ منہ فسألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال صدقۃٌ تصدق اللہ بہ علیکم فاقبلوا صدقتہ رواہ مسلم۔ حاصل یہ کہ یعلی ابن امیۃ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضؓ سے عرض کیا کہ حق تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ نماز کو قصر کرو۔ اگر تم کو خوف کفار کے فتنہ کا ہو۔ پس اب لوگ مامون ہیں وہ خوف نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا مجھے یہ شبہ پیش آیا تھا سو میں نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

آپ نے فرمایا اللہ کا نام ہے اس کو قبول کرو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نماز میں سورتوں کے تقدیم و تاخیر سے سجدۂ سہو لازم نہیں

سوال ۳۹۴ نماز میں سورۃ مقدم موخر پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے یا نہیں؟

الجواب سجدۂ سہو لازم نہیں مگر عمداً ایسا کرنا مکروہ ہے ویکرہ الفصل بسورۃ بسورۃ قصیرۃ وان یقرء منکوسًا۔ درمختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سجدہ میں شک ہو تو سجدۂ سہو کرے

سوال ۳۹۵ امام کو شک ہوا کہ میں نے ایک سجدہ کیا یا دو۔ اس صورت میں سجدۂ سہو کرے یا نماز لوٹا دے؟ (۲) بلاضرورت سجدۂ سہو کرنے سے نماز دوہرا دے یا نہ؟

الجواب اگر ظن غالب کسی جانب نہیں تو ایک سجدہ اور کرکے سہو کرے وجب علیہ سجود السہو فی جمیع صور الشک سواء عمل بالتحری او بنیٰ علی الاقل لکن فی السراج انہ یسجد للسہو فی اخذ الاقل مطلقًا وفی غلبۃ الظن ان تفکر قدر رکن الخ درمختار فقط (۲) دوہرانا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سجدۂ سہو کے بعد اگر کوئی اسی سجدہ کرنیوالے کی اقتدا کرے تو صحیح ہے

سوال ۳۹۶ امام فرض نماز میں التحیات پڑھنے بیٹھ گیا بعد سہو کرنے کے اب نیا مقتدی آکر نماز میں ملا۔ فرمایئے کہ مقتدی نماز میں مل گیا یا نہیں۔ از احسن المسائل کے باب سہو میں ہے کہ اگر سہو والے نے نماز کا سلام پھیرا اور کسی شخص نے اس خیال سے کہ اس پر سجدۂ سہو باقی ہے اقتدا کیا تو اگر یہ مقتدی امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے گا تو اس کا اقتدا صحیح ہے ورنہ درست نہ ہوگا اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

الجواب درمختار میں ہے سلام من علیہ سجود السہو یخرجہ موقوفًا ان سجد عاد الیہا والا لا و علی ھذا یصح الاقتداء بہ الخ ان سجد میں سجد کی ضمیر من علیہ سجود السہو کی طرف راجع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر امام نے سلام کے بعد سجدۂ سہو کیا تو نماز سے خارج نہیں ہوا اقتدا اُس کا درست ہے مقتدی کا امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور احسن المسائل کی عبارت میں بھی مراد من علیہ السہو کا سجدہ کرنا ہے یعنی اگر من علیہ السہو نے سجدۂ سہو کیا تو اقتدا اُس کا درست ہے فقط

نماز میں قہقہہ سے نماز و وضو دونوں فاسد ہو جاتی ہیں

سوال ۳۹۷ نماز میں قہقہہ کرنا وضو اور نماز دونوں کو فاسد کر دیتا ہے یا صرف نماز کو؟

الجواب نماز میں قہقہہ کرنے سے وضو اور نماز دونوں فاسد ہو جاتی ہیں کما فی الدر المختار و قہقہۃ بالغ یقظان یصلی بطہارۃ صغری مستقلۃ صلوٰۃ کاملۃ ولو عند السلام عمدًا انتہی ملخصًا فقط واللہ اعلم

امام شافعی کی متابعت کس سے نماز ہو جاتی ہے

سوال ۳۹۸ حنفی مقتدی نے متابعت امام شافعی المذہب قبل سلام سجدۂ سہو کر لیا اور سلام پھیر دیا بعد سجدہ تشہد نہیں پڑھا اُس کو تشہد پڑھنا ضروری تھا

اور سورۃ پڑھے اور باقی دو رکعت میں صرف فاتحۃ الکتاب پڑھے۔ اور تیسری صورت میں مقتدی چاروں رکعت میں۔ لہذا بعد سلام امام کے اول کی دو رکعت میں الحمد اور سورۃ پڑھے اور دوسری رکعت کے آخر میں صرف الحمد پڑھے۔ فقط حررہ عنایت الٰہی و ولدہ خلیل احمد۔

الجواب کتب فقہ کی تفصیل کے موافق پہلا جواب صحیح ہے اور دوسرے اور تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں مقتدی لاحق و مسبوق ہے اور حکم ایسے مقتدی کا یہ ہے کہ پہلے وہ رکعت بلا قرأۃ ادا کرے جس میں لاحق ہے اور پیچھے وہ رکعت ادا کرے جس میں مسبوق ہے پس دوسری صورت میں پہلی دو رکعت بلا قرأۃ ادا کرے اور پھر تیسری رکعت قرأۃ کی ساتھ ادا کرے اور تیسری صورت میں پہلی دو رکعت بلا قرأۃ ادا کرے اور پھر دو رکعت مع قرأۃ کے ادا کر دے۔ ومقیم ایتم بمسافر قولہ ومقیم ای فہو لاحق بالنظر للاخیرتین وقد یکون مسبوقاً ایضاً کما اذا فاتہ اول صلوٰۃ امامہ المسافر ثانی وحکمہ انہ فلا یاتی بقرأۃ الخ ویبدأ بقضاء ما فاتہ عکس المسبوق الخ قولہ ثم ما سبق بہ بہا الخ ای ثم صلی اللاحق ما سبق بہ بقرأۃ ان کان مسبوقاً ایضاً الخ شامی

پس دوسری اور تیسری صورت میں مقتدی مقیم کو محض مسبوق قرار دینا تصریحات فقہاء کے خلاف ہے اور جملہ رکعات کو بقرأۃ ادا کرنا بھی خلاف ہے قاعدہ مقررہ فقہاء کے فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نمازیں اگر قضا ہوئیں تو ان کا قضا کرنا واجب ہے اور اگر مر گیا تو ورثہ فدیہ دیں	**سوال ۴۰۶** کسی شخص سے چھ سال کی نمازیں قضا ہوئیں۔ اب نہیں قضا کرے یا فدیہ دے؟

الجواب اگر وہ عزیز جن کے ذمہ چھ برس کی نمازیں قضا ہیں زندہ ہیں تو اُن کے ذمہ فرض ہے کہ خود اُن نمازوں کو قضا کریں سہل صورت یہ ہے کہ ہر یک وقتیہ نماز کے ساتھ وہی نماز قضا کریں کریں صرف فرض اور وتر کی قضا لازم ہوتی ہے چھ برس تک ایسا کریں۔ اور اگر میت ہیں اور اُنھوں نے کچھ وصیت فدیہ دینے کی نہیں کی یا کی مگر مال اس قدر نہیں چھوڑا کہ فدیہ تمام نمازوں کا اُس سے ادا ہو جاوے تو ورثہ کے ذمہ فدیہ دینا لازم نہیں اگر ایسا کریں تو یہ احسان اور تبرع ہے مگر پورا فدیہ دینا ہوگا اس میں کچھ اختصار نہیں ہو سکتا۔ ایک نماز کا فدیہ پونے دو سیر گندم بوزن انگریزی ہوتا ہے ایک دن کی نمازوں کا فدیہ مع وتر کے ساڑھے دس سیر گندم ہوئے تو ایک ماہ کا فدیہ تین سو پندرہ سیر یعنی سات من ۳۵ ثار۔ اور ایک برس کی نمازوں کا فدیہ چھیانوے من ۲ ثار گندم اور چھ برس کا فدیہ پانسو چونسٹھ من ۱۲ ثار گندم ہوئے اس قدر گندم یا اُس کی قیمت فقراء کو دینا چاہیے اور اگر میت نے وصیت کی ہے اور مال بھی چھوڑا ہے تو پھر ادا کرنا فدیہ مذکورہ کا فرض و لازم ہے فقط کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اگر قضا نمازوں کی تعداد معلوم نہ ہو تو ظن غالب پر عمل کرنا چاہیئے

سوال ۴۰۷ ایک شخص نے آغاز بلوغ سے مدۃ تک نماز نہیں پڑھی یا وقت بلوغ سے ایک زمانہ تک پڑھتا رہا پھر موقوف کر دی دونوں صورتوں میں پھر نادم ہو کر ہمیشہ مسلسل پڑھتا رہا ہر دو تقدیر میں یہ معلوم نہیں کہ ایک سال کی نمازیں فوت ہوئی یا دو یا تین سال کی ایک سال یقینی دو سال ظنی ہیں تین سال موہوم۔ اس صورت میں کتنی مدت کی نمازیں قضاء کی جاویں اور کس طرح قضاء کی جاویں؟

الجواب ظن غالب پر عمل کرنا چاہیئے پس جس کی مدت کی نمازیں بظن غالب فوت ہوئی ہیں ان کی قضاء کرے اور جو موہوم ہیں ان کی قضاء ضروری نہیں ہے۔ احتیاط امر آخر ہے۔ اور ہر ایک نماز کی قضاء اس طرح کرے کہ مثلاً پہلی ظہر کی نماز جو میرے ذمہ ہے وہ پڑھتا ہوں۔ اسی طرح عصر وغیرہ میں نیت کرے پھر اگر وہ نمازیں اُس کے ذمہ تھی تو ادا ہو جاویں گی۔ ورنہ نفلیں ہو جاویں گی۔ زیادہ قضاء کر لینے میں کچھ حرج نہیں جس قدر مدت کی نمازیں اُس سے قضاء ہوئی ہیں یقیناً یا بظن غالب اگر اُسی مدت تک ہر ایک نماز وقتیہ کی ساتھ ایک وہی نماز قضاء کی پڑھ لیا کرے اس طریق سے بھی ادا ہو جاونگی اور حتی الوسع یقینے فوائت کی قضاء کرنے میں جلدی کرنا چاہیئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مقتدی امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہیں ہوتی

سوال ۴۰۸ فرض نماز میں قرأۃ کے اندر مقتدی اپنے امام کو لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب اپنے امام کو لقمہ دینا مطلقاً درست ہے یعنے اس سے کسی کی نماز فاسد نہیں ہوتی خواہ امام مقدار فرض پڑھ چکا ہو یا نہ پڑھ چکا ہو بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفاتح وآخذ الخ درمختار شامی میں ہے تفہ بکرہ ان یفتح من ساعتہ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی ایۃ اخری یعنے مقتدی کو مکروہ ہے کہ فوراً لقمہ دے بلکہ کچھ انتظار کرے کہ امام خود نکال لے یا دوسری جگہ سے پڑھنے لگے اور اسی طرح امام کو یہ مکروہ ہے کہ وہ بار بار اُس آیۃ کو لوٹا کر مقتدی کو لقمہ دینے پر مجبور کرے بلکہ اس کو چاہیئے کہ دوسری آیۃ کی طرف منتقل ہو جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

حمد و سورت کے درمیان بسم اللہ پڑھنی چاہیئے

سوال ۴۰۹ الحمد و سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنی چاہیئے یا نہیں؟

الجواب شامی میں فرمایا کہ ابن ہمام وغیرہ نے مابین الحمد اور سورۃ کے بسم اللہ پڑھنے کو راجح کیا ہے اس وجہ سے کہ بسم اللہ کے جزو سورۃ ہونے میں اختلاف ہے الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اگر سورۃ پڑھنا بھول جائے تو رکوع سے لوٹ کر سورۃ پڑھے

سوال ۴۱۰ ایک شخص نماز میں الحمد پڑھکر رکوع میں چلا گیا سورۃ پڑھنی بھول گیا رکوع میں یاد آیا تو اب وہ شخص کیا کرے قرأۃ سورۃ کے لئے لوٹے یا کیا کرے اور نماز اُس کی ہوئی یا نہیں؟

الجواب قراءۃ سورۃ کے لئے لوٹے اور سورۃ پڑھکر پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر رکوع سے نہ لوٹے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے بسبب ترک سورۃ کے جو واجب ہے تب بھی نماز اس کی ہو جاتی ہے ھکذا فی الدر المختار والشامی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

قرآن مجید کی کسی آیت کا اگر نماز میں ترجمہ پڑھے تو نماز جائز نہیں

سوال ۱۱۴۱ ایک زبردست عالم کا بیان ہے کہ اگر قرآن شریف کی کسی آیت کا ترجمہ اردو میں پڑھ لیا جاوے تو نماز ہو جاتی ہے کیونکہ قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عربی زبان میں کیا، وہ قرآن شریف کے نزول کا یہ ذریعہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل میں ڈال دیا انہوں نے اپنی زبان مبارک سے ادا کیا۔ یہ بیان اُس مولوی صاحب کا صحیح ہے یا غلط؟

الجواب اُن زبردست عالم کے حوالہ سے جو مسئلہ آپ نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب دین کے عالم نہیں ہیں۔ افسوس ہے کہ ایسے غلط مسئلے نام کے عالم بیان کر دیتے ہیں۔ حمد یا کسی سورۃ کا ترجمہ نماز میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی۔ کیونکہ قرآن شریف نام ہے اس عربی کلام اللہ کا جو ما بین الدفتین ہے یعنی دو پٹھوں کے درمیان میں جو کلام ہے وہی قرآن شریف ہے اور یہی کلام اللہ ہے۔ اہل سنت وجماعت کا یہ عقیدہ ہے۔

پس اس مولوی کا یہ کہنا کہ یہ عربی قرآن شریف کلام اللہ نہیں ہے بلکہ اس کا ترجمہ ہے بالکل غلط اور افتراء ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے انا انزلناہ قرآناً عربیاً۔ اسی طرح بہت جگہ قرآن کو عربی فرمایا ہے اور ایک جگہ یہ بھی ارشاد ہے ولو جعلناہ قرآناً اعجمیاً لقالوا لولا فصلت آیاتہ ءاعجمی وعربی یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ہم قرآن کو عربی زبان میں نہ اتارتے اور عجمی کرتے یعنی سوائے عربی کے دوسری زبان میں اتارتے تو کفار یہ اعتراض کرتے کہ عربی پیغمبر پر عجمی قرآن اتارا گیا یہ عجیب بات ہے اور فقہ کی کتابوں میں صاف یہ لکھا ہے کہ نماز میں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی البتہ جو شخص نو مسلم کوئی ایسی موٹی زبان کا ہے کہ اس سے عربی لفظ نہیں کہے جاتے اس کو تا وقتیکہ وہ سیکھے اور قرآن پڑھ سکے یہ درست ہے کہ ترجمہ ہی پڑھ لے کیونکہ وہ معذور ہے قرآن کے پڑھنے سے اور یہ کہنا اُس کا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے دل میں ڈال دیا آپ نے اپنی زبان سے عربی الفاظ میں بیان کر دیا یہ عقیدہ بھی اُس کا بالکل اہل سنت کے خلاف ہے یہ نیچریت اور مرزائیت کے خراب عقائد معلوم ہوتے ہیں۔ اہل سنت اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے یہ قرآن شریف نازل ہوا ہے۔ خود قرآن شریف میں آیا ہے نزل بہ الروح الامین کہ اس قرآن کو روح امین یعنی جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے پاس سے اتارا ہے۔

غرض ایسے بدعقیدہ شخص کی بات نہ سنی اور نہ مانی چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نماز عمداً چھوڑنے والے کی سزا

سوال ۳۰۴۳ جو شخص نماز پڑھنے سے انکار کرے اور اکثر تساہلی سے نماز قضا کرے اور تارک الصلوٰۃ ہو اُس کی سزائے شرعی کیا ہے؟

الجواب درمختار میں ہے فرض عین علی کل مکلف الخ ویکفر جاحدھا لثبوتھا بدلیل قطعی وتارکھا عمداً مجانۃً ای تکاسلاً فاسق یحبس حتی یصلی لانہ یحبس لحق العبد فحق الحق احق وقیل یضرب حتی یسیل منہ الدم وعند الشافعی یقتل بصلوۃ واحدۃ الخ یعنے نماز فرض عین ہے ہر ایک مسلمان عاقل بالغ پر اور اُس کی فرضیت کا منکر کافر ہے کیونکہ فرض ہونا نماز کا دلیل قطعی سے ثابت ہے اور چھوڑنے والا اُس کا قصداً سستی سے فاسق ہے اُس کو قید رکھا جاوے یہاں تک کہ نماز پڑھے، کیونکہ جب حقوق عباد کی وجہ سے قید ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حق میں ایسے نہ ہوا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تارک نماز کو تنا مارا جاوے کہ خون بہنے لگے، اور امام شافعیؒ کے مذہب میں ایک نماز کے ترک پر قتل کیا جاسکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص نماز پڑھنے سے انکار کرے اور یا تساہل سے کوئی نماز قصداً چھوڑ دے وہ فاسق واجب التعزیر ہے اور جو شخص نماز کو فرض ہی نہ جانے اور فرضیت سے انکار کرے وہ قطعاً کافر ہے وہ مسلمان نہیں رہا انکار فرضیتِ صلوٰۃ سے مرتد ہوجاتا ہے فقط۔ کتبہ عزیز الرحمن

نماز محلہ کی مسجد میں پڑھنی چاہیے

سوال ۴۱۴۴ مسجد محلہ کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز کے لئے جانا کیسا ہے جس سے مسجد محلہ میں جماعت کی قلت ہوتی ہے؟

الجواب درمختار میں ہے ومسجد حیہ افضل من الجامع یعنی اپنے قبیلہ اور محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے اور زیادہ ثواب کا سبب ہے جامع مسجد میں نماز پڑھنے سے۔ ردالمحتار معروف شامی میں ہے کہ یہ ایک قول ہے اور دوسرا قول اس کا عکس ہے کہ مسجد جامع میں نماز پڑھنا افضل ہے ان دونوں کو قنیہ میں نقل کیا ہے لیکن شرح منیہ اور بعض اور خانیہ میں اُسی قول کو اختیار فرمایا جس کو درمختار میں لکھا ہے یعنے یہ کہ مسجد محلہ افضل ہے جامع مسجد سے پھر لکھا ہے کہ بلکہ خانیہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر مسجد محلہ میں کوئی مؤذن نہ ہو تو خود وہاں جاکر اذان کہے اور نماز پڑھے اگرچہ تنہا ہو کیونکہ اس پر مسجد محلہ کا حق ہے اُس کو ادا کرنا چاہیے انتہی۔

پس ان روایات اور ان کی سوا دوسری روایات سے ظاہر ہے کہ جب امام مسجد محلہ میں کوئی خرابی عقائد وغیرہ کی نہ ہو تو مسجد محلہ کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں جاکر نماز پڑھنا اچھا نہیں ہے۔ زیادہ ثواب مسجد محلہ میں نماز پڑھنے میں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

علم دین کی وجہ سے جماعت ترک کرنا اچھا نہیں	**سوال ۴۱۵** زید اگر علم دینی پڑھتا ہے تو جماعت عشاء کی ترک ہوتی ہے اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

الجواب درمختار میں منقول ہے کہ مشغول ہونا علم فقہ کی تحصیل اور مطالعہ میں بعض علماء نے ترکِ جماعت کا عذر قرار دیا ہے یعنے منجملہ اُن عذروں کے جن کی وجہ سے ترکِ جماعت احیاناً ہو جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے مشغولی علم فقہ کی ہے لیکن اگر مواظبت ترکِ جماعت پر کرے تو معذور نہیں بلکہ واجب التعزیر ہے ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ۔

جمعہ کے بارہ میں احتیاط الظہر کا حکم	**سوال ۴۱۶** بعض علمائے دین نماز جمعہ کو فرض سمجھ کر جماعت سے

ادا کرتے ہیں اور اس کے بعد احتیاط الظہر با جماعت پڑھتے ہیں اور بعض علماء نماز جمعہ کو کئی وجوہات سے فرض نہ سمجھ کر صرف نماز ظہر جماعت سے ادا کرتے ہیں ۔ اس صورت میں کیا حکم ہے ؟

الجواب وہ جگہ جس میں جمعہ کا حکم دریافت کیا جاتا ہے دو حال سے خالی نہیں ہے یا شہر اور قصبہ یا بڑا قریہ ہے یا چھوٹا گاؤں ہے سو شہر اور قصبہ اور بڑے قریہ میں عند الحنفیہ بلا خلاف جمعہ صحیح ہے وہاں احتیاط الظہر کی ضرورت نہیں ہے اور چھوٹے گاؤں میں عند الحنفیہ جمعہ صحیح نہیں ہے وہاں صرف ظہر با جماعت پڑھنی چاہیئے یہ بات کہ شہر میں جمعہ بھی ہو اور ظہر کی جماعت بھی ہو کسی طرح درست نہیں ہے ۔ بلکہ فقہائے علماء نے ظہر بلا جماعت کو بھی اس جگہ میں منع فرمایا ہے جہاں جمعہ ہونے میں کچھ شبہ نہیں جیسے شہر اور قصبہ وفی البحر قد افتیتُ مراراً بعدم صلوٰۃ الاربع بعد ھا بنیۃ آخر ظہر خوفا اعتقاد عدم فرضیۃ الجمعۃ وھو الاحتیاط فی زماننا درمختار وفی الشامی وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ وفیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لاتجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب الخ شامی جلد اول ص ۵۳۷ وفیہا ایضاً ولذا لومات الوالی اولم یحضر لفتنۃ ولم یوجد احد ممن لہ حق اقامۃ الجمعۃ نصب العامۃ خطیباً للضرورۃ الخ وبہذا ظہر جہل من یقول لاتصح الجمعۃ فی ایام الفتنۃ مع انہا تصح فی البلاد التی استولی علیہا الکفار کما سنذکرہ فہو الولاۃ کفار ایجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ الخ شامی ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بعد نماز عید اسی عیدگاہ میں نماز جمعہ پڑھنے کا حکم :	**سوال ۴۱۷** بعد نماز عید اُسی عیدگاہ میں نماز جمعہ پڑھنا کیسا ہے ؟ **الجواب** بعد نماز عید کے اُسی عیدگاہ میں بعد زوال جمعہ ادا کرنا درست ہے

اور نماز ہو جاتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ حسب معمول نماز جمعہ جامع مسجد میں ادا کیا جاوے کیونکہ عیدگاہ میں جا کر عیدین کی نماز پڑھنا اور اس کا مستحب ہونا خاص عیدین کے لئے ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

جمعہ میں جب امام خطبہ کے لئے نکلے اس وقت کلام مطلقاً حرام ہے

سوال ۴۱۸ حدیث اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام سے مراد مطلق کلام ہے یا کلام دنیاوی۔ فقہاء کی عبارات سے کلام دنیاوی مراد معلوم ہوتی ہے، خطبہ شروع کرنے سے پہلے کلام دنیاوی منع ہے تسبیح اذکار وغیرہ منع نہیں، اب اس بناء پر خطبہ کی اذان کا جواب دینا یا دعاء وسیلہ پڑھنا جائز ہوگا۔ چنانچہ بعض عبارات سے صاف ظاہر ہے و اما الکلام فانما یکرہ منہ قبل شروع الخطبۃ الدنیوی لا الذی کالاذکار و التسبیح و بعد الشروع فیہا یکرہ مطلقاً ھذا ھو الاصح کما فی النھایۃ وغیرہ فلا تکرہ اجابۃ الاذان الذی یوذن بین یدی الخطیب وقد ثبت ذلک من فعل معاویۃ رض فی صحیح البخاری ولا دعاء الوسیلۃ المأثورۃ بعد ذلک الاذان ھذا عند ابی حنیفۃ وعندھما لا باس بالکلام ای الدنیوی اذا خرج الامام قبل ان یشرع فی الخطبۃ واذا نزل قبل ان یکبر لان الکراھۃ للاخلال بالاستماع ولا استماع ھھنا بخلاف الصلوٰۃ فانما قد تمتد کذا فی الھدایۃ اس میں قول مفتے بہ اور صحیح کیا ہے۔ جائز ہے یا مکروہ؟

الجواب اذا خرج الامام فلا صلاۃ ولا کلام میں ہمارے حضرات کا مسلک کلام کو عام رکھنا ہے جیسا کہ اطلاق حدیث سے ظاہر ہے اور صلاۃ کی ساتھ اس کا منضم فرمانا اور بھی اس کا مؤید ہے اور مذہب صاحبین کا قبل شروع فی الخطبہ میں مشہور ہے اور امام صاحب کے نزدیک بھی بعض فقہاء نے کلام دینی کو بعد خروج امام قبل خطبہ جائز نقل کیا ہے لیکن مذہب مشہور امام صاحب کا یہی ہے کہ بعد خروج امام کلام مطلقاً ممنوع ہے خواہ دینی ہو یا دنیاوی اور نصوص فقہاء بہت سی اس پر دال ہیں کہ امام صاحب کلام کو عام لیتے ہیں پس اگر بعض فقہاء نے قبل خطبہ کلام دینی کو جائز رکھا ہے اور اس کو صحیح فرمایا ہے جیسا کہ عنایہ و نہایہ سے منقول ہے تو انہوں نے مذہب صاحبین رحمہما اللہ کو اختیار فرمایا ہے باقی مذہب امام اعظمؒ کا یہی ہے کہ کلام مطلقاً مکروہ ہے اور اجابت اذان بین یدی الخطیب مکروہ ہے۔

مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے جو تخطیہ صاحب درمختار کا کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے اور آپ نے جو عبارت مولانا موصوف کی نقل فرمائی ہے اور اس کے آخر میں کذا فی الہدایہ ہے ہدایہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ حوالہ بعینہا صحیح نہیں ہے کما لا یخفی علی من طالع ھذیہ۔

اب احقر بعض وہ عبارات لکھتا ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کا مذہب مطلق کلام میں ہے دنیاوی ہو یا دینی اور امام صاحب مطلق کلام کو بعد خروج امام منع فرماتے ہیں اور نیز یہ کہ اجابت اذان ثانی جمعہ مکروہ ہے۔ درمختار باب الجمعہ میں ہے و تکرہ لا باس بالکلام قبل الخطبۃ و بعدھا و اذا جلس عند الثانی و الخلاف فی کلام یتعلق بالآخرۃ اما غیرہ فیکرہ اجماعاً و علی ھذا فالترتیب

المتعارفة فی زماننا تكره عنده لا عندهما وما يفعله المؤذنون حال الخطبة من الترضي ونحوه فمكروه اتفاقاً وتمامه فی البحر والعجب ان المرقی ينهی عن الامر بالمعروف بمقتضی حديثه ويقول انصتوا رحمكم الله قلت الا ان يحمل علی قولهما فتنبه در مختار قوله الا ان يحمل علی قولهما لانه يقول ذلك قبل الخطبة وهما يحملان قوله صلی الله عليه وسلم والامام يخطب علی الشروع فيها حقيقة فحينئذ لا يكون المرقی مخالفاً للحديث بقوله بعده انصتوا بخلاف قول الامام من حمل قوله يخطب علی الخروج للخطبة بقرينة ما روی اذا خرج الامام فلا صلاة ولا كلام فيكون مخالفاً للحديث الذی يرويه ويكره فعله مطلقاً شامی ـ وفی الشامی ایضاً قبيله والظاهر ان مثل ذلك يقال ايضاً فی تلقين المرقی الاذان للمؤذن والظاهر ان الكراهة علی المؤذن دون المرقی لان سنة الاذان الذی بين يدی الخطيب تحصل باذان المرقی فيكون المؤذن مجيباً لاذان المرقی واجابة الاذان حينئذ مكروهة الخ ـ

شامی کے اس قول واجابة الاذان حینئذ مکروهة سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کراہت حنفیہ کے نزدیک ایسی مسلم اور معروف ہے کہ اس میں کسی کو کچھ تامل اور خلاف نہیں ہے، پس اس سے صحت اس قول صاحب درمختار کی جو باب الاذان میں ہے واضح ہوتی ہے وینبغی ان لا یجیب بلسانه اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب ۔ البتہ اتفاقاً کے لفظ سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ کراہت امام صاحب کے قاعدہ کے موافق ہے نہ صاحبین کے قول کے موافق۔ مگر جواب اس کا اول تو یہ ہے کہ غرض صاحب درمختار کی یہ ہے کہ مشائخ نے بالاتفاق اس بارہ میں قول امام صاحب کو اختیار فرمایا ہے اور بالاتفاق فتوی کراہت اجابت اذان ثانی جمعہ کا دیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ اگرچہ قاعدہ صاحبین کا اس کے جواز کو مقتضی ہو مگر ان سے تصریح اس کے جواز کی منقول نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ کراہت منقول ہو اور اسی قول صاحب درمختار کو اس بارہ میں حجت سمجھا جاوے کہ ظاہر ہے ہو اعلم بمذاهب الاصحاب ۔

اس صورت میں اتفاقاً کے معنے امام صاحب اور صاحبین کے اتفاق کے ہوں گے اور جبکہ ایسا شخص اس اتفاق کو نقل فرماتا ہے تو ہم کو محض اس بناء پر کہ صاحبین کا مذہب اس کو مقتضی نہیں انکار شایاں نہیں ہے۔ احقر کہتا ہے کہ مقتضی قول صاحبین بھی اس اجابت کی کراہت کو ہے کیونکہ آخر کلمہ اذان کی اجابت بعد ختم اذان کے ہے جو وقت شروع فی الخطبہ کا ہے۔ نیز اجابت کی ساتھ دعاء وسیلہ بھی ہوتی ہے جو بعد اذان اور اجابت اذان کے ہے۔ اور وہ وقت شروع فی الخطبہ کا ہے اور وہ بالاتفاق وقت کراہت کلام دینی و دنیاوی کا ہے اور اس میں یہ بحث کرنا کہ امام بھی اجابت کرے گا اور دعاء وسیلہ پڑھے گا تو شروع فی الخطبہ نہ ہو جو صاحبین کے نزدیک اجابت

مکروہ تحریمی ہونا محض قیاس ہے کیونکہ اذان کے ختم ہونے کے بعد خطبہ کا شروع ہونا متوارث ہے اور غیری امام کی اجابت کا کرنا خود فرع ثبوت اجابت کی ہے حالانکہ تصریح فقہاء کی اس کے خلاف ہے۔ الحاصل تخصیص درمختار کے قول کا عجب در عجب ہے علامہ شامی کی تصریح سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اجابت اذان بین یدی الخطیب ایک مسلم امر ہے جیسا کہ سیاق عبارۃ سے واضح ہے۔ اخیر میں یہ عرض ہے کہ بصورت اختلاف احوط بھی یہی ہے کہ اجابت کو ترک کیا جاوے۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

جواب جمعہ کے لئے بستی کی مقدار

سوال ۴۱۹ جس گاؤں میں جمعہ عند الحنفیہ جائز ہے وہ کتنا بڑا ہونا چاہئے اور جس گاؤں میں جمعہ جائز نہیں اس کی کیا شناخت ہے؟

(۲) جس گاؤں میں جمعہ جائز نہیں اس میں ظہر نہ پڑھنے کی وجہ سے لوگ گنہگار ہوں گے یا نہیں؟

الجواب کتب فقہ میں اسی قدر ہے کہ قریہ کبیرہ جس میں بازار و دکانیں ہوں جمعہ واجب ہے اور قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں باقی یہ امر عرف پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ بڑا گاؤں کونسا ہے اور چھوٹا کونسا ہے جس کو اہل عرف بڑا گاؤں سمجھیں وہ بڑا ہے اور جس کو چھوٹا سمجھیں وہ چھوٹا ہے محققین کی تحقیق یہ ہے کہ جو قریہ مثل چھوٹے قصبہ کے ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی اس میں آباد ہوں وہ قریہ کبیرہ ہے اور جو اس سے کم ہو وہ چھوٹا ہے۔

(۲) اور جس گاؤں میں جمعہ درست نہیں اس میں جمعہ ادا کرنے سے ظہر ساقط نہیں ہوتی اگر ظہر نہ پڑھیں گے تارک فرض ہو کر گنہگار ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

گاؤں میں جمعہ

سوال ۴۲۰ ایک موضع کی آبادی بارہ سو تیرہ سو کی ہے اور اکثر دکانیں بھی ہیں اور ضروریات بھی دستیاب ہوتی ہیں اور ہمیشہ سے یہاں جمعہ و عیدین ہوتے ہیں۔ اس قریہ میں جمعہ و عیدین کا کیا حکم ہے؟

الجواب قریہ مذکورہ بڑا قریہ ہے اس میں واجب و ادا ہو جاتا ہے۔ شامی میں ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق قال ابو القاسم ھذا بلا خلاف اذا اذن الوالی او القاضی ببناء المسجد الجامع واداء الجمعۃ الخ فقط والله تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

چند مسائل متعلق جمعہ

سوال ۴۲۱ جمعہ کے روز فرض وقت جمعہ ہے یا ظہر اور جمعہ قصر ظہر ہے یا کیا؟

(۲) نماز جمعہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً ہر جگہ فرض ہے یا مقید باشرائط؟

(۳) جس بستی میں مصر کی کوئی تعریف شرعی صادق نہ آتی ہو امام صاحبؒ کے نزدیک جمعہ پڑھنا مسقط ظہر ہے یا نہیں؟ (۴) جمعہ کے لئے ترددِ سلطان جو صاحب متون لکھتے ہیں امام ابوحنیفہؒ کا

مذہب ہے یا نہیں؟ (۵) امام صاحب سے کوئی تصریح ہے کہ جہاں شرط سلطان نہ ہو وہاں بھی جمعہ پڑھو اور ظہر چھوڑ دو؟ (۶) متاخرین کے قول پر عمل کرنے والا ابو حنیفہ رح کا مقلد رہے گا یا نہیں (۷) نمبرداران وچوکی داران واماماںِ مساجد کا ہونا شرط مصر یا سلطان کے پائے جانے میں کافی ہے یا نہیں یعنے امیر یا قاضی جو حدود مصر میں ملحوظ ہیں اُن کی جا بجا نمبردار یا پیش امام ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ (۸) اگر کوئی شخص حنفی بوجہ تعدد جمعہ یا اشتباہ فی المصر کے بعد جمعہ ظہر پڑھ لے تو کیا وہ مذہب سے خارج ہو جاتا ہے؟ (۹) کسی فقہ کی معتبر کتاب میں بوقت اشتباہ فی المصر بھی ظہر بعد جمعہ پڑھنا لکھا ہے؟

الجواب صحیح یہ ہے کہ فرض وقت ظہر ہے اور جمعہ بدل ہے لان فرض الوقت عندنا الظہر لا الجمعۃ الخ شامی جلد ثانی بحث النیہ جمعہ قصر ظہر نہیں ہے بلکہ اس اعتبار سے فرض مستقل ہے کہ اس سے ظہر ساقط ہو جاتی ہے (۲) مقید بالشرائط ہے (۳) نہیں (۴) کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان ہو تو اُس کا اذن ضرور ہے اور اگر نہ ہو تو جس کو امام مقرر کر لیا جاوے وہ امام جمعہ ہو سکتا ہے اور جمعہ صحیح ہے (۵) بعد اس کے کہ فقہا کسی امر کو مفتی بہ مذہب میں قرار دیں تو ہمیں اس کے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ امام صاحب سے یہ قول صراحۃً منقول ہے یا نہیں، واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وصححوہ الخ درمختار قال فی الشامی قولہ واما نحن یعنی اھل الطبقۃ السابعۃ وھذا مع السؤال والجواب ماخوذ من تصحیح الشیخ قاسم قولہ کما لو افتوا فی حیاتھم ای کما نتبعھم لو کانوا احیاء وافتونا بذلک فانہ لا یسعنا مخالفتھم الخ اور معراج الدرایہ میں مبسوط سے منقول ہے فلو لا الولاۃ کفاراً یجوز للمسلمین اقامۃ الجمعۃ ویصیر القاضی قاضیاً بتراضی المسلمین ویجب علیھم ان یلتمسوا والیاً مسلماً۔ انتہی و فی الدر المختار ونصب العامۃ الخطیب غیر معتبر مع وجود من ذکر اما مع عدمھم فیجوز للضرورۃ درمختار (۶) ضرور رہے گا (۷) محض یہ امر کافی نہیں بلکہ یہ ضرور ہے کہ وہ بستی شہر یا قصبہ یا قریہ کبیرہ مثل قصبہ کے ہو کہ اُس میں بازار و دُکانیں ہوں اور ضروریات سب ملتے ہوں کما صرح بہ فی الشامی وغیرہ (۸) مذہب سے خارج نہیں ہوتا (۹) جب کوئی جگہ حنفی قول کے موافق محل جمعہ قرار پاگئی تو پھر وہاں ظہر بعد جمعہ پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ تعدد جمعہ کے خلاف کی وجہ سے کوئی شخص ظہر احتیاطی پڑھے اور جب یہ منع ہے تو وہ بھی منع ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نماز عیدین کے بعد دعا مانگنا مستحب ہے

سوال ۴۲۲ بعد نماز عیدین کے دعا مانگنا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں۔ اور اگر کوئی شخص گاہے اس دعا کو ترک کرے تو موجب

اس نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ کو اس روپیہ کی زکوٰۃ دینی چاہیئے عمر نے کہا یہ روپیہ تمہارا ہے
میرا نہیں ہے میں زکوٰۃ اس کی نہیں دیتا ہوں یہ روپیہ کی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں ؟
اور اگر زید ادا کردے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں بالتفصیل بیان فرمادیں ؟ والعزۃ عند اللہ

الجواب زید نے جو روپیہ خرچ ماہواری کے طور سے اپنے باپ عمر کو دیا اور اس کے پاس بھیجا عمر اس کا مالک ہوگیا پھر جو کچھ روپیہ عمر نے بچا لیا ہے اس خیال سے بچا یا ہوگا یہ روپیہ زید کے کام آوے گا پس اس کا مالک عمر ہے اور بقدر نصاب ہوجانے پر سال بھر کے زکوٰۃ اس کی عمر پر واجب ہے۔ لیکن اگر زید عمر کی طرف سے عمر کی اجازت سے زکوٰۃ گذشتہ زمانہ کی اور آئندہ کی ادا کرے تو درست ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ زید کو چاہیئے کہ عمر کو اطلاع کردے کہ میں زکوٰۃ اس روپیہ کی زمانہ گذشتہ کی ادا کرتا ہوں اور آئندہ بھی میں ادا کرتا رہوں گا آپ مجھکو اجازت دیدیجئے فی الدر المختار [illegible] (اذا وجد الاذن) او اجاز ما کان ای الجزا قبل [illegible] الفقیر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

فطرہ و زکوٰۃ و گوشت قربانی بھنگی کو دینا درست ہے یا نہیں

سوال ۴۲۹ گوشت قربانی کا اور فطرہ کا اور مال زکوٰۃ کا بھنگی کو دینا درست ہے یا نہیں ؟

الجواب زکوٰۃ دینا منع ہے فطرہ و گوشت قربانی دینا درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن

حکم متعلقہ مختلف اموال صدقہ

سوال ۴۳۰ تجارت کا مال گوٹہ ہے اس کی زکوٰۃ کس طرح دینا چاہیئے۔ (۲) دھان جو زمین میں پیدا ہوتا ہے اس کی زکوٰۃ کا کیا حساب ہے (۳) زیور میں ہر سال زکوٰۃ دینا چاہیئے یا ایک دفعہ (۴) جو روپیہ زمین میں مدفون ہے اور اس سے کسی قسم کا نفع نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ ہے یا نہیں (۵) بیل زراعت کے اور گھوڑا سواری کا اور گائے دودھ پینے کی ان جانوروں میں زکوٰۃ ہے یا کیسے ؟

الجواب گوٹہ کی قیمت کرکے چالیسواں حصہ زکوٰۃ دی جاوے یا گوٹہ ہی زکوٰۃ میں دیدیا جاوے (۲) دھان کی زکوٰۃ دسواں حصہ ہے جو کچھ پیدا وار زمین کی ہو اس میں سے دسواں حصہ دیا جاوے (۳) زیور کی زکوٰۃ ہر سال دینا چاہیئے (۴) اس روپیہ کی زکوٰۃ ہر سال دینا چاہیئے (۵) ان جانوروں کی زکوٰۃ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مال زکوٰۃ و تعمیرات میں لگانے کا حکم

سوال ۴۳۱ ایسی انجمن قائم کرنا جس میں مال زکوٰۃ مساکین پر صرف ہو جائز ہے یا نہیں ؟ (۲) انجمن کے حوالہ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی یا نہیں ؟

صاحب نے آٹھ رطل کا ایک صاع مقرر کیا ہے اور ایک مولوی صاحب نے دو سیر چھ چھٹانک وزن صاع کا بیان فرمایا ہے، صحیح کیا ہے؟

الجواب - وزن صاع وہی صحیح ہے جو قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے، اسی پر فتویٰ و عملدرآمد ہے، وزن انگریزی سے وزن صاع کا قریب آدھ پاؤ اور ساڑھے تین سیر کے ہوتا ہے، اور نصف صاع پونے دو سیر ایک چھٹانک ہوتا ہے اسی کے موافق یہاں صدقہ فطر ادا کیا جاتا ہے اور اسی میں احتیاط ہے۔ اور مولوی صاحب نے جو دو سیر چھ چھٹانک وزن صاع کا بیان کیا ہے صحیح نہیں ہے۔ جن لوگوں نے اس کے موافق صدقہ فطر ادا کیا ان کو چاہیے کہ جو کچھ باقی رہا اس کو بھی ادا کریں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سید کی زوجہ غیر سیدہ کو زکوٰۃ دینا درست ہے

سوال ۴۳۶ سید کی زوجہ پٹھانی اگر محتاج ہو تو اسے زکوٰۃ دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب سید کی زوجہ جو پٹھانی ہے وہ مصرف زکوٰۃ و صدقۃ الفطر ہے یعنی غریب ہے تو اس کو صدقۃ الفطر و زکوٰۃ دینا درست ہے۔ اس سید پر کچھ حرج نہیں۔ اور دینے والوں کا صدقہ فطر ادا ہو جاوے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سو روپیہ کی زکوٰۃ وزن کی رو سے چاندی سے، اگرچہ اس کی قیمت پچاس روپیہ ہو لیکن اگر روپیہ سے زکوٰۃ دیتا تو ڈھائی روپیہ دینا ہوگا

سوال ۴۳۷ سو روپیہ بھر چاندی کے زیور کو اگر فروخت کرنا چاہیں تو پچاس روپیہ کو فروخت ہوگا اس کی زکوٰۃ کس طرح دیجاوے؟

الجواب چاندی کے وزن کے موافق زکوٰۃ دینی چاہیے قیمت کا لحاظ نہ ہوگا پس سو روپیہ بھر چاندی کے زیور وغیرہ میں ڈھائی تولہ چاندی دینا چاہیے خواہ روپیہ سے دیوے یا چاندی کی ڈلی اور زیور وغیرہ سے مثلاً زکوٰۃ میں اگر روپیہ دیگا تو ڈھائی روپیہ دینا ہوگا البتہ یہ اختیار ہے کہ ڈھائی تولہ چاندی ہی دیدے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ہندوستان کی زمینوں میں عشر نکالنا واجب ہے

سوال ۴۳۸ ہندوستان کی زمینوں میں عشر واجب ہے یا نہیں؟ اگر واجب ہے تو کاشتکار کے ذمہ ہے یا زمیندار کے؟ نیز انگریزی گورنمنٹ کو جو مالگذاری دی جاتی ہے اس سے عشر ساقط ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب ہندوستان میں جو اراضی مملوکہ مسلمین ہیں وہ عشری ہیں کیونکہ اصل وظیفہ مسلمان کی زمین کا عشر ہے جیسا کہ [illegible] عشر کاشتکار [illegible] اور زمیندار پر بحصہ رسد عشر لازم ہے اور عشری زمین کی مالگذاری دی جاوے تو عشر ساقط نہیں ہوتا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

حسب تحقیق در بعض بلاد ہند حسب رویت عید بروز یکشنبہ ثابت شدہ نظر برآں از شخص مذکور قضا ساقط است۔ نہ بوجہ صحیح بودن خیال آں کس بلکہ حسب تحقیق ہمیں عام ورویۃ بالنہار لیلۃ الآتیۃ مطلقا علی المذہب در مختار قولہ ورؤیتہ بالنہار الخ ای سواء رؤی قبل الزوال وبعدہ وقولہ علی المذہب ھو قول ابی حنیفۃ ومحمد رحمہما اللہ تعالیٰ ای ان قال وعلیہ الفتویٰ شامی پس بوقت چاشت چاند دیکھنے سے اس روز عید کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

صوم یوم شک کا حکم

سوال ۴۴۳۔ یوم الشک میں روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے۔ بعض لوگ یوم الشک میں روزہ رکھنے کو مکروہ کہتے ہیں۔ کیا یہ مسئلہ صحیح ہے؟

الجواب یہ مسئلہ صحیح ہے کہ شک کے روز روزہ رکھنا مکروہ ہے حنفیہ کا یہی مذہب ہے البتہ انتظار کی کچھ دیر تک جب تک خبر آوے مستحب ہے ضروری نہیں جس نے شبہ کو روزہ نہیں رکھا اس پر قضا آوے گی یہاں رویت جمعہ کو ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اگر ملاعبت سے انزال ہو جائے تو کفارہ واجب نہیں

سوال ۴۴۴ اگر عورت سے ملاعبت کے وقت بلا دخول روزہ کی حالت میں انزال ہو جاوے تو کفارہ واجب ہے یا قضا؟

الجواب اس صورت میں صرف قضا لازم آوے گی۔ کفارہ لازم نہیں ہے۔ درمختار میں ہے واستمنی بکفہ او بمباشرۃ فاحشۃ الخ قضیٰ درمختار۔ اور باقی دن میں کھانے پینے سے رکے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

سفر میں روزہ رکھنے کا حکم

سوال ۴۴۵ سفر میں روزہ رکھنا درست ہے یا نہیں، مسافت سفر کس قدر معتبر ہے۔ کتنے دن قیام کی نیت سے پوری نماز پڑھنی چاہیئے اور قصر کس مقام سے کرنا چاہیئے۔

الجواب سفر میں روزہ رکھنا درست ہے اور ثواب ہوتا ہے البتہ اگر نہ رکھے تو رخصت ہے سفر بارہ کوس یعنی سولہ میل کی تین چاہیئے مجموعہ اڑتالیس میل سفر ہونا چاہیئے کم از کم پندرہ دن کے قیام کی نیت سے پوری نماز پڑھنی چاہیئے اور قصر باہر شہر سے نکل کر شروع کرنا چاہیئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ہلال عید کی شہادت کے بارہ میں

سوال ۴۴۶ رمضان شریف کی ۲۹ تاریخ کو باوجود مطلع صاف ہونے کے چاند نظر نہ آیا مگر شب کو ایک گاؤں کے چار آدمیوں نے آکر بیان کیا کہ ہم نے چاند بچشم خود دیکھا ہے اور امام مسجد نے بیان کیا کہ اثناء اذان میں جب چاند دیکھنے کی خبر مجھ کو ملی تو میں نے فوراً دیکھا اور چاند کی جھلکی مجھ کو معلوم ہوئی مگر بادل آجانے سے مجھ کو چاند نظر نہ آیا۔ شہادت مذکورہ بہ

روزہ افطار کرنا اور عید کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور جن لوگوں نے عید نہیں کی وہ گنہگار ہیں یا نہیں اور روزہ افطار کرنے والوں پر روزہ کی قضا آوے گی یا نہیں اور جن لوگوں نے پہلے روز عید پڑھ لی ان کو دوسرے روز کی عید میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

الجواب اگر مطلع پر کچھ ابر تھا جیسا کہ امام مسجد وغیرہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے اور اکثر جگہ ۲۹ رمضان کو باوجود آسمان صاف ہونے کے مطلع پر کچھ ابر تھا تو شہادت مذکورہ پر عید کرنا اور روزہ افطار کرنا درست ہے اور جن لوگوں نے کسی شبہ کی وجہ سے عید نہیں کی ان پر بھی کچھ گناہ نہیں اور روزہ افطار کرنے والوں پر روزہ کی قضا نہیں ہے۔ پہلے دن عید پڑھنے والوں کو دوسرے دن کی عید میں شریک ہونے کی ضرورت نہ تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

روزہ میں شطرنج کھیلنے سے ثواب کامل نہیں ملتا

سوال ۴۴۷ ایک واعظ نے بیان کیا کہ جو شخص روزہ میں شطرنج وغیرہ کھیلے گا اس روزہ کا ثواب کامل نہیں ملے گا اور حالانکہ شطرنج امام شافعی صاحب کے نزدیک جائز ہے اور ابوہریرہ رضی سے کھیلنا ثابت ہے۔ یہ قول اس واعظ کا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب واعظ مذکور کا قول صحیح ہے جس روزہ میں شطرنج اور لہو ولعب میں مشغول رہا اور معصیت کا ارتکاب کیا اس روزہ کا ثواب کامل نہ ملے گا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے من لم یدع قول الزور والعمل به فلیس لله حاجة فی ان یدع طعامه وشرابه رواه البخاری وفی حدیث آخر کم من صائم لیس له من صیامه الا الظماء وکم من قائم لیس له من قیامه الا السهر رواه الدارمی قال الطیبی فان الصائم اذا لم یکن محتسباً او لم یکن مجتنباً عن الفواحش من الزور والبهتان والغیبة ونحوها من المناهی فلا حاصل له الا الجوع والعطش الخ وفی الدر المختار وکره تحریماً اللعب بالنرد وکذا الشطرنج الخ وفی الشامی فهو حرام وکبیرة عندنا۔ پس جبکہ کتب فقہ میں تصریح ہے شطرنج کی ساتھ کھیلنے کی کراہت اور حرمت کی تو حنفیہ کے لئے کوئی عذر باقی نہیں ہے۔ امام شافعیؒ کے قول سے حنفیہ کو حجت لانا صحیح نہیں ہے اور حضرت ابوہریرہ رضی کا شطرنج کھیلنا ثابت نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا افضل ہے

سوال ۴۴۸ شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا افضل ہے۔ یا پے درپے رکھنا؟

الجواب درمختار اور شامی میں ہے کہ شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا افضل اور بہتر ہے اور پے درپے رکھنا ۲ شوال سے بھی جائز ہے مکروہ نہیں ہے وندب تفریق صوم الست

من شوال ونحوہ لتلاعبہ علی المختار۔ درمختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اگر شخص کو سحری کھاتے ہوئے صبح صادق ہوگئی اور اذان بھی ہوگئی اس نے ناواقفی سے پھر قصداً کھالیا تو قضا آوے گی یا کفارہ؟

سوال ۴۴۹ ایک شخص نے نیت روزۂ رمضان کی شب کو کرلی جس وقت سحری کھانے لگا صبح صادق ہوگئی۔ اور اذان ہوگئی اس نے اس خیال سے کہ اذان ہوگئی روزہ نہیں ہوا۔ قصداً کھانا کھالیا۔ اس صورت میں اس کے ذمہ کفارہ لازم آوے گا یا نہیں؟

الجواب۔ اس صورت میں اگر واقعی صبح صادق ہوگئی اور اذان وقت پر ہوئی تو کفارہ لازم نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کفارہ صوم کے بارے میں

سوال ۴۵۰ ایک شخص غنی ہے اور اس کے ذمہ کفارے کے روزے آتے ہیں وہ متواتر روزے نہیں رکھ سکتا۔ اس صورت میں یہ کفارہ مال سے ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس کو روزہ ہی رکھنا چاہیئے باوجود استطاعت روزہ کے اطعام درست نہیں فان لم یستطع فاطعام ستین مسکینا۔ الآیۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اگر ہلال رمضان کے بارہ میں امام نے فاسق کی گواہی قبول کرلی تو رمضان ثابت ہو جاویگا اس کے بعد اگر کوئی روزہ توڑے تو کفارہ لازم ہوگا

سوال ۴۵۱ ولو شہد فاسق وقبلہا الامام وامر الناس بالصوم فافطر ہو او واحد من اہل بلدۃ قال عامۃ المشائخ یلزمہ الکفارۃ کذا فی الخلاصۃ۔

اس عبارت میں وجوب کفارہ امام پر کس وجہ سے ہے اور اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

الجواب اس عبارۃ عالمگیری کا حاصل ہے کہ اگر ہلال رمضان کی گواہی ایک فاسق نے دی اور امام نے اس کو قبول کر کے لوگوں کو حکم روزہ کا کر دیا تو اس کے بعد اگر وہ خود افطار کرے یا اور کوئی شخص اہل شہر سے روزہ توڑ دے تو کفارہ لازم ہوگا۔ وجہ اس کفارہ لازم ہونے کی یہ ہے کہ جبکہ فاسق کی گواہی کو امام نے قبول کرلیا اور روزہ کا حکم کر دیا تو رمضان ثابت ہو گیا۔ کیونکہ فاسق کی گواہی کو اگر امام دربارۂ رمضان شریف قبول کرے تو معتبر ہے اور رمضان ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص روزہ توڑے گا کفارہ لازم ہوگا۔ تو وجہ کفارہ افطار روزۂ رمضان ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مقدار فدیہ رمضان اور اس کا مصرف

سوال ۴۵۲ کل ماہِ رمضان المبارک کا فدیہ ایک آدمی کا کس قدر ہوتا ہے۔ اور میزان و فارسی پڑھنے والوں کو اگر فدیہ دیا جائے تو اس میں ثواب ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب ایک ماہِ رمضان کا فدیہ اسی وزن سے ۵۲ سیر گندم ہوتے ہیں ایک روزہ کا فدیہ

پونے دو سیر ہے اسی کے وزن سے اور اِس وقت قیمت ۲ ۵ سیر گندم کی تقریباً پانچ روپیہ ہوتی ہے
عربی اور فارسی پڑھنے والوں کو فدیہ دینے میں ثواب ضرور ہے مگر حدیث پڑھنے والوں کو دینے میں
زیادہ ثواب ہے ۔ فقط واللہ تعالے اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

رویت ہلال رمضان کے متعلق

سوال ۴۵۳ فرقہ قلیلہ لیکن ثقہ روزِ پنجشنبہ ہلال دیدہ روزۂ نخستین داشت پس بعد تمام سی روز بہ یکشنبہ عید نمود فرقہ ثانیہ بہ شنبہ روزۂ اول داشت و روز دوشنبہ عید کردہ شخصیہ فرقہ زنی کہ ہر دو وقت بہ رویتِ ہلال کار روزہ بدہ است می کند کہ روزہ و عید شما ہر دو برخطا ست پس دریں صورت ثواب چیست و برخطا کیست و حکم روزہ یکشنبہ چیست و بر مفطرین جمعہ اول قضا است یا نہ ؟

الجواب ہرگاہ رویتِ ہلال رمضان بروز پنجشنبہ برویت ثقات ثابت شد و سی روزہ کردہ بروز یکشنبہ عید کردہ شد شخصیہ فرقہ اولے روا نیست و روزہ یکشنبہ پیش کسانے کہ رویت پنجشنبہ نزد ایشاں ثابت شد روا نیست و قضار جمعہ اولی بحق ایشاں جائز نیست و قضار آں روزہ لازم است ولیکن واضح باد کہ رویتِ نہار را اعتبار نیست ۔ مثلاً اگر بروز جمعہ ہلال دیدہ شد آں ہلال شب آئندہ است نہ شب گذشتہ ۔ دریں صورت روزہ جمعہ اولی درست نیست بلکہ بروز شنبہ یکم رمضان خواہد شد و ہمچنیں حساب معروف کہ چہارم رجب یکم رمضان است دریں حساب ہم قابل اعتبار نیست ۔ چوں معلوم شدہ بود کہ در بعض بلاد کشمیر ایں مرسم محل نزاع شدہ است ازیں وجہ چند کلمہ متعلق آں تحریر کردہ شد ۔ والسلام علی من اتبع الہدی فقط واللہ تعالے اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کتاب النکاح والرضاع

عقد نکاح بلفظ انشاء اللہ کے ساتھ منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں

سوال ۴۵۴ شخصے بعد المحفل گفت کہ دختر صغیرۂ فلاں را انشاء اللہ تعالے اعنی بزبان بنگالہ تخنیش اللہ دین می گویند بنکاح فلاں دادم پس بموجب شرع از اتصال جملہ انشاء اللہ نکاح منعقد خواہد شد یا نہ ؟

الجواب در ایجاب و قبول انشاء اللہ گفتن مفید جواز و صحتِ نکاح نخواہد شد کہ بہ نیت اللہ تخنیش عقد حاصل نیست و در در المختار ہو عقد یفید الملک متعۃ و فی الشامی انعقد مجموع ایجاب احد المتکلمین مع قبول ۔ و کلاہر احد الفاظ بمقامہا اخ شامی و ینعقد بایجاب و قبول وضعا للمضی لان الماضی ... در مختار و قولہ علی التحقیق ای التحقیق و فرح الحرف ...

ان التحقیق مع الاستثناء۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

شیعہ و اہل سنت کی مناکحت کے بارہ میں

سوال ۴۵۵ شیعہ و سنت جماعت کی مناکحت باہم درست ہے یا نہیں، اگر بوجہ غلطی کے سنیہ کا نکاح شیعہ سے ہو گیا ہو۔ اور رخصت نہ ہوئی ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب: باہم مناکحت شیعہ و سنیوں کی جائز نہیں ہے۔ سنیہ لڑکی جس کا نکاح شیعہ مرد سے کیا گیا وہ نکاح جائز نہیں ہوا۔ لڑکی کو رخصت نہ کیا جائے اور اس کے قبضہ میں نہ دیا جائے۔ دوسرے مرد سنی سے اس کا نکاح کر دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

لڑکی سنیہ کا نکاح شیعہ بد عقیدہ سے الخ

سوال ۴۵۶ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح ایک مرد شیعی کے ساتھ جس کے عقائد باطل ہیں جیسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قائل ہے اور سب شیخین کرتا ہے الی غیر ذلک۔ اس لڑکی کے باپ نے یہ خیال کر کے کہ یہ مرد شیعی مسلمان نہیں ہے۔ اسی وجہ سے نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اپنی لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سنی سے کر دیا ہے نکاح ثانی صحیح ہے یا نکاح اول باقی ہے؟

الجواب: روافض جو سب شیخین کرتے ہیں ان کے کفر میں اختلاف ہے بعض فقہاء نے ان کی تکفیر کی ہے۔ اور محققین علماء عدم تکفیر کے قائل ہیں لیکن جو روافض افک حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قائل ہیں وہ باتفاق کافر ہیں۔ اسی طرح بعض دیگر عقائد روافض غالیہ کے مثلاً یہ کہ حضرت جبرئیل نے وحی کے پہنچانے میں غلطی کی۔ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا تھے۔ وغیرہ وغیرہ یہ اعتقاد باتفاق اہل سنت کفر ہیں۔ درمختار میں ہے فی البحر عن الجوہرۃ معزیاً للشہید من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ولا یقبل توبتہ وبہ اخذ الدبوسی وابو اللیث وجزم بہ فی الاشباہ واقرہ المصنف الخ وفی الشامی واذا کان کذلک فلا وجہ للقول بعدم قبول توبۃ من سب الشیخین الی ان قال نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا او انکر صحبۃ الصدیق رضی اللہ عنہ او اعتقد الالوہیۃ فی علی رضی اللہ عنہ او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن الخ

پس صورت مسئولہ میں نکاح اول جو شیعہ غالی سے ہوا صحیح نہیں ہوا۔ بلکہ باطل ہوا اور دوسرا نکاح صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مزنیہ کی سوتیلی لڑکی سے نکاح کرنا

سوال ۴۵۷۔ زید کی دو زوجہ ہیں پہلی زوجہ سے کوئی اولاد نہیں دوسری زوجہ سے تین لڑکیاں ہیں۔ خالد نے زید کی پہلی زوجہ سے زنا کیا۔ زید کی جو دوسری زوجہ سے لڑکی ہے اس سے خالد نکاح کر سکتا ہے یا نہیں (۲) زید کی ایک بی بی

موجود ہے۔ دوسرا نکاح کرنے کو جب گیا تو انہوں نے کہا کہ دوسری زوجہ کو طلاق دیدو زید نے اپنی سالی کا نام لیکر کہا کہ آمنہ کو طلاق ہے اور آمنہ زید کی سالی کا نام ہے۔ زید کی زوجہ پر اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ (۳) عمرو نے زبردستی کرنے کی وجہ سے زوجہ کو اس طرح طلاق دی کہ لفظ طلاق کو آواز سے کہا اور [illegible] ذرا آہستہ سے کہ زبردستی کرنے والے لوگ نہ سنیں۔ طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب۔ کرسکتا ہے۔ (۲) طلاق واقع نہ ہوگی (۳) نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نکاح بالوکیل کے بارہ میں

سوال ۴۵۸ زید ایک طرف سے اصیل اور ایک طرف سے وکیل ہو کر نکاح اپنا اپنی موکلہ سے کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ کرسکتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ وکیل یعنی زید دو گواہوں کی روبرو یہ کہے کہ مسماۃ فلانہ نے مجھکو اختیار اپنے نکاح کا دیا اور وکیل بنایا پس تم گواہ رہو کہ میں نے اپنا نکاح فلاں بنت فلاں سے کیا پس نکاح صحیح ہو جاوے گا۔ فی الشامی ولو صرح بالتوکیل وقال وکلتنی بان تزوجنی نفسک فقلت زوجت نفسی منی صح النکاح وایضاً فیہ وصورتہ ان یکتب الیہا یخطبہا فاذا بلغہا الکتاب واحضرت الشہود وقرأتہ علیہم وقالت زوجت نفسی منہ الخ۔ [illegible]

مجلس خطبہ کی تعیین

سوال ۴۵۹ اس ملک میں خطبہ عرفی منگنی اس طرح ہوتی ہے کہ مجلس قائم ہوتی ہے۔ لڑکی کا ولی مجلس میں کھڑا ہو کر بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی فلاں لڑکی بعوض اس قدر زر مہر فلاں بن فلاں کو دی ہے اور لڑکے کا ولی اسی مجلس میں جواباً بیان کرتا ہے کہ ہمیں منظور ہے اگر اس طرح اور ان الفاظ میں منگنی ہو جاوے تو کیا وہ نکاح ہی ہے۔ اس طرح کی منسوبہ کے ہوتے ہوئے جس میں ایجاب و قبول مجلس عام میں ہو کر زر مہر متعین ہو چکا ہے لیکن ابھی وہ اس کو اپنے قبضہ میں نہیں لایا۔ اب اس منسوبہ [illegible] کی بیوہ ماں کی ساتھ نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ایسی صورت میں کتب فقہ میں یہ لکھا ہے کہ اگر وہ مجلس خطبہ اور وعدہ کی منگنی کی مجلس کہلاتی ہے نکاح کی مجلس نہیں کہلاتی تو اس سے نکاح منعقد نہیں ہوتا ایسی حالت میں اس کی والدہ یعنی مخطوبہ کی والدہ سے نکاح درست ہے۔ مخطوبہ سے نکاح نہ کیا جاوے اور اگر وہ مجلس نکاح کی مجلس کہلاتی ہے۔ تو یہ ایجاب و قبول نکاح کا ہو جاویگا۔ اور نکاح منعقد ہو جاویگا اور اس حالت میں اس کی والدہ سے نکاح حرام ہے بقولہ تعالیٰ وامہات نسائکم۔ الآیۃ اور درمختار میں ہے وہل اعطیتنیہا ان المجلس للنکاح فنکاح وان للوعد فوعد اور شامی میں ہے فو...

ان مجلس النکاح ای لانشاء عقدہ لانہ یفہم منہ التحقیق فی الحال فاذا قال الآخر اعطیتکہا او فعلت لزم ولیس للاول ان لا یقبل الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ایک بہن سے باپ کا، اور دوسری بہن سے بیٹے کا نکاح درست ہے یا نہیں؟

سوال ۴۶۰ زید پدر حقیقی ہے اور بکر زید کا پسر حقیقی ہے مسمےٰ عمرو کے دو دختر حقیقی ہیں۔ مسمی زید و بکر مذکورہ بالا سے مسمیٰ عمرو کی دونوں دختر کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب زید اور بکر سے دونوں دختران عمرو کا نکاح ہو سکتا ہے یعنی ایک بہن پدر (زید) کی زوجہ ہو۔ اور دوسری بہن بکر (پسر زید) کی زوجہ ہو شرعاً اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ۔ الآیۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بالغہ حرہ مکلفہ کا نکاح بلا ولی صحیح ہے یا نہیں؟

سوال ۴۶۱ ایک لڑکی بالغہ عمر اٹھارہ سال نے گواہوں کو یہ بات کہی کہ میرا نکاح مسمی نبی بخش ولد وزیر کے ساتھ پڑھ دو۔ اسی بنا پر انہوں نے اُس کا نکاح پڑھا دیا۔ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

الجواب اگر وزیر کا لڑکا نبی بخش کفو مسماۃ مذکورہ بالغہ کا ہے تو نکاح صحیح ہو گیا۔ کما فی الدر المختار فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا ولی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

چچا کی پوتی سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

سوال ۴۶۲ چچا کی پوتی سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب نکاح چچا کی پوتی سے درست ہے آیۃ وَاُحِلَّ لَکُمْ الخ [illegible] کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نکاح موقوف کے بارہ میں

سوال ۴۶۳ ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اُس کے چچا نے باوجود موجودگی کے برادران حقیقی کے کر دیا۔ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ولی نابالغہ کے نکاح کے اس صورت میں اس کے بھائی ہیں۔ چچا نے جو نکاح نابالغہ کا کیا وہ موقوف تھا بھائیوں کی اجازت پر جبکہ بھائیوں نے اجازت نہیں دی وہ نکاح باطل ہو گیا۔ ھکذا فی کتب الفقہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

عجم میں نسب کا اعتبار ہے یا نہیں؟

سوال ۴۶۴ زید قوم کا افغان اور زراعت پیشہ ہے۔ اور ہندہ قوم کی [illegible] ہے، اور اس کے ورثہ بھی زراعت پیشہ ہیں۔ زید ہندہ کا کفو ہے یا نہیں۔ دونوں صورتوں میں ہندہ کے ورثاء کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب عجم میں نسب کا لحاظ نہیں ہے، اور پیشہ سے فی الحال دونوں کا یکساں ہے۔ لہذا مرد مذکور کفو اس عورت ہندہ کا ہے اولیاء ہندہ نکاح مذکورہ کو فسخ نہیں کر سکتے قال فی

الدر المختار وھنا فی العرب ای عتبر النسب یکون فی العرب فقط ... کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

باوجود نارضی کے اقرار کرلینے سے نکاح ہوجاتا ہے یا نہیں؟

سوال ۴۶۵ اگر لڑکی بالغہ ہے اور اُس کی مرضی نہیں ہے، اگر کسی طرح اقرار کرالیا جاوے تو نکاح ہوجاتا ہے یا نہیں؟ (۲) ایک مرتبہ ایجاب وقبول کرانے سے نکاح ہوجاتا ہے یا نہیں۔ اور عورت کو اختیار فسخ نکاح کا ہے یا نہیں؟

الجواب نکاح ہوجاتا ہے اور عورت کو اختیار فسخ نکاح کا نہیں ہے۔ اور شوہر کے ھزل سے بھی نکاح نہیں ٹوٹتا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدھن جد وھزلھن جد النکاح والطلاق والعتاق الحدیث او کما قال (۲) نکاح ہوجاتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اگر ولی اقرب سفر میں ہو تو ولی ابعد نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال ۴۶۶ نابالغہ بجز عم واُم دیگر ولی ندارد۔ اکنوں مادرش خواست کہ دختر خود را کہ نابالغہ ہست بہ نکاح شخصی دہد لیکن عمش کہ ولی اقرب است درانجا حاضر نیست۔ پس اگر مادرش کہ ولی ابعد است نکاح دختر خود دہد نفاذ گردد یا نہ؟

الجواب بصورت بعد ولی اقرب کہ کفو خاطب انتظار جوابش نکند۔ و در اطلاع کردن و برجواب عم آمدن کفو خاطب فوت می شود۔ دریں صورت والدہ ولی نکاح می تواں شد وباجازتش نکاح نابالغہ می شود۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

لڑکی بالغہ کا باپ اس کی رضامندی کے بغیر نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

سوال ۴۶۷ ایک لڑکی بالغہ کا نکاح اُس کے والد نے جبراً کردیا لیکن لڑکی ہرگز راضی نہیں ہے، یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب جبکہ لڑکی بالغہ ہے بدون اُس کی اجازت اور رضا کے نکاح نہیں ہوا۔ دوسرا نکاح اُس کا دوسری جگہ درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نکاح ثانی کے متعلق

سوال ۴۶۸ ایک شخص سفر میں تھا اُس نے کہا کہ اگر میں ایک ماہ کے بعد گھر نہ آؤں تو میری زوجہ کو طلاق سمجھنا چنانچہ وہ بعد ماہ کے گھر نہ آیا تو اُس کی زوجہ پر طلاق ہوئی یا نہیں اور اُس کی زوجہ نے دوسرا نکاح کرلیا وہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب طلاق ہوگئی۔ اور دوسرا نکاح جو بعد طلاق اور عدت کے ہوا وہ بھی صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

محرمات سے نکاح کرنے کے بارہ میں

سوال ۴۶۹ اگر کسی شخص نے مثل پھوپی وخالہ کے ساتھ نکاح کرلیا ورد انستہ وطی بھی کی تو اس پر حد زنا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب حد زنا اُس پر جاری نہ ہوگی توبہ کرے اور اُس کو علیحدہ کردیوے۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن

خاوند سفر میں ہو تو نکاح ثانی کا کیا حکم ہے

سوال ۴۷۰ ایک عورت کا خاوند چین میں زندہ موجود ہے

تو نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟

الجواب اس صورت میں نکاح قائم ہے باطل نہیں ہوا قال فی الدر المختار مص رجل ثدی زوجتہ لم تحرم فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ڈھائی برس کے بعد دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال ۴۷۵۔ زید نے ایک لڑکی ساجدہ کے ساتھ دودھ پیا اڑھائی برس کے بعد۔ بکر زید کا بڑا بھائی ہے تو ساجدہ کا نکاح بکر سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ساجدہ کا نکاح بکر کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ کوئی وجہ ممانعت و حرمت کی نہیں ہے درمختار میں ہے وتحل اخت اخیہ رضاعاً الخ۔ اڑھائی برس کی عمر کے بعد حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور اگر زید چھوٹی عمر میں یعنی اڑھائی برس سے کم میں بھی دودھ پیتا تب بھی زید کے بھائی بکر سے ساجدہ کا نکاح درست ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

رضعہ کی سب اولاد رضیع کے بہن بھائی ہیں۔ یا کچھ درست ہے؟

سوال ۴۷۶ زید نے ہندہ کے ساتھ دودھ پیا یعنی زید نے ہندہ کی والدہ کا دودھ پیا ہندہ کی عمر دو سال تھی اور زید کی ایک سال تو زید کا نکاح ہندہ کی دوسری بہنوں سے ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ہندہ اور ہندہ کی سب بہنیں زید کی رضاعی بہنیں ہیں۔ زید کا نکاح ہندہ کی کسی بہن سے درست نہیں ہے۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

نکاح میں شرط لگانا ناجائز ہے

سوال ۴۷۷ ملک بنگال میں دستور ہے کہ دولہا سے علاوہ مہر کے ایک کاغذ بنام کابین نامہ رجسٹری شدہ لیتے ہیں اور اس میں چار شرائط ہوتی ہیں منجملہ ان شروط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ بلا اجازت زوجہ کے دوسری شادی نہ کروں گا۔ اگر کروں گا تو طلاق ہے۔ اور یہ شرط فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ کی مخالف ہے یا نہیں۔ اور بعض دفعہ یہ کابین نامہ قبل عقد بھی رجسٹری ہوتا ہے۔ کیا حکم ہے؟

الجواب جواب مسئلہ مستفسرہ یہ ہے کہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ میں امر وجوب کا نہیں ہے۔ بالاتفاق بلکہ امر اباحت ہے کہ اگر کرو تو جائز ہے۔ پس اگر لڑکی کے اولیاء اس وجہ سے کہ دوسرا نکاح کرنے کی صورت میں شوہر عدل نہ کرے گا اور ہماری لڑکی کو تکلیف پہنچے گی۔ ایسی شرط کرلیویں تو کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ عموماً یہ قاعدہ مقرر کرلینا اچھا نہیں ہے۔ بہرحال جب شوہر اس تعلیق کو تسلیم کرے گا تو بصورت تحقق شرط وقوع جزاء

ضروری ہے یعنی طلاق واقع ہوجاوے گی قبل از عقد جب تک اضافۃ الی العقد نہ پائی جاوے تو اقرار ہر جگہ معتبر نہیں ہوتا لیکن جو صورت سوال میں درج ہے کہ دوسری زوجہ کی طلاق کو زوجۂ اولی کے نکاح کے بعد پر معلق کیا ہے تو اس میں قبل عقد برابر ہے۔ اگرچہ نکاح زوجۂ اولیٰ وہ شخص دوسری زوجہ سے نکاح کرے گا۔ دوسری زوجہ پر طلاق واقع ہوجاوے گی فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن

طلاق مغلظہ کے بعد خلوت صحیحہ سے نکاح درست ہے

سوال ۴۷۸ زید نے اپنی عورت مدخولہ ہندہ کو طلاق دی اور بعد عدت کے ہندہ مطلقہ سے عمر نے نکاح کیا اور ایک رات خلوت ہوئی پھر عمر نے ہندہ کو طلاق دی۔ ہندہ کہتی ہے کہ عمر نے میرے ساتھ وطی کی ہے۔ عمر وطی کا انکار کرتا ہے۔ اس صورت میں ہندہ زوجِ اول سے نکاح کر سکتی ہے یا نہ اور زوجین میں سے کس کا قول معتبر ہوگا

الجواب طلاق زوجِ ثانی کی واقع ہوگی اور عورت کا قول معتبر ہوگا۔ عورت کو جائز ہے کہ بعد گذرنے عدت کے شوہر اول سے نکاح کرلے۔ کما فی الشامی نقلاً عن البزازیۃ ان ادعت ان الثانی جامعہا وانکر الجماع حلت للاول۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ہنسی میں بھی نکاح منعقد ہوجاتا ہے

سوال ۴۷۹ اگر کوئی شخص ہنسی میں اپنی لڑکی کا نکاح پڑھ دے تو منعقد ہوجاتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس صورت میں نکاح ہوگیا۔ حدیث شریف میں ہے ثلث جدھن جدٌ و ھزلھن جدٌ یعنی تین چیزوں میں جو ہنسی کرنے سے بھی ہوجاتی ہیں۔ ان میں سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کو بھی فرمایا ہے۔ درمختار کتاب النکاح میں ہے ولا یشترط العلم بمعنی الایجاب والقبول فیما یستوی فیہ الجد والھزل اذلا یحتج لنیۃ بہ یفتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مزہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند +

جب تک ایجاب وقبول کے وقت شاہد موجود نہ ہوں نکاح منعقد نہیں ہوتا

سوال ۴۸۰ صغریٰ نے ایک پرچہ لکھکر زید کو دیا۔ اس بات کا۔ کہ میں اس بات کا اقرار کئے دیتی ہوں کہ میرا نکاح زید کے ساتھ ہوگیا آپ اس کو منظور وقبول کریں گے یا نہیں۔ زید نے کہا کہ میں منظور کروں گا۔ جانبین سے بکر ر سکر اس بات کا اقرار ہوگیا اس کے بعد صغریٰ کے بھائی نے صغریٰ کے ایک جھری ری۔ صغریٰ کے چلانے سے مجمع زیادہ ہوگیا اسی مجمع میں صغریٰ نے اقرار کیا کہ میرا نکاح زید کے ساتھ ہوگیا ہے۔ اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں؟

الجواب۔ صورتِ مسئولہ میں جو پرچہ لکھکر صغریٰ نے زید کو دیا۔ اور زید نے اس کو منظور کیا

رہ سکتی ہے۔ البتہ ہندہ بعد اسلام اُس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوئی۔ بلکہ تین حیض گذرنے پر یا حائضہ نہ ہو تو تین ماہ کے بعد ہندہ بکر سے بالکل جدا ہو جاوے گی۔ اگر تین حیض یا تین ماہ کے اندر بکر شوہر اسلام لے آتا تو جدائی نہ ہوتی بعد تین حیض وغیرہ کے ہندہ دوسرا نکاح مسلمان سے کر سکتی ہے اور عدت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ درمختار میں ہے۔ ولو اسلم احدھما ثمہ ای حربیین او امرأۃ الکتابی فی دار الحرب و ملحق بہا کالبحر الملح لم تبن حتی تحیض ثلاثاً او تمضی مدتہ ثلاثۃ اشہر قبل اسلام الآخر الخ درمختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

زوجہ اولیٰ کی ناخوشی کے باوجود دوسرا نکاح کر سکتا ہے

سوال ۴۸۲ میری شادی کو عرصہ ہوا مگر کوئی لڑکا بالا نہیں ہوا جس وجہ سے میں نے دوسری جگہ اپنی شادی کا بندوبست کیا۔ ایک مولوی صاحب کہتے ہیں کہ پہلی زوجہ سے اجازت ہو تب نکاح ثانی جائز ہوگا۔ اور پہلی زوجہ راضی نہیں انکار کرتی ہے۔ تو دوسرا نکاح باوجود ناراضی اور انکار زوجۂ اول کے درست ہے یا نہیں۔ اور اجازت زوجہ کی ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب۔ یہ قول صحیح نہیں ہے کہ بدون اجازت پہلی زوجہ کے دوسرا نکاح صحیح نہ ہو بلکہ سائل کو دوسرا نکاح کرنا درست ہے۔ پہلی زوجہ کے انکار کی وجہ سے اور راضی نہ ہونے سے دوسرا نکاح ناجائز نہیں ہے۔ البتہ دوسرے نکاح کے بعد یہ ضروری ہے کہ ہر دو زوجہ کے حقوق پورے پورے ادا کرے، اور برابری اور عدل کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

موجودہ باندیوں سے بلا نکاح صحبت گناہ ہے

سوال ۴۸۳ بعض لوگ آج کل غیر منکوحہ عورتوں کو گھر میں رکھتے ہیں اگر ان سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں مسلمان لوگ باندیاں رکھتے تھے اور بلا نکاح اُن سے صحبت کرتے تھے اگر وہ جائز تھی تو یہ بھی جائز ہیں؟

الجواب باندیوں کا بیشک شرع میں یہ حکم ہے کہ جو باندی جس کی ملک ہو وہ اُس سے بلا نکاح صحبت کر سکتا ہے۔ قرآن شریف و حدیث سے یہ حکم ثابت ہے۔ مگر باندی وہ ہے جو لڑائی میں کافروں کی عورتیں مسلمانوں کے ہاتھ آویں۔ یہ عورتیں جن میں شرائط باندیوں کی نہ پائی جاویں وہ شرعی باندیاں نہیں ہیں اُن سے بلا نکاح صحبت درست نہیں ہے۔ یہ زنا ہے۔ اور زنا کی وعید اور عذاب جو کچھ قرآن و حدیث میں آیا ہے وہ سب مسلمانوں کو معلوم ہے۔ یہی بدکاری کرنا موجب سخت عذاب کا ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور ہدایت نصیب کرے اگر وہ لوگ توبہ نہ کریں گے تو اس کا عذاب بھگتیں گے کسی کا کیا نقصان ہے

نہیں پر مصیبت پڑنے والی ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

۱۲۵

شیعوں کے بعض فرقوں سے نکاح جائز ہے!

سوال ۴۸۴ شیعہ اور سنی کا عقد صحیح ہے یا نہیں؟ (۲) اگر شیعہ عورت سُنی کے نکاح میں ہو۔ اُس صورت میں اُس کے وارث سنی ہوں گے یا شیعہ اگر کوئی رشتہ دار نہ ہو تو کیا کیا جاوے۔؟

الجواب۔ روافض کے کئی گروہ ہیں۔ اور عقائد بھی مختلف ہیں۔ اگر کسی گروہ کا عقیدہ کفر کی نوبت کو نہ پہنچا ہو۔ اُس سے نکاح درست ہے۔ حضرت علی رضؓ کو خدا قرار دینا۔ یا یہ کہ حضرت جبرئیل نے وحی میں غلطی کی۔ یا حضرت ابوبکر رضؓ کی صحبت کا انکار کرنا۔ یا حضرت عائشہ رضؓ کو متہم کرنا وغیر ذلک جو عقیدہ خلاف نصوصِ قطعیہ ہوں کفر ہے۔ ایسے عقیدے والے سے نکاح درست نہیں ہے اور اگر حضرت علی رضؓ کو فضیلت دیتا ہے یا سبِ صحابہ کرتا ہے تو وہ کافر نہیں ہے بلکہ فاسق ہے۔ نکاح درست ہے۔
(۲) جس عورتِ شیعہ سے نکاح درست ہے اس کے وارث سنی بن سکتے ہیں۔ اور اگر ایسی ہے کہ جس سے نکاح درست نہیں اُس کے وارث سنی نہیں ہو سکتے اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو کل مال فقراء پر صدقہ کر دیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

۱۲۶

جب تک شوہر طلاق نہ دے عورت اسی کے نکاح میں رہیگی

سوال ۴۸۵ ایک عورت منکوحہ اپنے خاوند کو چھوڑ کر دوسرے شخص کے ساتھ فرار ہو کر مرتکب زنا ہوئی اور اُس شخص سے اولاد بھی ہوئی۔ اور اب وہ عورت توبہ کر کے اپنے پہلے خاوند کے پاس آنا چاہتی ہے تو تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اور اولاد جو دوسرے شخص سے پیدا ہوئی وہ کس کی ہے؟

الجواب اگر شوہر اول نے طلاق نہیں دی تھی تو وہ عورت زوجہ اسی شوہر اول کی ہے۔ نکاح اس کا باقی ہے۔ تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اولاد جو کچھ شوہر اول سے علیحدہ رہنے کے زمانہ میں زنا سے ہوئی وہ سب منسوب شوہر اول کی طرف ہوگی۔ لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر وقد اكتفوا بقيام فراش بلا دخول كتزوج المغربي بمشرقية الخ درمختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن

۹۹

نکاح بیوہ ایک امر سنت ہے لوگوں کی ناراضی سے اسے چھوڑنا نہیں چاہیے

سوال ۴۸۶ زید نے ایک بیوہ خاندانی مسماۃ ہندہ سے عقد کر لیا ہے اہل خاندان اس پر ناراض ہیں اور انواع اقسام سے نقصان رسانی کے درپے۔ جمعہ کے روز ایک واعظ صاحب نے دوران وعظ میں یہ بیان کیا ہے کہ جس سنت کے جرا سے فتنہ اٹھے اُس پر عمل کرنا ناجائز ہے۔ اور مثال میں ایک واقعہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا کہ خانہ کعبہ کی دیوار خمیدہ تھی حضور نے فتنہ کے خوف سے اس کو سیدھا

نہیں فرمایا۔ اور یہ ارشاد فرما کر اُس کو اُسی حالت پر چھوڑ دیا کہ اس کے سیدھا کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے لہٰذا اس کو اسی حالت پر چھوڑتا ہوں۔

نظر بر حالات معروضہ بالا زید متردد ہے کہ روایۃ اُس کے حال پر منطبق ہو کر عنداللہ اس کا مواخذہ دار تو نہیں ہوگا اور اگر خدانخواستہ مواخذہ دار ہے تو اب زید کو کیا کرنا چاہیے کہ آخرت کے مواخذہ سے بری ہو۔؟

الجواب بیوہ سے نکاح کرنا شرعاً کسی طرح معیوب اور سبب طعن و ناراضی کا نہیں ہونا چاہیے کیونکہ نکاح بیوہ کا آیات و احادیث و عمل مستمر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ رضہ سے ثابت ہے طعن کرنے والا اُس پر اور ناراض ہونے والا مخالف ہے حکم خدا تعالیٰ و رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو لوگ اہل خاندان اُس نکاح کی وجہ سے ناخوش و ناراض ہیں۔ اور درپئے ایذارسانی ہیں۔ اگر یہ ناراضی اور ایذاء رسانی محض اس وجہ سے ہے کہ بیوہ کے نکاح کو وہ معیوب اور سبب عار کا جانتے ہیں تو یہ سخت جہالت اور معصیت ہے۔ ایسے لوگوں کو توبہ کرنی چاہیے۔ ورنہ خوف کفر ہے۔ اُس واعظ کا بیان صحیح نہیں ہے۔ اُس نے جو مسئلہ بتایا وہ بھی غلط ہے اور جو تمثیل میں واقعہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا وہ بھی غلط ہے۔ وہ واقعہ اس طرح نہیں ہے جو اس نے بیان کیا بلکہ کتب حدیث مسلم شریف و ابو داؤد و ترمذی شریف وغیرہ میں وہ واقعہ اس طرح وارد ہوا ہے کہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے یہ نذر کی تھی کہ اگر مکہ معظمہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر فتح ہو گیا تو میں دو رکعت خانہ کعبہ کے اندر پڑھوں گی جب مکہ معظمہ فتح ہو گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر حطیم کے اندر داخل کیا اور یہ فرمایا کہ حطیم میں دو رکعت ادا کر لو کیونکہ حطیم بھی بیت اللہ میں سے ہے۔ تمہاری قوم نے بسبب قلتِ خرچ بوقت تعمیر حطیم کو خانہ کعبہ سے خارج کر دیا۔ اگر تمہاری قوم کا زمانۂ جاہلیت سے قرب نہ ہوتا تو میں خانہ کعبہ کو توڑ کر از سرِ نو بنائے ابراہیمی کے موافق بناتا اور حطیم کو خانہ کعبہ کے اندر داخل کرتا اور چوکھٹ خانہ کعبہ کو زمین سے ملا دیتا اور دو دروازے خانہ کعبہ کے کرتا۔ ایک دروازہ شرقی اور ایک غربی۔ اور اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو ایسا ہی کروں گا۔ انتہیٰ

پس معلوم ہوا کہ اُس واعظ نے جو واقعہ بیان کیا وہ صحیح نہیں ہے اور نہ اس میں فتنہ کے خوف سے کسی سنت کو ترک کرنے کا ذکر ہے۔ بلکہ غرض آپ کی یہ تھی کہ قوم قریش چونکہ ابھی اسلام لائے ہیں زمانہ کفر اور جاہلیت قریب ہے ایسا نہ ہو کہ اُن کے ایمان و اسلام میں کچھ خلل واقع ہو۔ دوسرے فی الحال خانہ کعبہ کا تغیر کرنا ضروری نہیں ہے اور پھر آپ نے یہ بھی ظاہر فرما دیا

کہ سال آئندہ تک اگر زندہ رہا تو اس کو دیگر دوں گا مگر آپ کی وفات اس سے پہلے ہو گئی۔

الغرض اس وقت کو مسئلہ نکاح بیوہ سے کچھ مناسبت نہیں ہے کسی امر دینی کو اس وجہ سے لوگ ناراض ہوں گے چھوڑنا جائز نہیں ہے اور زید پر اس نکاح کی وجہ سے کچھ مواخذہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ ماجور ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

> جب دادا موجود ہو تو لڑکی کے نکاح میں والدہ کو کچھ حق نہیں

سوال ۴۸۷۔ خورشید بیگم لڑکی کا والد فوت ہو گیا۔ اس لڑکی کا دادا نظام الحق اور والدہ موجود ہے۔ نظام الحق اس لڑکی کے دادا نے اس لڑکی کا نکاح عبدالرشید خان سے کر دیا لیکن اس کی والدہ رخصت کرنے سے انکار کرتی ہے۔ اس صورت میں خورشید بیگم کی والدہ اس نکاح کو توڑ سکتی ہے یا نہیں اور نکاح مذکور صحیح ہوا یا نہیں۔

الجواب۔ ولی خورشید بیگم کا اس صورت میں اس کا دادا نظام الحق ہے پس اگر خورشید بیگم بوقت نکاح نابالغہ تھی تو جو نکاح اس کا بحالت عدم بلوغ نظام الحق دادا نے کیا وہ صحیح ہو گیا اور خورشید بیگم مسماۃ عبدالرشید خان کی زوجہ ہو گئی۔ خورشید بیگم کی والدہ کو اختیار اس نکاح کے توڑنے کا یا رخصت نہ کرنے کا نہیں ہے۔ اور اگر خورشید بیگم بالغہ ہے اور بوقت نکاح بالغہ تھی اور اس سے اجازت نکاح کی نہیں لی گئی تھی یا اس نے بعد اطلاع انکار کر دیا تھا تو نکاح صحیح نہیں ہوا۔ درمختار میں ہے وهو اى الولى شرط صحة نكاح صغير ومجنون ورقيق لا مكلفة فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضى ولى الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

> عنین سے عورت کی بدون طلاق کے ہندوستان میں اور کوئی صورت نہیں

سوال ۴۸۸۔ زید نے ہندہ سے نکاح کیا عرصہ کے بعد ہندہ نے زید سے کہا کہ تم قابل عورت نہیں ہو مجھ کو طلاق دیدو۔ اور زید کو تسلیم ہے کہ مجھ میں قوت مردانگی نہیں ہے۔ مگر شرم کی وجہ سے طلاق نہیں دیتا۔ اگر ہندہ بدون طلاق دینے کے نکاح ثانی کر لیوے تو درست ہے یا نہ؟

الجواب بدون طلاق دینے زید کے کوئی صورت ہندہ کے لئے دوسرے نکاح کے جواز کی نہیں ہے۔ کیونکہ عنین کا مسئلہ یہاں جاری نہیں ہو سکتا کہ اس میں اول تو یہ شرط ہے کہ ایک دفعہ بھی وطی نہ کر سکا ہو۔ دوسرے تاجیل قاضی و تفریق قاضی کی شرط ہے جو اس زمانہ میں دشوار ہے۔ جس طرح ہو زید سے طلاق لیوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

ف حال میں ایسی عورتوں کے مصائب ضروریہ پر نظر کر کے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے اس کی خاص کر کے شرعی تدبیر رسالہ الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ میں تجویز فرمائی ہیں۔ اس کو دیکھ لیا جائے رسالہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند یا اعزازیہ بکڈپو دیوبند سے مل سکتا ہے۔

بالغہ عورت کا نکاح بدون اس کی اجازت کے کوئی نہیں باندھ سکتا

سوال ۴۸۹۔ ایک شخص (الف) بمقام آگرہ۔ ایک عورت (ب) بمقام عظیم آباد (صوبہ بہار) میں رہتی ہے (ب) کا چچا (ج) بمقام آگرہ رہتا ہے اور (ج) کو کُل اختیار اجازت نکاح پرورش کا منجانب والدین (ب) کے حاصل ہیں اور (ب) بالغہ ہے عمر ۱۳-۱۴ سال ہے۔ ایسی صورت میں اگر عقد (الف) کا ساتھ (ب) کے بمقام آگرہ بموجودگی واجازت (ج) کے بلاموجودگی (ب) کے کیا جاوے تو یہ عقد جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ تیرہ، چودہ برس کی عمر شرعاً بلوغ کی عمر نہیں ہے۔ البتہ اگر حیض وغیرہ علاماتِ بلوغ موجود ہیں تو بالغہ شمار ہوگی۔ ورنہ پندرہ برس کی عمر ہونے کے بعد بالغہ شمار ہوگی۔ اس کے بعد واضح ہو کہ ب کے باپ نے اگر ب کے چچا ج کو اجازت نکاح ب کی دیدی ہے۔ اور ب نابالغہ ہے تو ج بمقام آگرہ بلاموجودگی ب، و بلا اجازت ب اُس کا نکاح کرسکتا ہے۔ نکاح صحیح ہوجاوے گا۔ اور اگر ب بالغہ ہے تو بدون اجازت ب کے نکاح صحیح نہ ہوگا اور سکوت ب کا اجازت لینے کے وقت کافی ہے۔ کذا فی الکتب المعتبرہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بوقتِ نکاح اگر اصلی باپ کی جگہ سوتیلے باپ کا نام لیا گیا تو نکاح منعقد ہو گیا

سوال ۴۹۰۔ ایک لڑکی کا باپ مرگیا اس کی ماں نے اپنے شوہر کے حقیقی بھائی سے نکاح کرلیا اُس لڑکی کا نکاح اُس کے چچا یعنی سوتیلے باپ کی اجازت سے ہوا۔ اور بوقت نکاح بجائے نام اصل باپ کے سوتیلے باپ کا لیا گیا پس اس صورت میں یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟

الجواب ظاہر یہ ہے کہ یہ نکاح صحیح ہوگیا۔ اگرچہ درمختار کی ایک عبارت سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ ایسی غلطی میں نکاح صحیح نہیں ہوتا وہ عبارت یہ ہے غلط وکیلہا بالنکاح فی اسم ابیہا بغیر حضورہا لم یصح للجہالۃ الخ۔ اس پر علامہ شامی نے یہ لکھا ہے قولہ لم یصح لان الغائبۃ یشترط ذکر اسمہا واسم ابیہا وجدہا وتقدم انہ اذا عرفہا الشہود یکفی ذکر اسمہا فقط خلافاً لابن الفضل وعند الخصاف یکفی مطلقاً والظاہر انہ فی مسئلتنا لا یصح عند الکل لان ذکر الاسم وحدہ لا یصرفہا عن المراد الی غیرہ بخلاف ذکر الاسم منسوباً الی اب آخر فان فاطمۃ بنت احمد لا تصدق علی فاطمۃ بنت محمد تامل وکذا یقال فیما لو غلط فی اسمہا الخ شامی۔ لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ اول تو درمختار کے اس قول للجہالۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ علت عدم جواز نکاح کی غلطی مذکور میں جہالت ہے جو صورت مسئولہ میں مفقود ہے۔ دوسرے درمختار کا مسئلہ بصورت غلطی کے فرض کیا گیا ہے کہ وکیل نے غلطی سے نام بدل دیا۔ اور صورتِ مسئولہ میں غلطی سے ایسا نہیں کیا گیا بلکہ بربنائے عرف والشہرۃ ایسا کہا گیا۔ کیونکہ عرف میں والدہ کے شوہرِ ثانی

کو باپ کہا جاتا ہے اور غرض جو رفع جہالت ہے وہ اس صورت میں حاصل ہے کیونکہ مطلب اس نسبت کا یہ ہے کہ فلاں لڑکی جو فلاں شخص کی تربیت میں ہے اور فلاں لڑکا جو فلاں شخص کی تربیت میں ہے اُن کا عقد ہوا ہے۔ بلکہ عجب نہیں کہ اصل باپ کی طرف نسبت کرنے میں وہ تعرف نہ ہو جو اس نسبت میں حاصل ہے اور مقصود اصلی رفع جہالت ہے جیساکہ شامی میں درمختار کے اس قول (ولا المنکوحۃ مجہولۃ) کے تحت میں ہے قلت وظاهره انها لو جرت المقدمات على معينة وتميزت عند الشهود ايضاً يصح العقد وهي واقعة الفتوى لان المقصود نفي الجهالة وذلك حاصل بتعيينها عند العاقدين والشهود وان لم يصرح باسمها كما اذا كانت احداهما متزوجة ويؤيده ما سيأتي من انها لو كانت غائبة وزوجها وكيلها فان عرفها الشهود وعلموا انه ارادها كفى ذكر اسمها والا لا بد من ذكر الاب والجد ايضاً۔ اھ شامی۔ الحاصل صورتِ مسئولہ میں نکاح منعقد ہوگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

شوہر وکیل نکاح منجانب زوجہ ہوسکتا ہے و نکاح صحیح ہے

سوال ۴۹۱ مسماۃ زینب چاہتی ہے کہ میرا نکاح عمر کے ساتھ ہوجاوے مگر زینب کو اپنے کنبہ والوں کا خوف ہے اس لئے عمر کو اپنے گھر پر بلا کر نکاح نہیں کرسکتی لہذا عمر ہی کو وکیل اپنی طرف سے مقرر کردے اور وہ اپنا نکاح زینب کا ہیوے تو درست ہے یا نہیں؟

الجواب اس طریق سے نکاح کرنا جائز و صحیح ہے زینب اور عمر کا نکاح اس طور سے منعقد ہوجاویگا درمختار میں ہے ويتولى طرفي النكاح واحد بايجاب يقوم مقام القبول في خمس صور كان كان ولياً او وكيلاً من الجانبين او اصيلاً من جانب ووكيلاً او ولياً من آخر او ولياً من جانب وكيلاً من آخر الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

کتاب الطلاق

خلع و مطالبہ مہر کے بارہ میں

سوال ۴۹۲ عورت مہر موجل کا دعوی کس وقت کرسکتی ہے خلع میں مہر ساقط ہوجاتا ہے یا نہیں؟

الجواب مہر موجل کا دعوی و مطالبہ بعد طلاق یا موتِ شوہر کرسکتی ہے۔ کیونکہ غرض مہر موجل کی یہی مدت ہے۔ کذا فی العالمگیریہ۔ خلع و مبارءۃ میں مہر ساقط ہوجاتا ہے۔ عورت مطالبہ مہر کا نہیں کرسکتی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

تعلیق طلاق قبل از نکاح و بعد نکاح کی تفصیل۔

سوال ۴۹۳ زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بکر سے کردیا اس شرط پر کہ اگر بکر زید کے مکان پر رہ کر زید کی امداد کاروبار میں نہ کرے تو ہندہ پر طلاق

ہے۔ اب اگر بکر عہد شکنی کرے تو یہ عہد شکنی طلاق سمجھی جاویگی یا نہیں؟

الجواب اگر قبل نکاح زید نے ہندہ سے تحریراً و تقریراً تعلیق مذکور کی ہے تو وہ لغو ہے طلاق واقع نہ ہوگی فلذ قوله لاجنبیة ان زرت فانت طالق فنکحها فزارت الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن

سب گھر والوں کو طلاق دیدی کہنے سے زوجہ پر طلاق پڑ گئی

سوال ۴۹۴ چند لوگوں نے ایک شخص سے کہا کہ تم مکان نہیں جاتے ہو اُس شخص نے کہا کہ میں نے اپنے سب گھر والوں کو طلاق دیدی ہے۔ لیکن نیت طلاق کی نہ تھی۔ اور الفاظ مذکورہ مجالس مختلفہ میں بیس یوم کے اندر تین دفعہ اُس شخص کی زبان سے نکلے۔ جب تیسری مرتبہ اُس شخص کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تو لوگوں نے کہا کہ تیری زوجہ پر طلاق پڑ گئی۔ تو اُس وقت اُس کی زبان سے یہ نکلا کہ پڑ جانے دو۔ نیت اُس میں بھی نہ تھی۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں اور ہوئی تو کونسی ہوئی؟

الجواب اس صورت میں اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوگئی۔ اور اب بدون حلالہ کے اُس سے شوہر اول کا نکاح درست نہیں ہے۔ وہ عورت بالکل نکاح سے خارج ہوگئی قال نساء الدنیا و نساء العالم طوالق لم تطلق امرءته بخلاف نساء المحلة و لذا در مختار شامی میں ہے ولو قال کل عبد فی هذه الدار و عبده فیها عتقوا فی قولهم الخ شامی اور صریح طلاق میں نیت کی ضرورت نہیں ہے اور یہ کہنا شوہر کا کہ پڑ جانے دو اور سبب وقوع طلاق کا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند۔

زوجہ کو یہ کہنا کہ تو مثل میری بیٹی یا ہمشیرہ کے ہے

سوال ۴۹۵ زید اپنی بیوی کو بہ نیت طلاق بحالت غصہ کہتا ہے کہ تو مثل میری بیٹی کے اور تو مثل میری ہمشیرہ کے ہے۔ اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی اور زید کی بیوی حاملہ بھی ہے۔ بغیر وضع حمل زید کا نکاح اُسی عورت سے صحیح ہے یا نہ۔ زید نے طلاق سے تین روز بعد نکاح کر لیا ہے صحیح ہوگیا یا نہ؟

الجواب اگر بہ نیت طلاق زید نے اپنی بیوی کو یہ الفاظ کہے ہیں کہ تو مثل میری بیٹی کے ہے اور تو مثل میری ہمشیرہ کے ہے تو یہ ایک طلاق بائنہ اُس پر واقع ہوگئی۔ زوجہ پر عدت واجب ہے عدت اُس کی وضع حمل ہے۔ اور زید کا نکاح اُس سے عدت کے اندر یعنی وضع حمل سے پہلے بھی صحیح ہے۔ پس نکاح جو زید نے طلاق سے تین چار روز بعد کیا صحیح ہوگیا۔ در مختار میں ہے و ان نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علی براً وظهاراً وطلاقاً صحت نیته ووقع ما نوی لانه کنایة الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اگر تجھکو رکھوں تو اپنی ماں کو رکھوں اس لفظ سے ظہار نہیں ہوتا

سوال ۴۹٦ زید نے اپنی منکوحہ کو کہا کہ تجھکو طلاق ہے اور قیامت تک تجھکو نہ رکھوں گا۔ اگر پھر رکھوں تو اپنی ماں کو رکھوں۔ اب زید پشیمان ہو گیا۔ اور اپنی منکوحہ عورت کو پھر رکھنا چاہتا ہے۔ تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیئے۔ کفارہ ظہار کی تو ضرورت نہیں ہے۔؟

الجواب صورت مسئولہ میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی عدت میں رجوع کر سکتا ہے اور بعد گذر جانے عدت کے نکاح کر سکتا ہے۔ یہاں ظہار نہیں ہے کیونکہ ظہار میں تشبیہ ہوتی ہے اور یہاں نہیں ہے۔ کما نقلہ الشامی عن الصیرفیہ لو قال انت طالق ولا رجعت لی عیبۃ فرجعیۃ فقط کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

صورت خلع، اور اختیار طلاق بزوجہ اور طلاق معلق بشرط کے احکام

سوال ۴۹۷ زید نے اپنی نابالغہ یا مراہقہ زوجہ کے طلاق نامہ میں لکھا کہ میں نے تم سے نکاح کیا تھا مگر تم سے میرے گھر باہر کا کام کاج نہیں چلتا ہے اور تم میری خدمت میں حاضر نہیں ہوتی ہو اس لیے چونکہ تمہارے والد نے مہر معاف کر دیا اُس مہر کے بدلے میں میں نے تمہیں خلع تین طلاق دیا۔ بعد اس کے عورت کے والد سے معافی مہر کی رسید لکھا کر دستخط کرا لیے۔ اس صورت میں زید کی زوجہ پر کتنی طلاقیں واقع ہوئیں؟

(۲) زید نے ہندہ کو نکاح کرتے وقت کابین نامہ میں لکھدیا ہے کہ بلا اجازت بانوئے موصوفہ کے دوسری شادی یا نکاح نہیں کروں گا۔ اگر کروں تو بانوئے موصوفہ کو اختیار رہے کہ میری طرف سے اُس دوسری زوجہ پر تین طلاق واقع کردے۔ اب زید نے ہندہ کو طلاق بائن دیدی ہے تو اگر اس وقت زید نکاح کسی دوسری عورت سے کرے تو ہندہ اُس پر طلاق واقع کر سکتی ہے؟

(۳) زید نے کابین نامہ میں چند شروط لکھدینے کے بعد یہ لکھدیا کہ اگر شروطِ بالا میں سے کسی شرط کا خلاف کروں تو بیوی پر تیسری طلاق واقع ہوگی۔

اس دیار میں اکثر نکاح سے پہلے کابین نامہ رجسٹری کرا لیتے ہیں بعد اُس کے نکاح کراتے ہیں تو وہ شروط معتبر ہیں یا نہیں؟

الجواب اس صورت میں زید کی زوجہ مطلقہ ہوگئی خلع الاب صغیرتہ بمالہا ومہرہا طلقت فی الاصح کما ثبت فی الدرر وھو میرۃ ولم یلزم المال لانہ تبرع وکذا الکبیرۃ الا اذا قبلت فیلزمہا المال۔ قولہ فی الاصح الخ وقیل لا تطلق لانہ معلق بلزوم المال وقد عدم ووجہ الاصح انہ معلق بقبول الاب وقد وجد بزازیہ شامی۔ قولہ لم یلزم المال ای لا علیہا ولا علی الاب علی قول ابن سماعۃ وعلی روایۃ وھو ظاہر جمع المتفرقات ہ ذ ضمنہ فلا کلام فی لزومہ شامی۔

۔ ہندہ کو اختیار ہوگا کہ زید کی دوسری بیوی کو طلاق دیدے۔ شامی کتاب الایمان میں ہے ولو قال لامرأته كل امرأة اتزوجها بغير اذنك فطالق امرأته طلقة بائنا او ثلاثا ثم تزوج بغير اذنها طلقت لانه لم يتقيد يمينه ببقاء النكاح لانه انما تتقيد به لو كانت المرأة تستفيد ولاية الاذن و المنع بعقد النكاح اھ بخلاف تزوج ذنہ يستفيد ولاية الاذن بالعقد الخ

(۳) اس صورت میں تین طلاق واقع ہوں گی کیونکہ تیسری طلاق دو قبل کو چاہتی ہے کما فی الدر المختار وفی القنية طلقت آخر ثلث تطليقات فثلاث ولو آخر ثلث تطليقات فواحدة و الفرق دقيق حسن۔ اس فرق کو علامہ شامی نے بیان فرمایا فراجعہ اور جزاء میں استقبال کا لفظ وعدہ پر محمول نہ ہوگا۔ شادی سے پہلے کا اقرار اور تحریر معتبر نہیں جب تک کہ بعد نکاح پھر اس تحریر کا اقرار نہ کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

بذریعہ خط طلاق دینے کا حکم

سوال ۴۹۸ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو لکھ کر بھیجا کہ اگر مہر معاف کردو تو ہم نے طلاق دی۔ اور شوہر کی اس طلاق لکھنے کا ایک گواہ ہے۔ اور ایک حافظ بیان کرتے ہیں کہ خط میں طلاق لکھی ہوئی ہے اور خط بالکل مٹا ہوا اور مشتبہ ہے۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں، اور دوسرا نکاح اس عورت کا صحیح ہے یا نہ؟

الجواب اس صورت میں گواہی طلاق کی پوری نہیں ہے کیونکہ شوہر کے طلاق لکھنے کا صرف ایک گواہ ہے۔ باقی حافظ صاحب وغیرہ صرف خط میں طلاق ہونے کو بیان کرتے ہیں اور خط اول تو شرعاً ویسے ہی حجت نہیں ہے۔ اور بالخصوص یہ خط مٹا ہوا اور مشتبہ ہے پھر اس میں جو کچھ پڑھا گیا وہ بھی مہر کی معافی پر طلاق کا معلق ہونا معلوم ہوا ہے۔ بہر حال ثبوت طلاق کا اس صورت میں کچھ نہیں ہے۔ بقاعدۂ شرعیہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔ اور دوسرا نکاح اس عورت کا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

میں نے تجھکو چھوڑا سے طلاق واقع ہوجائے گی

سوال ۴۹۹ ایک شخص اپنی عورت کو تین دفعہ یہ لفظ کہتا ہے کہ میں نے تجھ کو چھوڑا۔ اس صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟

الجواب یہ لفظ کہ میں نے تجھ کو چھوڑا کنایات میں سے ہے پس اگر حالتِ غصہ یا مذاکرۂ طلاق

---

۵ اصل مسئلہ یوں ہی ہے مگر آجکل عرف بدل جانے کی وجہ سے حکم بدل گیا ہے کیونکہ ہمارے عرف میں یہ لفظ طلاق صریح کے حکم میں ہوگیا ہے اس سے خواہ مذاکرۂ طلاق ہو یا نہ ہو قاضی طلاق کا حکم کرے گا۔ علامہ شامی نے لفظ حرام کے تحت میں لفظ سرحت کا یہی حکم سمجھ کر اصل سے لکھا ہے۔ مگر عرف میں حکم صریح ہوجانے کی بنا پر اس لفظ سے بلا نیت طلاق و بلا مذاکرہ بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

میں شوہر کی زبان سے یہ نکلا تو قاضی حکم طلاق کا کر دے گا اور دیانۃً یعنی ما بینہ وبین اللہ تعالیٰ
اگر شوہر کی نیت طلاق کی ہے تو طلاق بائنہ واقع ہوگی ورنہ نہیں قولہ قضاءً قید بہ لانہ لا یقع
دیانۃً بدون النیۃ ولو وجدت دلالۃ الحال الخ شامی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

"تو مثل میری لڑکی اور مثل میری بہن کے ہے" کے الفاظ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے

سوال ۵۰۰ زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں بہ نیت طلاق کہا کہ تو مثل میری لڑکی اور مثل میری بہن کے ہے اس صورت میں کونسی طلاق اس کی زوجہ پر واقع ہوئی اگر طلاق بائن واقع ہوئی تو قبل وضع حمل شوہر اول سے نکاح درست ہے یا نہیں؟

الجواب اگر اس لفظ میں زید کی نیت طلاق کی تھی جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے تو ایک طلاق بائنہ اس کی زوجہ پر واقع ہوئی۔ نکاح عدت میں یعنی قبل وضع حمل زید شوہر اول کا اس سے درست ہے دوسرے کا نہیں
نوی بانت علی مثل امی او کامی وکذا لو حذف علی خانیۃ وطلاق صحت نیتہ ووقع بائنا لانہ کنایۃ در مختار فقط کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

جس شخص کے دو زوجہ ہیں اگر یہ کہے کہ میری زوجہ پر تین طلاق تو کس پر طلاق ہوگی؟

سوال ۵۰۱ شخصے گفت اگر من بازار کام کنم بر زوجۂ من سہ طلاق جدا جدا باز آں کام کرد وحالانکہ آں شخص را دو زوجہ است پس ہر ہر زن سہ طلاق باشد یا بریک زن وکدام زن؟

الجواب بریک زن سہ طلاق واقع خواہد شد واختیار تعیین مر شوہر است ولو قال امرأتی طالق ولہ امرأتان او ثلاث تطلق واحدۃ منہن ولہ خیار التعیین۔ وفی الشامی لا فرق فی ذلک بین المعلق والمنجز الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

طلاق نامہ تحریری میں اگر تین دفعہ طلاق دیتا ہوں کے الفاظ ہوں تو طلاق بائنہ پڑ جائے گی

سوال ۵۰۲ ایک شخص نے اپنی زوجہ منکوحہ کو طلاق نامہ تحریری اس مضمون کا لکھا کہ میں کہ مسمی فلاں عرف فلاں عرض کرتا ہوں کہ مسماۃ فلاں بنت فلاں زوجہ فلاں جو کہ عرصہ پانچ چھ سال سے میری زوجیت میں مقید و گرفتار رنج ومحن ہے میری منکوحہ ہے۔ آج بتاریخ فلاں ماہ فلاں سنہ فلاں کو قید زوجیت اور نکاح سے خارج اور آزاد کرتا ہوں۔ اور طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں۔ طلاق دیتا ہوں۔ اس صورت میں کونسی طلاق واقع ہوئی رجعت درست ہے یا حلالہ کی ضرورت ہے۔

الجواب سوال مندرجہ بالا کا جواب بعض غیر مقلدین وغیرہ نے یہ لکھا ہے کہ صورت مسئولہ میں رجعت عدۃ میں درست ہے۔ حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ طلاق ہی واقع نہیں ہوئی۔ جناب مفتی صاحب نے جواب مندرجہ ذیل تحریر فرمایا ہے:-

اول وبه نستعین - زید کی منکوحہ پر تین طلاق واقع ہوگئی - بقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث جدھن جدٌ وھزلھن جدٌ وعن منھن الطلاق - اور بعد تین طلاق کے حرام مغلظ ہونا مطلقہ کا اور نہ حلال ہونا شوہر اول کے لئے نص قطعی میں منصوص ہے
فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ - آیۃ اور احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ زید کی منکوحہ مطلقہ ثلاثہ بدون حلالہ کے زید کے لئے حلال نہیں ہے جن لوگوں نے حکم صحتِ رجعت کا عدۃ میں کیا یا وہ عدم وقوع طلاق کے قائل ہوئے وہ مخالف ہیں حکم خدا تعالیٰ و رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ -

حرمت مصاہرت سے نکاح فسخ نہیں ہوتا جب تک طلاق واقع نہ ہو

سوال ۵۰۳ ایک عورت کو اُس کا خُسر دق کرتا ہے اور جبراً اُس سے زنا کرتا ہے - عورت جب شوہر سے کہتی ہے تو وہ خاموش ہوجاتا ہے - اور کوئی تدبیر انسداد کی نہیں کرتا - اگر وہ عورت بدون طلاق لئے دوسرا نکاح کرے تو جائز ہے یا نہ؟

الجواب عورت اُس کے خاوند پر حرام ہوجاوے گی - اور خاوند کو ضرور ہے کہ عورت کو علیحدہ کردے مگر جب تک طلاق نہ دے گا - نکاح ثانی درست نہیں ہے وبحرمۃ المصاہرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لہا التزوج بآخر الا بعد المتارکۃ وانقضاء العدۃ فی الدرالمختار - اس سے معلوم ہوا کہ نکاح ثانی صورتِ مذکورہ میں جائز نہیں کیونکہ شوہر نے طلاق نہیں دی - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

خلع کا ایک مسئلہ

سوال ۵۰۴ ہندہ کو زید نے اس لئے روپیہ دیا تھا کہ تو اپنے شوہر سے خلع کرے اس بنا پر ہندہ نے زید سے روپیہ لیکر خلع کرلیا - اور عدۃ گذار کر زید ہی سے نکاح کرلیا نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب نکاح ہوگیا کیونکہ شرائط صحتِ نکاح پائی گئی فان خلعھا الاب علی مال ضامنا له ای ملتزماً لکفیل الخ عدم وجوب المال علیہا ووجوبہ علیہ کالخلع مع الاجنبی والاب اولی الخ - قولہ کالخلع مع الاجنبی ای الفضولی وحاصلہ ان امرہ انما خاطب الزوج فان اضاف البدل الی نفسہ ... ... وملکہ ... کالخلع ... ... صح - پس جبکہ اجنبی شخص اپنے پاس سے ... دیکر شوہر سے خلع کرسکتا ہے بدامرو تبول زوجہ تو جبکہ زوجہ خود یہ کرے کہ دوسرے شخص سے مال لے کر اپنے شوہر سے خلع کرے - بدرجۂ اولیٰ بہتر و درست ہے - اور جبکہ خلع درست ہوا اور خلع طلاق ہے پس بعد انقضاء عدۃ نکاح صحیح ہوا - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ -

تقلید ... ... اپنے مذہب چھوڑ کر دوسرے مذہب پر عمل کرنا ... ...

سوال ۵۰۵ - ایک شخص نے اپنی زوجہ کو تین طلاق ایک مجلس میں دی اور عورت کا اُس سے علیحدہ ہونا باعث مضرت ہے

حنفی مذہب میں کوئی طریقہ طلاق واقع نہ ہونے کا تحریر فرمائیے۔ اگر حنفی مذہب میں ایسا طریقہ نہ ہو تو حنفی کو خاص مسئلہ میں دوسرے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہو سکتی ہے یا نہ ؟

الجواب صورتِ مسئولہ میں تین طلاق واقع ہو گی۔ بدون حلالہ کے زوجِ اول کے لئے حلال نہیں ہے اگرچہ باعثِ مضرت ہے۔ گر مضرت تھی تو طلاق کیوں دی۔ اپنے مذہب کو چھوڑ کر دوسرے مذہب پر عمل کرنا جب جائز ہے کہ کوئی کراہت اس کی مذہب کی رو سے لازم نہ آوے اور یہاں کراہت بلکہ حرمت ہے۔ لہٰذا اس صورت میں جائز نہیں۔ قال فی الدر المختار لکن ینبغی الخروج من الخلاف لاسیما للامام لکن بشرط عدم لزوم ارتکاب مکروہ مذہبه۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

> "میں اس بات سے خوش ہوں کہ تو میرے سامنے ہی کسی سے نکاح کرلے" یہ الفاظ کنایہ طلاق کے حکم میں ہیں۔

سوال ۵۰۶۔ ایک شخص نے ایک روز نہایت سخائی سے غصہ کی حالت میں اپنی زوجہ سے یہ کہدیا کہ میں اس بات سے خوش ہوں کہ تو میرے سامنے ہی کسی سے نکاح کرلے۔ اس صورت میں طلاق بائنہ ہوئی یا رجعیہ یا وہ عورت اس کی زوجہ بدستور باقی ہے؟

الجواب یہ لفظ کنایہ ہے اگر شوہر نے طلاق کی نیت سے کہا ہے تو ایک طلاق بائنہ اس عورت پر واقع ہو گئی۔ اور اگر نیت طلاق کی نہ تھی تو طلاق واقع نہیں ہوئی کما فی الشامی عن الذخیرۃ اذھبی وتزوجی لایقع الا بالنیۃ وان نوی فھی واحدۃ بائنۃ الخ اور صاحب در مختار نے جو یہ نقل کیا ہے اذھبی وتزوجی تقع واحدۃ بلا نیۃ۔ علامہ شامی نے فرمایا کہ یہ غلط ہے۔ قاضی خان کی تصحیح کے۔ اور پھر ذخیرہ سے اس کی تائید کی۔ کما ھو مفصل فی ردالمحتار ملخصًا۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

> طلاق معلق سے بچنے کا ایک حیلہ

سوال ۵۰۷ زید نے بحالتِ غصہ اپنے باپ سے جو ضعیف العمر بیمار ہیں یہ کہدیا کہ اگر میں تمہاری خدمت اپنے ہاتھ سے کروں۔ تو میری زوجہ پر تین طلاق۔ لیکن زید اپنے قول سے نادم و پشیمان ہے۔ اور باپ کی خدمت کرنا چاہتا ہے۔ سوائے زید کے اور کوئی خدمت کرنے والا اس کے باپ کا نہیں ہے۔ مگر خدمت کرنے میں تین طلاق واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ اگر خدمت کرنے سے اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع نہ ہوں تو زید خدمت کرنے کو تیار ہے؟

الجواب باپ کی خدمت کرنا ضروری اور واجب ہے۔ اور یہ بھی ضرور ہے کہ خدمت کرنے سے اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہو جاویں گی۔ پس تین طلاق سے بچنے کی یہ ہو سکتی ہے کہ اس عورت کو ایک طلاق بائن دیدی جاوے اور عدت یعنی تین حیض پورے ہو جاویں۔ یہاں تک کہ عدت ختم ہونے پر وہ عورت شوہر کے نکاح سے خارج اور علیحدہ ہو جاوے گی۔ اس وقت باپ کی

خدمت کرے قسم پوری ہو جاوے گی اور تین طلاق واقع نہ ہوں گی۔ کیونکہ وہ عورت اس وقت محل طلاق نہیں ہے پھر نکاح اس عورت سے دو گواہوں کے روبرو تھوڑے سے مہر کے ساتھ مثلاً دس درہم یعنی اڑھائی تین روپیہ کے ساتھ کرلیوے۔ اس تدبیر سے حلالہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور پھر ہمیشہ باپ کی خدمت کرتا رہے طلاق واقع نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ تعلیق و قسم ایک دفعہ میں ختم ہو جاوے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

جب طلاق کے عادل گواہ موجود نہ ہوں اور شوہر انکار کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی

سوال ۵۰۸ ہندہ زوجۂ زید اپنے میکہ میں گئی جب زید نے طلبی کی تاکید زیادہ کی تو اس نے یہ افترا کیا کہ زید نے مجھے طلاق دے دی ہے اور دو گواہ ایسے پیش کرتی ہے کہ جو یہ بھی نہیں جانتے کہ نماز کے وقت کی فرض ہے۔ اور زید حلفیہ کہتا ہے کہ میں نے ہرگز طلاق نہیں دی اور کوئی لفظ اس قسم کا نہیں کہا۔ ایا اس صورت میں طلاق ثابت تو نہیں ہوگی؟

الجواب جبکہ گواہان طلاق عادل وثقہ نہیں ہیں۔ اور ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ نماز کے وقت کی فرض ہے تو ظاہر ہے کہ ان کی گواہی سے طلاق ثابت نہ ہوگی اور انکار شوہر کا بحلف معتبر ہوگا جیسا کہ قاعدۂ معروفہ حدیث شریف میں ہے البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر اور اس کی تصریح جملہ کتب فقہ میں ہے۔ اور درمختار میں درباب کنایات مذکور ہے۔ والقول له بیمینه فی عدم النیة پس اس صورت مسئولہ میں طلاق ثابت نہ ہوگی۔ اور زید اپنی زوجہ ہندہ کو لیجا سکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند۔

کتاب الوقف

وقف سے پنشن دینا کیسا ہے

سوال ۵۰۹ اگر کسی دیرینہ ملازم وقف کو علیحدہ کر کے اس کی حسن خدمت کی وجہ سے اس کو پنشن دینا چاہیں تو شرعاً متولیان وقف۔ وقف میں سے اس کو پنشن دے سکتے ہیں؟

الجواب مال وقف سے پنشن دینا بدون شرط واقف کے درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مقدمہ کے لئے چندہ کیا گیا پھر اس کی ضرورت نہ رہی تو چندہ کو کیا کیا جائے؟

سوال ۵۱۰ مقدمہ کی پیروی کے لئے کچھ چندہ جمع کیا گیا۔ چندہ [illegible] کی نوبت نہ آئی تھی کہ مقدمہ طے ہو گیا۔ اور چندہ کی [illegible] ضرورت نہ رہی۔ اس [illegible] کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب جو روپیہ مسلمانوں سے چندہ میں لیا جاتا ہے جب تک وہ روپیہ اسی مصرف میں

صرف نہ ہو دینے والوں کی مِلک میں رہتا ہے۔ چندہ دہندگان سے دریافت کیا جاوے کہ اُنکی رائے کس مصرف میں صرف کرنے کی ہے۔ اُسی موقع میں صرف کیا جاوے۔ یا اُن کو واپس دیا جاوے۔ درصورت تعذرِ واپسی فقراء پر صدقہ کرنا چاہیئے۔ اور فقراء پر صدقہ کرنے کی سہل صورت یہ ہے کہ کسی مدرسہ اسلامیہ میں طلبہ کے خرچ کے لئے دیدیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مدارس اسلامیہ وقف ہیں یا نہیں؟

سوال ۵۱۱ ۔ خازن العلوم اور جس قدر مدارس اس طرح قائم کئے گئے ہیں۔ وہ وقف ہیں یا نہیں؟ (۲) اور ایسی صورت میں اہلِ اسلام و بہی خواہانِ مدرسہ کے لئے مجلس انتظامیہ قائم کرسکتے ہیں یا نہیں۔؟ (۳) متولی اگر دعویٰ مِلکیتِ وقف پر کرے۔ نیز افعال فسق و فجور کا مرتکب ہو تو قابل عزل ہے یا نہ؟ (۴) کیا اس مدرسہ کے لئے قیام مجلس کے لئے متولی مذکور سے اجازت کی ضرورت ہوگی یا مسلمان خود کرسکتے ہیں۔؟ بینوا توجروا۔

الجواب مدرسہ خازن العلوم اور جملہ مدارس اسلامیہ جو اس قسم کے ہیں وقف ہیں۔ دعوےٰ ملکیت کا کرنا باطل ہے (۲) کرسکتے ہیں (۳) دعویٰ ملکیت کا کرنا باطل ہے کہ الوقف لایملك ولایملك۔ کلام مشہور و مسلّم ہے اور دعویٰ ملک و افعالِ فسق و فجور کی وجہ سے وہ قابل عزل ہے وینزع وجوبًا لو الواقف فغیرہ بالاولیٰ غیر مامون او عاجزًا وظهر به فسق کشرب خمر ونحوه الخ وان شرط عدم نزعها الخ درمختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

خائن آدمی کو متولی بننے کے بارہ میں

سوال ۵۱۲ ۔ زید متولی وقف ہے۔ لیکن نہ نماز پڑھتا ہے۔ اور مال وقف کو اپنے ذاتی اور ناجائز مصارف میں صرف کرتا ہے۔ اس صورت میں زید قابل تولیت کے ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ایسی صورت میں زید قابل اور لائق تولیت کے نہیں ہے۔ معزول کرنا اس کا لازم ہے اور مسلمانوں کو وقف کی حفاظت ضروری ہے۔ بشرط قدرت اس میں سکوت درست نہیں اور سعی کرنا حفاظت وقف میں جس طرح ہوسکے ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

کس طرح مستحق متولی بیشگی تنخواہ مال وقف سے دے سکتا ہے

سوال ۵۱۳ ۔ متولیِ وقف کو مالِ وقف سے ملازمانِ وقف کو تنخواہ پیشگی مستحق ہونے سے دینا۔ (۲) مال وقف بطور قرض اپنے صرف میں لاکر پھر ادا کر دینا (۳) مال وقف سے کسی برادر مسلمان کو قرض دینا؟ (۴) کتاب وقف ایک مدرسہ خاص کی دوسری جگہ دینا؟ (۵) متولیِ دو وقف کو ایک وقف کا مال دوسرے میں خرچ کرنا۔؟ (۶) تعمیر مکان وقف کے واسطے بمشورہ مسلمین قرض لینا مذہب حنفیہ میں جائز ہے یا نہیں؟ (۷) زمین ہائے مشترکہ کا زر بیمہ ایک شریک جو وصول کرکے اپنے پاس رکھا۔ اس روپیہ میں سے بے حصہ شرکا کسی کو قرض دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب اگر مصلحت سمجھے اور یہ کہ پیشگی تنخواہ دینے میں کچھ حرج نہیں ہے اور ضائع ہونے کا اندیشہ نہیں ہے تو کچھ حرج اس میں نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) اپنے صرف میں بطور قرض مالِ وقف کو لانا جائز نہیں ہے۔ اگر ایسا کیا تو ادا کرنا اسکا ضروری ہے فقط

(۳) مالِ وقف سے کسی برادر کو قرض دینا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) کتب وقف جو کسی خاص مدرسہ کی وقف ہیں بلا اجازت واقف دوسرے مدرسہ میں منتقل کر دینا درست نہیں فقط

(۵) دو وقف کے متولی کو ایک وقف کا مال دوسرے وقف میں صرف کرنا بصورتِ اختلاف واقف و خلاف جہۃ درست نہیں۔ جیساکہ درمختار میں اس کی تصریح موجود ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) تعمیر کی ضرورت ہے تو بمشورۂ مسلمین اس کے لئے قرض لینا درست ہے۔ وقیل تجوز مطلقاً للعمارۃ کیونکہ وجود قاضی اس زمانہ میں نہیں ہے۔ لہٰذا اس روایت پر عمل کرنا درست ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

(۷) جب تک تقسیم کر کے اپنا حصہ جدا نہ کر لیوے اُس وقت تک اس میں سے قرض دینا بلا اذن شرکاء جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند۔

قرآن مجید جو بطور وقف مساجد میں رکھے جاویں اُن کا حکم

سوال ۵۱۴ ۔ اس ملک میں یہ رواج ہے کہ جب کوئی حادثہ مثلاً مرض وغیرہ ہو تو بالعموم علاوہ اور صدقات کے قرآن شریف ہدیۃً خرید کر مساجد میں وقف کر دیا کرتے ہیں۔ اور پیش امام اُن کو رکھ دیتے ہیں اور کسی کو پڑھنے نہیں دیتے۔ اب کثیر التعداد نسخے ہو گئے ہیں۔ اور اب اُن کی ضرورت بفضلہ تعالیٰ یہاں کے مدارس میں بھی نہیں ہے۔ ان نسخوں کو دیدیا جاوے یا مدارس بعیدہ میں وقفاً بھیجدیئے جاویں۔ یا فروخت کر کے اُنکی قیمت اُسی مسجد کے مصارف میں لگائی جاوے؟

الجواب جو قرآن شریف کسی مسجد میں وقف کیے جاویں اُن کو نقل کرنا دوسری جگہ درست نہیں ہے اور پیش امام کو یہ اختیار نہیں ہے کہ مسجد کے نمازی کو پڑھنے کے لئے نہ دے۔ کیونکہ اس صورت میں واقف کی غرض معدوم ہو جاوے گی۔ وہ یہ کہ غیر پڑھے اور واقف کو ثواب ملے۔ اگر پیش امام نے کسی کو پڑھنے نہ دیا تو گنہگار ہوگا۔ ہاں اس کی حفاظت ضرور کرے۔ یہ نہیں کہ دو داب میں بند کر کے قفل لگا وے۔ اور اُن قرآنوں کی بیع بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ قابل نفع ہے۔ کما فی الشامی الجلد الثالث صفحہ ۳۰۳ باب الوقف نقلاً عن القنیۃ تقویۃ لو وقف المصحف علی المسجد ای بلا تعیین اهله قیل یقرء فیه ولا یختص باهله المترددین الیه ویستوی فی الانتفاع به الغنی والفقیر وفی صفحہ ۳۶۳ نقلاً عن الفتح الفقیر و علله عدم جواز بیعه الا اذا تعذر الانتفاع به ما هو فیه اذا ورد علیه وقف الواقف۔ آن عبارات سے واضح ہو گیا کہ کلام مجید کا نقل کرنا یا بیع کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

وقف نہ کرنے کا وعدہ وارث سے کیا پھر اس کو توڑنا اور وارث کو محروم کرنا!

سوال ۵۱۵ زید نے اپنے بیٹے بکر سے اس بات کا پختہ وعدہ کیا کہ اگر بکر نکاح کرے تو زید اپنی جائداد وقف نہیں کرے گا۔ بکر ایک ہی وارث زید کا ہے اور بکر جو مناکحت کرنا نہیں چاہتا تھا اُس کا سبب یہ تھا کہ وہ متاہل زندگی کے کثیر اخراجات کی قابلیت نہیں رکھتا تھا اور نہ رکھتا ہے۔ پس اس وعدہ پر مناکحت کرلی۔ اب زید کسی رنجش کی وجہ سے چاہتا ہے کہ اس وعدہ کو توڑ دے کیا زید ایسا کرسکتا ہے۔ کیا زید اپنی کل جائداد یا اُس کی ایک جزو کو وقف کرسکتا ہے۔ اگر زید ایسا کرے تو وہ وقف جائز ہوگا؟ اگر جائز ہو تو عنداللہ عہد شکنی میں ماخوذ ہوگا یا نہ؟ ایسا معاہدہ کر کے توڑنا شرعاً جائز ہے؟

الجواب۔ زید اگر اپنی کُل یا بعض جائداد کو وقف کردے گا وقف صحیح و نافذ ہوگا۔ کیونکہ شرائط صحتِ وقف موجود ہیں۔ قال فی الدر المختار وشرطہ شرط سائر التبرعات قال فی الشامی افاد ان الواقف لابد ان یکون مالکہ لہ وقت الوقف ملکا تاما الخ باقی زید کی غرض اگر اس وقف کرنے سے اپنے پسر بکر کو محروم کرنا ہے تو یہ گناہ ہے۔ زید اس میں گناہگار ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ یوم القیامۃ رواہ ابن ماجہ وغیرہ اور دوسری حدیث میں ہے۔ انک ان تذر ورثتک اغنیاء خیر من ان تذرھم عالۃ یتکففون الناس الحدیث۔ اسی لئے وصیت ایک ثلث میں جاری ہوتی ہے اور ثلث سے زیادہ وصیت درست نہیں ہے۔ پس یہی لحاظ وقف میں رہنا چاہئے کہ وارث محروم نہ ہو۔ ایک صحابی نے جن کی صرف ایک دختر تھی اپنے کل مال کے صدقہ کرنے کی وصیت کا ارادہ کیا تھا۔ اُس پر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ایک ثلث مال کی وصیت کی اجازت دی اس سے زیادہ کی اجازت نہیں دی۔ پس زید بھی اس سے زیادہ وقف نہ کرے اور اضرار وارث کا ارادہ نہ کرے کہ یہ سخت گناہ ہے۔ البتہ اگر وقف اس طرح کرے کہ بکر بیع وہبہ وغیرہ نہ کرسکے تو اس میں اگر زید مصلحت سمجھتا ہے تو یہ درست ہے۔ اور واضح ہو کہ وقف دراصل ایک نیک کام اور قربۃ ہے۔ چنانچہ شرائطِ وقف میں یہ بھی ہے۔ وان یکون قربۃ فی ذاتہ در مختار۔ پس زید کا یہ عہد و وعدہ کہ میں وقف نہ کروں گا ایسا ہے جیسا یہ کہے کہ میں اپنے مال کو صدقہ نہ کروں گا تو ایسا وعدہ قابل وفا نہیں ہے۔ اور ایسے وعدہ کے خلاف میں مواخذہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ایسا معاہدہ توڑنا چاہئے۔ الحاصل اس وعدہ کی وجہ سے زید پابند وقف نہ کرنے کا نہیں ہوسکتا۔ البتہ وہی تفصیل جو اوپر گذری اس میں ملحوظ رہے گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند۔

متولی وقف شرائط وقف کے مطابق شئی موقوف میں ہر قسم کا تصرف کرسکتا ہے

سوال ۵۱۶۔ زید کی تولیت میں کچھ اشیاء منقولہ باقی رہنے والی قابلِ انتفاع خلائق اُس کے والد خالد کی وقف کردہ تھیں زید نے اپنے پسر عمر کو اُس وقف کا متولی قرار دیا اور وقف نامہ لکھکر علماء و قاضی شہر کی مواہیر سے مکمل کرا کے عمر کے حوالہ کیا اور اشیائے موقوفہ کو اُس کی تولیت میں سپرد کر دیا۔ کئی سال بعد زید واقف کا انتقال ہوگیا۔ عمر متولی زید کی زندگی سے شرائطِ وقف کا پورا لحاظ کرتا رہا۔ اور بقدر نفع رسانی اشیائے موقوفہ سے ممکن ہوسکی کرتا رہا اُس وقف نامہ میں منجملہ دیگر شرائط وقف شرائط ذیل بھی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

(۱) اگر متولی کو بسبب حوادثِ زمانہ ہجرت کا اتفاق پیش آوے اور تحفظ اشیاء موقوفہ کی کوئی قابلِ اطمینان صورت متولی نہ سمجھے تو اشیائے موقوفہ ہمراہ جاسکتی ہیں؟

(۲) متولی اشیائے موقوفہ کو اپنے اطمینان کی جگہ جہاں مناسب سمجھے وہاں رکھے؟

(۳) غیر کے دستِ تصرف میں ہرگز نہ جانے دے۔ زید متولی اول کے انتقال سے تقریباً دو سال بعد عمر متولی ثانی کو بسبب ضرورت دینی و دنیوی بسبب حوادثِ زمانہ وطن سے ہجرت کا اتفاق ہوا۔ اور دوسری جگہ اقامت اختیار کی متولی اشیائے موقوفہ کو اپنا وطن چھوڑ کر تحفظ کا کوئی انتظام قابلِ اطمینان سمجھ میں نہ آیا اور نہ کسی کو قابلِ اطمینان ایسا جانتا ہے کہ اشیاء کی حفاظت تا مراجعت وطن اُس کے سپرد کردے اور نیز اُن اشیاء موقوفہ کو وطن میں بند کر دینے سے علاوہ خطرۂ چوری نہ خود منتفع ہوسکتا ہے اور نہ اہل حاجت کو نفع پہنچانے کا اطمینانی انتظام کرسکتا ہے۔ البتہ جائے اقامت میں عمر متولی ان سب امور کا انتظام اچھی طرح کرسکتا ہے۔ نظر بریں عمر متولی اشیائے موقوفہ کو بناء بر شرائط وقف مذکورہ ایا شرعاً ہمراہ رکھ سکتا ہے یا نہ؟ دردر اندازوں کا مانع آنا جن کو اس وقف میں کسی طرح دستِ تصرف کا حق نہیں ہے کیا معتبر ہوسکتا ہے اور عمر متولی اشیائے موقوفہ کا عن اب وجدٍ جلا آتا ہے عمر و صالح ہے اس کی رائے کے خلاف یہ لوگ اُس وقف کے انتظام میں دخیل و منتظم ہوسکتے ہیں یا نہ؟

الجواب: اقول وباللہ التوفیق قال فی رد المحتار قولہم شرط الواقف [illegible] غرض الواقفین وفیہ [illegible] ایضاً فان شرط الواقف معتبر [illegible] الشرع [illegible] رد المحتار شرط الواقف کنص الشارع ای فی المفہوم والدلالۃ [illegible] عرفی [illegible] الدلالۃ وہو المناسب الخ

ردالمحتار ص۴۱۲ و فی الدر المختار و ان وقف علی المسجد جاز و یقرء فیہ ولا یکون محصوراً علی ھذا المسجد و بہ عرف حکم نقل کتب الاوقاف من محالہا للانتفاع بہا و الفقہاء بذلک مبتلون فان وقفہا علی مستحقی وقفہ لم یجز نقلہا و ان علی طلبۃ العلم وجعل مقرہا فی خزانتہ التی فی مکان کذا ففی جواز النقل تردد۔ نہر قولہ ففی جواز النقل تردد) الذی تحصل من کلام النہر انہ اذا وقف کتباً وعین موضعہا فان وقفہا علی اھل ذلک الموضع لم یجز نقلہا منہ لا لہم ولا لغیرہم وظاہرہ انہ لا یحل لغیرہم الانتفاع بہا فان وقفہا علی طلبۃ العلم فلکل طالب الانتفاع بہا فی محلہا واما نقلہا منہ ففیہ تردد ناشئ عما قدمہ عن الخلاصۃ من حکایۃ القولین من انہ وقف المصحف علی المسجد ای لا تعیین اھلہ قیل یقرء فیہ ای یختص بالمترددین الیہ وقیل لا یختص بہ ای فیجوز نقلہ الی غیرہ وقد علمت تقویۃ القول الاول بما مر عن القنیۃ وبقی ما لو عمم الواقف بان وقفہ علی طلبۃ العلم لکنہ شرط ان لا یخرج من المسجد او المدرسۃ کما ھو العادۃ وقدمنا عند قولہ ولا یرھن عن الاشباہ انہ لو شرطان لا یخرج الا برھن لا یعمل وجوب اتباع شرطہ وحمل الرھن علی المعنی اللغوی تقدم قالہ السبکی ویؤیدہ ما قدمناہ قبیل قولہ وملکہ یزول عن الفتح ومن قولہ ان شرائط الواقف معتبرۃ اذا لم تخالف الشرع وھو مالک فلہ ان یجعل مالہ حیث شاء ما لم یکن معصیۃ ولہ ان یخص صنفاً من الفقراء وکذا سیاتی فی فروع الفصل الاول ان قولہم شرط الواقف کنص الشارع فی المفہوم والدلالۃ ووجوب العمل بہ قلت لکن لا یخفی ان ھذا اذا علم ان الواقف نفسہ شرط ذلک حقیقۃ اما مجرد کتابۃ ذلک علی ظہر الکتب کما ھو العادۃ فلا یثبت بہ الشرط وقد اخبرنی بعض قوام مدرسۃ ان واقفہا کتب ذلک حیلۃً لمنع اعارۃ من یخشی منہ الضیاع الخ رد المحتار ص۴۱۳ وفی عالمگیریۃ فی وقف المصحف اذ وقفہ علی اھل المسجد یقرؤن ان یحصون یجوز وان وقف علی المسجد یجوز ویقرء فی ھذا المسجد وذکر فی بعض المواضع لا یکون مقصوراً علی ھذا المسجد کذا فی الوجیز للکردری واختلف الناس فی وقف الکتب جوزہ الفقیہ ابو اللیث وعلیہ الفتوی کذا فی فتاوی قاضی خاں عالمگیریہ۔ روایاتِ مذکورہ سے بوضاحت ثابت ہے کہ عمر متوفی اُن اشیائے موقوفہ کو دوسری جگہ منتقل کرسکتا ہے بلکہ شرط واقف کی موافق بصورت مذکورہ اُس کو ضروری ہے کہ ان اشیاء کو اپنی ساتھ اپنی حفاظت میں رکھے اور مخلوق کو نفع پہنچا وے کہ غرض واقف کی بدون اُس کے حاصل نہیں ہوسکتی اور غرض واقف کی رعایت کرنا لازم و واجب ہے۔ کما مر عن الدر المختار وغیرہ۔ نیز بالعض ناس کا جن کو اُس وقف میں کچھ تصرف کا اختیار نہیں ہے

شرعاً معتبر نہیں ہے اور عمر متولی جس پر کسی قسم کی خیانت و تصرف بیجا کا الزام نہیں ہے اُس کے خلاف آ
کسی کو کچھ مداخلت انتظام وقف مذکورہ میں جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

احکامُ المساجدُ

جو مسجد مال حرام سے بنی ہے اس میں نماز پڑھنے کا حکم

سوال ۵۱۷ - ایک محلہ میں ایک مسجد بہت پرانی ہے اور ہمیشہ سے نماز جمعہ اُس میں ہوتی ہے۔ اب ایک سود خوار تاجر نے ایک نئی مسجد تیار کرائی ہے۔ اور چاہتا ہے کہ جمعہ کی نماز اُسی میں ادا کی جاوے۔ اس صورت میں جمعہ کونسی مسجد میں پڑھا جاوے۔ اور جو مسجد سود کے روپیہ سے بنی ہے اُس میں نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ شخص سود خوار تجارت بھی کرتا ہے؟

الجواب - سود کے روپیہ سے اگر مسجد بنی ہو، نماز اس میں مکروہ ہے لیکن جس شخص کی آمدنی تجارت سے بھی ہو تو یہ سمجھا جاوے گا کہ اس نے مسجد میں تجارت کی آمدنی کا روپیہ لگایا ہے۔ اُس میں نماز صحیح ہے اور نماز جمعہ دونوں مسجدوں میں سے جس میں چاہیں پڑھیں۔ چاہے دونوں میں پڑھیں یہ بھی درست ہے۔ بہتر یہ ہے کہ صرف ایک جگہ جمعہ ہو جس مسجد میں گنجائش زیادہ ہو اور حلال مال سے بنی ہو باتفاق رائے اُس میں سب جمعہ پڑھیں۔ اختلافِ باہمی بُرا ہے۔ قال فی الشامی لو انفق فی ذلک مالاً خبیثاً و مالاً سببہ خبیث والطیب فیکرہ لان اللہ تعالیٰ لا یقبل الا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بما لا یقبلہ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

کسی جلسہ کا خرچ مسجد کی آمدنی سے دینا جائز نہیں ہے۔

سوال ۵۱۸ - جامع مسجد آگرہ میں ایک جلسہ ہوا۔ اُس میں مسجد کے ملازموں سے کام لیا گیا اور جو کچھ روشنی وغیرہ میں خرچ ہوا وہ انجمن اوقاف سے دیا۔ اور اس جلسہ کے بانی ایک ممبر صاحب ہیں اس پر دیگر ممبر معترض ہوئے۔ ایک چوتھے ممبر صاحب نے جو کچھ روشنی میں خرچ ہوا تھا اپنے پاس سے دیدیا۔ مسجد کے ملازموں سے کام لینا درست ہے یا نہیں؟ اور مال وقف سے خرچ مذکور کرنا درست ہے؟

الجواب - اُن ملازموں سے یہ کام لینا تو ممنوع نہیں ہے مگر خرچ روشنی وغیرہ کا آمدنی وقف سے دینا جائز نہیں ہے وہ خرچ بذمہ اُن ممبر صاحب ہے جس نے خرچ کیا۔ اور اگر کسی دوسرے ممبر نے اپنی طرف سے خود ادا کر دیا تو کچھ حرج نہیں ہے غرض یہ ہے کہ وہ خرچ وقف پر نہ ڈالا جاوے اصل ذمہ دار اور ضامن خرچ کنندہ ہے۔ اگر دوسرے ممبر نے ضمان ادا کر دیا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مسجد یا مدرسہ میں نقارہ بجانے کا حکم

سوال ۵۱۹ مسجد یا مدرسہ میں نقارہ بجانا کیسا ہے اور بجانیوالا گناہگار ہے یا نہیں؟

الجواب نقارہ وغیرہ بجانا بالعموم ہر جگہ حرام و ناجائز ہے اور بجانے والے فعل حرام کے مرتکب ہیں اور خصوصاً مسجد یا مدرسہ میں یا قریب مسجد کے نقارہ بجانا بہت ہی بُرا ہے۔ ایسے لوگ سخت فاسق و عاصی اور مبتدع ہیں اُن کو توبہ کرنی چاہیئے اگر وہ ایسا کریں تو اُن سے تعلقات ترک کر دیئے جاویں۔ فقط۔ اور اگر علامت افطار و سحر کے لئے رمضان المبارک میں خارج مسجد بجایا جاوے تو جائز ہے۔ قیاساً علی طبل الغزاۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

وقف مسجد وغیرہ کے متعلق

سوال ۵۲۰ نجیب آباد میں ایک مسجد کے متولی کو موقوف کر کے چند لوگ متولی بن گئے اور اُسی مسجد میں یعنے مسجد کے متعلق ایک حجرہ ہے۔ اُس کے آگے سائبان ہے اُس میں مدرسہ تجوید القرآن ہے۔ اُن متولیوں نے مدرس کو نوٹس دیا ہے کہ یا کرایہ حجرہ وغیرہ کا ادا کرو۔ ورنہ مدرسہ اُٹھالو۔ اس بابت کیا حکم ہے؟

الجواب جو لوگ اُس وقت متولی مسجد ہیں اُنہیں کی رائے کے موافق عملدرآمد ہونا چاہیئے۔ اگر وہ کرایہ طلب کریں۔ کرایہ دینا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نیچے حجرہ اور اوپر مسجد ہو تو کیا حکم ہے

سوال ۵۲۱ ایک مسجد تعمیر کرائی ہے جس کے نیچے حجرہ ہے اور اوپر مسجد ہے چونکہ مسجد کے نیچے جگہ خالی ہے۔ اس لئے بعض علماء کا خیال ہے کہ اس میں نماز صحیح نہیں۔ ایسی حالت میں اس حجرہ کو اغراض مسجد کے لئے رکھا جاوے یا موذن کی سکونت وغیرہ کے لئے رکھ دیا جاوے یا کرایہ پر دیکر کرایہ مسجد میں صرف کیا جاوے؟

الجواب اُس حجرہ کو اغراض مسجد کے لئے رکھا جاوے۔ مثلاً بوریہ صف لوٹہ وغیرہ مسجد کا اُس میں رکھا جاوے۔ اُس میں نہ موذن کو رکھا جاوے نہ کرایہ پر دیا جاوے۔ کیونکہ مسجد اوپر سے نیچے تک مسجد ہی ہوتی ہے اُس میں اور کچھ تصرف کرنا جائز نہیں ہوتا۔ اور نماز اُس مسجد میں صحیح ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

دوسری مسجد بنانا اور پہلی مسجد کو نماز عیدین کے لئے مخصوص کرنا

سوال ۵۲۲ ہمارے یہاں ایک مسجد ہے اور بہت دور کے فاصلہ پر ہے تو یہاں دوسری مسجد بنانا درست ہے یا نہیں؟ اور پہلی مسجد کو نماز عید کے لئے خاص کر دینا بھی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب دوسری مسجد بنانا موافق صورت سوال کے درست ہے۔ اور مسجد اول کو عید کی نماز کے لئے خاص کرنا بھی جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

ـــــــــــــــــــ

[1] جیند تراشہ ... حجرہ و کرایہ وغیرہ ... رسالہ ... مساجد میں ... کو دیکھیں محمد ...

کسی ہندو کی جو زمین پر مسجد کو نماز پڑھنے کے لئے دی ہو وہ مسجد شرعی نہیں

سوال ۵۲۳ ۔ ایک ہندو زمیندار نے مسلمان رعایا کو ایک قطعہ زمین مفت دیا تھا مسلمانوں نے اُس جگہ میں مسجد وعیدگاہ بنائی۔ تخمیناً بیس برس تک نماز پڑھی۔ دریں اثنا ایک مسلمان نے زمیندار سے وہ جگہ خرید لی اور مکان بنانا چاہتا ہے اور مسجد کو توڑنا چاہتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب اگر اس ہندو زمیندار نے وہ قطعہ زمین رعایا مسلمانوں کو عاریۃً محض سکونت کے لئے دیا تھا اور رعایا نے بعض جگہ میں نماز کے لئے مسجد وعیدگاہ قائم کی تو اس صورت میں وہ قطعہ زمین ملک زمیندار ہے مسجد شرعی نہیں ہوئی۔ دوسرے مسلمان کو خریدنا اُس زمین کا زمیندار سے اور مکان بنانا اُس میں درست ہے اور اگر اُس زمیندار نے مسلمانوں کو مالک اُس قطعہ اراضی کا بنا دیا تھا تو وہ مسجد وعیدگاہ ہوگئی۔ دوسرے مسلمان کو اُس کا خریدنا اور اُس میں مکان بنوانا درست نہیں ہے لقولہ تعالیٰ وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ ۔ الآیۃ ۔ پس صورت ثانیہ میں توڑنیوالا مسجد کا اور مکان بنانیوالا عاصی ہے۔ اور جبتک وہ توبہ نہ کرے اُس سے اختلاط نہ کرے فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

مسجد کی اینٹیں غسل خانہ میں لگانے کا حکم

سوال ۵۲۴ جو مسجد گر پڑی اُس کی اینٹوں سے مرمت غسل خانہ جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب ۔ مسجد کی اینٹیں مسجد ہی میں لگانی چاہییں ۔ البتہ اگر مسجد دوسری اینٹوں سے بنوا دی جاوے تو پھر پرانی اینٹیں مرمت غسل خانہ وغیرہ میں لگا سکتے ہیں ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن

کرایہ کی زمین میں مسجد بنانے کا حکم

سوال ۵۲۵ ایک گاؤں میں مسجد نہیں ہے ۔ اگر اس گاؤں میں زمین کرایہ پر لیکر ٹین اور لکڑی کی ایسی مسجد بنائی جاوے کہ جس وقت ضرورت ہو اُٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیں تو اُس میں نماز صحیح و درست ہو سکتی ہے یا نہ ؟

الجواب ۔ یہ بنائے مسجد عارضی جس کی صورت سوال میں درج ہے جائز ہے اور نماز اُس میں جائز ہے یہ مسجد بوجہ اس کے کہ زمین اُس کی وقف نہیں ہے ۔ اگرچہ اصل مسجد نہیں ہے ۔ لیکن نمازوں کے صحیح ہونے اور اُس میں جماعت کرنے اور جماعت کا ثواب حاصل ہونے میں کچھ شبہ اور تردد نہیں ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام وجعلت لی الارض مسجداً وطھوراً اُس مسئلہ کی واضح دلیل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن

مسجد شکستہ کے سامان کو دوسری مسجد میں لگانا جبکہ اُس وقت میں اس کے ضائع ہونے کا خوف ہو

سوال ۵۲۶ ۔ ایک مسجد کے سامان کو دیمک لگ گئی ہے لہٰذا اس کا سامان دوسری مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں اگر اس کا سامان وہیں چھوڑ دیا جاوے تو بدمعاش لوگ لیجاویں گے تو اُسکا سامان دوسری مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہ ؟

الجواب ایسی حالت خطرات میں مسجد قدیم کے انقاض کو نقل کرنا یا بیع کر کے مسجد جدید کے صرف میں لانا درست ہے مگر چونکہ جو جگہ ایک بار مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے۔ قال فی البحر وعلی ان الفتوی علی قول محمد فی آلات المسجد وعلی قول ابی یوسف فی تابید المسجد شامی لہذا حفاظت مسجد اول کی بھی ضروری ہے۔ اس کے احاطہ کو محفوظ کر دیا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مسجد میں اگر دو درجے ہوں تو دونوں کا حکم مسجد ہی کا ہوگا

سوال ۵۲۷ ملک برما میں اکثر جگہ مسجد کے دو درجے ہوتے ہیں لیکن نیت بانی کی یہ ہوتی ہے کہ پچھلا درجہ نماز کے واسطے بناتا ہوں اور اگلا درجہ مصلیوں کی نشست و برخاست اور اکل و شرب کے لئے بناتا ہوں۔ اس صورت میں اگلے درجہ میں کھانا پینا اور سونا جائز ہے یا نہیں اور اگلا درجہ مسجد سے خارج ہے یا داخل مسجد ہے؟

الجواب وہ تمام مسجد ہے دونوں درجے مسجد ہیں حکم مسجد کا دونوں جگہ جاری ہوگا۔ درمختار میں ہے کہ مسجد میں کھانا اور سونا غیر معتکف کے لئے مکروہ ہے یعنی خلاف اولیٰ ہے بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت ایسا نہ کیا جاوے اور بضرورت درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کسی مسجد کو توڑ کر دوسری جگہ مسجد بنانا جائز نہیں اور ناجائز مال سے بنی ہوئی مسجد میں نماز مکروہ ہے

سوال ۵۲۸ ایک گاؤں میں تین مسجدیں ہیں اور حسب فتوی مفتی صاحب وہاں جمعہ ادا ہو جاتا ہے۔ میں نے گاؤں والوں سے کہا تھا کہ ایک مسجد کو نماز جمعہ کے لئے خاص کر لو۔ اور دو مسجدوں کو نماز پنجگانہ کے لئے چھوڑ دو۔ گاؤں والے کہتے ہیں کہ تینوں مسجدوں کو توڑ کر ایک جدید مسجد جمعہ کی غرض سے تیار کی جاوے۔ اس صورت میں تینوں مسجدوں موجودہ کو توڑ کر ایک مسجد جدید جمعہ کے لئے بنانا درست ہے یا نہیں؟ درمختار شامی میں جو فتویٰ تابید مسجد کے متعلق نقل فرمایا ہے وہ صحیح ہے یا کیا؟

(۲) کسی کے مال سے جو مسجد بنائی جاوے اس میں نماز درست ہے یا نہیں۔ اور مال کسبی سے جو تالاب بنایا ہو اس کا پانی استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب مساجد ثلثہ میں سے ایک مسجد کو جمعہ کے لئے خاص کر لینا اور باقی دو مسجدوں کو نماز پنجگانہ کے لئے چھوڑنا جیسا کہ آپ کی رائے ہے یہی عمدہ اور موافق شرع ہے۔ ایسا ہی ہونا چاہیئے ورنہ یہ درست نہیں ہے کہ ان تینوں مساجد کو ویران کر کے ان کے سامان سے مسجد جدید دوسری جگہ بنائی جاوے کیونکہ جو جگہ ایک بار مسجد ہو جاتی ہے وہ ہمیشہ مسجد رہتی ہے۔ اس کا حکم مسجد منفک و منتقل نہیں ہو سکتا پس ان لوگوں کی رائے اس بارے میں نہ ماننی چاہیئے۔ جو مساجد اولیٰ کے ویران کرنے کو کہتے ہیں اور دربارہ نماز و بنائے مسجد نفسانیت کو دخل نہ دینا چاہیئے۔ شامی وغیرہ میں تابید مسجد پر جو فتویٰ نقل

کیا گیا ہے وہی صحیح و راجح ہے۔ باقی جمعہ وہاں پڑھنے نہ پڑھنے میں بندہ کی دوسری تحریر کو دیکھ لیا جاوے۔
(۲) کسی کے مال حرام سے جو مسجد تیار ہوا اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اُس تالاب کے پانی کا استعمال
جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

خائن متولی کو معزول کرنا ضروری ہے

سوال ۵۲۹ ایک شہر میں ایک مسجد کے نیچے دکانیں ہیں اُن کی آمدنی جو مسجد کے اخراجات سے زائد بچتی ہے اُس کو متولی اپنے ذاتی تصرف میں اٹھاتا ہے اور خرچ کرتا ہے۔ ایسا کرنا صحیح اور جائز ہے۔ کیا حکم ہے۔؟

الجواب متولی مذکور کو یہ چاہیے تھا کہ تمام آمدنی مسجد کی دوکانات وغیرہ کی اُس مسجد کی ضروریات میں صرف کرے اور جو باقی رہے اُس کو مسجد کے لئے باقی رکھے اپنے ذاتی صرف میں لانا جائز نہیں ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو یہ خیانت ہے۔ اُس متولی کو معزول کرنا چاہیے اور مسلمانان اہل شہر و اہل محلہ اس وجہ سے اُس کو معزول کر سکتے ہیں اور دوسرے شخص کو متولی بنا سکتے ہیں۔ بانی کی طرف سے متولی بنایا گیا ہو یا بعد میں متولی ہوا ہو۔ ہر دو صورت میں اس کو علیحدہ کر سکتے ہیں اور حساب و کتاب سمجھ سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسی حالت میں اُس میں مداخلت کرنا اور حساب سمجھنا۔ اور در صورت ثبوت خیانت اس کو معزول کرنا ضروری و لازم ہے۔ درمختار میں ہے کہ اگر خود بانی بھی ایسی خیانت کرے تو اُس کو معزول کرنا چاہیئے۔ متولی مذکور تو بالاولیٰ مستحق عزل ہے فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مسجد کا سامان مدرسہ میں لگانا نہیں چاہیے

سوال ۵۳۰ ایک مسجد دریا برد ہو گئی اس کا سامان وغیرہ رکھا ہے۔ اہل محلہ نے اقرب مساجد تیار کرلی ہے اور اُس میں اُس سامان کی ضرورت نہیں ہے تو اُس سامان کو مدرسہ اسلامیہ میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب اقرب مساجد ہی میں صرف کرنا چاہیئے۔ اگر اس وقت ضرورت نہیں ہے تو اُس کے لئے اُس سامان کو محفوظ رکھا جاوے کہ وقت ضرورت کام آوے یا فروخت کر کے اقرب مساجد میں لگایا جاوے۔ مدرسہ میں نہ لگایا جاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

چندہ زبردستی وصول کیا گیا تو کیا اُس چندہ سے تعمیر کرنا کیسا ہے؟

سوال ۵۳۱ بغرض تعمیر عیدگاہ و مسجد و دیگر امور خیر چندہ تجویز ہوا اور ہر قوم کا ایک گروہ مقرر ہو۔ وقت وصول چندہ چند اشخاص نے بخوشی خاطر چندہ دیا۔ اور بعض نے تنگی سے انکار کر دیا۔ اُس وقت ممبران چندہ نے حکم دیا کہ جو شخص چندہ نہ دے اس کا حقہ پانی بند کر دو۔ اور غمی و شادی میں شریک نہ ہو اور جو پیشہ کرتے ہیں اُس سے سودا نہ خریدو اسی وجہ سے منکرین نے چندہ دیدیا۔ اس چندہ سے عیدگاہ بنوانا جائز ہے یا نہ۔ اور اُس میں نماز پڑھنا کیسا ہے

اور چاہ بنوانا و پانی پینا۔ وضو و غسل کرنا۔ اور کار خیر میں صرف کرنا اُس روپیہ کا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس طرح زبردستی کرنا چندہ کے لینے میں جائز نہیں ہے۔ لیکن عیدگاہ جو اُس چندہ سے بنی اُس میں نماز بلا کراہت درست ہے۔ اور اُس چندہ سے جو چاہ بنایا گیا اُس سے وضو و غسل اور پانی پینا درست ہے۔ اور ہر ایک کار خیر میں مثلاً مدرسہ وغیرہ جس میں ایسا چندہ آیا تو اُس سے تنخواہ وغیرہ ملازمین کو اور اُس کو طلبہ میں صرف کرنا درست ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اس طرح تنگ کر کے لینا تو اچھا نہیں ہے لیکن جب مالک نے کسی طرح طوعاً و کرہاً دیدیا اور کار خیر میں لگا دیا گیا تو آئندہ کو اُس حال میں درست نہیں رہی کیونکہ یہ چوری اور غصب کا مال نہیں۔ فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن

مسجد اگر مال حرام کی بھی بنائی جائے پھر بھی وہ کسی کی ملک میں نہیں آسکتی

سوال ۵۳۲۔ ایک شخص نے شراب کی آمدنی سے ایک مسجد بنائی اور کسی قدر دیوار مسجد کی بلند کی جب اُس کو معلوم ہوا کہ ایسے روپیہ سے مسجد بنوانا درست نہیں تو اُس مسجد کو ناتمام چھوڑ دیا اور اس کا انتقال بھی ہو گیا۔ اب اُس کے ورثہ کی ملک ہو سکتی ہے یا نہیں۔ اور بیع و ہبہ اُس کا درست ہے یا نہ۔ یا وہ مسجد کے حکم میں ہے مسجد اس وقت میں ناتمام اور غیر محفوظ ہے؟ (۲) اگر کوئی شخص ورثاء بانی سے اُس مسجد کو خرید کر از سر نو تعمیر کرا دے تو جائز ہے یا نہ؟ (۳) اگر کسی شخص نے بذریعہ تجارتِ شراب روپیہ حاصل کیا اور اُس روپیہ سے تجارت غلہ و کپڑے کی کرتا ہو تو اس روپیہ سے وہ شخص مسجد بنا سکتا ہے یا نہ۔ بصورت عدم جواز وہ دوسرے شخص کے پاس سے قرض لے کر مسجد بنا دے۔ اور پھر اپنے پاس کے روپیہ سے قرض ادا کر دے تو ایسی صورت سے مسجد بنانا درست ہے یا نہ؟

الجواب مسجد میں مال حلال خرچ کرنا چاہیئے اور تعمیر مسجد مال حلال و طیب سے ضروری ہے اور حرام مال سے تعمیر مسجد کرنا حرام ہے حدیث شریف میں ہے ولا یقبل اللہ الا الطیب۔ حدیث ترمذی میں ہے فی نتائج الشریعۃ امر و نفق فی ذمت مالاً خبیثاً او مرکسبہ بخبث والطعہ ذلک لان اللہ تعالیٰ لایقبل الا الطیب فیکون تلوث ببیۃ ما لا یقبلہ الخ۔ پس چاہیئے کہ اس قدر دیواروں کو جو مال حرام و خبیث سے تیار ہوئی ہیں اُٹھا کر حلال مال سے اُس مسجد کو تعمیر کریں اور حفاظت اُس مسجد کی ضروری ہے بیع و ہبہ کرنا اُس کا صحیح نہیں ہے۔ ورثہ کی ملک میں نہیں آسکتی الموقف لایملک ولایملک مسئلہ مشہور ہے۔ (۲) یہ دریافت ہوا کہ بیع و ہبہ اُس کا ناجائز ہے۔ باقی اگر اس حیلہ سے کوئی شخص ورثہ کے قبضہ سے اُس کو نکال کر از سر نو تعمیر کرا دے اور تکمیل کر دے تو یہ بہت اچھا ہے اور کار ثواب ہے۔ (۳) پہلی صورت ناجائز ہے۔ البتہ اگر قرض لیکر مسجد

بنا دیوے تو یہ جائز ہے۔ پھر اگر اُس قرض کو حرام آمدنی سے ادا کیا تو یہ گناہ اُس کے ذمہ ہوگا بہرحال مسجد میں ایسے حیلوں سے بھی حرام روپیہ نہ لگاوے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

کسی مصلحت کی بنا پر کسی فریق کو مخصوص مسجد متعین کرنا خلاف شرع نہیں:

سوال ۳۳۵۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک قصبہ کئی سو برس سے آباد ہے۔ وہاں کے مسلمانوں کی مردم شماری فی الحال تقریباً آٹھ ہزار ہے اور وہاں مسجد تخمیناً اسّی کے قریب آباد ہیں ان کے علاوہ اور بھی مساجد ہیں وہاں کے کل مسلمان بجز چند شیعہ کے ابتدا سے حنفی المذہب متفق الخیال متحد العقائد والمسائل باہم شیر و شکر کی طرح مل جل رہتے تھے اس میں کسی قسم کا جنگ و جدال و تخالف نہ تھا مگر تقریباً تیس پینتیس برس سے چند لوگ غالباً فی الحال اُن کی تعداد دو ڈھائی سو ہوگی۔ منکر مذہب غیر مقلد ہوگئے اور باہم سخت منافرت و مخالفت پیدا ہوگئی۔ حتیٰ کہ بارہا فوجداری اور عدالت کی نوبت پہنچ گئی۔ غیر مقلدین نے اپنی عیدگاہ اور جامع مسجد بھی بنوالی۔ مگر بعض بعض ایسی بھی مسجدیں ہیں جن میں دونوں فریق نماز پڑھتے ہیں۔ ایسی مسجدوں پر اکثر مذہبی جھگڑے ہوجایا کرتے ہیں۔ چنانچہ ابھی ۲۳ محرم کو ایک مسجد میں دونوں فریق جمع ہوگئے اور آپس میں مارپیٹ لٹھم لٹھا گھوسم گھوسا کر بیٹھے۔ بلکہ اُس کے ذریعہ سے دو فوجداریاں اور بھی ہوگئیں جس سے قصبہ میں ایک ہل چل مچ گیا پولیس آکر روک تھام نہ کرتی تو نہیں معلوم کیا ہوجاتا۔ آئے دن کی مذہبی فوجداری سے دونوں فریق تنگ آگئے ہیں۔ اب فریقین اس امر پر راضی ہیں کہ باہم صلح کرکے جھگڑے کو مٹا دیں۔ چنانچہ برضامندی فریقین چند شخص حکم مقرر کیے گئے ہیں اور باتفاق فریقین اقرار نامہ ثالثی میں یہ مضمون لکھا گیا ہے کہ ثالثان حسب شریعت و قانون و دیانت داری جو فیصلہ کردیں گے ہم فریقین کو منظور ہے۔ اب علمائے حقانی سے یہ استفسار ہے: (۱) چونکہ تیس برس کے تجربہ و مشاہدہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس قصبہ میں جب دونوں فریق ایک ہی مسجد میں جمع ہوجاتے ہیں تو اکثر مذہبی شر و فساد کر بیٹھتے ہیں۔ اگر اس شر و فساد و فتنہ و مناقشہ کے مٹانے کے لیے ثالثان دونوں کو الگ کردیں۔ اور فریقین کے لیے خاص خاص مسجدیں نامزد کردیں تو کیا یہ فیصلہ خلاف شریعت ہوگا؟

الجواب۔ قرآن شریف میں ہے ان اللہ لا یحب المفسدین یعنی بیشک اللہ تعالیٰ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا اور یہ بھی ہے ولا تتبع سبیل المفسدین یعنی مفسدوں کے راستہ کی پیروی نہ کرو۔ اور یہ بھی ہے لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا۔ یعنی بعد اصلاح کے زمین میں فساد نہ کرو۔ ان نصوص سے بخوبی واضح ہے کہ فساد برپا کرنا حرام اور اس کا مٹانا واجب۔ چونکہ تیس برس کے تجربہ سے معلوم ہے کہ دونوں فریق

کے اکٹھے ہونے سے شر و فساد و فتنہ برپا ہوجایا کرتا ہے۔ اس لئے محض بغرض انسداد فساد و حفظ امن و اصلاح بین الناس اگر ثالثین دونوں فریق کو الگ کردیں اور دونوں فریق کے لئے مسجدیں خاص خاص نامزد کردیں تو خلاف شریعت نہ ہوگا۔ بلکہ وہ لوگ عند اللہ ماجور و مصیب ہونگے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن

کسی شرعی مصلحت کی بنا پر کسی شخص کو جماعت سے روکنا خلاف شرع نہیں

سوال ۵۳۴ اگر کسی نمازی کے ذریعہ سے حفظ امن میں خلل واقع ہوتا ہو۔ اور شر و فساد کا اندیشہ ہو یا عام نمازیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور اذیت پہنچتی ہو تو ایسے شخص کو بغرض حفظ امن و انسداد شر و فساد جماعت سے روکدینا کیا شرع کے خلاف ہے؟

الجواب جو کہ حفظ امن میں خلل انداز ہو۔ اور باعث شر و فساد ہو اور عام نمازیوں کو تکلیف دہ و اذیت رساں ہو۔ اور اس کا فعل موجب اشتعال طبع ہو۔ اُس کو جماعت سے روکنا قانون شرع کے مطابق ہے۔ حدیثین اور آثار اور اقوال فقہا اس پر صاف دال ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کچی لہسن پیاز کھانے والوں کو مسجد سے روک دیا۔ بلکہ مسجد سے نکال دیا۔ نیز آپؐ نے اُن عورتوں کو جو خوشبو لگائے ہوں مسجد میں آنے سے بخوف فتنہ منع کر دیا۔ نیز آپؐ نے اُن لوگوں کے حق میں جو نمازی کے سامنے سے چلے جائیں جس سے نمازی کے خشوع و خضوع میں فرق آنے کا احتمال ہے اگرچہ نماز نہیں جاتی فرمادیا دفعًا ما استطعتم فلیدفعه فان ابی فلیقاتله فانما هو شیطان ونحو ذلک۔ نیز آپ نے اُس شخص کو جس نے مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیا تھا۔ امامت سے معزول کر دیا۔ اور اُس کو خدا و رسول کا موذی قرار دیا تھا۔ اور عبداللہ بن مسعود رضؓ نے اُن لوگوں کو جو مسجد میں جمع ہوکر باآواز بلند ذکر اور درود میں مشغول تھے مبتدع قرار دیکر مسجد سے نکلوا دیا۔ اور فقہاء نے بھی تصریح کی ہے کہ کچی لہسن و پیاز کھانے والوں کو اور ایسے ہی گندہ دہن اور جذامی اور مبروص اور ماہی فروش کو اور کل موذی کو اگرچہ وہ زبان سے ایذا پہنچاتا ہو مسجد میں آنے سے روکدینا چاہیئے۔ بطور نمونہ کے چند روایات اور عبارات محدثین و فقہا ملاحظہ فرمائیے:۔ عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اکل من هذه الشجرة فلا یقربنّ مسجدنا ولا یؤذینا بریح الثوم رواه مسلم۔ وعن عمر بن الخطاب قال انکم ایها الناس تاکلون شجرتین لا اراهما الا خبیثتین هذا البصل والثوم لقد رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا وجد ریحهما من الرجل فی المسجد امر به فاخرج الی البقیع فمن اکلهما فلیمتهما طبخًا رواه مسلم الخ۔ نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں کہ فلا یقربنّ مساجدنا الخ تصریح بنهی من اکل الثوم ونحوه عن دخول کل مسجد وهذا مذهب العلماء کافة اور حافظ ابن حجر فتح الباری میں لکھتے ہیں۔ والحق بعضهم بذلک من بفیه بخر او به جرح او نحوه وزاد بعضهم فالحق اصحاب الصنائع

کسمیۃ والدھات کالمجذوم ومن یؤذی الناس بلسانہ الخ ۔ وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امرأۃ اصابت بخورًا فلا تشہد معنا العشاء الآخرۃ رواہ مسلم ۔ وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقطع الصلاۃ شیٔ وادرؤا ما استطعتم فانما ہو شیطان رواہ ابوداؤد ۔ وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی احدکم الی شیٔ یسترہ من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیہ فلیدفعہ فان ابی فلیقاتلہ فانما ہو شیطان رواہ البخاری ۔ وعن السائب ابن خلاد وہو رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان رجلاً ام قومًا فبصق فی القبلۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینظر فقال لقومہ حین فرغ لا یصلی لکم فاراد بعد ذلک ان یصلی لہم فمنعوہ فاخبروہ بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال نعم وحسبت انہ قال انک اذیت اللہ ورسولہ رواہ ابوداؤد ۔ وعن ابن مسعود رض انہ سمع قومًا اجتمعوا فی مسجد یہللون ویصلون علیہ والسلام جہرًا فراح الیہم فقال ما عہدنا ذلک علی عہدہ علیہ الصلوۃ والسلام وما اراکم الا مبتدعین فما زال یذکر ذلک حتی اخرجہم من المسجد رواہ الطبرانی ۔ اور درمختار میں ہے واکل نحو ثوم ویمنع منہ وکذا کل مؤذ ولو بلسانہ اھ اور ردالمحتار میں ہے ۔ وکذلک الحق بعضہم بذلک من بفیہ بخر او بہ جرح لہ رائحۃ وکذلک القصاب والسماک والمجذوم والابرص اولی بالالحاق قال سحنون لا اری الجمعۃ علیہم واحتج بالحدیث ۔ والحق بالحدیث کل من آذی الناس بلسانہ وبہ افتی ابن عمر وہو اصل فی نفی کل من یتاذی بہ اھ ونحو ذلک فی مجالس الابرار وغیرہ

فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ ۔

گورنمنٹ کے روپیہ سے مسجد کی مرمت کرنا جائز ہے

سوال ۵۳۵ راج محل میں ایک مسجد اکبر شاہ کے وقت کی بنی ہوئی تھی اور وہ مسجد تخمیناً پچاس ساٹھ برس سے کسی طرح سے گورنمنٹ کے قبضہ میں تھی مسلمانوں کی استدعا پر گورنمنٹ نے اڑھائی ہزار روپیہ لیکر مسلمانوں کے حوالہ کی اور دو سو روپیہ گورنمنٹ کی جانب سے مسجد کی مرمت کے لئے ملا ۔ اس روپیہ سے مسجد کی مرمت درست ہے یا نہ اور اس مسجد میں نماز جمعہ قائم کرنا اس وجہ سے کہ مسجد کی شان معلوم ہو اور غیر قوم کو بھی یہ بات معلوم ہو جاوے کہ اس میں مسلمان نماز پڑھتے ہیں ۔ جائز ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سرکاری روپیہ لگانا مسجد میں نقصان کا باعث ہے ۔ اور جس مسجد میں پہلے سے جمعہ ہوتا ہے وہ پنجوقتی نماز سے آباد رہیگی ۔ اس کے غیر آباد ہونیکا اندیشہ نہیں ہے ۔ اور ایک الان

جو سرکاری روپیہ سے اُس مسجد میں بنا ہوا ہے اُس میں نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہ؟ اور مسجد کی اندرونی دیوار اُٹھا دینے سے ایک چوکھٹ و کواڑ نکلتے ہیں ان کو کیا کرنا چاہیئے؟

الجواب۔ جمعہ کی نماز قائم کرنا اُس مسجد جدید اکبر شاہی میں بلا تامل درست ہے۔ اور جو وجوہ سوال میں اُس کی آبادی کے متعلق لکھے ہیں اُن کی وجہ سے ضروری ہے کہ اُس میں جمعہ قائم کریں بعض لوگوں کا اُس میں شبہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ سرکاری روپیہ لگنے سے اُس مسجد میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ اور دالان جو سرکار نے بنا کر مسلمانوں کے حوالہ کر دیا اُس میں بھی نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اور وہ مسجد ہی ہے اور مسجد قدیم جس میں پہلے جمعہ ہوتا تھا اگر اُس میں جمعہ کی نماز نہ پڑھیں اور اس اکبری مسجد میں پڑھیں تو اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مسجد قدیم پنجوقتی نماز سے آباد رہیگی۔ بہرحال شرعی کوئی وجہ ایسی نہیں ہے کہ مسجد جدید اکبری میں جمعہ قائم کرنا منع ہو۔ اس کے خلاف جو خیالات ہیں وہ بے اصل ہیں۔ اور چوکھٹ و کواڑ وغیرہ جو مسجد کی اندر کی دیوار اُٹھا دینے سے اور توڑنے سے وصل ہوئے ہیں اُن کو فروخت کر کے مسجد مذکور میں صرف کر دینا یا اگر بضرورت ہو تو بعینہ اُن کو مسجد میں لگا دینا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند۔

مسجد کی چیز مسجد ہی میں صرف کی جائے

سوال ۵۳۶۔ ایک مسجد کا شہتیر اور کڑیاں بوسیدہ ہونے کی وجہ سے کارآمد مسجد نہیں رہی تو اُس شہتیر و کڑیوں کو مسجد کی دکان اور حجرہ میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟ شرح وقایہ میں لکھا ہے ونقضه يصرف الى عمارته او يدخر لوقت الحاجة اليها وان تعذر صرفه بيع وصرف ثمنه اليها۔ یہ مسئلہ صحیح اور مفتی بہ ہے یا کیا حکم ہے؟

الجواب شرح وقایہ میں جیسا کہ اس مسئلہ کی نسبت لکھا ہے وہی صحیح اور مفتی بہ ہے۔ درمختار و شامی وغیرہ میں بھی ایسا ہی ہے پس حالت موجودہ میں اُس شہتیر اور کڑی وغیرہ کو فروخت کر کے اُن کی قیمت کو مسجد کے مصارف ضروریہ کے لیئے رکھا جائے۔ دکان اور حجرہ میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔ مسلمانوں کو اُس کے خریدنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اُس میں نفع مسجد کا ہے اگر فروخت نہ کیا جاوے گا اور کوئی اُس کو نہ خریدے گا۔ تو مسجد کا نقصان ہوگا یہ اچھا نہیں ہے۔ فقط کتبہ عزیز الرحمن

کتاب الحظر والاباحۃ

مرید کی مستورات کا پیر سے پردہ کرنا

سوال ۵۳۷۔ ایک شخص لوگوں کو مرید کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مریدین کی مستورات کو پیر سے پردہ کرنا نہیں چاہیئے اور بجائے تلاوت قرآن شریف کے اللہ اللہ کرنا چاہیئے

ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟

الجواب۔ ایسا شخص بیعت کے قابل نہیں اور اُس کے قول و فعل کا اعتبار نہیں ہے۔ مقتدا ہونے کے قابل نہیں اور امام بنانے کے قابل نہیں۔ اُس کے مریدین فساق اور مبتدعین ہیں۔ نماز اُن کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

توبہ کرنے سے مال حرام حلال ہوجاتا ہے یا نہیں؟

سوال ۵۳۸ ایک شخص بہت سود خوار تھا اور اُس کا تمام مال سود کی آمدنی سے ہے۔ اب اُس نے توبہ کرلی ہے۔ اور کہتا ہے کہ میں کبھی سود نہ لوں گا اُس کے یہاں کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب محض توبہ زبانی کرنے سے جو مالِ حرام اُس نے حاصل کیا تھا وہ حلال نہیں ہوا۔ بلکہ اُس کی توبہ کا طریق یہ ہے کہ جو مال جس سے حرام طریق سے حاصل کیا اُس کو یا اُس کے ورثہ کو واپس کرے یا معاف کراوے ورنہ صدقہ کرے پس اگر اس نے ایسا کیا تو اُس کی دعوت کھانا حلال ہے ورنہ نہیں قال فی الشامی وکذا الحکم اذا علم عین الغصب مثلاً وان لم یعلم مالکہ لما فی البزازیہ اخذ مورثہ رشوۃ او ظلماً ان علم ذلک بعینہ لایحل لہ اخذہ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

قرآن مجید کی سورتوں کے نام حدیث سے منقول ہیں!

سوال ۵۳۹ زید کہتا ہے کہ سورۃ البقرہ نام خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں رکھا۔ علماء نے خود یہ نام رکھ لیا ہے یہ قول صحیح ہے یا نہ؟

الجواب زید کا قول غلط ہے۔ متعدد احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نام سورتوں کے مروی ہیں۔ حدیث مسلم میں ہے اقرؤا الزہراوین البقرۃ وسورۃ آل عمران الحدیث رواہ مسلم مشکوٰۃ ان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرء فیہ سورۃ البقرۃ۔ الحدیث رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

بڑی عمر کے نو مسلم کو ختنہ ضرور کرانا چاہیے!

سوال ۵۴۰ ہم دو بھائی نو مسلم ہیں ایک کی عمر ۲۵ سال دوسرے کی ۲۲ سال اگر ہم لوگوں کو ختنہ کرانی جائز ہیں تو ختنہ کرالیں یا جو حکم ہو۔؟

الجواب چونکہ ختنہ شعار اسلام سے ہے۔ لہذا آپ صاحبوں کو ضرور کرانی چاہیے۔ ضرورت کی وجہ سے غیر کا نظر کرنا درست ہے۔ فی الدر المختار وینظر الطبیب والخاتن الخ اگر خود ختنہ کرنے کی ہمت ہو تو سب سے اولیٰ و افضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بیو مرغ حلال ہے

سوال ۵۴۱ بیو مرغ حلال ہے یا حرام یعنی اسکا کھانا حلال ہے یا حرام مدلل رقام فرمایا جاوے

الجواب بیو مرغ حلال ہے کیونکہ وہ ذی مخلب نہیں ہے پس جیسا کہ تمام مرغ حلال ہیں یہ بھی

حلال ہے۔ درمختار میں ہے ولا یحل ذوناب یصید بنابہ او مخلب یصید بمخلبہ ای ظفرہ فخرج نحو الحمامۃ من سبع او طیر الخ ملخصاً۔ پس مرغ پیلو اس قاعدہ حرمت میں داخل نہیں ہے لہذا اس کی حلت میں کچھ شبہ نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

قبرستان میں جانوروں کو چرنے کے لیے چھوڑنا جائز ہے یا نہ؟

سوال ۵۴۲ قبرستان میں جانوروں کو چگنے کے لیے چھوڑنا جائز ہے یا نہ؟ گوبر و پیشاب وغیرہ نجاست سے مُردوں کی روح کو تکلیف ہوتی ہے یا نہ؟ قبرستان کی حفاظت ضروری ہے یا نہ؟ قبرستان میں سے نجاست دُور کرنے والے کو ثواب ہوتا ہے یا نہ؟ مُردہ سُن سکتے ہیں یا نہ؟

الجواب کتب فقہ میں یہ منقول ہے کہ جانوروں کو قبرستان میں نہ چھوڑا جاوے۔ عالمگیریہ کتاب الوقف صفحہ ۴۶۲ میں ہے فلو کان فیہا حشیش یحش ویرسل الی الدواب ولا ترسل الدواب فیہا کذا فی البحر الرائق۔ اور حدیث شریف میں ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبور وان یکتب علیہا وان توطأ رواہ الترمذی یعنے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس سے کہ قبریں پختہ کی جاویں اور ان پر کچھ لکھا جاوے اور اس سے کہ اُن کو روندا جاوے یعنی اُن پر چلا پھرا جاوے۔ پس جیسا کہ غایت تعظیم اور زیب و زینت اور تکلف قبور پر منع ہے۔ ویسا ہی اُن کی توہین بھی منع ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اپنے اختیار سے وہاں چارپایوں کو نہ چھوڑا جاوے اور اُن کو راستہ نہ بنایا جاوے کہ اُن پر چلیں پھریں بلکہ حفاظت قبرستان عمدہ امر اور مستحب ہے۔

اور حدیث شریف میں ہے کسر عظم المیت ککسرہ حیا قال بعضهم (?) ... ان اذی المؤمن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ رواہ ابن ابی شیبہ عن ابن مسعود ... اذی المؤمن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ مرقاۃ۔ اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ مردہ کو نجاست اور خباثت سے تکلیف پہنچتی ہے۔ اگرچہ خود قبر بھی بعض اوقات محل نجاست صدید میت وغیرہ ہوتی ہے۔ چنانچہ فقہاء نے قبرستان میں نماز مکروہ ہونے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ قبور محل نجاست ہیں۔ بایں ہمہ ہم کو حکم نظافت و ستھرائی کا ہے۔ لہذا اپنے اختیار سے وہاں نجاست و پلیدی ڈالنا مکروہ ہے۔ اور جبکہ نجاست ڈالنا وہاں مکروہ ہو تو وہ نجاست دُور کرنیوالے کو ثواب ہوگا کہ اماطۃ الاذی عن طریق المسلمین جب کہ موجب اجر و ثواب ہے تو اموات کے لیے بھی یہ حکم جاری ہو سکتا ہے۔ مگر یہ واضح رہے کہ حد سے زیادہ جو امر تجاوز کرتا ہے وہ ممنوع ہو جاتا ہے جیسا کہ تعظیم قبور کا رواج ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ اُن پر غلاف اور چادریں ڈالی جاتی ہیں اور یہ امور اکثر مفضی الی الشرک و دواعی شرک ہو جاتے ہیں۔ کما ہو مشاہد

اور سماعِ میت ثابت نہیں ہے۔ بلکہ عدم سماع پر نص قطعی وارد ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وما انت بمسمع من فی القبور وقال تعالیٰ انک لا تسمع الموتیٰ۔ وقد اجاب فی الفتح وغیرہ عن الحدیث الوارد فیہ ای حدیث اھل قلیب بدر واما حدیث سماع قرع النعال بانہ مخصوص باول الوضع فی القبر فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔ تمت بالخیر۔

فتاویٰ دار العلوم دیوبند امداد المفتین جلد

زمین پر موروثی قبضہ جائز نہیں خواہ مسلمان کی زمین ہو یا ہندو کی

سوال ۲۷۱ اگر موروثی زمین کی آمدنی کھانا حرام ہے تو پھر گاؤں میں ملازمت کرنا اور گاؤں والوں کے گھر کا کھانا بھی حرام ہونا چاہیے کیونکہ اُن لوگوں کا گذارہ اکثر موروثی کی آمدنی پر ہے۔ ایک عالم سے معلوم ہوا کہ اگر زمیندار ہندو ہے اور لگان کم ہے اور زمین جیسی ہے تو اس آمدنی کا کھانا جائز ہے۔ اگر زمیندار مسلمان ہے اور وہ زمین چھڑانا نہیں چاہتا؟

الجواب موروثی زمین کو مالک کی خلاف مرضی اپنے قبضہ میں رکھنا غصب ہے جو ناجائز ہے۔ مجھے تو کوئی تفصیل مسلمان یا کافر کی نیز دار الحرب یا دار الاسلام کی سمجھ میں نہیں آتی۔ کیونکہ دار الحرب میں کافر سے جو معاملات فاسدہ اس کی رضا سے کر لیے جائیں۔ وہ جائز ہو جاتے ہیں۔ غصب اور چوری وغیرہ بحالت عدم جنگ جائز نہیں۔ کما ہو مصرح عند الفقہاء۔ حضرت گنگوہی رہ کے فتاوی میں بھی مجھے یہ تفصیل جو سوال میں مذکور ہے نہیں ملی۔ لہذا اب موروثی زمین سے نفع اٹھانا بغیر اس کے جائز نہیں کہ مالکِ زمین راضی ہو۔ اور رضا بھی قانون کے جبر سے نہیں بلکہ دل سے راضی ہو۔ پھر خواہ مسلمان کی ہو یا ہندو کی۔ اس صورت میں جائز ہے لیکن اس میں بھی چونکہ یہ اندیشہ ہے کہ آئندہ اس کی اولاد یہ قبضہ خلافِ مرضی مالک بھی جاری رکھے اس لیے اس کا ایسا کوئی انتظام کر دے جس سے یہ اندیشہ ختم ہو جائے۔ باقی رہا گاؤں میں ملازمت کرنا یا گاؤں والوں کے گھر کا کھانا یہ بلا شبہ درست ہے جبتک یہ پوری تحقیق نہ ہو کہ یہ کھانا جو ہمیں کھلا رہے ہیں حرام مال سے ہے کیونکہ اُن کے یہاں عموماً مالِ حرام و حلال مخلوط ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں اُن کے گھر کا کھانا جائز ہے فقط محمد شفیع غفرلہ

مدرس کے لیے لڑکوں سے انعام لینا کب جائز ہے

سوال ۲۷۲ میں اسکول میں بچوں کو تعلیم دیتا ہوں۔ عام قاعدہ ہے کہ امتحان ہو جانے کے بعد سب مدرسین لڑکوں سے پاس ہونے کا انعام لیتے ہیں بعض خوشی سے دیتے ہیں بعض مجبوراً دیتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب لڑکے جو ختم امتحان وغیرہ پر انعام دیتے ہیں۔ دو شرط سے جائز ہے۔ اول یہ کہ

اگر لڑکوں کا خود بالغ ہے تو اپنی رضا سے دے اور اگر نابالغ ہے تو اس کے والدین کا راضی ہونا شرط ہے دوسرے یہ کہ مدرس اپنا طرز ایسا نہ ڈالے جس سے طلبہ کو یہ معلوم ہو کہ اگر ہم نہ دینگے تو ہمیں نقصان پہنچے گا صرح بذلک فی خلاصۃ الفتاوی من الاجارۃ ومثلہ فی الشامیۃ۔ کتبہ محمد شفیع عفی عنہ

اسکول کے لڑکوں کے ہاتھ کتابیں فروخت کرنا!

سوال ۲۷۳ مدرس لوگ بازار سے لڑکوں کے لئے اشیاء وضروری کتابیں وغیرہ خرید کر لاتے ہیں اور نفع لگا کر اُن کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں آیا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس صورت میں اگر مدرس لڑکوں سے یہ کہے کہ لا دیں تمہیں یہ چیزیں خرید کر لا دوں یا لڑکے کہیں کہ آپ بازار سے خرید کر ہمیں یہ چیزیں لا دیں تاکہ ہمیں خسارہ نہ ہو۔ تو آپ لڑکوں کے وکیل ہیں اور وکیل کو بیچ میں کوئی نفع لینا جائز نہیں بلکہ جس قیمت سے خریدیں گے اسی قیمت سے لڑکوں کو دینا پڑے گا خواہ قیمت پیشگی دی ہو یا نہ دی ہو۔ اور اگر یوں کہے کہ یہ چیزیں میں فروخت کرتا ہوں تم مجھ سے لے لو تو اب اسکو اختیار ہے کہ جتنا چاہے نفع لگا کر دے خواہ قیمت پیشگی دیں یا نہ دیں وھذا ظاھر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

چھوٹے گاؤں میں جمعہ کا حکم

سوال ۲۷۴ چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب چھوٹے گاؤں جن کی آبادی تقریباً ڈھائی تین ہزار سے کم ہو اُن میں جمعہ کسی طرح جائز نہیں۔ جمعہ کے روز آپ کو ایسے گاؤں سے باہر چلے جانا مصلحت ہے اور اگر رہنا کسی وجہ سے ضروری ہو۔ اور عدم شرکت میں کسی سخت فتنہ کا ڈر ہو جس کو آپ برداشت نہ کر سکیں تو پھر شرکت کر لینا جائز ہے (افتاءً علی مذہب الشافعی) لیکن اس صورت میں آپ کو امام کے پیچھے قرأۃ فاتحہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ امام شافعی کے مذہب کے موافق جمعہ صحیح ہو جائے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

خسر نے بہو سے زنا کیا تو یہ بہو شوہر پر حرام ہو گئی، اور دوسری جگہ نکاح کر سکتی شرط یہ ہے کہ شوہر اس سے متارکت کرے

سوال ۲۷۵ زینب کا نکاح زید سے ہوا زید کے والد نے زینب سے زبردستی زنا کیا تو زینب زید کے نکاح میں رہ سکتی ہے یا اس پر حرام ہو گئی اور بدون طلاق دئے زید کے دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر واقع میں زید کے باپ نے زید کی بیوی زینب سے زنا کیا ہے تو زینب زید پر قطعاً حرام ہو گئی لیکن دوسری جگہ نکاح اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کہ زید اُس کو چھوڑ دے۔ در چھوڑنے کی صورت یہ ہے کہ وہ زبان سے کہے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا یا عملاً چھوڑ دے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں صورتیں اختیار کرے، اور اگر زید نہ چھوڑے تو زینب بذریعہ عدالت یا پنچائت اُس کو چھوڑنے پر مجبور کر سکتی ہے قال فی الدر المختار وحرم بالمصاھرۃ اصل مزنیتہ وفروعھن وقال فی البحر اراد بحرمۃ المصاھرۃ الحرمات

لا یحرم حرمۃ المرأۃ علی اصول الزانی وفروعہ نسبًا ورضاعًا الخ از شامی ص ۲۸۶ ج ۲
وقال فی الدر المختار وبحرمۃ المصاهرۃ لا یرتفع النکاح حتی لا یحل لها التزوج بآخر الا بعد المتارکۃ وانقضاء العدۃ حاشیہ شامی ص ۲۹۰ ج ۲ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

مدرسین مدرسہ کی تنخواہوں میں تخفیف کس شرط سے جائز ہے

سوال ۲۷۶ مدرسۃ الشرع سنبل کے متعلق جو جائداد وقف ہے امسال کمی پیداوار اور عدم وصول لگان کی وجہ سے مجلس شوریٰ نے تمام ملازمین مدرسہ کی تنخواہوں میں تخفیف کردی ہے۔ ایک مدرس عربی تخمیناً دس سال سے ملازم ہیں اور دو مدرس امسال شوال سے ملازم ہوئے ہیں۔ ان کے تقرر کے وقت مہتمم صاحب نے یہ ظاہر کر دیا تھا کہ اگرچہ اس جگہ کی تنخواہ زیادہ ہے مگر بوجہ کمی سرمایہ کم پر معاہدہ کیا جاتا ہے باوجود اس معاہدہ کے وسط سال میں کمیٹی نے ان دونوں مدرسوں کی تنخواہ میں بھی کمی کر دی؟
(۱) آیا مدرسین عربی کی تنخواہ میں دوران سال میں کمی جائز ہے یا نہیں؟ (۲) مدرسین جدید العہد کی تنخواہ میں معاہدہ مسطورہ کی بناء پر کمی جائز ہے یا نہیں؟ (۳) دوسرے ملازمین کی تنخواہ میں تخفیف جائز ہے یا نہیں؟

الجواب اصل اس باب میں یہ ہے کہ تدریس کے لئے ملازمت مدرسہ احکام دنیویہ کے اعتبار سے اجارہ کا حکم رکھتی ہے اگرچہ عند اللہ عبادت ہونے کی توقع ہے اور احکام اجارہ میں اس کی ہر وقت گنجائش ہے کہ تنخواہ میں کمی بیشی کی جائے لیکن جس طرح متولی اور مہتمم مدرسہ کو تنخواہ میں کمی کرنے کا اختیار ہے اسی طرح مدرس کو اس تنخواہ پر رہنے نہ رہنے کا اختیار ہے لیکن یہ سب اس وقت ہے کہ اجارہ اجارہ شہریہ ہو یعنی مدرس بھی ایک مہینہ تک کا پابند ہو اور مہتمم بھی یعنی ختم ماہ پر مدرس اگر ملازمت چھوڑ دے تو مہتمم کو کسی قسم کی شکایت نہ پیدا ہوتی ہو اور اگر مہتمم علیحدہ کردے تو مدرس کو حسب قاعدہ کوئی شکایت نہ ہو۔ ایسی صورت میں تو حکم وہی ہے جو مذکور ہوا کہ ختم ماہ پر مہتمم کو تنخواہ میں تخفیف کرنے کا اور مدرس کو رہنے نہ رہنے کا اختیار ہوگا اور اگر اسکو اجارہ سنویہ (سالانہ) قرار دیا جائے یا کسی معاہدہ وغیرہ سے اجارہ سنویہ ثابت ہو جائے تو پھر نہ مہتمم کو وسط سال میں کوئی تغیر تخفیف تنخواہ کے متعلق جائز ہے اور نہ مدرس کو ختم سال سے پہلے بلا عذر شرعی چھوڑ کر جانا جائز ہے۔
(۲ و ۳) مدرسین جدید العہد اور جملہ ملازمین کا بھی یہی حکم ہے کہ پہلے یہ دیکھا جائے کہ اجارہ کس قسم کا ہے۔ ماہوار یا سالانہ۔ ہر دو صورت میں مدت اجارہ کی ختم ہو جانے کے بعد تخفیف کا اختیار ہے پہلے نہیں وهذا حاصل ما فی الدر المختار وشامی من متفرق المسئلۃ فقط محمد شفیع غفرلہ

روپیہ کی ریزگاری میں ادھار کرنا سود میں داخل ہے

سوال ۲۷۷ زید عمر سے ایک روپیہ کی ریزگاری لینا چاہتا ہے مگر عمر کے پاس ۱۲ پیسے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ چار آنہ پیسہ بعد میں لیجانا تو کیا یہ بیع نسیہ میں داخل ہے اور جائز ہے یا نہیں؟

الجواب اگر بارہ آنہ کی ریزگاری چاندی کی قسم سے دیتا ہے تب تو یہ صورت جائز نہیں کیونکہ بیع چاندی کی چاندی کے ساتھ ہے جس میں تفاضل کی طرح نسیہ بھی حرام ہے۔ اور اگر ۱۲ پیسے کے پیسے مروجہ الکنیان وغیرہ گلٹ کے سکے دیتا ہے تو جائز ہے کیونکہ جنس مختلف ہوگئی اور قدر کا اتحاد اگر مانا بھی جائے تو اس سے نسیہ حرام نہیں ہوتا علی القول المفتی بہ کما فی الدر المختار وغیرہ ومدہ ان القدر بانفرادہ لا یحرم النساء بخلاف الجنس فلیحرر فقط والله سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

کوا حلال ہے یا نہیں؟

سوال ۲۷۸ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۲۵ پر مولانا نے لکھا ہے زاغ معروف یعنی کوا کھانا ثواب ہے۔ یہ تحریر ناظرین کے سمجھ میں نہیں آتی۔ اس کا جواب مدلل تحریر فرمایا جاوے؟

الجواب اصل بات یہ ہے کہ یہ کوا جو ہمارے یہاں عام طور پر ہوتا ہے اور جو دانہ وغیرہ بھی کھا جاتا ہے اور بعض نجاسات بھی کھا لیتا ہے اس کا حکم مرغی کا سا ہے یعنی حلال ہے۔ شامی وغیرہ میں اس کی تصریح ہے اور فتاویٰ رشیدیہ میں جو ثواب لکھا ہے وہ ایک وقتی وجہ سے لکھا گیا ہے یعنی جس جگہ لوگ اس کو حرام سمجھتے ہیں وہاں اس کا کھانا ایک حکم شرعی کی تبلیغ و اظہار حق کا حکم رکھے گا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ ثواب ہے۔ باقی کوے کی حلت سو یہ فقط فتاویٰ رشیدیہ کا لکھا ہوا نہیں بلکہ حنفیہ کی تمام کتابوں شامی، درمختار، بدائع، عالمگیری وغیرہ میں موجود ہے۔ فقط والله سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

طلاق رجعی کا حکم

سوال ۲۷۹ کمترین کا کچھ جھگڑا سسرال والوں سے ہوگیا جس پر انہوں نے یہ زور دیا کہ ہماری لڑکی کو طلاق دیدو ہم ہرگز تمہارے ہمراہ روانہ نہیں کرسکتے۔ کمترین نے بخدا دباؤ کی وجہ سے گھبرا کر غصہ میں صرف یہ کہدیا کہ جاؤ میں نے طلاق دی۔ مگر کوئی تحریر نہیں دی۔ اس وقت عورت پانچ ماہ کی حاملہ تھی۔ اب عرصہ پندرہ دن یوم کا ہوا ہوگا کہ کمترین کا سالہ ہمشیرہ کو لیکر میرے مکان پر آیا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ غصہ کو جانے دو اور اسکو رکھ لو۔ پھر آیا اسکو کس طرح اپنے گھر میں رکھا جاوے؟

الجواب الفاظ مندرجہ سوال سے ایک طلاق رجعی عورت پر پڑگئی جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر خاوند رجعت کرسکتا ہے اور رجعت میں عورت کی رضا بھی شرط نہیں۔ صورت رجعت یہ ہے کہ زبان سے کہے کہ میں نے رجعت کرلی اور بہتر یہ ہے کہ رجعت پر دو گواہ بھی کرلے اور چونکہ عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل تک ہے اس سے پہلے پہلے آپ رجعت کرسکتے ہیں اور اگر عدت گذر گئی تو پھر بغیر

١٣٢٩ ١٣٣٠ ١٣٣١

تجدید نکاح کے جو تراضی طرفین سے ہو سکتا ہے اس عورت کو نہیں رکھ سکتے۔ ہذا خلاصۃ ما فی الدر المختار من باب العدۃ فقط

ادھار کی وجہ سے قیمت بڑھا دینا

سوال ۲۸۰ ایک شخص کے گھر میں ایک مومن دھان موجود تھے اس نے تین مہینہ کی مہلت پر تین روپیہ فی من کے حساب سے فروخت کر دیئے اس وقت بازار میں دھان دو روپیہ من بکتے تھے اس نے ادھار کی وجہ سے ایک روپیہ من نرخ بازار سے زیادہ کیا یہ بیع جائز ہے یا نہیں۔ ایک مولوی صاحب نے جواز کا فتویٰ دیا اور ایک مولوی صاحب نے عدم جواز کا۔ آیا صحیح اس بارے میں کیا ہے یہ بیع درست ہے یا نہیں؟

الجواب اس مسئلہ میں تفصیل ہے۔ اگر بوقت معاملہ کوئی قیمت متعین نہ کرے بلکہ یوں کہے کہ اگر ادھار لوگے تو تین روپیہ من قیمت ہے اور نقد لوگے تو دو روپیہ من۔ یا یوں کہے کہ ایک مہینہ کے ادھار پر دو روپیہ من اور تین مہینہ کے ادھار پر تین روپیہ من دوں گا۔ یہ صورت تو ناجائز ہے۔ قال فی العالمگیریۃ من الباب العاشر فی الشروط التی تفسد البیع۔ رجل باع علیٰ انہ بالنقد بکذا و بالنسیئۃ بکذا، والیٰ شہر بکذا والیٰ شہرین بکذا لم یجز کذا فی الخلاصۃ عالمگیری کشوری ص۲۵۹۔ اور اگر معاملہ اس طرح نہ کرے بلکہ پہلے یہ معلوم کر کے کہ یہ شخص ادھار لے گا قیمت میں بہ نسبت نقد کے زیادہ بڑھا دے تو جائز ہے لما فی الہدایۃ من باب المرابحۃ الا یری ان الثمن یزاد لاجل الاجل ومثلہ فی البحر والدر المختار والشامی وغیرہ۔ اور جو صورت زیادتی قیمت کی سوال میں ذکر کی گئی ہے وہ صورت ثانیہ کے اندر داخل ہے اس لئے یہ معاملہ جائز صحیح ہے۔ البتہ قاضی خاں کی عبارت سے ایک شبہ ہوتا تھا اس کا مفصل جواب بیع سلم کے پرچہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

غیر مدخولہ عورت جس سے صحبت نہیں ہوئی ہے طلاق میں عدت نہیں

سوال ۲۸۱ ایک عورت کا نکاح ایک شخص کے ساتھ ہوا تھا نکاح کے بعد نہ عورت مرد کے یہاں گئی۔ اور نہ مرد عورت کے یہاں آیا کئی سال بعد خاوند نے اس عورت کو طلاق دیدی۔ یہ عورت عدت گذارنے کے بعد نکاح ثانی کریگی یا اس پر بالکل عدت نہیں؟

الجواب اس عورت کے ذمہ عدت نہیں۔ طلاق کے بعد فوراً دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے کما ہو منصوص فی القرآن المجید فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

بچہ کا حق پرورش ماں کو ہے لیکن اگر بچہ کے ضائع ہونے کا قصد ہو تو ساقط ہو سکتا ہے

سوال ۲۸۲ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق ثلاثہ دیدی اس کی گود میں سوا سال کا بچہ ہے لیکن اس کی ماں کی عادتوں سے عاجز آنے پر بچہ کا چار ماہ پہلے دودھ چھڑا دیا گیا تھا۔ اب حق پرورش ماں کا ہے یا باپ کا اگر ماں کا ہے تو اس کے رشتہ داروں کی طرف سے بچہ کی جان کی خوف ہے بچہ کو باپ لے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب اگر واقع میں بچہ کی جان کا خوف ہے تو اس کے باپ کو اختیار ہے کہ اُس کی ماں سے لیکر اپنے پاس رکھے قال فی الدر المختار ربیتہ الولد مثبتۃ للام الا ان تکون مرتدۃ الی قولہ او غیر مامونۃ ذکرہ فی المجتبیٰ بان تخرج کل وقت وتترک الولد ضائعاً فقط محمد شفیع عفرلہٗ

لفظِ حرام تین دفعہ کہا تو ایک طلاق بائن پڑ گئی

سوال ۲۸۳ ۔ ایک شخص نے روبرو گواہوں کے اپنی منکوحہ کو تین دفعہ کہا کہ تم میرے لیے مطلق حرام ہو چکیں اب اگر شوہر طلاق سے انکار کرے تو گواہوں کے بیان سے عند الشرع طلاق واقع ہو گی یا نہیں؟ اور زبانی کہنا کافی ہوگا یا تحریر کی ضرورت ہو گی؟

الجواب اگر واقع میں زید نے الفاظ مذکورہ کہے ہیں تو ایک طلاق بائنہ پڑ گئی خواہ گواہ ہوں یا نہ ہوں اور زبانی کہے یا تحریر لکھے دونوں صورتیں برابر ہیں ۔ البتہ حاکم کے سامنے یا پنچائت میں اگر معاملہ پیش ہوگا تو حاکم طلاق کا حکم بغیر اقرار زوج یا گواہوں کے نہ کرے گا ۔ اور اس صورت میں اگر خاوند منکر ہو ۔ اور گواہ صدق کی گواہی اور گواہوں میں شرائط شہادت موجود ہوں تو حکم طلاق کا کیا جاویگا والدلیل علیہ ما فی الشامی ولو قال حلال ایزد بروی او حلال اللہ علیہ حرام لا حاجۃ الی النیۃ وهو الصحیح المفتی بہ للعرف وانہ یقع بہ البائن لانہ المتعارف شامی باب الکنایات ص ۶۲ ج ۲ وایضاً قال الشامی ولا یرد ان نحو حرام علی المفتی بہ من عدم توقفہ علی النیۃ مع انہ لا یلحق البائن ولا یلحقہ البائن لکونہ بائناً لما ان عدم توقفہ علی النیۃ امر عرض لہ لا بحسب اصل وضعہ انتہی شامی تحت قولہ والبائن یلحق الصریح ۔ عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ لفظ حرام سے بلا نیت طلاق کے بھی طلاق بائنہ پڑ جاتی ہے اور جب پڑ گئی تو دوسری اور تیسری مرتبہ جو پھر حرام کے الفاظ کہے اُن سے کوئی طلاق نہ پڑیگی لہذا ایک طلاق بائنہ رہ گئی ۔ بدون حلالہ کے عورت کی رضا سے نکاح جدید بالفعل کر سکتا ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

ماں باپ کو مارنے والے کی سزا

سوال ۲۸۴ ۔ اگر کوئی شخص ماں باپ کو زد و کوب کرے تو ایسے شخص کو شرعاً کیا سزا دی جاوے؟

الجواب والدین کے مارنے پر نافرمانی کرنے پر شرعاً کوئی حد خاص متعین نہیں بلکہ حاکم کی رائے و اختیارات تعزیری کے سپرد ہے کہ مجرم کی حالت اور جرم کی حیثیت کو دیکھکر جو سزا چاہے تجویز کرے البتہ اگر بید یا کوڑے مارنے کی سزا تجویز کرے تو انتالیس عدد سے زیادہ اور تین سے کم کی تجویز نہ کرے ۔ درمختار ۔ بہتر تو یہی ہے کہ کوئی خاص سزا متعین نہ کی جائے لیکن اگر اس کا ارادہ ہے تو بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ عدد کوڑے یا بید لگائی جائے اور پھر قید کر دی جائے جبتک کہ توبہ نہ کرے اور قرائن سے یہ ظاہر نہ ہو جائے کہ یہ سچے دل سے توبہ کرتا ہے اُس وقت تک قید سے نہ چھوڑے کیونکہ جو شخص عام لوگوں کو بھی

کرتا ہے اُس کی سزائے تعزیر یہی کہ قید کردی جائے اور بغیر توبہ نصوح کے نہ چھوڑا جائے۔ والدین کا مارنا یہ دوہرا گناہ ہے لہذا اس کی تعزیر میں کچھ کوڑے کی ضرب بھی بڑھادی جائے قال فی الدر المختار من التعزیر ومن اتہم بالقتل او السرقۃ وضرب الناس حبسہ واخلدہ فی السجن حتی یتوب قال الشامی تظہر امارات التوبۃ شامی ص۲۶ باب التعزیر فقط واللہ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

حنفیوں کی مسجد میں آمین بالجہر کہنا

سوال ۲۸۵ اگر حنفی امام کی اقتدا میں کسی دوسرے فرقے والا آمین بالجہر کہہ دے تو امام و مقتدیوں کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب امام اور دوسرے مقتدیوں کی نماز تو بلاشبہ ہو جاتی ہے لیکن چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور بحث محض اولویت کی ہے جو لوگ جہراً کہتے ہیں ان کے نزدیک بھی جہراً کہنا کوئی گناہ نہیں اور جہراً کہنا فرض و واجب نہیں اور جو لوگ سراً کہتے ہیں ان کے نزدیک بھی سراً کہنا واجب نہیں۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ جس جگہ عام مقتدی اور امام آہستہ آمین کہنے والے ہوں اُن کے مجمع میں بلند آمین نہ کہے۔ اگرچہ اُس کے مذہب میں بلند کہنا افضل ہو۔ کیونکہ عوام مسلمانوں کو اس سے تشویش ہوتی ہے اور نئی بات سمجھ کر خلاف کا بازار گرم ہو جاتا ہے اور فتنہ فساد کی نوبت آجاتی ہے جس کا باعث یہ شخص ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ محض ایک اولویت پر عمل کرنے کے لئے مسلمانوں میں فتنۂ اختلاف پیدا کردے کوئی عقلمند تجویز نہیں کرسکتا۔ اسی طرح حنفی مسلمانوں کو بھی یہ مناسب نہیں کہ صرف اتنی بات سے کہ کوئی شخص آمین بالجہر کہہ دے برافروختہ ہو جائیں قال فی شرح المنیۃ الکبیر ص۲۵ لاہوری۔ قلنا تعارض روایۃ الجہر والاخفاء فی فعلہ ویرجح الاخفاء باشارۃ قولہ فان الامام یقولہا فقط واستحسان۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

پاؤں دھونے سے مرض کا اندیشہ ہو تو پاؤں پر مسح کرلیا جاوے

سوال ۲۸۶ ایک شخص عارضہ تنفس میں مبتلا ہے۔ وضو کرنے میں پاؤں دھونے سے نزلہ ہو کر تکلیف وہ صورت اختیار کرلیتا ہے ایسی حالت میں اگر وضو کیا جاوے اور پاؤں پر مسح کرلیا جاوے تو نماز جائز ہوگی یا نہ؟

الجواب اگر تکلیف شدید ہو اور اس سے بچنے کی دوسری صورت نہ ہو تو پاؤں پر مسح کرلیا جائے اور باقی عضو کو حسب دستور دھویا جائے وذلک لما فی الشرح الکبیر للمنیۃ وکذا لوکان علی اعضائہ او وضوئہ کلہ جراحۃ تیمم ولا یجب غسل الصحیح والتیمم لاجل الحرج وان کان علی قدر اقل بل نصف او ضعف اعضاء وضوئہ جراحۃ والاکثر اکثر منہ بدن او اعضاء الوضوء صحیح فانہ یغسل الموضع الصحیح ویمسح علی المجروح فلم یصر الی قولہ ثم الکثرۃ فی الاعضاء قیل تعتبر من حیث العدد حتی لو کانت الجراحۃ فی راسہ ووجہہ ویدیہ ولم تکن فی رجلیہ باح لہ التیمم ولا) وعلی عکسہ لا یباح کبیری ص۷۵

کان پوری۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفی عنہ۔

جواب صحیح ہے۔ اگر ٹھنڈے پانی سے نقصان ہو تو گرم پانی سے پاؤں دھو کر فوراً خشک کرے اگر کوئی ترکیب بھی نافع نہ ہو تو سردی کے اوقات میں مسح کرے۔ فقط بندہ اصغر حسین عفا عنہ۔

جوتے پہن کر مسجد میں جانا مکروہ ہے

سوال ۲۸۷۔ ایک صاحب جب تک مصلّے کے قریب نہ پہنچ جاتے ہیں وہ اپنے پیروں سے چپل نہیں اتارتے ان کے اس فعل میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

الجواب اگر چپل پاک ہوں تو ایسا کرنا ناجائز تو نہیں لیکن ہمارے عرف و رواج میں جوتے پہن کر کسی جگہ میں داخل ہونا احترام کے خلاف ہے۔ اس لئے اس کو چھوڑنا اولیٰ ہے۔ آیت قرآنیہ فاخلع نعلیک سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مواضع ادب میں جوتے پہن کر جانا خلافِ تعظیم ہے۔ قال فی الہندیۃ مجتبائی کتاب الکراہیۃ ص $\frac{92}{ج2}$ ۔ دخول المسجد متنعلاً مکروہ کذا فی السراجیۃ فقط محمد شفیع عفی عنہ

اسکولوں میں مسلمان لڑکوں کا ہندو لڑکوں کے ساتھ ان کی مخصوص وضع پر شریک دعا ہونا جائز نہیں

سوال ۲۸۸۔ ہمارے ہندوؤں کے انگریزی مدارس میں مسلمان طلبہ تعلیم پاتے ہیں۔ ان مدارس میں یہ قاعدہ ہے کہ روزمرہ اسباق سے پہلے تمام طالب علم و معلم ایک صف میں کھڑے ہو کر خدا کی تعریف کرتے ہیں اور کچھ ہندی زبان کے کلمات بھی پڑھتے ہیں۔ ایک مقامی مدرسہ کے ہیڈ ماسٹر نے یہ حکم دیا ہے کہ ہندو لڑکوں کے ساتھ مسلمان لڑکے بھی اس پراتھنا میں جوتے اتار کر شریک ہوا کریں یعنی مسلم طلباء سے اس کی تقلید کرنے کے لئے کہا گیا ہے بصورت عدول حکمی کچھ سزا تجویز کی گئی ہے آیا مندرجہ بالا حکم متعلق شرعی حکم کیا ہے۔ اہل ہنود کی تقلید کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب مسلمان لڑکوں کو اس پراتھنا میں شریک ہونا ہرگز جائز نہیں اگرچہ ہندی کلمات بھی ہوں اور اگرچہ دعا میں کوئی چیز اسلامی عقائد کے خلاف بھی نہ ہو۔ کیونکہ تعلیماتِ اسلامیہ کا ایک اہم جزو یہ بھی ہے کہ اپنی وضع قطع اور طرزِ معاشرت میں اور بالخصوص عبادات میں دوسری قوموں کا امتیازِ مذہبی قائم رکھیں اور اس کے خلاف کرنے کی شریعت میں ممانعت ہے۔ اذان کی ابتدا جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تو لوگوں نے بجائے اذان کے ناقوس بجا کر مسلمانوں کو وقتِ نماز کی اطلاع کرنا تجویز کیا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اسی لئے اس تجویز کو رد فرما دیا کہ یہ دوسری قوموں کا نشان اور طرزِ عبادت ہے۔ آفتاب کے طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت اسلام نے اسی لئے کی ہے کہ اس وقت آفتاب پرست لوگ عبادت کرتے ہیں۔ کسی مسلمان سے اگرچہ یہ احتمال بھی نہ تھا کہ وہ آفتاب کی عبادت کریگا لیکن آفتاب پرستوں کی ظاہری شرکت بھی اسلام نے پسند نہیں کی

اس مضمون کو قرآن کریم نے اس طرح بیان فرمایا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار اور درحقیقت امتیازی مذہبی اور قومی شعار کا قائم رکھنا ایک عقلی قانون ہے جو ہزاروں حکمتوں پر مبنی ہے اور اسی لیے اکثر عقلاء دنیا اس کے پابند ہیں۔ آج یوروپین اقوام اپنے کو آزاد کہتے ہیں لیکن اپنے قومی شعار کی ایسی پابند ہیں کہ شاید کوئی مذہبی بھی ایسا پابند نہیں۔ کسی یوروپین کو آپ کبھی ہندوستانی لباس و وضع میں نہیں دیکھتے۔ اسی طرح ہماری ہم وطن دوسری قومیں ہنود وغیرہ بھی اس کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا جاتا کہ وہ ترکی ٹوپی وغیرہ کا استعمال کرتے ہوں یا مسجدوں میں یا مسلمانوں کی مذہبی جماعتوں میں ملکر دعا و عبادت کرتے ہوں۔ مسلمان جو اس سلسلہ میں سب سے آگے ہیں اُن کو کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ مذہبی شعائر و عبادات میں دوسری قوموں کے ساتھ شریک ہو کر اپنا امتیازی حق کھو بیٹھیں۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے ارشاد ہے من کثر سواد قوم فهو منهم الی غیر ذلک من الاحادیث الواردة فی الباب فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

یزید کی موت کس سنہ میں ہوئی؟

سوال ۲۷۲۔ شہادت امام حسین علیہ السلام کے بعد یزید کتنے سال زندہ رہا؟

الجواب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جس سال شہید کیے گئے اُسی سال میں یزید بھی مارا گیا۔ قال السیوطی فی تاریخ الخلفاء واهلك الله یزید فی نصف شهر ربیع الاول من هذا العام تاریخ الخلفاء مصری ص [illegible] محمد شفیع

تاڑی سے جب تک نشہ نہ ہو / پہلے عرق درخت کا پینا جائز ہے

سوال ۲۷۳ عرق شجر تا وقتیکہ سکر نہ پیدا کرے پینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب تاڑی بننے اور سکر پیدا ہونے سے پہلے جس کو عرف میں نیرا کہتے ہیں اُس کا پینا جائز ہے اور جب تاڑی بن جائے اور اُس میں نشہ پیدا ہو جائے تو پھر ایک قطرہ بھی حرام ہے حدیث میں ہے نهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن کل مسکر ومفتر رواه ابو داؤد من ام سلمة وقال محمد وکل مسکر ما اسکر کثیره فقلیله حرام من ای نوع کان کذا فی العینی شرح الکنز فقط واللہ تعالیٰ اعلم محمد شفیع

چندہ مسجد سے کیا کیا خرچ / جائز ہیں کیا ناجائز؟

سوال ۲۷۴۔ ایک مسجد کے لیے کوئی وقف نہیں چندہ پر اس کا مدار ہے اس چندہ سے امام و مؤذن کی تنخواہ اور خوراک دینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کوئی جلسہ ہو تو اس چندہ سے اُس میں پان وغیرہ منگانا اور خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر خط وکتابت کی ضرورت ہو تو اس میں خرچ کرنا چندہ کا پیسہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جو چندہ لوگ مصارف مسجد کے لیے دیتے ہیں اُن میں سے مؤذن اور امام کی تنخواہ دینا جائز ہے۔ کذا فی الاشباہ والنظائر۔ (۲) جلسہ کیلئے پان وغیرہ کا خرچ اس میں جائز نہیں کیونکہ اہل چندہ نے اس کام کے لیے چندہ نہیں دیا (۳) مسجد کے ضروری کاروبار کے لیے خط وکتابت کا جو خرچ ہو وہ بھی اس چندہ

سے دینا جائز ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفرلہٗ۔

متولی مسجد کے بعض اختیارات

سوال ۲۷۵ غلام محی الدین نے ایک مسجد نگینہ بازار کلاں میں بہ دکانات کے تعمیر کرائی اور ایک دوسرے شخص غلام محی الدین کو اس کا مہتمم بنا دیا۔ وہ تمام آمدنی مسجد کی دوکانات کی اپنے صرف میں لاتا رہا۔ اُن کے انتقال پر شاہ عبدالرزاق قابض ہوگیا اور تمام زندگی دوکانات مسجد کی آمدنی اپنے صرف میں لاتا رہا۔ اُن کے انتقال کے بعد اُن کا لڑکا احمد علی قابض ہوگیا۔ چند مسلمانان نگینہ نے اس بنا پر مقدمہ بازی کی کہ مسجد میں اُس کے پاس مستورات تعویذ گنڈہ کو آتی ہیں اور اُس کے حرکات ناگفتہ بہ ہیں۔ لہٰذا اس کو مسجد سے بے دخل کردیا جائے لیکن عدالت ہائی کورٹ نے احمد علی مذکور کو بدستور سابق قابض ومنصرف مانا۔ اور انہیں دُکانات کی آمدنی سے بسر اوقات کرتا رہا۔ احمد علی مذکور نے اپنے انتقال پر دو لڑکے نابالغ اور ایک لڑکی نابالغ دربیک بیوہ وارث چھوڑے چند مسلمانان نے ایک کمیٹی قائم کی جس میں چار ممبر مقرر ہوئے۔ دردوکانات مذکورہ کے کرایہ داران نے بیوہ سے یہ کہلایا اور باور کرایا کہ ہم تیری امداد کرتے ہیں اور ہر سبلغ دس روپیہ ماہوار خرچ تجھکو اور تیرے بچوں کو دیتے رہیں گے۔ احمد علی کی بیوہ نے اُن کے کہنے پر اعتماد کرکے اس بات کو مان لیا۔ چنانچہ ممبر اُس کی آمدنی کرایہ دوکانات سے تقریباً ڈھائی سال تک دس روپیہ ماہوار دیتے رہے۔ بعد ازاں یہ تنخواہ دینی بند کردی۔ تو جن ممبران نے یہ تنخواہ بند کی ہے وہ اس کے معاوضہ دار ہیں یا نہیں؟

الجواب اگر وہ جائداد اور دُکانیں متعلقہ مسجد سب مسجد ہی کے لیے وقف ہیں۔ اُن میں واقف نے کسی دوسری جگہ صرف کرنے کی کوئی شرط نہیں لگائی تو اُس کا کوئی پیسہ مصالح مسجد کے سوا کسی کام میں خرچ کرنا جائز نہیں اس وقت تک جو مہتمم اول اور پھر ان کی اولاد شاہ عبدالرزاق اور احمد علی وغیرہ نے اُس کی آمدنی اپنے اوپر صرف کی یہ ناجائز وحرام تھی اُن کے ورثہ، نابالغان و بیوہ نے اس آمدنی حرام سے دست برداری دیدی، اس کا اجر وثواب انشاء اللہ تعالیٰ اُن کو قیامت میں ملیگا لیکن اس کے عوض میں مسجد سے دس روپیہ ماہوار اُن کو دینا جائز نہیں اور جن ممبران نے تنخواہ دینی بند کی ہے حق کیا۔ وہ شرعاً اس کے ذمہ دار نہیں کہ عورت کو دس روپیہ ماہوار دیں لیکن چونکہ اس سے وعدہ کیا گیا تھا اس لیے بہتر یہ ہے کہ جُداگانہ کوشش کرکے خاص اس کام کے لیے چندہ کرکے اس بیوہ کی کچھ خدمت کردی جائے یا اُس کے لڑکے اس قابل ہوں کہ مسجد کی کوئی خدمت کرسکیں تو خدمت کے صلہ میں اُن کو وظیفہ مسجد سے بھی دیا جاسکتا ہے تاکہ خلافِ وعدہ نہ ہو

جس پر حدیث میں وعید آئی ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفی اللہ عنہ۔

تہبند یا پاجامہ پہن کر نماز مکروہ ہے

سوال ۲۷۶ بغیر کرتہ کے صرف پاجامہ یا تہبند سے نماز کیسی ہو گی؟

الجواب بغیر کرتہ کے صرف پاجامہ یا تہبند کے ساتھ نماز مکروہ ہے۔ کذا فی شرح المنیہ۔

تنہا بنیان و نیم آستین صدری کے ساتھ بھی نماز مکروہ ہے

سوال ۲۷۷ بنیان یا نیم آستین صدری سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟
(۲) رومال سے پیٹ یا پیٹھ چھپا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب بنیان یا نیم آستین بلکہ پوری آستین کی بھی صدری پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اسی طرح رومال وغیرہ سے پیٹ اور پیٹھ چھپا کر پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ کما فی عامۃ کتب الفقہ و تکرہ الصلوٰۃ فی ثیاب البذلۃ البتہ اگر کسی کے پاس دوسرا کپڑا موجود نہ ہو تو بلا کراہت نماز درست ہے۔ فقط کتبہ محمد شفیع غفرلہ

بجائے مسواک کے برش استعمال کرنا

سوال ۲۷۸ جو شخص بلا عذر بجائے مسواک کے بالوں کا برش استعمال کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب مسواک کے بارہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جو صورت علی المواظبۃ ثابت ہے تو وہ یہی ہے کہ لکڑی سے مسواک کی جائے اور لکڑیوں میں بھی پیلو درخت کی لکڑی زیادہ پسندیدہ ہے لیکن اگر لکڑی کی مسواک اتفاقاً موجود نہ ہو تو انگلی سے یا موٹے کپڑے وغیرہ سے دانت صاف کر لینا مسواک کے قائم مقام ہو سکتا ہے قال فی الھدایہ وعند فقدہٖ یعالج بالاصبع۔ اس سے ظاہر ہوا کہ برش کا بھی حکم یہی ہے کہ اگر اتفاقاً مسواک موجود نہ ہو تو اس کا استعمال قائم مقام مسواک کے ہو جائیگا لیکن بطور فیشن اس کی عادت ڈال لینا مناسب نہیں اور نہ بلا ضرورت وہ مسواک کا قائم مقام ہوتا ہے۔ بالخصوص جبکہ جو برش عموماً اس کام کے لئے آتے ہیں اُن میں خنزیر کے بالوں کا احتمال قوی ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ برش کے استعمال سے احتراز کیا جائے۔ کہیں مسواک ہاتھ نہ آئے تو انگلی وغیرہ سے صاف کر لینے پر اکتفا کریں فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

سونے کے دانت بنوانا جائز نہیں

سوال ۲۷۹ کیا مرد سونے چاندی کے دانت بنوا سکتا ہے؟ اگر جائز ہے تو اس کی علت کیا ہے؟

الجواب عوام کے لیے مسائل کی علت فقہاء کا فتویٰ ہے جس قرآن و حدیث یا قیاس کے دلائل پیش کرنے میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ دوسرے احکام میں انہیں علتوں سے اجتہاد کرنے لگیں جس کی ان میں اہلیت ہے ورنہ شرعی جرأت اس سے صرف نقل فتویٰ پر اکتفا کیا جاتا ہے اسی کو علت سمجھنا چاہیئے مسئلہ کے متعلق عالمگیری کتاب الکراہیۃ باب ... [illegible] ... وھو قول ابی یوسف ... [illegible] ... عن ابی حنیفۃ ذکرہ
... [illegible] ... فی خلاصۃ ... [illegible] ... المذہب۔ فقط کتبہ محمد شفیع عفی عنہ۔

سونے چاندی کے بٹن استعمال کرنا جائز ہے

سوال ۲۸۰ کیا مرد کو سونے چاندی کے بٹن قمیص، وشیروانی وغیرہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو علت تخصیص کیا ہے؟

الجواب۔ اس مسئلہ کی تصریح درمختار کتاب الحظر والاباحۃ میں اس طرح ہے ولا بأس بأزرار الذہب والفضۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

محض سرکاری کاغذات میں کسی کا نام درج ہو جانے سے اس کی ملک شرعاً ثابت نہیں ہوتی

سوال ۲۸۱ زید نے کسی وجہ سے اپنے روپیہ سے اپنی بیوی کے نام اپنی سکونت کے لئے ایک مکان خام دو سو روپیہ میں خرید کر بعد اپنے روپیہ سے پختہ تعمیر کرایا، عرصہ تین سال چھ ماہ کا ہوا کہ بیوی کا انتقال ہو گیا اُس مکان میں اس کے لڑکے لڑکیاں وشوہر رہتے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ مکان ملک زید سے گا یا بیوی کا ترکہ متصور ہو کر اُس کے وارثان کو تقسیم ہوگا؟

الجواب اگر فی الواقع زید نے یہ مکان اپنی زوجہ کی ملک نہ کیا تھا بلکہ کسی مصلحت سے کاغذات سرکاری میں اس کا نام لکھوا دیا تھا تو یہ مکان زوجہ کی ملک نہیں ہوا۔ اور بعد اس کی وفات کے اُس کے وارثوں کا اُس میں حق نہ ہوگا بلکہ بدستور زید کی ملک میں رہے گا۔ کاغذات سرکاری میں کسی کا نام درج ہو جانے سے شرعاً اسکی ملک ثابت نہیں ہوتی جبتک کہ مالک اپنی رضا سے اُس کو مالک نہ بنائے۔ اور قبضہ نہ کرائے۔ وھذا کلہ ظاہر من عامۃ کتب الفقہ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفی عنہ

نکاح خوانی کی اجرت بطریق متعارف ناجائز ہے کسی کا حق نہیں

سوال ۲۸۲ معاوضہ نکاح خوانی حق نکاح خوانی ہے یا حق زمیندار یا محلہ کی مسجد کے امام کا حق ہے یا زمینداران جس کو دلادے اسکا حق ہے؟

الجواب شرعاً کسی کا حق نہیں۔ بلکہ معاوضہ نکاح خوانی متعارفہ کا لینا بھی جائز نہیں کیونکہ یا تو بدعتی تبرع ہے اور یا اجارہ فاسدہ اور دونوں ممنوع ہیں۔ مسائل اربعین میں حضرت مولانا شاہ محمد اسحق صاحب دہلوی رحمہ نے خزانۃ الروایات سے اس کے متعلق عبارت ذیل نقل کی ہے وجماعۃ القضاۃ فی دار الاسلام ظہر صریح وھو انہم یاخذون من الانکحۃ شیئاً ثم یجبرون الناس ان یدعوا الزوج والزوجۃ بعقدہ فانہم یفرضون انفسہم من وقت ثم یجبرون الناس فہو حرام بلا شک والظلم انتہی۔ البتہ بشرائط ذیل نکاح خوانی کی اجرت لینا جائز ہے، اور وہ نکاح پڑھنے والے کا حق ہوگا۔ خواہ وہ کوئی شخص ہو۔ قاضی نکاح ہو یا کوئی۔ اور شرائط یہ ہیں (۱) نکاح پڑھنے کے لیے کسی کی خصوصیت نہ سمجھی جائے جس کو جی چاہے بلائے (۲) جس اجرت پر جانبین رضامند ہو جائیں۔ (۳) کوئی شخص اپنے کو اس کا مستحق خاص نہ سمجھے (۴) اگر اتفاق سے کوئی دوسرا شخص یہ کام کرنے لگے تو اس کو طبعاً بگو

ہو و منزل ذلک من شرائط الاجزاۃ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دیدی تو تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، اس پر اجماع ہے اور غیر کے دلائل کا رد

سوال ۲۸۳ زید نے اپنی زوجہ ہندہ کے پاس کسی غیر شخص کو بیٹھے ہوئے دیکھکر بخیال شبہ ارتکاب قصور زوجہ غصہ کی حالت میں تین طلاقیں دیدی بعدازاں قصور زوجہ ثابت نہیں ہوا تو زید رجوع کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر رجوع کرسکتا ہے تو کس صورت سے؟

مولوی صاحب ساکن اجمیری دروازہ دہلی مالک مطبع اخبار محمدی نہایت شدومد سے یہ دلائل قرآن وحدیث وصحابہ کرام کا عمل وفتویٰ اور بعض علمائے حنفیہ کے حوالہ سے اپنے اخبار کے تین پرچوں میں خوب مفصل لکھتے ہیں کہ ایک جلسہ میں تین طلاقیں دینا وہ ایک ہی طلاق شمار کی جاتی ہے جس کو رجوع کرسکتا ہے۔ آیا یہ دلائل مندرجہ اخبار صحیح ہیں یا نہیں؟

الجواب مطلقہ ثلث کا جو حکم اخبار محمدی نے لکھا ہے بالکل غلط اور اجماع امت کے خلاف ہے تمام ائمہ دین جن کی عمریں قرآن وحدیث ہی کے سمجھنے اور سمجھانے اور پڑھنے اور پڑھانے میں گذر گئی سب اس پر متفق ہیں کہ ایک ہی مرتبہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاقیں دے تو اگرچہ وہ طرح طلاق دینے سے گنہگار رہا لیکن طلاق تینوں پڑجاتیں گی۔

امام بخاری جو حدیث نبوی کے سب سے پہلے مصنف اور سب سے بڑے محدث اور استاذ المحدثین ہیں اور امام احمد بن حنبلؒ جن کی تصانیف حدیث کتب حدیث کی روح ہیں، امام شافعی رح اور امام اعظم ابوحنیفہ رح جو حدیث وفقہ کے مشہور امام ہیں اور امام اوزاعی اور نخعی اور سفیان ثوری سب کے سب اس پر متفق ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔ اس کے خلاف جس کسی نے کہا ہے وہ بالکل شاذ وقول مردود و مخالف اہل سنت والجماعت کے ہے۔ روافض وغیرہ نے اس کو لیا ہے۔ کذا قالہ العینی فی شرح صحیح بخاری ص [illegible] ج ۹ وصرف اتنی بات سن لینے کے بعد غالباً کسی مسلمان کو اس حماقت کی جرأت نہیں رہتی کہ ان سب حضرات محدثین وائمہ حدیث وفقہ کو حدیث رسول سے ناواقف قرار دے اور تیرہ سو برس کے بعد تمام امت کے خلاف ایک نئی شریعت امت کے سامنے پیش کرے۔

رہا یہ امر کہ جن روایات کو اخبار محمدی نے اپنے مقصد کے ثبوت میں نقل کیا ہے یا منسوخ ہیں یا مؤول ہیں اور ان کے منسوخ ہونے پر خود حضرت عبداللہ بن عباس جو راوی حدیث ہیں شہادت دیتے ہیں [illegible]

[illegible] جو اس حدیث

کے لئے باب منعقد کیا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ابو داؤد کے نزدیک منسوخ ہونا ہی ہے کیونکہ اُن کا ترجمۃ الباب یہ ہے (باب فی نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلث) اور یہی وجہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں اس کے فسخ کا عام طور پر اعلان فرمایا، اور ہزار ہا صحابۂ کرام کی جماعت میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہ فرمایا بلکہ سب نے تسلیم کرکے اس پر انعقاد اجماع کی حجت قائم کردی۔ یہ واقعہ حضرت فاروقِ اعظم کے اعلان کا طحاوی نے معانی الآثار میں سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے اب یہ جرأت وجسارت کہ حضرت فاروق جیسے جلیل القدر صحابی بلکہ جمہور صحابۂ کرام کو اور پھر تمام اُمّت وائمۂ مجتہدین کو غلطی پر سمجھے اور آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد اخبار محمدی پر بذریعہ وحی حق واضح ہو یہ فقط اخبار محمدی ہی کا حصہ ہے۔ الحمد للہ کوئی مسلمان اب بھی اس کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ ہزار ہا صحابۂ کرام اور کروڑوں علمائے امت اور تمام ائمۂ مجتہدین نے اگر قرآن و حدیث کو معاذ اللہ نہیں سمجھا تو پھر کیا اخبار محمدی ترجمہ مشکوٰۃ دیکھکر دین کی حقیقت کو سمجھے گا ؎

سرِ خدا کہ عارف وزاہد کسے نہ گفت ٭ درحیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

معاذ اللہ یہ تو تلعب بالدین ہے۔ اس بحث کی مفصل تحقیق حنفیہ کی کتب مطولہ میں نہایت وضاحت سے درج ہے جس میں اخبار احدی کی ایک ایک دلیل کا شافی جواب مذکور ہے۔ اس وقت اتنا ہی عرض کر دینا مسلمان کے لئے کافی سے زائد ہے۔ واللہ الہادی وھو الموفق۔ فقط کتبہ محمد شفیع غفرلہ

شوہر نفقہ دینے سے انکار کرے تو حاکم مسلم نکاح فسخ کر سکتا ہے

سوال ۲۸۴ ۔ مسماۃ بھوری کو اُس کا شوہر نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ اُس کو آباد کرتا ہے۔ بھوری کے باپ نے ہر طرح کوشش کی کہ بھوری کا شوہر یا خسر اُس کو بسا دیں مگر وہ بالکل انکار کرتے ہیں۔ اور اب شوہر کا کچھ پتہ نہیں گم ہے۔ اب مسماۃ بھوری دوسرا عقد کس طرح کر سکتی ہے؟

الجواب صورتِ مذکورہ میں مسماۃ بھوری اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے۔ اور صورت اُس کی یہ ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں یا دیندار مسلمانوں کی ایک مقتدر جماعت کی پنچائت کرکے اُس میں اپنا معاملہ پیش کرے حاکم اور سرپنچ کو شرعاً اختیار ہے کہ وہ اُس کے شوہر شریف کو طلب کرے اگر وہ آجائے تو اُس سے کہے کہ اپنی بیوی کے حقوق نان نفقہ وغیرہ ادا کرو۔ ورنہ نکاح فسخ کر دیا جائے گا۔ اگر وہ انکار کرے یا حاضر نہ ہو دونوں صورتوں میں حاکم یا سرپنچ کو شرعاً اختیار ہے کہ تفریق کا حکم دیدے، وریہی حکم شرعاً طلاق کا قائم مقام ہو جائیگا حکم تاریخ سے تین حیض عدت کے گذار کر مسماۃ کو اختیار ہو گا کہ دوسری جگہ نکاح کرلے

وھذا فی الاصل مذھب مالک فی المفقود ومثلہ فی الاباء عن النفقۃ او اعسار الزوج وھھنا قد جمع من کونہ مفقوداً ومعسراً وابیاً عن النفقۃ وفی احدھما یفسخ نکاح ففی الاثنین اولیٰ فھذا فی الاصل مذھب

الا مرہ لک فی بہا علماء الحنفیۃ لشدۃ الضرورۃ الیہ فی بلادنا وقد صرح الشامی بما یقارب ما ذکرنا فی باب
النفقۃ وکتاب المفقود الا انہم لم یذکروا حکم دار الحرب وھو ذکرنا۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

بینک کے سود کا حکم | **سوال ۲۸۵** بینک میں جو روپیہ رکھا جاتا ہے اس کا سود لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں
اگر جائز نہیں تو خیراتی کام میں صرف کرنا بھی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ہندوستان کو دار الحرب تسلیم کرتے ہوئے انگریزی بینک سے سود میں ائمہ کا اختلاف ہے امام اعظم
ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہ جائز فرماتے ہیں اور جمہور ائمہ اور علمائے امت امام مالک امام شافعی امام احمد اور
جمہور صحابہ و تابعین حرام فرماتے ہیں اور ہر نصوص قرآن و حدیث کو دیکھا جاتا ہے تو بالاطلاق سود کو
سخت ترین حرام قرار دیتے ہیں اور کوئی استثناء و تخصیص اس میں مذکور نہیں اور ادھر سود خواروں
پر وعیدیں اس قدر شدید ہیں کہ جن کو پڑھ کر پانی ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ سود کھانے کے بہت سے گناہ
ہیں جن میں سے ادنیٰ گناہ کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی اپنی ماں سے زنا کرے (مشکوٰۃ باب الربوٰ)
نیز ارشاد ہے کہ جو ایک درہم سود سے حاصل کیا جائے وہ چھتیس زنا سے زیادہ بدتر ہے (مشکوٰۃ) ان
وعیدوں اور ان کے اطلاق کو دیکھتے ہوئے احتیاط اس میں ہے کہ جمہور علمائے امت کے قول پر
عمل کیا جاوے جو دراصل امام صاحب کے قول پر بھی عمل ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک اگر جائز بھی
ہے تو واجب تو نہیں اس لئے فتویٰ یہی ہے کہ بینک کا سود لینا بھی ناجائز ہے۔ اگر زیادہ تفصیل
دیکھنا ہو تو رسالہ تحذیر الاخوان اور رفع الضنک عن منافع البنک ملاحظہ فرمائیں۔ فقط محمد شفیع غفرلہٗ

ماہ صفر کے روزہ کا حکم | **سوال ۲۸۶** ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ بلادِ ہند میں مشہور بایں طور ہے کہ اس
دن خصوصیت سے نفلی روزہ رکھا جاتا ہے اور شام کو چوری یا حلوا پکا کر رکھا جاتا ہے عوام اس کو
چوری روزہ یا پیر کا روزہ کہتے ہیں شرعاً اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟

الجواب بالکل غلط اور بے اصل ہے اس کو خاص طور سے رکھنا اور ثواب خاص کا عقیدہ
رکھنا بدعت و ناجائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابۂ کرام سے کسی ایک ضعیف حدیث میں
اس کا ثبوت بالالتزام مروی نہیں اور یہی دلیل ہے اس کے بطلان و فساد اور بدعت ہونے کی
کیونکہ کوئی عبادت ایسی نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تعلیم کرنے سے بخل کیا ہو۔ اور
اسی لئے یہ بھی فرما دیا۔ کل من احدث فی امرنا فھو رد۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

[illegible] | **سوال ۲۸۷** زنِ مومنہ نمازی۔ ایک شرابی۔ زانی مسلم بلکہ جو ہر افعال شنیعہ کا
مرتکب ہو اس کی بیوی بننے کی مستحق ہے یا نہیں؟ (۲) اگر والدین نے زنِ موصوف کو بلا تحقیق ایک ایسے

شخص کے عقد میں دینی ہو جو بُرے افعال کا مرتکب ہو تو وہ اُس کی بیوی رہے گی یا نہیں؟
(۳) زید بحالتِ عتاب زبیدہ کے سر کے بال کاٹتے ہوئے اپنے گھر سے نکالدے یا میکہ پہنچادے اور کہے کہ تم اپنی دوسری شادی کرلو ہم سے تم سے کوئی واسطہ اور سروکار نہیں۔ کیا زبیدہ زید پر حلال ہے یا نہیں؟ (۴) زید نے زبیدہ کو یہ الفاظ بھی کہے کہ تم ہماری نگاہوں سے دور ہوجاؤ اپنے میکہ چلی جاؤ۔ آج سے نہ تم میری بیوی نہ میں تمہارا شوہر۔ تو زبیدہ زید کی زوجیت سے باہر ہوئی یا نہیں؟ (۵) زید زبیدہ سے یہ کہے کہ میں تمہاری ماں سے مباشرت کروں گا۔ اور تمہاری بہن سے بھی زنا کروں گا۔ آیا زبیدہ زید کی زوجہ حقیقی معنی میں رہی یا نہیں؟ (۶) زید اگر یہ اقرار کرے کہ جتنے دن بھی زبیدہ کو رکھا ایک بازاری عورت سمجھتے ہوئے رکھا اور پھر بھی رکھیں گے تو اسی نیت سے رکھیں گے۔ ور نیز کسی کے کہنے سے افعال شنیعہ سے باز نہیں آؤں گا۔ اگر زبیدہ کو منظور ہے میرا ساتھ دے ورنہ دوسرا عقد کرلے اس صورت میں زبیدہ کا عقد برقرار رہا یا نہیں؟ (۷) اگر زید اس امر کا اظہار کرے کہ زبیدہ نے میکہ جاکر اپنے سوتیلے باپ سے ناجائز تعلق پیدا کرلیا لہذا وہ ہمارے لائق نہ رہی۔ ہماری جانب سے [illegible] طلاق ہوگئی نہ وہ میری بیوی رہی نہ میں اُس کا شوہر کیا یہ الفاظ معنے طلاق رکھتے ہیں یا نہیں؟
(۸) زبیدہ عرصہ ڈیڑھ سال سے میکہ میں ہے جس کے کفیل والدین ہیں اس عرصہ میں زید نے یا اُس کے والدین نے زبیدہ کے نان نفقہ کی خبر نہیں لی۔ فقط

الجواب۔ اگر بوقت نکاح عورت اور اس کے اولیاء نے ایسے فاسق شخص سے نکاح کردیا ہو خود سہواً ہی کیا ہو یعنی اُس کا حال معلوم نہ تھا۔ اس لیے نکاح کردیا تو یہ نکاح صحیح و لازم ہوگیا۔ اب نہ عورت کو اختیار فسخ ہے نہ اس کے اولیاء کو۔ البتہ اگر عورت یا اس کے اولیاء نے منگنی یا نکاح کے وقت یہ شرط لگائی تھی کہ زوج فاسق و بدمعاش نہ ہو۔ یا فریق ثانی نے دھوکہ دیکر یہ ظاہر کیا کہ وہ فاسق نہیں پھر معلوم ہوا کہ فاسق ہے تو زوجہ اور اس کے اولیاء کو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہے وفي
في البحر [illegible] لو زوجوها [illegible] لعدم الكفاءة ثم علموا لا خيار لاحد الا اذا شرطوا الكفاءة [illegible]
وقت العقد فزوجوه على ذلك ثم ظهر انه غير كفو كان لهم [illegible] فليحفظ شامي [illegible] (۲) نمبر ۲ پر
اس کا جواب آچکا ہے۔ (۳) یہ الفاظ کہ تم دوسری شادی کرلو یہ طلاق کی قسم ثالث سے ہے جس کو حالتِ غصہ میں یا مذاکرہ طلاق کے وقت کہے تو ایک طلاق بائنہ پڑجاتی ہے۔ صورتِ مسؤلہ میں بھی چونکہ غصہ میں کہا گیا ہے۔ لہذا ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی (۴) یہ الفاظ کہ یہ طلاق کی قسم دوم ہے جس سے بغیر نیت طلاق یا مذاکرہ طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن اگر الفاظ مذکورہ نمبر ۳ حالتِ غصہ میں کہہ چکا ہے

تو وہ طلاق کے لئے کافی ہیں (۵) ان لفظوں سے کوئی طلاق وغیرہ نہیں پڑتی (۶) ان لفظوں کا بھی وہی حکم ہے جو ۳ میں مذکور ہوا۔ (۷) یہ الفاظ صریح طلاق کے ہیں اگر واقعہ میں یہ لفظ کہے ہیں تو ایک طلاق ان لفظوں سے پڑ گئی خواہ نیت طلاق ہو یا نہ ہو (۸) الفاظ مذکورہ ۶ یا ۳ اگر کہے ہیں تو طلاق پڑ گئی ہذا اب نان نفقہ کا قصہ نہ رہا۔

(نوٹ) اگر زید نے یہ الفاظ جو ۳ و ۴ اور ۶ مذکور ہوئے مختلف اوقات میں علیحدہ علیحدہ کہے ہیں تو تین طلاقیں پڑ جانے کا بھی احتمال ہے لیکن اس کا صحیح جواب جب ہو سکتا ہے جب ترتیب بتلائی جاوے کہ پہلے کونسے لفظ کہے اور پھر کونسے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

عاقلہ بالغہ جو خود نکاح کرے وہ معتبر ہے بعد ولی کو خاص صورتوں میں فسخ کرسکتا ہے!

سوال ۲۸۸ ۔ دختر نظام الدین نے خود جس کی عمر جسٹر میں تیس سال لکھی ہے اپنا نکاح ایک شخص سے کرلیا اس کے بعد لڑکی کے والد نظام الدین نے جبراً نکاح لڑکی مذکورہ کا دوسری جگہ کردیا۔ پہلا نکاح صحیح ہوگا یا دوسرا؟

الجواب جبکہ لڑکی عاقلہ بالغہ ہے تو دوسرا نکاح جو والد نے جبراً کیا ہے قطعاً باطل ہے۔ کیونکہ بالغہ عاقلہ کا نکاح جبراً کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ کذا فی الہدایہ وغیرہا۔ اور پہلا نکاح جو لڑکی نے خود بلا اجازت باپ کے کیا ہے وہ اگر اپنے کفو میں مہر مثل کے مطابق کیا ہے تو نافذ و مکمل ہوگیا اب اس کو کوئی فسخ نہیں کراسکتا۔ البتہ اگر نکاح اپنے کفو میں نہیں کیا تھا یا مہر مثل سے کم میں کرلیا ہے تو باپ کو اس نکاح کے فسخ کرانے کا شرعاً اختیار ہے اور وہ بھی اس طرح کہ حاکم مسلمان کے یہاں درخواست دیکر فسخ نکاح کا حکم حاصل کرے۔ کما فی الدرالمختار وشرطہ فیہ القضاء۔ اور پھر بھی دوسری جگہ نکاح کرنیکا کوئی حق بغیر لڑکی کی رضا کے نہیں۔ فقط محمد شفیع عفی عنہ۔

مسجد کے لئے وصیت

سوال ۲۸۹ ۔ ایک عورت نے مرض موت میں وصیت کی کہ میری موت کے بعد میرے مال سے ایک زیور طلائی زوجہ بمسجد پر صرف کرنے کے لئے دیدینا۔ مرحومہ کی فوت کے بعد زیور طلائی اس کی والدہ میرے پاس لائی کہ اس کو فروخت کرکے اپنی مسجد پر لگا دو چنانچہ وہ زیور چھ سو روپیہ میں فروخت کرکے سات سال ہوئے خشت ہائے پختہ مسجد مذکورہ کیلئے خرید کی جاچکی ہیں اب مسماۃ کا برادر حقیقی مطالبہ کرتا ہے کہ یہ اینٹیں واپس دو میں دوسری مسجد پر خرچ کرتا ہوں۔ شریعت مطہرہ کا اس بارہ میں کیا حکم ہے؟

الجواب جس نے آپ کو یہ زیور سپرد کیا ہے اگر متوفی نے اسی کو وصیت کی تھی یعنی آپ کے سپرد کرنے واسطے وصیت کا وصی ہے یا اس کا وکیل ہے تو میت کے بھائی کا مطالبہ ناجائز ہے اینٹیں

اسی مسجد کی ہو چکیں۔ اور اگر متوفی کا بھائی ہی وصی اُس کا تھا اور والدہ نے بالاجازت اُس کے آپ کے سپرد کر دیا تو اس کو حق ہے کہ یہاں سے لیکر دوسری مسجد میں دیدے لیکن اُس کے لیے بھی ایسا کرنا مناسب نہیں۔ اور یہ سب اُس وقت ہے جب کہ میت نے خود کوئی مسجد متعین نہ کی ہو۔ اور اگر متوفی نے کسی خاص مسجد کو مقرر کر دیا ہو تو پھر اُسی مسجد میں دینا ضروری ہے۔ والدہ کو اور نہ بھائی کو اس کے خلاف کرنے کا حق نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

اُدھار کی وجہ سے قیمت بڑھانا جائز ہے یا نہیں۔ اس کی مکمل تحقیق

سوال ۲۹۰ فتوے ۲۸۰ جو ماہ محرم میں شائع ہو چکا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ اُدھار کی وجہ سے قیمت بڑھانا جائز ہے یا نہیں۔ اُس پر قاضی خاں کی عبارت مندرجہ جواب نقل کر کے مکرر استفتاء کیا گیا اس کا جواب یہ ہے:۔

الجواب قاضی خاں کی عبارت ولایجوز بیع الحنطۃ بثمن النسیئۃ اقل من سعر البلد فانہ ذمی حرام ایضاً۔ فی الایضاح ان لبیع الحنطۃ منقصۃ حکم البلدۃ فھو فاسد وکان اخذ بثمن بعد مضی المدۃ فھو حرام لان الثمن متفاضل بالحکم وھو الربوا) مندرجہ فتاویٰ مولانا عبدالحی رح ص $\frac{99}{2ج}$۔ دیکھی اس کا ایک جواب تو خود اسی فتاوی میں صنا پر درج ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت قال محمد فی کتاب الحج قال ابو حنیفۃ فی الرجل یکون لہ علی رجل مائۃ دینار الی اجل فاذا حلت قال لہ الذی علیہ الدین بعنی سلعۃ یکون ثمنہا مائۃ دینار نقداً بمائۃ وخمسین الی اجل ان ھذا جائز لانہما لم یشترطا شیئاً ولم یذکرا امراً یفسد بہ الشراء انتہی) مندرجہ کتاب الحج اس عبارت قاضی خاں کے مقابلہ میں پیش کی ہے اور ظاہر ہے کہ بوقت تعارض امام محمد رحمۃ اللہ کی روایت کو ترجیح ہوگی اسی لیے تمام متون وشروح فقہ میں اسکی تائید کی گئی جن میں سے بہت سی عبارتیں تو فتاویٰ مذکور میں جمع کر دی گئی ہیں۔ اور یہی عبارت ہدایہ باب المرابحہ میں ان لفظوں کے ساتھ ہے الا تری ان الاجل یزاد لاجل الاجل۔ اسی طرح تمام شروح ہدایہ وکنز میں واقع ہے۔ لہٰذا اگر معارضہ تسلیم کر لیا جائے تو امام محمد رح اور جمہور حنفیہ کی تصریحات کو ترجیح عبارت قاضی خاں پر متعین ومتیقن ہے لیکن احقر کا خیال یہ ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کہ دراصل دونوں عبارتوں میں کوئی معارضہ نہیں۔ بلکہ عبارت قاضی خاں اس پر محمول ہے کہ بیع کے وقت یوں کہے کہ اگر نقد خرید و تو یہ قیمت ہوگی، اور اُدھار خرید و تو یہ۔ یہ صورت باتفاق ناجائز ہے قال فی العالمگیریہ۔ اور عبارت قاضی خاں کے یہ الفاظ بثمن النسیئۃ اور اخذ ثمنہ بیان مذکورہ کے لیے موید بھی ہیں اور کتاب الحج اور ہدایہ وکنز وغیرہ کی عبارتیں اس پر محمول ہیں کہ صلب عقد میں اس طرح نہ کہا گیا ہو کہ جس سے زیادتی قیمت کا بعوض اجل ہونا متعین ہو جائے کیونکہ اجل د

قرض کو عوض بنانا حرام ہے یہی وجہ ہے کہ صاحب ہدایہ باوجود اس کے کہ باب المرابحہ میں اس کی تصریح کرتے ہیں اور بازدیاد ثمن الاجل بیع جائز ہوتا ہے۔ لیکن اوائل کتاب الصلح میں لکھتے ہیں لانہ اعتیاض عن الاجل والاعتیاض عن الاجل حرام۔ غرض اگر زیادتی ثمن کے مقابلہ میں صراحۃً اجل کا تذکرہ نہ ہو تو یہ زیادتی ثمن خود مبیع کے مقابلہ میں آجائیگی۔ اور اس میں ظاہر ہے کہ کوئی حرج نہیں کہ ایک مبیع کے مقابلہ میں جتنی زیادہ ثمن بھی کوئی طے کرلے جائز ہے۔ ہاں اگر اجل کے مقابلہ میں زیادتی ثمن آگئی تو وہ عوض اجل اور نفع قرض ہوگا جس کو ہدایہ اور عالمگیری نے حرام قرار دیا ہے اور جس کے متعلق حدیث میں ہے۔ کل قرض جر نفعاً فہو ربوا اور قاضی خان کی عبارت کا بھی یہی محمل ہے۔ واللہ اعلم۔ بندہ محمد شفیع

> ظہر و عصر کے بعد جو سنت کا تسبیح پڑھنا مستحب ہے۔ اس کے درمیان دنیوی کلام بلا ضرورت اچھا نہیں

سوال ۲۹۱ بعد نماز عصر و فجر قبل دعا امام جو تسبیح پڑھتے ہیں۔ مستحب ہے یا سنت۔ اگر سنت ہے تو مؤکدہ یا غیر مؤکدہ؟

(۲) بعد سلام قبل دعا امام و مؤذن و مقتدیوں کا باہم گفتگو کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

الجواب سنت ہے مگر غیر مؤکدہ۔ کیونکہ مؤکدہ ہونے کی وجوہ اس میں موجود نہیں (۲) بہتر تو یہ ہے کہ دعا سے فارغ ہو کر کلام کیا جائے تاکہ دوسروں کی تسبیح و تہلیل میں خلل نہ پڑے اور اپنے لیے بھی یہی مناسب ہے کیونکہ فرض نمازوں کے بعد جو دعا کی جاتی ہے اس کی غرض یہی ہے کہ فرضوں کی ساتھ جو دعا متصل ہوگی اس کے قبول ہونے کی زیادہ توقع ہے کیونکہ صریح حدیث میں دعاء الصلوٰت و عقیب المکتوبۃ کی فضیلت آئی ہے۔ اور جب درمیان میں سلسلۂ کلام شروع ہوگیا تو یہ اتصال تام باقی نہ رہا لیکن اگر کوئی ضروری کلام کر بھی لیا جائے تو کوئی گناہ نہیں کیونکہ خود دعا مانگنا اور تسبیح و تہلیل کرنا بھی کوئی واجب یا سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ فقط کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

> یارسول اللہ کہنا جائز ہے بشرطیکہ حضورؐ کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ نہ ہو

سوال ۲۹۲ خلاصۂ سوال یہ ہے کہ یارسول اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب اس میں یہ ہے کہ یارسول اللہ کہنا نہ مطلقاً جائز ہے اور نہ مطلقاً ناجائز بلکہ تفصیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس عقیدہ سے یارسول اللہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں پر موجود ہیں بالضرور میری آواز سنیں گے تو یہ جائز نہیں۔ بلکہ ایک طرح شرک ہے اور اگر محض تمنا کے طور پر شاعرانہ وعاشقانہ خطاب کرتا ہے تو جائز ہے جیسے کہ معانی و بلاغت نے بیان کیا ہے کہ بعض اوقات معدوم کو موجود فرض کرکے یا غیر حاضر کو حاضر فرض کرکے خطاب کیا جاتا ہے اور یہ ایک نوع بلاغت ہے جو قرآن کریم میں بھی بکثرت موجود ہے۔ نثر و نظم میں یہ نوع بلاغت بلا کسی نکیر کے تمام علماء کے نزدیک جائز بلکہ خود اجلہ علماء کا معمول ہے۔ اور اس میں درحقیقت کسی عقیدہ وغیرہ کو دخل نہیں ہوتا بلکہ محبت کے آثار میں سے ہے۔ اسی لیے بعض

لوگ ہندوؤں اور پرندوں کو خطاب کرتے ہیں۔ کوئی بلبل و قمری کو خطاب کرتا ہے ؎

تو اے کبوتر بام حرم چہ مے دانی ۔۔۔۔ زحالِ ما کہ جدا از حریم دلداریم !

بمقتضائے طبیعت نقل ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ ہر زبان میں اس کی نظیر بکثرت اسی طرح محبانہ شوق میں اگر کوئی بلا عقیدہ حاضر و ناظر کے خطاب کرے تو مضائقہ نہیں۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ بعض یا رسول اللہ، یا رسول اللہ یا رسول اللہ و غیرہ بطور وظیفہ عبادت سمجھ کر اس لفظ کو رٹتا ہے۔ یہ بدعت ہے اور بے معنی بھی ہے بخلاف یا اللہ کے کہ نفس ذکر اسم ذات عبادت ہے جس صیغہ اور جس صورت سے بھی ہو۔ فقط محمد شفیع غفرلہ۔

گونگے کی طلاق اشارہ سے واقع ہو جاتی ہے

سوال ۲۹۳: نور محمد جو فطرتی گونگا اور بہرا ہے اس کی شادی مسماۃ انتری کے ساتھ عرصہ ڈیڑھ سال ہوا ہوئی تھی۔ نور محمد نے بوجہ اختلاف باہمی اور ناراضی کے عورت کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے باہر نکال دیا اور قفل مکان کا لگا دیا جب اس سے طلاق کو کہا گیا تو اس نے تحریر کا اشارہ کر کے کہا کہ وہ طلاق دی۔ اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب اگر فی الواقع تذکرۂ طلاق پر اس نے ایسا اشارہ کیا ہے جس سے حاضرین طلاق دینا سمجھے تو طلاق واقع ہو گئی بعد عدت دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور عدت تین حیض ہیں۔ اور اگر حاملہ ہے تو وضع حمل۔ ویقع طلاق کل زوج ۔۔۔ ولو اخرس باشارته المعهودة ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ المقرونة بتصویت ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ جملہ اخرس ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

کنوؤں میں ڈالی جانے والی دوا کا پانی پاک ہے یا ناپاک

سوال ۲۹۴: میونسپلٹی کی طرف سے جو دوا کنوؤں میں کیڑوں کے مرنے اور صفائی کے لیے ڈالی جاتی ہے اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعض حضرات سے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ اس دوا میں کوئی نجاست شامل نہیں ہوتی۔ اگر واقعہ یہی ہے تو پانی پاک ہے اس کا استعمال جائز ہے۔ البتہ اگر پینا مضر ہو تو پینے میں استعمال نہ کیا جائے باقی ہم اس امر کا فیصلہ قطعی اس وقت ہو سکتا ہے کہ اس دوا کے اجزاء مفردات مع کیفیات ڈاکٹروں سے تحقیق کر کے لکھے جائیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

گانے بجانے سے جو روپیہ حاصل ہو وہ مسجد میں لگانا جائز نہیں

سوال ۲۹۵: ایک شخص میراثی ہے اور وہ نمازی بھی ہے اور احکام شرعیہ کا پابند ہے سوائے راگ کے اگر اس کا روپیہ تعمیر مسجد میں یا متعلقات مسجد میں لگایا جاوے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب جو روپیہ گانے بجانے سے حاصل کیا ہے اس کو مسجد کے کسی کام میں نہ لگایا جائے بلکہ ایسی صورت کی جائے کہ میراثی کسی سے روپیہ قرض لے کر مسجد میں دیدے اور پھر اس قرضہ کو جہاں سے چاہے

ادا کرے۔ اب جو روپیہ قرض لے کر مسجد میں دیا ہے۔ اس کا مسجد کی تعمیر اور غسل خانہ وغیرہ ہر چیز میں لگا دینا جائز ہے۔ کذا فی العالمگیریہ فی باب الصدقۃ من کتاب الوقف۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

موقوفہ مکان کو دوسرے سے بدلنا یا فروخت کرنا جائز نہیں

سوال ۲۹۶ میرے والد مرحوم نے اپنی حیات میں ایک مکان کا سدس حصہ بنام مسجد مستقل طور پر وقف کر دیا تھا جس کی آمدنی کرایہ سے ماہوار ہے اور مسجد میں صرف ہوتی ہے بقیہ مکان بندہ کی رہائش میں ہے۔ ہر دو مکانات آپس میں متحق ہیں۔ بندہ کو بوجہ تنگی مکان کے سخت تکلیف گوارہ کرنی پڑتی ہے۔ اگر مکان موقوف اس میں شامل ہو جاوے تو تکلیف بدرجہ بسیار راحت ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں بطور بیع چار آدمی جو قیمت واجب کہدیں تو بیع ہو سکتی ہے یا نہیں۔ یا استبدال کسی دوسرے مکان سے جو مسجد کیلئے آمدنی میں باعث زیادتی ہو اور مسجد کیلئے مفید ہو تو شرعاً استبدال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب جبکہ مکان موقوفہ آباد اور قابل کرایہ ہے تو اس کا فروخت کرنا یا دوسری زمین سے بدلنا گو دوسری زمین نفع اور کرایہ میں اس سے زائد ہو جائز نہیں۔ اعلم ان الاستبدال علی ثلاثۃ وجوہ الاول ان یشرطہ الواقف لنفسہ فالاستبدال فیہ جائز علی الصحیح الی قولہ والثانی ان لا یشرطہ ولکن صار بحیث لا ینتفع بہ بالکلیۃ بان لا یحصل منہ شئ اصلاً ولا یفی بمؤنتہ فہو ایضاً جائز علی الاصح اذا کان باذن القاضی والثالث ان لا یشرطہ ایضاً ولکن فیہ نفع فی الجملۃ وبدلہ خیر منہ ریعاً ونفعاً وہذا لا یجوز استبدالہ علی الاصح المختار کذا حررہ العلامۃ قنالی زادہ فی رسالتہ الموضوعۃ فی الاستبدال وہو ماخوذ من الفتح ایضاً وکذا صاحب البحر ملخصاً مطلب الاستبدال من الوقف ص۲۲۳ ج۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

متعلقہ بدعات عرس و قبور و زیارات

سوال ۲۹۷ مسجد میں درگاہ ہے۔ درگاہ پر روزانہ و جمعرات کو روشنی ہوتی ہے۔ روشنی کے لیے تیل وغیرہ کا انتظام مسجد کی آمدنی سے اور اہل محلہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ صرف درگاہ کے لیے تیل اتنی کثیر مقدار میں جمع ہوتا ہے کہ تمام درگاہ کی روشنی پر خرچ نہیں ہو سکتا۔ اگر باقیماندہ تیل کو امام مسجد اپنے ذاتی مصارف کتب بینی وغیرہ میں استعمال کرے تو جائز ہے یا نہ؟ (۲) جبکہ مسجد کے اندر حسب ضرورت کافی روشنی ہوتی ہے اور درگاہ کی روشنی کوئی فائدہ نہیں رکھتی روشنی کرنا جائز ہے یا نہیں۔ نیز جمعرات کے دن جو ختم درگاہ پر ہوتا ہے اس میں شرکت کرنے والا کیا حکم رکھتا ہے؟ (۳) بزرگان دین کے عدہ مزارات پر جن کی فاتحہ خوانی جائز و ناجائز دونوں طرح ہو رہی ہے فاتحہ خوانی کے لیے مزاروں پر حاضر ہونے کو واجب و فرض سمجھتے ہیں۔ یہ فعل ثواب ہر جگہ سے ہو سکتا ہے یا مزاروں پر جانا ضروری ہے نیز اس طریقہ سے دعا کرنا کہ یا حضرت آپ اللہ کے دوست ہیں اور اس کے مقبول بندے ہیں۔ آپ خدا سے میرے لیے دعا کیجیے کہ خدا مجھے مقصد میں کامیاب کرے۔ یہ دعا جائز ہے یا نہیں۔ مزاروں پر عرس ہوتے ہیں انہیں شرکت کرنا کیسا ہے؟

(۴) زید سنتا ہے کہ فلاں بزرگ کی درگاہ نہایت عالی شان ہے اُس کو سُن کر وہ سفر طے کرکے درگاہ کے دیکھنے کو جاتا ہے۔ یہ جانا کیسا ہے؟ (۵) زید کہتا ہے کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو فلاں بزرگ کی درگاہ پر چادر چڑھاؤں گا، اور وہاں بنامِ خدا نیاز کروں گا۔ یہ کیسا ہے؟ اگر زید کا کام حسب منشاء ہو جائے تو چادر چڑھانا اس پر واجب ہے یا نہیں؟ (۶) مولود شریف جو مروجہ طریقہ سے ہوتا ہے کیا حکم رکھتا ہے۔ مولود میں قیام جائز ہے یا نہیں؟ (۷) شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی گیارہویں ایصالِ ثواب کے لیے جائز ہے یا نہیں (۸) بزرگوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لیے جو کھانا مزاروں پر بھیجا جاتا ہے جائز ہے یا نہیں۔ اگر مکان پر فاتحہ دلا کر ایصالِ ثواب کر دیا جائے تو کیا ثواب کم ہوتا ہے۔ جیسے اکثر لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نیاز قبول نہیں ہوسکتی جب تک مزاروں پر نہ بھیجی جائے؟ (۹) حضرت امام حسین علیہ السلام کی فاتحہ خوانی جو عشرہ محرم میں ہوتی ہے اس کے لیے کیا حکم ہے۔ نیز ان کی شہادت پڑھنا کیسا ہے؟ فقط

الجواب قبروں پر چراغ جلانا جائز نہیں حدیث میں ہے لعن اللہ زائرات القبور والمتخذین علیہا السراج۔ اس لیے جو تیل درگاہ کی روشنی کے لیے دیا جاتا ہے اس کو اس مزار پر جلانا نہ چاہیے۔ البتہ اگر مزار کے متعلق حجرے ہوں یا راستہ پر روشنی کی ضرورت ہو وہاں جلایا جاسکتا ہے۔ اور اگر کوئی مسجد درگاہ ہی کے متعلقات میں سے ہو تو اس مسجد میں بھی یہ تیل جلایا جا سکتا ہے اسی طرح حجرہ و مدرسہ متعلقاتِ درگاہ میں ہو تو اس میں بھی جلا سکتے ہیں ورنہ بلا اجازت مالک دوسری جگہ استعمال کرنا جائز نہیں اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ تیل بطور نذر مزار پر چڑھایا ہے تو کسی جگہ بھی اس کا استعمال جائز نہیں۔ کیونکہ غیر اللہ کے نام کی نذر حرام ہے اور اس چیز کا استعمال بھی حرام ہے جس کی نذر کی گئی ہو۔ کما فی البحر الرائق من کتاب النذر (۲) قبر پر چراغ جلانا حرام ہے۔ کما مر۔ درختم قرآن میں اگر دوسری بدعات نہ ہوں تو شرکت میں مضائقہ نہیں لیکن پھر بھی ترک اولیٰ ہے کہ یہ چیزیں اگرچہ بالفعل بدعات نہ ہوں رفتہ رفتہ بدعت سے بھی آگے تجاوز کر جاتی ہیں۔ (۳) ایصالِ ثواب کے لیے قبر پر جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہر جگہ سے پہنچتا ہے۔ البتہ قبر پر جانے سے دوسرے فوائد ہیں عامہ مومنین کی قبروں پر جانے سے عبرت اور اعزہ واقربا کی قبروں پر عبرت کے ساتھ ادائے حق بھی اور بزرگوں کی قبروں پر اس کی ساتھ برکات بھی دعا میں صاحبِ قبر کو خطاب نہ کرنا چاہیے بلکہ یوں دعا کرے تو مضائقہ نہیں کہ یا اللہ فلاں مقبول بندے کے طفیل سے میرا کام کر دے (۴) اگر وہاں بدعات و منکرات میں مبتلا نہ ہو تو جائز ہے۔
(۵) چادر قبر پر چڑھانا خود بھی ناجائز ہے اور نذر اس کی کرنا دوسرا گناہ ہے۔ اور یہ نذر صحیح بھی نہیں ہوئی (۶) ناجائز ہے۔ اگر بدعات و تعینات مروجہ سے خالی ہو تو جائز ہے (۷) ایصالِ ثواب جائز ہے

بشرطیکہ گیارھویں کی تخصیص نہ کرے (۸) مزار پر پہنچنا فضول اور لایعنی حرکت ہے۔ ہر جگہ سے ایصال ثواب ہو سکتا ہے۔ اور اگر یہ عقیدہ ہے کہ اس کے بغیر ثواب ہی نہ پہنچے گا تو بدعت بھی ہے (۹) ایصال ثواب یا ذکر شہادت کے لیے عشرۂ محرم کی تخصیص لغو اور بدعت ہے بلا تعیین کبھی کسی وقت اور کبھی کسی وقت کرے تو جائز و ثواب عظیم ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

خلع کے لیے مرد و عورت دونوں کی رضا مندی اور خاوند کا خلع یا طلاق ضروری ہیں

سوال ۲۹۸ سید امیر علی نے انگریزی قانون کی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر عورت و مرد کا آپس میں اتفاق نہ ہوتا ہو تو عورت قاضی کے یہاں دعوے کرے، و رنا اتفاقی پر گواہ پیش کرے تو قاضی مرد کو جبراً عورت سے مال دلوا کر فسخ نکاح کا حکم دے سکتا ہے اور بخاری باب الخلع کا حوالہ دیا ہے۔ آیا حدیث بخاری امرأۃ ثابت بن قیس الحدیث اور اینما الطلاق مرتان سے یہ مسئلہ نکل سکتا ہے یا نہیں۔ اور حنفی قاضی اس پر فیصلہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب صورت مذکورہ میں خلع کے لیے مرد کی رضا شرط ہے قاضی کو اختیار نہیں کہ محض آپس کی ناموافقت کی وجہ سے بدون خاوند کی طلاق یا خلع کے فسخ نکاح کا حکم کر دے اور جبراً عورت سے مال دلوا دے۔ صحیح بخاری میں جو امرأۃ ثابت بن قیس کی حدیث اس معاملہ میں مذکور ہے اس سے ہرگز یہ مضمون نہیں نکلتا جو قانون میں درج کیا گیا کیونکہ اس کے آخری جملے یہ ہیں اتردین علیہ حدیقتہ قالت نعم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل الحدیقۃ وطلقہا تطلیقۃ رواہ البخاری کذا فی المشکوٰۃ باب الخلع ان الفاظ میں تصریح ہے کہ امرأۃ ثابت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال دینے پر اور ثابت کو طلاق دینے پر مجبور نہیں فرمایا بلکہ عورت سے دریافت فرمایا کہ تم مال دینے پر راضی ہو۔ اس کے اظہار رضا کرنے کے بعد ثابت خاوند سے فرمایا کہ طلاق دیدو۔ اگر قاضی کو حق تھا کہ عورت کو مال دینے پر مجبور کرے اور بغیر طلاق خاوند فسخ کا حکم دیدے تو آپ یہ کیوں فرماتے اتردین علیہ حدیقتہ نیز طلقہا تطلیقۃ بلکہ الفاظ مذکورہ تو صاف دلیل اس کی ہیں کہ کسی قسم کا جبر نہ عورت پر کیا گیا نہ مرد پر۔ اور نہ بلا طلاق خاوند فسخ کا حکم دیا گیا۔ وہی حنفیہ کا مذہب ہے کہ خلع میں رضاء طرفین شرط ہے اور پھر بھی بغیر لفظ مخصوص کے طلاق واقع نہیں ہوتی قال فی الدر ایجاب وما کنہ یعنی الخلع لانہ عقد علی الطلاق بعوض فلا تقع الفرقۃ ولا یستحق العوض بدون القبول۔ شامی کتاب الطلاق ص۔ البتہ یہ دوسری بات ہے کہ اگر خاوند عورت کے حقوق ادا نہ کرتا ہو تو قاضی اس کو مجبور کرے کہ حقوق ادا کرے ورنہ اس کو اس پر مجبور کرے کہ طلاق دیدے اگر اس طرح مجبور کر کے طلاق خود خاوند سے دلوا دے تو طلاق بلا شبہ پڑ جائے گی۔ لیکن بلا طلاق خاوند حاکم خود فسخ کا حکم صورت مسئولہ میں نہیں دے سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

۲۲۵۵

عبدالرحمٰن کو رحمٰن کہکر پکارنا برا ہے اور آجکل یہ نام نہ رکھنا اولیٰ ہے

سوال ۲۹۹۔ کسی کا نام عبدالرحمٰن اور کسی کا عبدالغفور۔ اور کسی کا عبدالشکور ہے مگر پکارنیوالے صرف رحمٰن اور غفور وشکور پکارتے ہیں یہ گناہ کبیرہ ہے یا نہیں؟

الجواب۔ چونکہ پکارنیوالوں کی غرض اس لفظ سے عبدالرحمٰن اور عبدالغفور ہی ہوتی ہے صرف اختصار کے لیے ایسا کرتے ہیں اس لیے گناہ کبیرہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ البتہ ایسا کرنے میں ایک قسم کا سوء ادب ہے اس لیے نامناسب ہے اور اسی بناء پر آجکل ایسے نام رکھنا بھی خلافِ اولیٰ اور نامناسب ہے کیونکہ عموماً لوگ ایسا اختصار کرتے ہیں۔ باقی لفظ شکور اس میں تو کوئی مضائقہ ہی نہیں کیونکہ یہ لفظ حق تعالیٰ کی ساتھ خاص نہیں اگر خود کسی کا نام ہی فقط شکور رکھدیا جائے تو جائز ہے۔ ایسے ہی رحیم اور علی اور کبیر اور رشید وغیرہ جو اسمائے الٰہیہ میں سے ہیں لیکن مخصوص بذاتِ حق تعالیٰ نہیں وہ بھی اگر کسی کا نام رکھدیئے جائیں تو جائز ہے۔ قال فی العالمگیریۃ فی الباب الثانی والعشرین من کتاب الکراھۃ احب الاسماء الی اللہ تعالیٰ عبداللہ و عبدالرحمٰن لکن التسمیۃ بغیر ھذہ الاسماء فی ھذا الزمان اولیٰ لان العوام یصغرون ھذہ الاسماء للنداء و التسمیۃ باسم یوجد فی کتاب اللہ کالعلی والکبیر والرشید والبدیع جائزۃ لانہ من الاسماء المشترکۃ فقط کتبہ محمد شفیع غفرلہ

۲۲۵۶

عورت کی ذات یا قوم کو طلاق دینے سے عورت مطلقہ ہوجاتی ہے

سوال ۳۰۰ زید نے اپنی بیوی سے غصہ کی حالت میں یہ کہا کہ طلاق ہے تیری ذات پر کہ جو تو آج شام کو یہاں رہے۔ اور وہ گھر موجود ہے۔ اور دو دفعہ کہا ہے۔ اور زید ذات سے مراد اس کے خاندان کو سمجھا ہوا ہے اور قوم کو۔ اور اکثر لڑائی جھگڑہ میں زید نے اپنی بیوی کو چار یا پانچ سال کے اندر چندمرتبہ یہ لفظ زبان سے نکالا ہے۔ چونکہ زید کا خیال نہ مفقود کر جس کو غیرت اور شرم دلانے کا تھا تو اس بارہ میں حکم شریعت کیا ہے؟

الجواب۔ یہ شخص چونکہ لفظ طلاق دو مرتبہ سے زائد حسب تصریح سوال کہہ چکا ہے۔ اس لیے عورت پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوگئیں اور اب دوبارہ بغیر حلالہ اس کے نکاح میں کسی طرح نہیں آسکتی۔ طلاق کے لفظ بولنے میں نیت پر مدار نہیں نیت جو کچھ بھی ہو طلاق ضرور پڑجاتی ہے باقی رہا یہ کہنا کہ ذات سے مراد قوم اور اس کا خاندان سمجھا ہوا تھا سو اس سے بھی کچھ کام نہیں چلتا کیونکہ اس خاندان میں یہ عورت بھی داخل ہے اس پر بھی ضمناً طلاق پڑ جائیگی کما صرح بہ فی العالمگیریۃ و ذکر ... ھذہ للمدۃ او لقریۃ ... وفیہ مرتہ معلقۃ کذا فی فتاوی قاضی خان عالمگیری ج ۲ مصری فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع

۲۲۵۷

بچہ جو سات ماہ بعد پیدا ہو وہ حلالی ہے اس پر بدظنی کرنا گناہ ہے

سوال ۳۰۱۔ زید نے ہندہ سے نکاح کیا بعد ساڑھے سات ماہ ہندہ کے لڑکا پیدا ہوا تو لوگوں نے زید پر طعنہ زنی شروع کی اور کہنے لگے کہ یہ بچہ زید کے نطفہ سے نہیں ہے کیونکہ ہم عرف میں اکثر دیکھتے ہیں کہ نو مہینہ کے بعد بچہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں صحیح ہے یا نہیں

بجواب شرعاً ادنیٰ مدتِ حمل چھ ماہ ہے بعد نکاح چھ ماہ کے جو بچہ پیدا ہو وہ شرعاً خاوند ہی کا بچہ ہے اُس پر بلا وجہ بدظنی کرنا اور تہمت رکھنا سخت گناہ ہے۔ بالخصوص سات آٹھ ماہ کے بعد تو بچہ کا پیدا ہو جانا اور زندہ رہنا بکثرت محقق ہے اس پر طعنہ زنی سخت گناہ ہے۔ اگر دار الاسلام ہوتا تو طعنہ زنی کرنے والوں پر حدِ جاری کی جاتی لیکن ہندوستان میں بحالتِ موجودہ حدود جاری نہیں ہو سکتی۔ بہر حال یہ بچہ شرعاً زید ہی کا ہے اور ثابت النسب ہے محض اس وجہ سے کہ ساڑھے سات ماہ میں پیدا ہوا ہے بدظنی کرنا ہرگز جائز نہیں قال اللہ تعالیٰ الذین یرمون المحصنٰت الغافلٰت المؤمنات الآیۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

پچھلی صف میں کوئی آدمی کیا اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچنے کا حکم

سوال ۳۰۲۔ اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ جماعت ہو رہی ہو اور صف میں جگہ نہیں تو وہ شخص کس جگہ کھڑا ہو۔ بہشتی گوہر میں مولانا اشرف علی صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ صف میں سے ایک آدمی کو کھینچ لے۔ تو کس جانب سے کھینچے؟

الجواب آجکل چونکہ جہالت عام ہے اگر اگلی صف سے کسی کو کھینچا گیا تو غالب گمان یہ ہے کہ وہ کوئی ایسی حرکت کر بیٹھے گا کہ نماز خراب ہو جائے۔ اس لیے کسی کو کھینچنا مناسب نہیں تنہا پچھلی صف میں مجبوراً کھڑا ہو جائے جیسا کہ خود حضرت مولانا موصوف دام مجدہم نے بہشتی گوہر میں اس کی تصریح فرما دی ہے۔ اور اگر آدمی سمجھدار مسائل جاننے والے ہوں اور اس کا خطرہ نہ ہو کہ نماز فاسد کرے گا تو یوں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بائیں جانب سے کسی کو کھینچ لے اور اگر داہنی جانب سے کھینچے تو بھی مضائقہ نہیں فقط واللہ اعلم کتبہ محمد شفیع عفی عنہ

باجازت راہن بھی مرہون کا نفع لینا جائز نہیں

سوال ۳۰۳۔ کیا اجازتِ راہن سے مرہون کا نفع کھانا مرتہن کو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب شئ مرہون کا نفع حاصل کرنا صحیح یہ ہے کہ باجازت راہن بھی جائز نہیں قال الشامی فلت والغالب من احوال الناس انہم انما یریدون عند الدفع الانتفاع ولولاہ لما اعطاہ الدراھم وھذا بمنزلۃ الشرط لان المعروف کالمشروط وھو مما یعین المنع۔ شامی کتاب الرھن ص $\frac{۳۹}{ج۵}$۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

ہندوستان دار الحرب ہے

سوال ۳۰۳۔ ہندوستان دار الحرب ہے یا دار الاسلام یا دار الامان؟ کیا دار الامان بھی دار الحرب کی قسم ہے؟

الجواب ہندوستان موجودہ زمانہ میں ہمارے حضرات کے نزدیک دار الحرب ہے۔ اور دار الامان اگرچہ دار الحرب کی کوئی قسم نہیں لیکن دار الحرب والوں سے صلح و مصالحت شرعاً جائز ہے۔ اور مسالمت کی صورت میں امن قائم رکھنا ضروری ہو جاتا ہے اس لیے اگر کوئی دار الحرب کو بحالت مسالمت دار الامان کہدے تو مضائقہ نہیں۔ ھذا ھو المستفاد من الشامی باب الاستیمان فقط۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

دار الحرب میں غیر مسلموں سے سود لینے کا حکم

سوال ۳۰۴۔ کیا ہندوستان میں آجکل سرکاری بنک اور ڈاکخانہ

اور غیر مسلموں سے سود لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب . دار الحرب میں غیر مسلموں سے سود لینے میں اختلاف ہے۔ امام اعظمؒ اور امام محمدؒ جائز فرماتے ہیں۔ اور جمہور علماء۔ اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسفؒ حرام فرماتے ہیں۔ روایات اور آیات قرآن کریم میں بظاہر مطلقاً سود کی حرمت اور سخت سخت وعیدیں مذکور ہیں۔ اس لیے احتیاط یہی ہے کہ ناجائز قرار دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

> ولد الزنا نے دھوکہ دیکر شریف عورت سے نکاح کرلیا تو اس کو فسخ کا اختیار ہے

سوال ۳۰۵ . میرے والد کو چند لوگوں نے دھوکہ دیکر میرا نکاح مسمیٰ مولوی کی ساتھ بعوض مبلغ پانسو روپیہ ایک اشرفی مورخہ ۲۹ شوال ۱۳۴۹ھ کرا دیا نکاح کے بعد فوراً معلوم ہوا کہ مسمی مولوی اپنے باپ کے مرنے کے اور ماں کے بیوہ ہونے کے چار برس بعد پیدا ہوا ہے اس لیے تمام برادری کا اتفاق اُس کے حرامی ہونے پر ہوگیا ہے جب مجھکو معلوم ہوا تو اس کے گھر جانے سے انکار کر دیا کیونکہ میرا کفو نہیں۔ اس بارہ میں حکم شرعی کیا ہے

الجواب اگر واقعہ میں دھوکہ دیا گیا ہے یعنی بوقتِ نکاح یا بوقتِ منگنی وغیرہ اپنے آپ کو یہ ظاہر کیا کہ میں فلاں شخص کا بیٹا ہوں تو عورت اور اُس کے اولیاء دونوں کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہے قال فی الدر المختار قبیل باب العدۃ ص ۸۱۶ ج ۲ وافاد البهنسی انه لو تزوجها على انه حر او سنی او قادر على المهر والنفقة فبان بخلافه او على انه فلان بن فلان فاذا هو لقيط او ابن زنا كان لها الخيار فليحفظ۔ وقال الشامی فی باب الكفاءة مثله وقال عن البحر لو انتسب الزوج لها نسبا غير نسبه فان ظهر دونه وهو ليس بكفو فحق الفسخ ثابت للكل يعنى المرأة والاولياء وان كان كفوا فحق الفسخ لها دون الاولياء۔ عبارات مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اگر واقعہ میں دھوکہ دیا ہے تو نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا۔ کما فی الدر المختار الكفاءة معتبرة عندنا بتزلم العقد لالزومه او لصحته قال الشامی وهذا على رواية الحسن وقدمنا اول الباب السابق اختلاف الافتاء فيها وان رواية الحسن المختار لحوط شامی باب الكفاءة ص ۴۳۶ ج ۲ لہٰذا عورت کو اختیار ہے کہ صورتِ مذکورہ میں اپنا نکاح دوسری جگہ کرلے لیکن بہتر ہے کہ حاکم وقت سے اجازت لیکر ایسا کرے تاکہ قانونی گرفت میں نہ آئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

الجواب الصحیح بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔

> مسجد میں دریاں و شطرنجیاں بچھانا

سوال ۳۰۶ . ایک شخص مسجد میں دریاں شطرنجیاں بچھانے سے منع کرتا ہے اور روکتا ہے مسجد کی تمام شطرنجیاں اور دریاں بیکار رکھی ہیں۔ اس بارہ میں کیا حکم ہے

الجواب اصل میں تو بہتر یہی ہے کہ مسجدیں ایسے تکلفات سے پرہیز کیا جائے اور اسی لیے مسجد کے روپیہ آمدنی سے ایسے تکلفات کی چیزیں خریدنا جائز نہیں لیکن اگر مسجد میں پہلے سے دریاں اور شطرنجیاں

موجود ہوں تو ان کا استعمال کرنا کوئی حرج نہیں بلکہ روکنے میں مال کا ضائع کرنا اور غرض واقف کیخلاف کرنا لازم آتا ہے اس لیے ایسی مسجد میں کہ دریاں موجود ہیں بچھانے سے روکنا نہ چاہیے فقط محمد شفیع غفرلہ

شوہر زوجہ کو نفقہ نہ دے تو عورت کس طرح نکاح فسخ کرے

سوال ۳۰۷ - ایک شخص اپنی زوجہ کو نان نفقہ نہیں دیتا اور کسی قسم کی خبرگیری نہیں کرتا۔ اور حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا۔ اور طلاق بھی نہیں دیتا تو ایسی صورت میں مظلوم عورت کو کیا کرنا چاہیئے؟

الجواب - اگر فی الواقع شوہر اپنی زوجہ کی خبرگیری نہیں کرتا اور نان نفقہ و دیگر حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا تو عورت اپنا نکاح اس طرح فسخ کرا سکتی ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں یا دیندار مسلمانوں کی پنچائت میں اپنا معاملہ پیش کرے حاکم اور سرپنچ خاوند کو مجبور کریں کہ یا تو اپنی زوجہ کے حقوق نان نفقہ وغیرہ حسب قواعد شرعیہ ادا کرے۔ ورنہ طلاق دے۔ اور اگر وہ دونوں صورتوں کو منظور نہ کرے تو حاکم یا سرپنچ کو شرعاً اختیار ہے کہ تفریق کا حکم کر دیں۔ اور یہی حکم شرعاً طلاق کا قائم مقام ہو جائے گا۔ وھذا فی الاصل مذھب مالک والشافعی افتی بہ علمائنا الحنفیۃ لشدۃ الضرورۃ الیہ وقد صرح الشامی فی باب النفقۃ بما یقاربہ ویکشف ذکر حکم دارالاسلام واما حکم دارالحرب فلما قلنا۔ اور اگر اس وقت حاکم اور سرپنچ کے سامنے وہ ادائے حقوق کا وعدہ کر کے زوجہ کو لیجائے اور بعد میں پھر اس پر ظلم کرے یعنی حقوق نان نفقہ وغیرہ ادا نہ کرے تو پھر دوبارہ عورت کو اسی استغاثہ کا حق حاصل ہوگا۔

بدعات متعلقہ طعام میت

سوال ۳۰۸ ہمارے یہاں رواج ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کے وارثوں کو تدفین میت سے پہلے تمام آبادی کے لیے کھانا تیار کرنا پڑتا ہے تاکہ بعد از تدفین فوراً اہل جنازہ میں کر اہل دیہ کھانا کھا دیں۔ اس طرح کھانے کا انتظام نہ کرنا اہل میت کے لیے ننگ و عار کا موجب ہوتا ہے ایسے کھانے میں زیادہ مراعات تونگروں اور غنیوں کی رکھی جاتی ہے۔ شاذ و نادر ہی کوئی مسافر یا مسکین اس سے تناول کر سکتا ہے۔ ایسی دعوت کو صدقہ خیرات کہا جا سکتا ہے اور اس میں شریک ہو کر کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ اور امید ثواب ہے یا نہیں؟

الجواب - یہ رسم بالکل بدعت و ناجائز ہے اور علاوہ بدعت ہونے کے اسراف محض ہونے کی وجہ سے بھی حرام ہے۔ نیز اس لیے بھی کہ موجودہ زمانہ میں مسلمانوں کی حالت اس کو مقتضی ہے کہ اپنے پیسہ پیسہ کو احتیاط سے خرچ کریں قرض لینے سے بچیں اور اس رسم کے ہوتے قرض سے بچنا تقریباً ناممکن ہے فی احکام الجنائز من فتح القدیر ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ روی الامام احمد عن جریر بن عبداللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ

اور اس دعوت میں اغنیاء کو کھلانا اور بھی زیادہ ظلم علی ظلم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

بعض احکام رضاعت

سوال ۳۰۹ عمر کی دو عورتیں ہیں بانو حمیدہ۔ حمیدہ سے ایک لڑکا ایک لڑکی ہے حمیدہ کی دختر کے ایک لڑکے نے اپنی سوتیلی نانی یعنی بانو کا دودھ پیا ہے ایسی صورت میں حمیدہ کی دختر کے لڑکے کا عقد کیا حمیدہ کے لڑکے کی دختر کے ساتھ جائز ہے۔ رضاعی صورت سے لڑکا لڑکی کا چچا ہوتا ہے (۲) بچہ کے دودھ پینے کی شریعت میں کوئی تعداد مقرر ہے۔ ایک مرتبہ دو مرتبہ (۳) اگر صورت اول میں عقد سہواً ہو گیا ہو تو شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب۔ غالباً سوال میں خط کشیدہ لفظ غلطی سے لکھا گیا ہے صحیح اس کی جگہ بانو ہے اگر واقع میں یہ ہی ہے یعنی حمیدہ کا نواسہ جو بانو کا رضاعی بیٹا ہے اُس کا اور بانو کی پوتی کا آپس میں نکاح مقصود ہے تو حکم شرعی یہ ہے کہ یہ نکاح جائز نہیں کیونکہ نسبی چچا سے نکاح حلال نہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ جو عورتیں نسب سے حرام ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا رضاعی چچا سے بھی نکاح جائز نہیں۔ [illegible] من المستثنیات المعروفۃ قال فی الدر المختار والاخ من الرضاع [illegible] وبین الاخ۔ قلت کذلک بنت الاخ حیث لا فرق بین الذکر والانثیٰ۔ (۲) کوئی مقدار محدود نہیں صرف اتنا کافی ہے کہ ایک مرتبہ دودھ بچہ کے حلق سے اتر جائے۔ کذا فی عامۃ کتب الفقہ (۳) اگر سہواً مرد و عورت مذکورہ کا نکاح کر دیا گیا ہے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ فوراً دونوں میں تفریق کر دینی چاہیئے۔ فقط۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

نذر و نیاز کا مال اغنیاء کو جائز ہے یا نہیں؟

سوال ۳۱۰ نذر اللہ مستطیع شخص کے لیے کھانا حلال ہے یا حرام؟

الجواب۔ نذر اللہ کی مختلف صورتیں ہیں۔ اگر اس طرح نذر کی ہے کہ اس قدر مال اللہ کے لیے صدقہ کروں گا تو اُس کے مستحق صرف فقراء ہیں۔ اغنیاء کو کھانا حرام ہے۔ اور اگر اس کی نذر کی ہے کہ میں مجاہدین یا طلبہ دین کے اوپر خرچ کروں گا تو اس میں مجاہدین اور طلباء اغنیاء کو بھی کھانا اور کھلانا درست و صحیح ہے فی البحر نذر ان یتصدق بدینار علی الاغنیاء ینبغی ان لا یصح قلت وینبغی ان یصح اذا نوی ابناء السبیل لانہم محل الزکوٰۃ۔ قلت دلیل وجہ عدم الصحۃ فی الاغنیاء عدم کونہا قربۃ لخ شامی باب النذر ج۳۔ کتبہ محمد شفیع عفی عنہ

روافض کے گھر کا کھانا

سوال ۳۱۱۔ روافض کے گھر سے کھانا جائز ہے یا نہیں؟ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی گلوج کرتے ہیں اور کھانا بھی ان کا مشتبہ ہوتا ہے؟

الجواب۔ اگر اُس میں گمان غالب اس کا ہے کہ انہوں نے کوئی نجاست وغیرہ ملائی ہے۔ جیسا کہ بعض متعصب روافض کے متعلق بہت سے لوگوں کے بیانات سے معلوم ہوا ہے۔ تب تو اُس کا کھانا ناجائز ہے۔ اور اگر یہ گمان غالب نہیں تو پھر بھی اُن کا کھانا کھانا باوجود اس کے کہ وہ صحابہ کرام پر تبرا کرتے ہیں۔ نہایت

بے غیرتی ہے کسی شریف آدمی سے نہیں ہو سکتا کہ کوئی آدمی اُس کے باپ دادا کو گالیاں دے اور پھر وہ اس کے یہاں کھانا کھائے۔ البتہ مواضع ضرورت میں اگر ناپاکی کا گمان غالب نہ ہو تو سخت ضرورت کی وجہ سے کھا لینا مضائقہ نہیں فقط محمد شفیع غفرلہ

جنون کی بیع کا حکم

سوال ۳۱۲ محمد صادق علی خاں کو دورہ جنون تھا بعض اوقات تین چار روز تک صحیح العقل رہتے تھے۔ قدرے فتور اس حالت میں بھی رہتا تھا اور دورہ کے وقت قطعی مخبوط الحواس ہوتے تھے چند آدمیوں کے سامنے اُنہوں نے صحیح حالت میں یہ تاکید کی کہ لڑکیوں کا حق نہ مارنا۔ اُن کی دو لڑکیاں ایک لڑکا موجود ہے لڑکے نے اُن سے کل جائداد کا بیعنامہ کرا لیا ہے صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب۔ یہ بیعنامہ اگر بحالتِ جنون کیا ہے تو بیع صحیح و نافذ نہیں ہوئی۔ لہٰذا لڑکیاں بھی اس جائداد میں حسب حصہ شرعیہ شریک ہیں۔ اور اگر بحالتِ صحت کیا ہے اور اس حالت میں بھی اُس کی عقل میں کچھ فتور رہتا تھا جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو یہ بیعنامہ ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر ولی نے بوقت معاملہ اس بیعنامہ کو نافذ رکھا تو نافذ ہو جائیگا۔ بشرطیکہ اُس میں غبن فاحش نہ ہو ورنہ نہیں۔ ولی مجنون کے لیے اُس کا باپ ہے یا جس کو اس کے باپ نے وصیت کی ہو پھر دادا پھر اُس کا وصی اور یہ کچھ نہ ہو تو پھر حاکم اسلام اُس کا ولی ہے بیٹے کو اس بارہ میں ولی نہیں قرار دیا گیا ہے۔

الغرض اگر حالتِ مذکورہ میں بیع نامہ کیا ہے اور اُس کے ولی نے بھی اجازت دیدی تو بیع نامہ صحیح ہو گیا جائداد میں لڑکیوں کا کوئی حق نہ رہا۔ البتہ جس قیمت پر بیعنامہ کیا گیا ہے۔ اگر وہ قیمت اس نے مجنون یا اُس کے ولی کے سپرد نہیں کی تو اس قیمت کا مطالبہ لڑکیاں اپنے اپنے حصہ کے مطابق کر سکتی ہیں۔ اور عبارتِ سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ بیٹے نے فقط بیع نامہ لکھوا لیا تھا قیمت وغیرہ نہ دی تھی کیونکہ وہ لڑکیوں کے حق کو ثابت تسلیم کرتا ہے والدلیل علیہ ما فی الدر المختار باب المأذون وتصرف الصبي والمعتوه الذي يعقل البيع والشراء ان كان نفعاً محضاً كالاسلام والاتهاب صح بلا اذن وان كان ضاراً كالطلاق والعتاق والصدقة والقرض لا وان اذن به وليه وما تردد بين النفع والضرر كالبيع والشراء توقف على الاذن انتهى ثم قال وولیہ ابوہ ثم وصیہ ثم جدہ ثم وصیہ ثم وصی وصیہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

زوجہ کے متعلق یہ کہنا کہ طلاق ہی سہی

سوال ۳۱۳۔ زید نے اپنے ماموں سے اپنی بیوی کی شکایت کی اُنہوں نے جواب دیا کہ تم تنبیہ کرو ورنہ طلاق دیدو چنانچہ زید نے بحالتِ غصہ یہ کہدیا کہ طلاق ہی سہی۔ اب زید نادم ہے اور زوجہ کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں۔ زید کو کیا کرنا چاہیے۔ زید کی زوجہ حاملہ بھی ہے؟

الجواب۔ لفظِ مذکور سے ایک طلاق رجعی پڑ گئی جس کا حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر خاوند کو رجعت کرنے کا حق ہے اور اس رجعت میں عورت کی رضامندی شرط نہیں۔ اور چونکہ یہ عورت حاملہ ہے

تو اس کی عدت وضع حمل تک ہے اس سے پہلے پہلے رجعت کر سکتا ہے۔ صورت رجعت یہ ہے کہ زبان سے کہدے کہ میں نے رجعت کر لی۔ اور پھر اس کی ساتھ تعلقات زن وشوہری قائم کرے۔ اور مستحب یہ ہے کہ رجعت کرنے پر دو گواہ کرے۔ قال فی الدر المختار وتصح ای الرجعۃ بنحو راجعتک وبالفعل مع الکراہۃ بکل ما یوجب حرمۃ المصاہرۃ کمس ولو منہا [illegible] انتہی۔ ای سواء رضیت بعد علمہا اولا ہ شامی من الرجعۃ [illegible]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

مسجد کے قریب بلند عمارت بنانا جائز ہے

سوال ۳۱۴ مسجد کے پہلو میں مسجد سے اونچی تعمیر بنانے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب مسجد سے اونچی تعمیر مسجد کے پہلو میں بنانا جائز ہے۔ خود بیت اللہ شریف کے ارد گرد بیشتر مکانات بیت اللہ سے اونچے بنے ہوئے ہیں۔ اور کسی نے اُن پر نکیر نہیں کی۔ فقط کتبہ محمد شفیع غفرلہ

نومسلموں کا نکاح، خطبہ کی اذان وغیرہ

سوال ۳۱۵ ایک عورت مسلمان شادی شدہ عیسائی ہو جاتی ہے۔ عرصہ کے بعد پھر وہ مسلمان ہوتی ہے کیا پہلا نکاح قائم ہے یا دوبارہ نکاح ہونا چاہیئے؟
(۲) ایک عورت غیر مذہب شادی شدہ مسلمان ہوتی ہے ایک ہفتہ کے بعد خاوند بھی مسلمان ہو جاتا ہے آیا نکاح سابق بحال ہے یا دوسرا نکاح کیا جاوے۔ بعد اسلام لانے کے عورت کا نکاح دوسری جگہ کر دیا تھا اب حق نکاح کس کا ہے؟ (۳) مرتہن جو نفع مرہون کا کھاتا ہے اور اپنا پورا روپیہ راہن سے وصول کرتا ہے یہ سود تصور ہوگا یا کیا؟ (۴) خطبہ کی اذان آیا صف اول میں امام کے سامنے پڑھی جاوے یا باہر صحن مسجد میں امام سے دور ہو کر پڑھی جاوے؟ (۵) قوم سید و قریشی جو اقوام دیگر میں شادی کرتی ہیں کر سکتی ہیں؟

الجواب تجدید نکاح کی ضرورت ہے کیونکہ بوجہ ارتداد پہلا نکاح فسخ ہو چکا تھا۔ کذا فی الہدایۃ والدر۔
(۲) دار الحرب میں عرض اسلام کا اعتبار نہیں بلکہ تین مدت انتظار کرنا ضروری ہے کہ عورت کو تین حیض آجائیں جب تین حیض (اور اگر حیض نہیں آتا تو تین ماہ) گذر جائیں اُس وقت اس عورت کا نکاح اپنے خاوند کا فسخ ہوگا۔ لہذا اس سے پہلے اگر دوسرا نکاح کر دیا گیا ہے تو وہ صحیح نہیں ہوا۔ ہفتہ کے بعد جب وہ خاوند مسلمان ہو عورت اُسی کو ملے گی اور نکاح جدید کی ضرورت نہیں قال فی الہدایۃ واذا اسلمت المرأۃ فی دار الحرب وزوجہا کافر او اسلم الحربی وتحتہ مجوسیۃ لم یقع الفرقۃ علیہا حتی تحیض ثلث حیض ثم تبین من زوجہا وھذا لان الاسلام لیس سبباً للفرقۃ والعرض علی الاسلام متعذر لقصور الولایۃ ولا بد من الفرقۃ دفعاً للفساد فاقمنا شرط الفرقۃ وھو مضی الحیض مقام السبب [illegible] کذا فی الہدایۃ باب نکاح اہل الشرک (۳) رہن کی آمدنی سود کے حکم میں ہے وھذا ھو القول المختار [illegible] (۴) امام کے سامنے اور قریب ہونی چاہیئے پھر مسجد کے اندر ہو یا باہر دونوں طرح درست ہے (۵) کر سکتے ہیں برضائے اولیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

جمع بین الاختین کی حرمت پر عقلی دلائل۔

سوال ۳۱۶ جمع بین الاختین کی حرمت کی وجہ بدلائل عقلیہ وفلسفہ بوضاحت تحریر فرمائی جاوے؟

الجواب عقلی وجہ ایک تو عام ہے جو تمام شرعی احکام کی عقلی حکمتوں پر مشتمل ہے اور وہی عوام کے لئے زیادہ مفید ہے وہ یہ کہ قرآن مجید کی حیثیت انسانوں کی ساتھ یا تو ایسی ہے جیسے شاہی قانون اور رعایا کی اور یا ایسی جیسے طبیب اور مریض کی کیونکہ قرآن کریم ہمارے لیے ایک نسخہ شفاء ہے جو ظاہری اور باطنی امراض سے پاک کرنے والا ہے وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمؤمنین اس کا شاہد ہے۔ اب دونوں حیثیتوں میں سے جس کو بھی لیا جائے اس کا مقتضے عقلی ہر عقلمند کے نزدیک یہ ہے کہ ایک مرتبہ پورے غور وخوض اور تحقیق وتفتیش سے اس کو ثابت کر لیا جائے کہ یہ قانون جس بادشاہ کی طرف سے آیا ہے وہ واقع میں ہمارا بادشاہ اور واجب الاطاعت ہے۔

یا یہ نسخہ جس طبیب نے تجویز کیا ہے وہ نہایت حاذق اور مہربان طبیب ہے اس کے تحقیق کرنے میں جتنی دیر لگے اور جتنی کوشش صرف کرے وہ مقتضائے عقل ودیانت ہے لیکن جب یہ تحقیق ہو جائے کہ بادشاہ واقع میں واجب الطاعت بادشاہ ہے تو پھر رعایا کو اس نکتہ سنجی کا حق نہیں رہتا کہ تعزیرات کی ہر دفعہ کے متعلق حکمت اور فلسفہ پوچھے کہ فلاں دفعہ میں جو چار سال کی قید تجویز کی ہے اور فلاں میں دو سال کی اس کی حکمت وفلسفہ کیا ہے۔ ہم نے کسی کو نہیں دیکھا کہ پوسٹ آفس کے ذمہ داروں سے لفافہ کے وزن فی تولہ پر ایک آنہ اور اس سے زائد ایک ماشہ ہو جانے پر دو آنہ محصول لینے کی حکمت وفلسفہ کا سوال کیا ہو جس کی وجہ غور کرنے سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ لوگ ان کو بادشاہ اور صاحب قانون سمجھتے ہیں اس لیے ہر ہر جزو میں فلسفہ نہیں پوچھتے۔ اسی طرح اگر آپ کسی ڈاکٹر یا طبیب کی طرف رجوع کریں یہ تو آپ کا فرض ہے کہ اس کے ماہر ڈاکٹر ہونے کی تحقیق اس کی سندات اور مریضوں کی شہادت کے ذریعہ کر لیں لیکن جب آپ نے اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدیا تو کسی عقلی قانون میں آپ کو یہ حق نہیں کہ ڈاکٹر صاحب سے نسخہ کے ہر جزو پر مباحثہ کیا کریں کہ آپ نے فلاں دوا کیوں لکھی اور اس کی اتنی مقدار کیوں رکھی۔

افسوس ہے کہ ایک ڈاکٹر کے قول وفعل پر اعتماد ہو سکتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر یہ اعتماد کیوں نہیں ہو سکتا۔ کیا وجہ ہے کہ وہاں ہر ہر جزو میں فلسفہ نہیں پوچھا جاتا اور یہاں ہر چیز میں اس کا سوال ہے۔ اگر غور کیجیے تو اس کی وجہ اس کے سوا نہیں کہ ڈاکٹری اور تعزیرات اور قوانین حکومت کی عظمت قلوب میں ہے اور شریعت اور قوانین شرعیہ کی عظمت سے قلوب خالی ہیں۔ اسی لیے ایسے سوالات پیدا ہوئے ہیں۔ اسی بنا پر میرے نزدیک ایسے سوالات کا یہی عام جواب کافی ہے کہ اگر نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر اطمینان ہے اور آپ کی عقل دیانت میں کوئی شبہ نہیں ہے تو کسی کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ ہر ہر جزو احکام شرعیہ میں فلسفہ پوچھا کرے اور اگر اس کا شوق ہی ہے تو ہمارے نزدیک بھی اس کا وہی جواب ہے جو ڈاکٹر صاحب ایسے سوالات کا جواب دیں گے یعنی اگر آپ کو ہر جزو کی لِم معلوم کرنے کا شوق ہے تو ڈاکٹری پڑھیے اور دس برس اس کی تعلیم میں خرچ کیجیے تو آپ کو خود بخود انکشاف ہو جائے گا کہ کوئی جزء خلافِ عقل نہیں اس کے بغیر ان تحقیقات کا حق نہیں۔

درحقیقت یہی جواب عوام کے لیے کافی ہے۔ باقی تبرعاً اتنا اور عرض کر دیتا ہوں کہ اس حکم قرآن یعنی جمع بین الاختین کی حرمت میں ظاہر ہی جانتا ہے کہ کس قدر حکمتیں ہوں گی۔ لیکن ایک حکمت جو بالکل سرسری نظر سے ہر شخص سمجھتا ہے وہ بھی ایسی اہم ہے کہ اس کی وجہ سے بھی جمع حرام ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ عادۃً دو سوکنوں میں اتحاد و اتفاق اور تعلقات محبت قائم نہیں رہ سکتے۔ اب اگر دو بہنیں ایک نکاح میں جمع ہو گئیں تو اُن کے آپس میں قطع رحمی لازم آجائے گی جو سخت ناجائز ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

صرف چہرہ یا نصف اعلیٰ کی تصویر بنانا بھی حرام ہے	**سوال ۳۱۷** ما قولکم فی تصویر صورۃ الانسان او وجہہ سواء کان معہ البدن الذی لا یحییٰ الانسان بدونہ ام لا سواء کان لہ یدان او لا غیرہ ھل ھو حرام ام حلال؟

۱۴۵۹

الجواب اس پر جواب مولوی محی الدین صاحب کا لکھا ہوا تھا کہ صرف چہرہ کی تصویر بنانا بھی مطلقاً ناجائز ہے اس پر مفتی صاحب نے حسبِ ذیل تحریر لکھی ہے:۔ ومما یؤیدہ ما رواہ الطحاوی عن ابی ھریرۃ فی معانی الآثار ص۳۶۳ الصورۃ الراس فکل شیٔ لیس لہ راس فلیس بصورۃ انتہی ومنہ فی کنز العمال عن معجم الاسمٰعیل عن ابن عباس رض الصورۃ الراس الحدیث کنز العمال ص۴۷ وایضاً یصرح بہ ماذکرہ العلامۃ الزبیدیؒ فی شرح الاحیاء عن عکرمۃ کل شیٔ لہ راس لہ فھو صورۃ شرح احیاء ص۴۵۹ وقال العینی فی شرح صحیح البخاری المراد من الصورۃ التی فیھا الروح مما لم یقطع راسہا ولم یمتہن وفی البدایع من کراھۃ الصلوٰۃ وان لم تکن مقطوعۃ الرؤس فتکرہ الصلوٰۃ فیہ فقد ظہر مما ذکرنا من العبارات ان الصورۃ الممنوعۃ الاستعمال ما کان لہا راس او وجہ واما صنعتہا فہو حرام مطلقاً لکل تصویر سواء کان استعمالہ ممتہنا او لا قال العینی فی شرح الصحیح وھو من الکبائر سواء صنعہ لما یمتہن او لغیرہ فحرام بکل حال شرح ۱۰۷ ص۳۰۷ فقط محمد شفیع غفرلہ

مسئلہ وفات عیسیٰ علیہ السلام پر حدیث لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین سے اشکال اور اس کا جواب	**سوال ۳۱۸** لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان ص۲۴۶ جلد ۲ یواقیت الجواہر جلد ۲ ص۲۲ شرح فقہ اکبر ص۱۰ میں بھی یہی مضمون ہے؟

۱۴۶۰

الجواب حدیث لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین۔ دو تین کتابوں میں مذکور ہے مگر سب میں بلا سند

مذکور ہے اور جب تک سند معلوم نہ ہو کیسے یقین کر لیا جائے کہ یہ حدیث صحیح یا قابل عمل ہے۔ اگر اس طرح بلا سند روایات پر عمل کریں تو سارا دین برباد ہو جائے اسی لئے بعض اکابر محدثین نے دغالبؒ حضرت عبد اللہ ابن مبارکؒ نے فرمایا ہے لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء۔ دوسرے اگر بالفرض سند موجود بھی ہو اور فرض کر لو کہ صحیح بھی ہو تو غایت یہ ہے کہ یہ حدیث دوسری احادیث سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور حیات کے متعلق اور درجۂ تواتر کو پہنچ گئی ہیں اُن کی معارض ہو گی۔ اور تعارض کے وقت شرعی اور عقلی قانون بھی ہے کہ اقوی کو ترجیح ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ایک غیر معروف حدیث ان تمام صحیح اور قوی متواتر اور مشہور احادیث پر راجح نہیں ہو سکتی یہ قادیانی ہی مذہب کی خصوصیت ہے کہ مطلب کے موافق نہ ہو تو صحیح بخاری و مسلم کی حدیث کو معاذ اللہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اور مطلب کے بزعم خود موافق ہو تو ضعیف روایت کو ایسا اہم بنائیں کہ صحیح اور متواتر روایات پر ترجیح دیدیں۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں کر سکتا۔ اس حدیث کی تحقیق پر مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہم ناظم تبلیغ دار العلوم نے ایک مستقل رسالہ بھی لکھا ہے مگر غالباً ابھی تک طبع نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

حدیث عاش عیسیٰ علیہ السلام مائۃ وعشرین سنۃ سے وفاتِ مسیح کا شبہ اور اس کا جواب

سوال ۳۱۹ ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ۔ الحدیث کنز العمال ص ج ۶ جلالین مجتبائی ص ۵

اس حدیث سے وفات ثابت ہوتی ہے؟

الجواب۔ اس حدیث سے وفات کا ثابت کرنا قادیانی فراست ہی کی خصوصیات سے ہے۔ اولاً اس لئے کہ حدیث خود متکلم فیہ ہے۔ بعض محدثین نے اس میں کلام کیا ہے۔ ثانیاً اگر حدیث ثابت بھی ہو جائے تو صحاح ستہ میں جو قوی و صریح و صحیح روایات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی اور نزول فی آخر الزمان کے متعلق وارد ہیں۔ یہ حدیث اُن کا معارضہ عقلاً و اصولاً نہیں کر سکتی۔ ثالثاً (نزول عیسیٰ علیہ السلام کو ثابت کرنیوالی احادیث کو احقر نے اپنے عربی رسالہ التصریح بما تواتر فی نزول المسیح میں جمع کر دیا ہے جو تقریباً سو احادیث ہیں ضرورت ہو تو اس کا مطالعہ کر لیا جاوے) حدیث کی مراد صاف یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین پر ایک سو بیس [۱۲۰] سال زندہ رہے۔ آسمان پر زندہ رہنا چونکہ بطور معجزہ ہے۔ اس لئے اُس حیات کو حیاتِ دنیوی میں شمار نہ کرنا چاہیئے تھا اور نہ کیا گیا۔ اور اس حدیث میں زمین اور اس عالم عناصر کی حیات کا ذکر ہے۔ بطور اعجاز جو حیات کسی کیلئے ثابت ہو اُس کا اس میں شمار کرنا اور داخل سمجھنا عقل و نقل کے خلاف ہے فقط محمد شفیع غفرلہٗ۔

جس طرح حضرت عیسیٰ کو آسمان پر اٹھا یا گیا تھا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہ اٹھایا گیا؟

سوال ۳۲۰. خلاصہ سوال یہ کہ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کیوں ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آسمان پر کیوں نہ اٹھائے گئے؟

الجواب. حق تعالیٰ کے معاملات ہر شخص کے ساتھ جدا جدا گانہ ہیں کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرے کہ جو معاملہ نوح علیہ السلام کی ساتھ کیا وہی موسیٰ علیہ السلام کی ساتھ کیوں نہ کیا۔ اور جو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کیا وہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیوں نہ کیا۔ اور نہ صرف ان معاملات وواقعات سے ایک نبی کو دوسرے نبی پر کوئی ترجیح وتفضیل دی جاسکتی ہے جبتک دوسری صحیح وصریح روایات تفضیل پر دلالت نہ کریں انبیاء علیہم السلام کی تاریخ پڑھنے والوں پر مخفی نہیں کہ بعض انبیاء کو آروں کے ذریعہ دو ٹکڑے کر دیا گیا اور بعض کو آگ میں ڈالا گیا۔ وبعض کو خندق وغیرہ میں بھر کسی پر یہ آفات ومصائب اول ہی جاری کر دیے اور کسی کو آخر الامر بچالیا۔ اور کسی کو اول ہی سے محفوظ رکھا۔ اب یہ سوال کرنا کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا کر زندہ رکھا گیا ہے ایسے ہی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ معاملہ کیوں نہ کیا گیا۔ یہ تو ایسا ہی سوال ہے جیسے کوئی یوں کہے کہ جو معاملہ موسیٰ علیہ السلام اور لشکر فرعون کے ساتھ بنص قرآن کیا گیا وہی معاملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و کفار مکہ کے ساتھ کیوں نہ ہوا۔ کہ جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوئے اور چہرۂ انور زخمی ہونے کی نوبت آئی۔ آپ کو ہجرت کر کے وطن در مکہ چھوڑنا پڑا، غار میں چھپنا پڑا۔ سب کفار قریش پر ایک دفعہ ہی آسمانی بجلی کیوں نہ آگئی۔ یا دریا میں غرق کیوں نہ ہوگئے۔ جیسے یہ سوال حق تعالیٰ کے معاملات میں بیجا ہیں ایسے ہی یہ بھی بالکل بیجا اور نامعقول سوال ہے کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ رکھا آپ کو بھی زندہ آسمان پر رکھنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ زیادہ دنوں تک زندہ رہنا یا آسمان پر رہنا ان سے کوئی فضیلت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ زیادتی عمر فضیلت ہوتی تو بہت سے صحابہ کرام اور عوام امت کی عمریں آپ سے دوگنی چوگنی ہوئی ہیں اُن کو بھی افضل کہہ سکیں گے اور اسی طرح اگر آسمان میں رہنا یا چڑھنا ہی مدار فضیلت ہو تو فرشتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کہنا لازم آئیگا جو نصوص شرعیہ اور اجماع امت کے خلاف ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (امداد المفتیین بحوالہ ختم نبوۃ محمد شفیع)

آیۃ قد خلت من قبلہ الرسل سے وفات مسیح پر استدلال اور اس کا جواب

سوال ۳۲۱. ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سورۂ آل عمران۔ اس آیت سے وفات عیسیٰ علیہ السلام پر استدلال کرنا کیسا ہے؟

الجواب. قد خلت من قبلہ الرسل سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرنا انہیں لوگوں کا کام ہے جنہیں عربی عبارت سمجھنے سے کوئی علاقہ نہیں اور جو محاورات زبان سے بالکل واقف نہیں۔ کیونکہ دل

اس جیسے عمومات سے کسی خاص واقعہ مشہود پر کوئی ترمیم ورد کے اعتبار سے نہیں پڑتا بلکہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی بیمار طبیب سے پوچھے کہ پرہیز کس چیز کا ہے وہ کہدے کہ ترشی اور تیل مت کھاؤ کوئی چیز مضر نہیں۔ اب اگر یہ بیوقوف جاکر پتھر اور لوہا کھائے یا سنکھیہ کھائے۔ اور استدلال میں قادیانی مجتہدین کا سا استدلال پیش کرے کہ حکیم صاحب نے کہا تھا کہ ترشی اور تیل مت کھاؤ ترشی اور تیل کے سوا ساری چیزیں کھاؤ کوئی مضر نہیں اور ساری چیزوں میں پتھر اور لوہا اور سنکھیہ (زہر) بھی داخل ہے۔ لہذا میں جو کچھ یہ کھاتا ہوں حکیم صاحب کے فرمانے سے کھاتا ہوں۔
انصاف کیجئے کہ کوئی عقلمند اس کو صحیح النقل سمجھے گا۔ اور پھر یہ بھی انصاف کیجئے کہ اس قادیانی استدلال میں اور اس میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔ ذرا غور سے معلوم ہو جائے گا کہ اگر بالفرض خلت کے معنی موت ہی ہوں تو بھی اس سے اُن انبیاء کی موت ثابت نہیں ہو سکتی جن کے متعلق قرآن و حدیث کی دوسری نصوص حیات ثابت کرتی ہیں جیسے سب چیز کھاؤ کے قول سے پتھر اور زہر کا کھانا داخل مراد نہیں ہو سکتا اس کے علاوہ خلت کے معنی لغت میں موت کے نہیں۔ بلکہ گذر جانے کے ہیں۔ خواہ مرکر خواہ کسی دوسرے طریقہ سے جیسے عیسٰی علیہ السلام کے لئے ہوا۔ امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں اس لفظ کے یہی معنی لکھتے ہیں والخلو یستعمل فی الزمان والمکان لکن لما تصور فی الزمان المضی فسر اہل اللغۃ خلا الزمان بقولہم مضی الزمان وذہب قال تعالیٰ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل انتہی۔ یہ لفظ صریح ہیں کہ خلت کے معنی قرآن شریف میں چلے جانے اور گذر جانے کے ہیں جس میں عیسٰی علیہ السلام اور دوسرے انبیاء بلاشبہ برابر ہو گئے۔ تعجب ہے کہ قادیانی خانہ ساز پیغمبر کے صحابی اتنی سی بات کو کیوں نہیں سمجھتے اور اگر حق تعالیٰ اُن کو چشم بصیرت عطا فرمائے تو وہ اب بھی غور کریں تو سمجھیں گے کہ آیت بجائے وفات عیسٰی پر دلیل ہونے کے حیات کی طرف مشیر ہے کیونکہ صریح لفظ ماتت وغیرہ چھوڑ کر خلت شاید اللہ تعالیٰ نے اسی لئے اختیار فرمایا ہے کہ کسی بیوقوف کو موت عیسٰی علیہ السلام کا شبہ نہ ہو جائے اگرچہ محاورہ شناس کو تو پھر بھی شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

آیت اموات غیر احیاء سے وفات مسیح پر استدلال اور اس کا جواب

سوال ۳۲۲ اموات غیر احیاء آیت سے وفات عیسٰی علیہ السلام ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب اموات غیر احیاء کی تفسیر باعتبار لغت بھی اور جو کچھ مفسرین نے تحریر فرمایا ہے اس کے اعتبار سے بھی یہی ہے کہ یہ سب حضرات ایک معین مدت کے بعد مرنے والے ہیں نہ یہ کہ بالفعل مر چکے ہیں اور یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے انک میت وانہم میتون

توکیا اس کا یہ تھا کہ معاذ اللہ آپ اس وقت وفات پاچکے ہیں۔ بلکہ باتفاق وہی معنی مذکور مراد ہیں کہ ایک وقت معین میں وفات پانیوالے ہیں یہ بھی جھوٹی نبوت کی نحوست ہے کہ آتنی سی بات بھی سمجھ میں نہ آئی فقط

شیخ اکبر کے قول سے نبوت غیر تشریعی کے جریان پر استدلال اور اس کا جواب

سوال ۳۲۳ شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ لانبی بعدی کے یہ معنی ہیں کہ تشریعی نبوت ختم ہوچکی لیکن غیر تشریعی نبوت ختم نہیں ہوئی۔ یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب شیخ محی الدین ابن عربی کا قول استدلال میں پیش کرنا اول تو اصولاً غلطی ہے کیونکہ مسئلہ ختم نبوۃ عقیدہ کا مسئلہ ہے جو باجماع امت بغیر دلیل قطعی کے کسی چیز سے ثابت نہیں ہوسکتا اور دلیل قطعی قرآن کریم اور حدیث متواتر اور اجماع امت کے سوا کوئی نہیں۔ ابن عربی کا قول ان میں سے فرمائیے کس میں داخل ہے۔ اس لئے اس کا استدلال میں پیش کرنا ہی اصولی غلطی ہے۔ ثانیاً خود ابن عربی رح اپنی اسی کتاب فتوحات میں نیز فصوص میں اس کی تصریح کرتے ہیں کہ نبوت شرعی ہر قسم کی ختم ہوچکی ہے اور جس عبارت کو سوال میں پیش کیا ہے اس کا صحیح مطلب خود فتوحات کی تصریح سے یہ ہے کہ نبوت غیر تشریعی ایک خاص اصطلاح شیخ اکبر کی ہے جو مرادف ولایت ہے۔ نہ وہ نبوت جو مصطلح شرع ہے کیونکہ جمیع اقسام نبوت کے انقطاع پر خود فتوحات کی بے شمار عبارتیں شاہد ہیں۔ ابن عربی اور دوسرے حضرات کی عبارتیں صریح و صاف رسائل مذکورۃ الصدر میں کچھ مذکور ہیں۔ اور قلمی احقر کے پاس منقول ہیں لیکن سب کے نقل کرنے کی فرصت و ضرورت نہیں۔

اسی طرح صاحب مجمع البحار اور ملا علی قاری بھی اپنی دوسری تصانیف میں اس کی تصریح کرتے ہیں جو جمہور کا مذہب ہے یعنی ہر قسم کی نبوت ختم ہوچکی ہے آئندہ یہ عہدہ کسی کو نہ ملیگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

شیعہ کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنا جائز ہے اور کسی کے نام کا کتبہ مسجد کی تعمیر میں لگانا درست نہیں!

سوال ۳۲۴ ایک خاندانی مسجد سیدوں کی وقف کردہ اور تعمیر کردہ ہے۔ اس خاندان میں شیعہ و سنی ہر دو فریق برابر کے ہیں۔ ہمیشہ سے سنی و شیعہ ہر دو فریق اس میں نماز پڑھتے ہیں۔ کبھی کوئی تکرار یا فساد نہیں ہوا کیونکہ یہ لوگ باہمی قریبی رشتہ دار ہیں اور باہم ان کے رشتہ ناطہ ہوتے رہتے ہیں۔ اس مسجد کا چوبی برآمدہ دیمک خوردہ اور بہت ہی شکستہ ہوگیا تھا باوجود خطرہ کے گرنے کے کسی نے توجہ نہیں کی لیکن ایک سید کو خدا تعالیٰ نے توفیق دی اُس نے تخمیناً ہزار بارہ سو روپیہ خرچ کرکے مسجد کا برآمدہ از سرِ نو بنوا دیا اور دوسری مرمت بھی کرادی اور اپنے نام کا کتبہ لگا دیا۔ اب جبکہ کام قریب باختتام ہے تو اسی خاندان کے سید طرح طرح کے مشورے کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں کہ جدید برآمدہ گرا دینا چاہئے کبھی کہتے ہیں کہ شیعوں کی تعمیر ناجائز ہے۔ اس میں نماز کیسے پڑھیں کبھی کہتے ہیں کہ شیعوں نے اپنا قبضہ جمایا ہے حالانکہ خانہ خدا وقف ہے۔ ایسے سنی و شیعہ ہم جد کی وقف شدہ مسجد پر اگر شیعوں نے تعمیر جدید کردی تو کیا وہ ثواب کے مستحق نہیں؟ اور کیا ایسی مسجد میں اہل سنت

جماعت لوگوں کو نماز پڑھنا جائز ہے اور کیا ایسی تعمیر کو گرانا جائز ہے۔ جو لوگ ایسا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں اُن کیلئے کیا حکم ہے؟

الجواب وقف کیلئے یہ شرط ہے کہ اعتقاد واقف میں نیز قواعدِ اسلامیہ کی رو سے وہ کام ثواب کا ہو جس پر وقف کیا جائے۔ مسجد یا اُس کے متعلقات کی تعمیر ظاہر ہے کہ قواعدِ اسلامیہ کی رو سے اعلیٰ درجہ کا ثواب ہونے کے ساتھ شیعہ مذہب کے پیرو کے نزدیک بھی بلا شبہ ثواب و عبادت ہے۔ اس لئے اہلِ تشیع اگر کوئی وقف کریں یا واقف کی مرمت و تعمیر میں روپیہ وغیرہ دیکر وقف کریں تو یہ وقف شرعاً صحیح و معتبر ہے اور اُن کو ثواب بھی ہوگا بشرطیکہ نیت ثواب کی ہو۔ اور جب وقف صحیح ہوگیا تو پھر اُس کا انہدام جائز نہیں، اور جو شخص انہدام کی کوشش کرے وہ ایک ناجائز شرعی کا مرتکب ہے۔ قال فی الدر المختار وشرطہ (یعنی الوقف) شرط سائر التبرعات الی قولہ وان یکون قربۃ فی ذاتہ وقال قبل ذلک بشئ وسببہ ارادۃ محبوب النفس فی الدنیا ببر الاحباب وفی الآخرۃ بالثواب یعنی بالنیۃ، لہٰذا صورتِ مذکورہ میں تعمیر برآمدہ وقف ہوچکی اُس کا گرانا یا گرانے کی کوشش کرنا جائز نہیں۔ البتہ اپنے نام کا کتبہ جو تعمیر کنندہ نے نصب کر دیا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ اور غالباً باعثِ فساد یہی چیز ہوگی جبکہ بانی کی نیت محض ثواب و اخلاص کی ہے تو پھر نام کندہ کرانے کی کیا ضرورت ہے اور کتبہ کے علیحدہ کر دینے سے اُس کا کیا حرج ہے اور اگر نیت میں کوئی فساد و تغلب ہے جس کے لئے کتبہ بطور تمہید لگایا ہے تو بے شک سنی مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ ایسے تغلب کی صورت کو قائم نہ رہنے دیں بلکہ تعمیر کنندہ سے کہیں کہ اگر آپ محض اخلاص وعبادت کیلئے تعمیر کراتے ہیں تو اپنا کتبہ واپس لیجئے۔ ورنہ ایسی تعمیر کی مسجد کو ضرورت نہیں جس میں کوئی شخصی تغلب قائم ہوتا ہو۔ بلکہ مسجد کا خام و ناتمام رہنا اس سے بہتر ہے صورتِ مذکورہ میں رفع فساد اور فیصلہ کی بین بین صورت یہی ہے کہ اپنے نام کا کتبہ وغیرہ لگانے کی کسی کو اجازت نہ دی جائے نہ سنی کو نہ شیعہ کو جس کو کچھ خرچ کرنا ہو فی سبیل اللہ بلا نام و نمود خرچ کرے تاکہ ثواب بھی یاد ہو۔ اپنے نام کے کتبے مساجد و اوقاف پر قائم کرنا ویسے بھی خلافِ سنت ہے۔ صحابۂ کرام کے تمام اوقاف اس سے خالی ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

ذبح فوق العقدہ کا حکم **سوال ۳۲۵** عقدہ کے اوپر سے جانور کو ذبح کیا گیا یعنی عقدہ بطرف گردن اور جسم کے رہ گئی سر کی طرف نہ رہی تو اس طرح کا مذبوح حلال ہے یا حرام۔ عندالذبح عقدہ کا دھڑ کی طرف رہنا لازمی ہے یا نہیں؟

الجواب ذبح کا مدار شرعاً اکثر عروق کے قطع ہو جانے پر ہے یعنی منجملہ چار عروق کے حلقوم[۱]، مری[۲]، ودجین[۳و۴] کے تین عروق قطع ہو جائیں تو ذبح متحقق ہو جائے گا خواہ کسی طریق پر قطع کیا جائے فوق العقدہ ہو

یعنی تحت العقدہ بلکہ حلق کی جانب سے ہو یا گردن کی جانب سے۔ البتہ جس صورت میں جو زوز کی کا ذکر کیا گیا
ہو اُس کا اختیار کرنا دوسری حیثیت سے ممنوع و مکروہ ہے لیکن حلت ذبیحہ پر اُس کا کوئی اثر نہیں
پڑتا۔ اب یہ بات تجربہ کے متعلق رہ گئی کہ فوق العقدہ ذبح کرنے سے عروق ثلثہ قطع ہو جاتی ہیں یا
نہیں اگر ہو جاتی ہیں تو ذبیحہ درست ہے ورنہ نہیں لیکن اکثر اہل تجربہ کے بیان سے قطع ہو جانے کی
تصدیق ہوئی ہے، وھو محصل ما اختارہ مشایخنا فی ھذا الباب وھذا ھو الذی ختم الترمی کلامہ علیہ
بعد تحقیق حقیق وتفتیش انیق ولفظہ اقول والتحریر للمقام ان یقال ان کان بالذبح فوق العقدہ
حصل قطع ثلاثۃ من العروق فالحق ما قالہ شراح الھدایۃ تبعاً للرستغفنی والا فالحق خلافہ اذ لم یوجد
شرط الحل باتفاق اھل المذھب ویظھر ذلک بالمشاھدۃ او سوال اھل الخبرۃ فاغتنم ھذا المقال ودع
عنک الجدال شامی کتاب الذبائح ص ۲۰۶ ج ۵۔ ویؤیدہ ما فی الخلاصۃ والدر المختار وغیرہ۔ وذبحھا من
قفاھا ان بقیت حیۃ حتی تقطع العروق والا لم تحل لموتھا بلا ذکوۃ از شامی ص ۲۰۵ ج ۵۔ فقد دلت ھذہ
العبارۃ علی ان مدار الذبح انما ھو قطع العروق بای طریق کان فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

الجواب الصحیح۔ ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ۔

ترغیب نماز کے لیے چند جدید صورتیں اور بے نمازے قطع تعلق کا حکم

سوال ۳۲۶ کیا قبل اذان یا بعد اذان مسلمانوں کو اُن کے گھروں پر جاکر نماز کے لیے بلانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟
(۲) چند شخصوں کو ایک جگہ آواز ملا کر ایسے اشعار پڑھنا جس میں نماز کی ترغیب اور مسلمانوں کو مسجد میں چلنے کی تاکید ہو۔ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ (۳) اگر کوئی شخص باوجود کوشش کے پھر بھی نماز پڑھنے سے انکار کردے تو ایسے شخص کا بائیکاٹ کردینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جائز ہے اور تعاون وتحریض علی العبادۃ کی ایک نوع ہے تعاونوا علی البر والتقوی
الآیۃ (۲) آواز ملا کر پڑھنا مناسب نہیں ویسے ہی پڑھیں تو مضائقہ نہیں۔ ترغیب جہاد و ترغیب صدقہ
وغیرہ کے لیے ایسا کرنا مستحسن ہے۔ (۳) تعزیراً اگر کچھ دنوں کے لیے مسلمان ایسا بھی کریں تو جائز ہے۔
لیکن اگر وہ اس پر بھی باز نہ آئے تو ہمیشہ کیلئے یہ صورت قائم نہ رکھیں۔ بلکہ جب اس کی ہدایت سے نا امیدی
ہو جائے تو پھر ایسے حقوق جو عام مسلمانوں کے لیے شرعاً عاید ہوتے ہیں۔ مثلاً سلام وکلام، عیادتِ مریض
اور نمازِ جنازہ وغیرہ اُن کو جاری کردیں۔ البتہ خصوصی تعلق میل جول نکاح، شادی کھانا کھلانا وغیرہ
اس میں اُس وقت تک ہرگز شریک نہ کریں جب تک توبہ نہ کرے۔ البتہ درصورتِ تعزیر و قطع تعلق ب
مذکورہ بھی بیوی کے لیے اجازت نہیں ہے کہ وہ خاوند کی اطاعت جائز معاملات میں چھوڑ دے۔

الجواب۔ ایں چنیں گفتن جائز نیست بلکہ اندیشہ کفر است چہ بعض علماء ایں قسم کلمات را در کلمات کفر نقل کردہ اند۔ چنانکہ در خلاصۃ الفتاویٰ قاضی خاں وغیرہ آوردہ اند۔ ولکن احتیاط در باب فتویٰ ایں است کہ حکم بکفر قائلین ایں کلمہ نکردہ شود آرے گناہ است ترکِ آں واجب۔ فقط کتبہ محمد شفیع غفرلہ

ہندوؤں کے قانون کے سبب لڑکی کو حق نہ دینا اور بلا اجازت دوسرے ورثہ کے جائداد وقف کرنا

سوال ۳۲۹۔ فدوی کی قوم میں ہندو لاء رائج ہے اور وراثت کے معاملہ میں ہندو لاء سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ ایک شخص فوت ہوا اس نے ایک بیوی اور ایک لڑکی، دو برادر چچازاد وارث چھوڑے تو محمدن لاء کے مطابق دو آنہ بیوی کو اور آٹھ آنہ لڑکی کو اور چھ آنہ برادران چچازاد کو تقسیم کیا گیا۔ اب لڑکی فوت ہوئی اس کی والدہ چاہتی ہے کہ ہندو لاء پر عمل کر کے کل حصہ از ترکہ لڑکی کا حاصل کر کے اس کی طرف سے وقف کر دے۔ اغلب ہے کہ اس کو دوسرے وارث بھی منظور کریں۔ ایسی حالت میں ہندو لاء پر عمل کرنا جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب۔ لڑکی متوفی کے انتقال ہوتے ہی اس کا کل ترکہ اس کی شرعی وارثوں کی ملک ہو چکا اب اس کو کسی قانونی حیلہ سے اپنے قبضہ میں لانا اور پھر وقف کرنا ہرگز جائز نہیں اور اگر ایسا کر دیا گیا تو شرعاً وہ وقف قابل اعتبار نہ ہوگا۔ بالخصوص ہندو لاء پر اپنے اختیار سے عمل کرنا یا کرانا کہ دوسرا مستقل گناہ کبیرہ ہے بلکہ اندیشہ کفر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ وفی آیۃ اخریٰ الکافرون۔ اور ظاہر ہے کہ حکم کرنا اور کرانا ایک ہی حکم رکھتا ہے۔ لہٰذا وارثوں کا شرعی حصہ ان کے وارثوں کو دے دیا جائے اس میں مرحوم کیلئے ثواب زیادہ ہے اس کے خلاف کرنے پر آپ لوگوں کو مفت میں گناہ عظیم ہوگا اور مرحوم کو اس ناجائز طریق سے کچھ فائدہ نہ پہنچے گا۔ البتہ اگر سب وارث راضی ہو کر مجموعہ کا یا ان میں سے بعض فقط اپنے حصہ کا وقف کسی کار خیر پر بغرض ایصالِ ثواب مرحوم کر دیں تو یہ بلاشبہ جائز اور وارث اور مورث دونوں کیلئے باعث ثواب عظیم ہے اور جبکہ بقول سائل وارث راضی ہو سکتے ہیں تو پھر ہندو لاء پر عمل کرنا سراسر حمق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

بندوق کی گولی یا چھرے سے مرے ہوئے شکار کا حکم

سوال ۳۳۰۔ ایک آلہ لوہے کا باریک نوکدار ہے۔ یہ ہوائی بندوق میں رکھ کر چھوڑا جاتا ہے اور چھوٹے پرندوں سے لے کر چیل اور خرگوش تک کو مار دیتی ہے۔ اس چیز سے اگر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر شکار مارا جائے اور شکار مر جائے یا اتفاقاً ذبح نہ کیا جا سکے تو شکار حلال سمجھا جائے یا نہیں اور اس کے مارے ہوئے شکار کا وہی حکم ہے جو تیر سے مارے ہوئے شکار کا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ آلہ مذکور کی شکل دیکھنے سے نیز اس حال سے جو سوال میں درج ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیر کی طرح زخم کھولتا ہے۔ بندوق کی عام گولی اور چھروں کی طرح جسم کو توڑتا نہیں۔ لہٰذا اس کا حکم

تیری کا حکم ہے جیسے کہ بسم اللہ کہہ کر چھوڑ دے اور جانور اس کے ذریعہ مر جائے تو حلال ہوگا۔ کما ہو حکم السہم فی عامۃ کتب الفقہ۔ لیکن یہ مسئلہ چونکہ محض قواعد سے لکھا گیا ہے کوئی صریح جزئیہ نظر سے نہیں گزرا۔ اس لئے دوسرے علماء سے بھی تحقیق کر لینا چاہئے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

نکاح نابالغہ میں ولی قریب وبعید کے حق ولایت کی بحث اور یہ کہ ولی کی عداوت کن صورتوں میں ثابت ہو سکتی ہے اور جب ثابت ہو جائے تو ولایت پر اس کا کیا اثر ہے

سوال ۳۳۱۔ لیاقت النساء بیگم جہانگیر النساء کی نابالغہ علاتی ہمشیرہ ہیں اور تلاوت علی خاں جو نابالغہ موصوفہ کے علاتی ماموں ہوتے ہیں۔ نابالغہ کے والدین کی جانب سے وصی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ نابالغہ کے والدین کی وصیت کے بموجب انہوں نے اپنی وصایت و ولایت سے جہانگیر النساء نابالغہ کا عقد نکاح میر احمد علی خاں کے ساتھ جو نابالغہ کے قریبی عزیز ہوتے ہیں کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد نابالغہ اور اس کی معاش و جائداد پر کورٹ آف وارڈز کی نگرانی قائم ہوئی۔ اب نابالغہ کی علاتی ہمشیرہ لیاقت النساء بیگم کو باجلاس عدالت حجازیہ عذر ہے کہ میں بحیثیت علاتی ہمشیرہ ہونے کے بمقابل علاتی ماموں نابالغہ سے قریب تر اور حق ولایت ہوں اس لئے یہ عقد نکاح صحیح نہیں ہوا۔ مخفی مباد کہ لیاقت النساء بیگم ہمشیرہ علاتی کو نابالغہ سے ایک عرصہ سے سلسلہ مخالفت یعنی بمقابل نابالغہ محکمجات سرکاری میں مقدمات دائر ہیں ایسی حالت میں شرعی نقطہ نظر سے حسب ذیل تفصیلات کی ضرورت ہے

(۱) کیا ایسے ولی یا ولیہ کی ولایت جسے نابالغ نابالغہ سے وجہ مخالفت اور اس کے مقابل مقدمہ بازی ہو رہی ہو قابل تنسیخ ہے یا نہیں؟ (۲) کیا وہ عقد جو ولی بعید نے بحالت موجودہ مخالف ولی قریب کے بلا اجازت اپنی ولایت سے کر دیا ہو صحیح اور قابل نفاذ ہے یا موقوف سرے سے باطل ہے؟

(۳) کیا لیاقت النساء بیگم کو صورت مسئولہ میں عقد کے انفساخ کا اختیار حاصل ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب از مفتی صاحب حیدر آباد شریعت مطہرہ میں وصی کو نابالغ نابالغہ کے مال و جائداد کی نگرانی کا حق حاصل ہے کہ وہ مجاز عقد نہیں یعنی وہ اپنی وصایت سے نابالغ یا نابالغہ کا نکاح نہیں کرا سکتا۔ قولہ لا انکاح فان الولی فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ والقاضی ونائبہ صفحہ [illegible] باب الولی رد المحتار الوصی ولایۃ فی انکاح صغیر وصغیرۃ سواء اوصی الیہ الاب [illegible] باب الولی جلد ۲ عالمگیری علاتی بہن اور علاتی ماموں دونوں اولیاء ذوی الارحام میں شامل ہیں۔ اور عصبات کے عدم موجودگی میں انہیں حق ولایت حاصل ہے لیکن علاتی بہن بہ نسبت علاتی ماموں کے قرابت قریبہ رکھتی ہے اس لئے بمقابل علاتی ہمشیرہ علاتی ماموں ولی بعید ہوں گے وان لم تکن عصبۃ فالولایۃ للام ثم الاخت لاب وام ثم لاب ثم لولد الام ثم لذوی الارحام نور الحاکم علی حاشیہ صفحہ ۳۲ باب الاولیاء جلد ۳ بحر الرائق اگر ولی نابالغ یا نابالغہ کا

مخالف ہو یا بعض خاندانی حالات و نزاعات کی وجہ سے نابالغین کے لیے کسی بھلائی کی توقع نہ ہو تو وہ ثابت باقی نہ رہے گی لیس کل ولی یحسن المرافعة و الخصومة و لا کل قاضی یعدل و لو احسن الولی و عدل القاضی فقد یترک المرافعة للتردد علی ابواب الحکام و استثقالاً للنفس الخصومات فیتضرر الصغیر فکان مدۃ فوت الخ ص ۲۵۹ باب الولی جلد ۲ درمختار اگر ایسے ولی قریب کے موجود ہونے پر جو ولایت کی اہلیت رکھتا ہو ولی بعید نے اپنی ولایت سے نابالغ یا نابالغہ کا عقد نکاح کرا دیا تو نفس نکاح جائز و منعقد ہو جائے گا لیکن اس کا نفاذ ولی قریب کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ و ان زوج الصغیر او الصغیرة ابعد الاولیاء فان کان اقرب حاضراً و هو من اهل الولایة توقف نکاحه علی اجازته ص ۲۳ باب الاولیاء عالمگیری۔

صورت مسئولہ میں تلاوت علی خاں بے نظیر النساء بیگم نابالغہ کے والدین کی طرف سے وصی ہونے کی وجہ سے اُن کی جائداد و دیگر مالی نگرانی کا حق رکھتے تھے لیکن عقد کرا دینے کے مجاز نہ تھے البتہ اُن کی حیثیت حقیقی ماموں ہونے کی وجہ سے بمقابل لیاقت النساء بیگم ہمشیرہ علاتی نابالغہ ولی بعید کی ہے۔ انہوں نے بے نظیر النساء بیگم نابالغہ کا جو عقد نکاح اپنی ولایت سے میاں جلال خاں سے کرا دیا وہ صحیح ہے لیکن لیاقت النساء بیگم ہمشیرہ علاتی قریب کی اجازت پر موقوف رہے گا چونکہ ولیہ قریب نابالغہ کے مقابل مقدمات سرکاری میں فریق ہیں اور بلحاظ اس دیرینہ مخالفت کے ظاہر ہے کہ اُن سے نابالغہ کے متعلق کسی بھلائی کی توقع نہیں لہٰذا اُن کی ولایت اس معاملہ میں ساقط و بے اثر ہے اور وہ بحالت موجودہ عقد منعقد کے انفساخ کا اختیار نہیں رکھتی۔ عدالت مجاز میں لیاقت النساء بیگم ہمشیرہ علاتی کا بمقابل نابالغہ فریق ہونے کا ثبوت مکمل ہو جانے کے بعد ولی بعید تلاوت علی خاں کی ولایت سے جو عقد ہوا ہے وہ موقوف بھی نہ رہے گا بلکہ نافذ ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مفتی اول محکمہ صدارت العالیہ سرکار عالی۔

الجواب از حضرت مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند:۔ یہ صحیح ہے کہ تلاوت علی خاں کو بحیثیت وصی ہونے کے نکاح صغیرہ کا اختیار شرعاً نہ تھا کما صرح بہ فی العالمگیریة و غیرہا۔ لیکن ولی بعید ہونے کی حیثیت سے ان کا کیا ہوا نکاح منعقد ہو گیا مگر ولی قریب یعنی لیاقت النساء بیگم کی اجازت پر موقوف رہا کما هو مصرح فی الدر المختار وغیرہ من الکتب۔ اب جبکہ لیاقت النساء بیگم اس نکاح موقوف کو جائز نہیں رکھتی تو حسب قاعدہ یہ نکاح باطل و غیر صحیح ہو گیا۔ رہا یہ کہ عداوت کی وجہ سے لیاقت النساء کا حق ولایت ساقط کر دیا جائے یہ چند وجوہ سے خلاف شرع ہے (الف) محض اتنی بات سے کہ بے نظیر النساء بیگم و لیاقت النساء بیگم کے درمیان مقدمات و خصومات عدالت میں دائر ہیں۔ شرعاً عداوت کا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ عداوت میں کسی کے مقابل بے خبر فریق ہو جانا یا کسی مقدمہ کا دائر کرنا شرعاً کوئی عداوت نہیں

زوجها منه لئلا يلحق بالخير و شرّ من جعله شريرا و فاسق فهو ظاهر سوء اختياره ...
الاولياء ص۲۲ وقال فی فتح حیث ان القرابۃ مع قصور الشفقۃ مفضها ولایۃ غیر مزنیۃ فی قید ...
لما اثبتنا فیہ من الخیار عند البلوغ و یرد فعلہ من القاضی عند الاحدا علی عدم النظر من تنقیص مہر ...
کفاءۃ فتح القدیر مصری ص۲۲ عباراتِ مذکورہ شامی و فتاوی خیریہ و فتح القدیر کی قدر مشترک
تقریباً صریح ہیں کہ ولی سے اگر عدم شفقت و نظر بلکہ خیانت وطمع یا فسق بھی ثابت ہوجائے تو ولایت
مطلقاً ساقط نہیں ہوتی البتہ اگر ایسا ولی کوئی نکاح خلاف مصلحت غبن فاحش کے ساتھ یا غیر کفو میں کردے
تو وہ نکاح نافذ نہ ہوگا اگرچہ ولی باپ دادا ہی کیوں نہ ہو جس سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض لیاقت النساء
کی عداوت ثابت بھی ہوجائے تب بھی حق ولایت ساقط نہیں ہوتا اور جو عبارت بعرض کلا ددیجس
المواضعۃ الخ سقوط ولایت کے لیے پیش کی جاتی ہے اُس سے اس کا ثبوت نہیں ہوتا اور نہ وہ اس کے
متعلق ہے بلکہ اس کا محل اور مفہوم وہی ہے جو اوپر بحوالہ فتح القدیر نقل کیا گیا ہے

(ج) البتہ ایک بات باقی ہے وہ یہ کہ بتصریح فقہاء جو کسی کفو کی جانب سے منگنی کی جائے اور ولی اقرب
بلاوجہ اُس کو رد کردے تو ولی اقرب کی ولایت ساقط ہوجاتی ہے لیکن اس صورت میں صحیح و مفتی بہ قول
کے موافق ولایت کا حق ولی اقرب سے منتقل ہوکر ہر ولی بعید کو نہیں پہنچتا بلکہ صرف قاضی کو پہنچتا ہے قال
فی البحر قالوا واذا خطبہا کفوء وعضلہا الولی تثبت الولایۃ للقاضی نیابۃ عن العاضل الخ بحر ص۲۲ وقال العلامۃ
ابن عابدین فی حواشی البحر و سنذکر فیما ... من رسالتہ فی تفسیر العضل بل ینبغی التفصیل من بعد ... کفوء
الکفوء الآخر حاضراً و منعہ لان من تزوجہ من الاول دارا و تزوجہ من الثانی لا یکون عاضلاً لان شفقتہ
دلیل علی انہ اختار لہا الانفع اما لو حضر کفوء و امتنع من تزوجہ لہ دارا و انتظار کفوء آخر فہو عاضل لان
منتی حضر الکفوء لا ینتظر غیرہ خوفاً من فواتہ و بہذا تنتقل الولایۃ الی الابعد اذا غاب الاقرب ...
نیز یہ بات کہ حق ولایت صورتِ عضل میں ہر ولی بعید کی طرف منتقل نہیں ہوتا بلکہ صرف قاضی کو
پہنچتا ہے اس کی تصریح بحر سے اوپر نقل ہوچکی ہے اور علامہ شامی نے حواشی بحر اور رد المحتار میں اس پر نہایت
مفصل کلام کیا ہے اور شرنبلالی کے رسالہ کشف المعضل فی من عضل سے اس کی بہت سی تائیدات نقل فرمائی
ہیں فمن رام التفصیل فلیرجعہ حواشی البحر ص۲۲ و غیرہا مصحکم لہذا جب ایک کفو کی جانب سے منگنی
جہانگیر النساء بیگم کے نکاح کی طلب ہوئی اور اس کے ماموں تراب علی خاں نے جو ولی بعید ہیں اُس کا نکاح کر
دیا تو یہ نکاح ولی اقرب یعنی لیاقت النساء بیگم کی اجازت پر موقوف تھا۔ تو اب غور طلب یہ امر ہے کہ جس وقت
لیاقت النساء کو اس نکاح کا علم ہوا انہوں نے اس کی اجازت صراحۃً دی یا نہیں اور اگر نہیں دی تو کوئی

قادیانی لوگوں سے بعید نہیں کہ کل کو خدا کے جدا ہونے میں بھی کلام کرنے لگیں۔ ایسی یاوہ گوئی کا جواب اس کے سوا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ان لوگوں کو بشریت و انسانیت عطا فرماویں اور چشمِ بصیرت کھولدیں در خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالتِ عالیہ میں جن کی شان میں یہ لوگ بعنوانِ تعظیم سخت گستاخی کر رہے ہیں عرض کریں ؎

ای سراپردہ یثرب بخواب　　خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

واللّٰہم لیت المشتکی وانت المستغاث وانت المستعان ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ فقط محمد شفیع غفرلہٗ

سوال ۳۲۵۔ کسی فاسق فاجر آدمی کیلئے میونسپل بورڈ یا کونسل وغیرہ کی ممبری کا ووٹ دینا کیسا ہے؟

میونسپل بورڈ یا کونسل وغیرہ کی ممبری کیلئے فاسق کی کیلئے رائے دینا جائز نہیں

الجواب ممبری خواہ میونسپل بورڈ کی ہو یا کونسل وغیرہ کی سب کے متعلق رائے دینا درحقیقت اس کی شہادت دینا ہے کہ یہ شخص ہمارے نزدیک امانتدار اور مسلمانوں کا یا قوم کا خیرخواہ اور حق شناس ہے جس شخص کے متعلق رائے دینے والے کو یہ معلوم ہو کہ اس میں یہ اوصاف موجود نہیں اس کے متعلق رائے دینا جھوٹی شہادت ہے جو کسی طرح جائز نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

سوال ۳۲۶۔ زید نے غصہ میں اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہوں بعد کو میں نے اُن سے دریافت کیا تو اُنہوں نے کہا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے آیا ہوں بلکہ تین طلاق۔ پھر میرے بہنوئی کے سامنے بھی اُنہوں نے یہی اقرار کیا۔ اس بارہ میں کیا حکم ہے؟

ایک طلاق کے بعد تین طلاق کا اقرار کاذب

الجواب۔ اس پر مولوی افتخار علی صاحب نے حکم وقوعِ تین طلاق کا لکھا تھا جس پر مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں جواب صحیح ہے تین طلاقیں واقع ہوگئیں کیونکہ اگر واقع میں اس سے پہلے تین طلاقیں دے چکا ہے جس کا اب بیان کرتا ہے۔ تب تو تین طلاقوں کا وقوع ظاہر ہی ہے اور اگر فی الواقع پہلے تین طلاقیں نہیں دی تھیں اور اب تین طلاقوں کا جھوٹا اقرار کرتا ہے۔ تب بھی تین طلاقیں واقع ہوگئیں کیونکہ جھوٹے اقرار سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے۔ تو اس صورت میں ایک طلاق تو پہلے ہی پڑ چکی تھی باقی دو طلاقیں اس جھوٹے اقرار سے پڑ گئیں۔ قال الشامی ولو اقر بالطلاق کاذبا او ھازلا وقع قضاءً لا دیانۃً اھ خیریہ۔ و ذکر نحو ذلک بعد ورقۃ نقلا عن البزازیۃ والقنیۃ لو اراد بہ الخبر عن الماضی کذبا لا یقع دیانۃً۔ عباراتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ قضاءً تین طلاقیں صورتِ مذکورہ میں پڑ گئیں۔ البتہ اگر یہ شخص اس کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے جھوٹا اقرار تین طلاق کا کیا تھا تو دیانۃً تین طلاقیں نہ پڑتیں مگر وہ خود اس کا اب تک مدعی نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ اس کی نیت اخبار کاذب کی نہ تھی اس لئے دیانۃً بھی تینوں پڑ گئیں۔ بہرحال جب معاملہ عدالت یا پنچائت میں پہنچے گا تو عمل قضاء کے احکام پر ہوگا اور تین ہی طلاقیں مانی جائیں گی فقط

علمائے ہندوستان کے مہری و دستخطی جداگانہ چھپے ہوئے ہیں۔ اگر ضرورت ہو تو ان دونوں رسالوں کو ملاحظہ فرمالیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ فرقہ قادیانی مسلمان نہیں اس لئے کسی مسلمان مرد و عورت کا نکاح اُن سے جائز نہیں۔ اور اگر کسی نے پڑھ بھی دیا تو شرعاً معتبر نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

بعض مسائل شفعہ

سوال ۳۴۲ ۔ زید نے اراضی مملوکہ معینہ واقع شہر دہلی تعدادی چار کنال خالد پر بیع قطعی کردی بکر پسر زید نے مجلس علم میں طلب شفعہ کیا بعد پورا کرنے شرائط شفعہ کے قاضی کے یہاں دعوے دائر کیا گیا (۱) بکر بوجہ قرابت حق شفعہ رکھتا ہے اور علاوہ قرابت موجب شفعہ ہے یا نہیں؟ (۲) بعد وجہ سبب شفعہ سکوت بکر مجلس علم میں بلا عذر اور عدم طلب علی الفور بلکہ بصورت امتداد مجلس مبطل شفعہ بکر ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور فتویٰ طلب علی الفور پر ہے جو کہ مختار صاحب جواہر الفتاویٰ ہے یا فتویٰ قول ابن کمال و متون پر ہوگا (۳) اعلان شفعہ کر لینے کے بعد عرصہ چھ ماہ تک شفیع کو قاضی کے یہاں دعویٰ میں تاخیر کرنے کا حق ہے یا تاخیر کرنے سے شفعہ باطل ہوجائیگا۔ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے یا ظاہر مذہب پر (۴) بکر بوجہ قرابت مستحق شفعہ ہونے پر اس عبارت سے استدلال کرتا ہے ولو باع الاب دارا و ولدہ شفیعہ کان للصغیر ان یاخذھا بالشفعۃ۔ کیا یہ استدلال صحیح ہے؟

الجواب (۱) محض قرابت کی وجہ سے بیٹے کو یا کسی دوسرے عزیز کو حق شفعہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ حق شفعہ کا اتصال ملک ہے۔ پس اگر اس گھر میں جس کو باپ نے فروخت کیا ہے بیٹے کی کوئی شرکت ہو یا اُس کے پروس میں اس کا کوئی مملوکہ مکان ہے تو اس کو حق شفعہ حاصل ہوگا ورنہ نہیں قال فی المدعی وسببھا اتصال ملک الشفیع بالمشتری بشرکۃ او جوار الخ (۲) درصورت ثبوت حق شفعہ صحیح و مختار وہی قول ہے جو درمختار نے جواہر الفتاویٰ سے نقل کیا ہے۔ شامی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہی ظاہر روایت ہے۔ اور دلیل کے اعتبار سے بھی یہی اقویٰ ہے لقولہ علیہ السلام الشفعۃ لمن واثبھا اخرجہ عبدالرزاق فی مصنفہ من حواشی الہدایہ قال الشامی ظاہر الہدایہ اختیارہ ونسبہ الی عامۃ المشائخ قال فی الشرنبلالیۃ وھو ظاہر الروایۃ حتی لو سکت ھنیۃ بغیر عذر ولم یطلب او تکلم بکلام لغو بطلت شفعتہ کما فی الخانیۃ والزیلعی وشرح المجمع وقولہ علیہ الفتوی ترجیح صریح ھی کونہ ظاہر الروایۃ شامی باب طلب الشفعۃ $\frac{55}{5}$ ۔ وفی فتاویٰ قاضی خان۔ اما طلب المواثبۃ فوقتہ حین علم الشفیع بالبیع ان اخبرہ بالبیع رجلان او رجل وامرأتان او رجل عدل فسکت ھنیۃ ولم یطلب الشفعۃ بطل شفعتہ۔ صاحب ہدایہ اور قاضی خان دونوں نے جواہر الفتاویٰ کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ اور ان میں سے ایک ترجیح بھی کافی ہے اور جب دونوں متفق ہوں تو ترجیح میں شبہ نہیں رہتا اور شامی نے مختلف مواضع رد المحتار میں تصریح کی ہے کہ قاضی کی ترجیح

سے عدول نہیں کرنا چاہیے۔ لانہ حقہ انفس (۳) صحیح و مختار یہ ہے کہ اگر طلب خصومت و تملیک میں ایک
ماہ بلا عذر تاخیر کریگا تو حق شفعہ باطل ہوجائے گا۔ وھذا ھو قول محمد رح وفی الدر المختار و قیل یفتی بقول محمد رح
قال شیخ الاسلام وقاضی خان فی فتواہ وشرحہ علی الجامع ومشی علیہ فی الوقایۃ والنقایۃ و
الذخیرۃ والمغنی وفی الشرنبلالیۃ عن البرھان انہ اصح ما یفتی بہ قال یعنی انہ اصح من تصحیح الھدایۃ والکافی
(۴) عبارت مذکورہ سے استدلال بالکل غلط ہے جو عبارت نہ سمجھنے پر مبنی ہے کیونکہ اس میں وہ
صورت مذکورہ ہے کہ بیٹا بوجہ شرکت یا جوار کے حق شفعہ رکھتا ہو جیسا کہ الفاظ ذیل اس کی تصریح
کرتے ہیں۔ وولدہ الصغیر شفیعہا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

پرانی مسجد جس کی ضرورت نہ رہے اس کو کیا کیا جاوے؟

سوال ۳۴۳۔ قدیم مسجد کے متصل نئی مسجد بنائی گئی تو پرانی مسجد کی جگہ میں دکان یا حوض یا مدرسہ یا مکان وغیرہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ پرانی مسجد کو نہ دکان بنا سکتے ہیں نہ حوض نہ باغیچہ وہ اسی طرح مسجد ہے اور قیامت تک مسجد رہے گی۔ بہتر تو یہ ہے کہ اس کو مسجد میں شامل کرلیں یا جدا گانہ ہی رہنے دیں۔ در مثل معتکف کے بنا دیں کہ رمضان میں لوگ اس میں اعتکاف کیا کریں اور گر شامل نہیں کر سکتے تو پھر اس کو اپنی جگہ پر حفاظت و احترام کے ساتھ محفوظ رکھنا واجب ہے۔ ہاں یہ کر سکتے ہیں کہ مسجد کا سامان بوریئے وغیرہ اس میں رکھدیا کریں وفی المجتبیٰ لا یجوز تغییر المسجد ان یبنی حوانیت فی حد المسجد او فنائہ بحر الرائق ص ۵ ج ۵ و ایضاً منہ ولو خرب وليس لہ ما یعمر بہ وقد استغنی الناس عنہ لبناء مسجد اخر لا یعود قولہ قال ابو یوسف ھو مسجد ابداً الی قیام الساعۃ لا یعود میراثاً ولا یجوز نقلہ ونقل مالہ الی مسجد آخر سواء کانوا یصلون فیہ اولا وھو الفتوی کذا فی الحاوی القدسی وفی المجتبیٰ واکثر المشائخ علی قول ابی یوسف ورجحہ فی فتح القدیر ایضاً بحر ص ۲۵ ج ۵ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

انگریزی ترجمہ قرآن کا

سوال ۳۴۴۔ قرآن پاک کا ترجمہ انگریزی میں بغیر عربی عبارت کیسا ہے اور قرآن کے عربی الفاظ کو انگریزی وغیرہ میں پیش کرنا یا چھاپنا کچھ منع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص کو قتل کا حکم فرماتے تھے؟

الجواب اگر قرآن مجید کی عربی عبارت رسم خط وغیرہ کسی چیز میں کوئی تغیر نہ کیا جائے اور نیچے قرآن مجید کا صحیح ترجمہ کسی عالم ماہر کا کیا ہوا ہو خواہ کسی زبان میں۔ اردو یا انگریزی یا فارسی تو جائز ہے اور گر ماہر عالم کا کیا ہوا نہ ہو تو جائز نہیں کیونکہ اس میں مغالطوں اور تلبیسات کا احتمال ہے۔ حنفیہ کا یہی مذہب ہے امام مالک کا یہ قول احقر کی نظر سے نہیں گذرا اور اگر ثابت بھی ہو تو بد شبہ بوجہ عن ظاہر ہے فقط محمد شفیع غفرلہ

پھر آپ نے دونوں کو اپنی شریعت پر مسلمان کیا۔ یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں تین مستقل رسالے لکھے ہیں اور اس حدیث کی توثیق کی ہے اور شامی نے باب المرتد میں بھی حدیث کی تصحیح اکابر محدثین سے نقل کی ہے ولفظہ الاثر ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اکرمہ اللہ تعالیٰ بحیاۃ ابویہ لہ حتی آمنا بہ کما فی حدیث صححہ القرطبی وابن ناصر الدین حافظ الشام وغیرھما فانتفعا بالایمان بعد الموت علی خلاف القاعدۃ اکراماً لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم۔ شامی مصری ص ۳۱۵ ج ۳ فقط محمد شفیع غفرلہ۔

ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح حرام ہے

سوال ۳۴۸ زید نے اپنی بی بی کلثوم بی بی کو طلاق ثلاثہ دیکر اسی روز کلثوم کی سوتیلی بہن قادر بی بی سے نکاح کرلیا۔ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب کلثوم بی بی پر تین طلاقیں واقع ہو کر حرمت مغلظہ ثابت ہوگئی مگر قادر بی بی سے بھی جو نکاح کیا ہے وہ درست نہیں ہوا کیونکہ اس کی بہن کلثوم بی بی کی عدت ابھی تک نہ گذری تھی اور ایک بہن کی عدت میں دوسری بہن سے نکاح ناجائز و حرام ہے۔ قال فی الدر المختار وحرم الجمع بین المحارم نکاحاً ای عقداً صحیحاً وعدۃ ولو من طلاق بائن۔ شامی باب المحرمات ص ۳۹ ج ۲ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

مسجد ضرار کا حکم و صحیح مطلب

سوال ۳۴۹ ۔ ایک قصبہ میں مسلمانوں نے بوجہ شرارت پہلی مسجد سے پچاس قدم کے فاصلہ پر ضد دوسری مسجد بنائی ہے یہ مسجد ضرار بن سکتی ہے اور اسمیں نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب یہ مسجد جو مسجد قدیم کے قریب بن گئی ہے اگر فی الواقع ضد کی وجہ سے اور مسجد قدیم کی جماعت توڑنے کیلئے بنائی گئی ہے تو اس کے بنانے والوں کو کچھ ثواب نہ ہوگا بلکہ گناہ ہوگا اور یہ مسجد ضرار کے مشابہ ہوگی لیکن اس کے باوجود جب مسجد بن گئی اس کے تمام احکام مسجد ہی کے احکام ہیں۔ حائضہ اور جنبی کو اس میں داخل ہونا وغیرہ جائز نہیں اس کا گرانا جائز نہیں جو شخص اس میں نماز پڑھے اس کو مسجد کا ثواب ملیگا۔ البتہ مسجد قدیم میں نماز پڑھنا بہ نسبت اس مسجد کے زیادہ افضل و بہتر ہے۔ الغرض بہ نیت ضد مسجد بنانا گناہ ہے لیکن اس مسجد کو مسجد ضرار نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ حقیقی مسجد ہے اس کی مسجدیت میں کوئی خلل نہیں کیونکہ مسجد ضرار تو درحقیقت مسجد ہی نہ تھی بلکہ کفار نے اس کا نام محض تلبیس کیلئے مسجد رکھدیا تھا وہ تو اصل میں ایک مکان اس لیے بنایا تھا کہ مسجد قباء کی جماعت کو کم کیا جائے اور مسلمانوں میں باہم تفریق ڈالی جائے اور وہاں اسلام اور مسلمانوں کے نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورے اور تدبیریں کیجائیں اور ظاہر ہے کہ مسلمان جو مسجد بناتا ہے خواہ کسی وجہ سے ہو نیت اس کی مسجد ہی بنانے کی ہوتی ہے اور مذکورہ سب اس میں نہیں ہوتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت ولادت

سوال ۳۵۰ ایک شخص کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پلی چاک کر کے پیدا کیے گئے ہیں، یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب یہ مضمون اگرچہ کوئی محال بات نہیں لیکن کسی حدیث سے یا تاریخ کی معتبر کتاب سے ثابت نہیں۔ اس لیے ایسی بحثوں میں پڑنا ہی فضول ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح و متفق علیہ فضائل اتنے ہیں کہ آدمی عمر بھر بیان کیے جائے تو ختم نہ ہوں۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

کچھ مدت کیلئے نکاح کرنا حرام ہے

سوال ۳۵۱ - کیا یہ جائز ہے کہ مدت معین کر کے نکاح کر لیا جائے؟

الجواب یہ نکاح حرام ہے، اس کو فقہا کی اصطلاح میں نکاح موقت کہتے ہیں۔ وھو حرام کذا فی الھدایۃ وغیرہ۔ البتہ اگر کوئی زبان سے یہ عقد نہ کرے اور دل میں یہ نیت ہو کہ کچھ دنوں کے بعد طلاق دیدیں گے تو نکاح درست ہو جائے گا گرچہ یہ بھی سخت برا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

بواسیر جس سے ہر وقت رطوبت جاری ہو اس کا حکم

سوال ۳۵۲ - بادی بواسیر جس میں ہر وقت رساوٹ رہے اور جس کا روکنا ممکن نہ ہو ایسی صورت میں ادائیگی نماز کی کیا صورت ہو گی؟

الجواب جبکہ بواسیر کی رساوٹ کسی وقت بند نہیں ہوتی تو یہ شخص معذور ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز فرض کے وقت میں ایک مرتبہ وضو کرے اور پھر اسی وضو سے اس وقت کے اندر اندر جتنی چاہے نمازیں اور قرآن شریف پڑھے سب درست ہوں گی۔ گرچہ رساوٹ جاری رہے اور کپڑے بھی خراب ہوں۔ البتہ جب دوسری نماز کا وقت آیا تو یہ وضو کافی نہ ہو گا دوبارہ وضو کرنا پڑے گا کذا فی الھدایۃ والدر المختار وغیرہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

غیر مسلموں سے بھی سود کا معاملہ ناجائز ہے

سوال ۳۵۳ - علاوہ اہل اسلام کے دیگر مذاہب کے لوگوں سے سود لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - سود لینا کسی سے جائز نہیں مسلمان ہو یا ہندو۔ احتیاطی فتوی یہی ہے گرچہ بعض علماء کا اس میں خلاف ہے کیونکہ حدیث وقرآن میں اس کی وعیدیں اس قدر سخت آئی ہیں کہ سود کے شبہ سے بھی بچنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

سود کے معاملہ میں بیچ در بیچ وکیل و کاتب وغیرہ بھی گنہگار ہیں

سوال ۳۵۴ - سود لینے، دینے والے اور کاتب و شاہد کے حق میں کیا وعید ہے۔ اگر منع کرنے کے بعد بھی نہ رکے تو کیا برتاؤ کیا جاوے؟

الجواب (۱) عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوٰ وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء رواہ مسلم وغیرہ من الترغیب والترهیب للمنذری

خصتها ویرجع الی ما یلم خصمة یشرب من الثمن بقدرہ خلاصہ ص۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

منگنی کرنے کے بعد بلا عذر شرعی اُس سے پھر جانا گناہ ہے

سوال ۳۵۶ جو شخص اپنی لڑکی تین جگہ منسوب کرنے کو نامزد کرکے تاریخ مقررہ شادی سے ایک دو یوم پہلے پھر منحرف ہو کر جواب دیدیوے تو ایسے شخص کی نسبت شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ اگر بلا عذر شرعی ایسا کرتا ہے تو سخت گناہگار ہے اول تو اس لئے کہ جب منگنی کو منظور کر لیا تو ایک وعدہ ہو گیا وعدہ کرکے بلا عذر شرعی پھر جانا جائز نہیں۔ دوسرے اس لئے کہ اس میں فریق ثانی کا نقصان ہوتا ہے۔ مسلمان کو نقصان پہنچانا جائز نہیں۔ البتہ اگر کوئی عذر شرعی پیش آجائے مثلاً لڑکی نامنظور کر دے یا لڑکے کا کوئی ایسا حال یا عادت معلوم ہو کہ جس کی وجہ سے نکاح کرنے کو عادۃً لوگ پسند نہ کرتے ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ابو داؤد کی ایک حدیث مرفوع میں اس مضمون کی تصریح ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

داڑھی منڈانے والے کی گواہی معتبر ہے یا نہیں؟

سوال ۳۵۷

الجواب داڑھی منڈانے والے شرعاً فاسق ہیں اور فتویٰ اس پر ہے کہ فاسق آدمی اگر صاحب وقار و مرتبہ اور ذی وجاہت ہو جس کی وجہ سے جھوٹ نہ بولتا ہو۔ الغرض جس کے متعلق ظن غالب یہ ہو کہ اگرچہ دوسرے گناہوں میں مبتلا ہے مگر جھوٹ نہیں بولتا اُس کی گواہی قبول کی جا سکتی ہے پس اگر فیصلہ کنندہ علماء کو ان داڑھی منڈانے والوں کے صدق پر غلبہ ظن ہو تو اُن کی گواہی قبول کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ قال الشامی فی جامع الفتاوی واما شهادة الفاسق فان تحری القاضی الصدق فی شهادته تقبل والا فلا ع وفی الفتاوی القاعدیة هذا اذا غلب علی ظنه صدقه وهو مما یحفظ درر اول کتاب القضاء وظاهر قوله وهو مما یحفظ اعتمده شامی کتاب الشهادة ص۴۹۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

قبرستان میں بہت پرانی قبروں کی جگہ نئی قبریں بنانا جائز ہے

سوال ۳۵۸ شہر کراچی میں اہل شہر کے مسلمانوں کو میونسپل کمیٹی کی طرف سے مردوں کے دفن کرنے کو کچھ قطعہ زمین کا دیا گیا تھا۔ اب وہ قطعہ زمین قبروں سے پُر ہو گیا ہے۔ اور میونسپل کی طرف سے اب جگہ کی بھی گنجائش نہیں ہے سوائے اس کے کہ پھر اسی میں مُردوں کو دفن کیا جائے اب اس میں کیا ہونا چاہئے اور یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس قبرستان میں جو قبریں اس قدر پرانی اور بوسیدہ ہو گئی ہیں کہ اُن کے مُردے عادۃً مٹی ہو گئے ہوں اُن قبروں کی جگہ پر دوبارہ دوسرے مُردوں کو پھر دفن کیا جا سکتا ہے لیکن جن قبروں کے مُردے ہنوز مٹی نہیں ہوئے اُن کو اکھاڑ کر اُن میں دوسرے مُردے دفن کرنا جائز نہیں۔ حاصل یہ کہ اسی

تو اُس کے نکاح کو سید زادی اور دیگر قرشیات کے ساتھ قاضی خاں نے جائز قرار دیا ہے کذا فی الاشباہ والنظائر ص۲۹۰ لیکن ابن ہمام نے قاضی خاں کا قول نقل کرنے اور اس کا استدلال ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول سے پیش کرنے کے ساتھ ہی بنا بریں عدم کفاءت کی تصحیح نقل کی ہے۔ ولفظہ ولا عدم ان یضرہ تحریر فی الحمویۃ منحۃ الغفار بر مصری ص۲۹۰ اس لیے عالم ذی منصب نہ ہونے کی صورت میں تو مختار و مفتی بہی ہے کہ انعقاد نکاح ہی بغیر اجازت ولی نہ ہوگا کما صرح بہ الدر المختار وغیرہ اور عالم ہونے کی صورت میں احتیاط یہ ہے کہ انعقاد نکاح تسلیم کرکے اولیاء کو فسخ . . کا اختیار دیا جائے۔ اما الدلیل علی ما قلنا اولاً فما قال فی الدر المختار تعتبر الکفاءۃ نسبا فقریش بعضہم اکفاء لبعض وبقیۃ العرب بعضہم اکفاء بعض ھذا فی العرب واما فی العجم فیعتبر حریۃ واسلاماً قال الشامی المراد بالعجم من لم ینتسب الی احدی قبائل العرب ویسمون موالی وعتقاء وعامۃ اہل القری والامصار فی زماننا منہم سواء تکلموا بالعربیۃ اولا الا من کان لہ نسب معروف کالمنتسبین الی احد الخلفاء الاربعۃ او الی الانصار ونحوہم شامی باب الکفاءۃ وایضاً فی الدر المختار باب الولی ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی لفساد الزمان واقرہ الشامی ایضاً۔ خلاصہ حکم یہ ہے کہ سید زادی کا نکاح سید اور اُن شیوخ سے جو شیخ صدیقی، فاروقی، عثمانی وغیرہ ہیں بلا اجازتِ ولی بھی جائز ہے اور ان کے علاوہ دوسری اقوام شیخ وغیرہ، پٹھان وغیرہ سے بلا اجازت ولی جائز نہیں البتہ اگر ان میں سے کوئی عالم ہو تو نکاح بلا اجازت ولی بھی منعقد ہو جائیگا مگر اولیاء کو فسخ کرانے کا پھر بھی اختیار رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

سوال ۳۶۱ گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے پرامسری بانڈ کے نوٹ جاری کیے ہیں اور ان پر بحساب ۳ فی صدی سالانہ سود ملتا ہے میں کہ گورنمنٹ آف انڈیا کو تقریباً تین ہزار روپیہ سالانہ انکم ٹیکس دیتا ہوں تو کیا میرے لیے جائز ہوگا کہ میں بانڈ خرید کر اس کا سود لینا اس نیت سے ہول کہ مجھے گورنمنٹ نے انکم ٹیکس جو شرعاً ایک ناجائز مطالبہ ہے۔ وصول کر لیا ہے وہ میں واپس لے رہا ہوں۔ جو لوگ گورنمنٹ کو کسی قسم کا ٹیکس وغیرہ نہیں دیتے اُن کو مذکورہ قسم کا سود لینا جائز ہے یا نہیں؟

جو روپیہ گورنمنٹ نے کسی مسلمان سے بطور ٹیکس لیا ہے اور اس کو گورنمنٹ بینک وغیرہ سے بنام سود وصول کرسکتے ہیں

جواب جس قدر روپیہ گورنمنٹ آپ سے بذریعہ ٹیکس وصول کرتی ہے اُسی قدر روپیہ آپ گورنمنٹ بینک یا دوسرے محکمات سرکاری سے جس طرح ممکن ہو وصول کرسکتے ہیں۔ گورنمنٹ اس کا نام سود رکھے لیکن آپ اپنا جائز مطالبہ وصول کرنے کی نیت سے لیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں وہ آپ کے حق میں سود نہ ہوگا ایسے مواقع میں فقہاء رحمہم اللہ نے اس کی کھلی اجازت دی ہے کہ اپنے حق کی مقدار

چوری یا غصب کرکے بھی اگر کوئی شخص اپنے مدیون سے وصول کرلے تو جائز ہے قال الشامی فی باب حد السرقۃ وذ ظفر بمال مدیونہ فلہ الاخذ دیانۃ بل لہ الاخذ من خلاف الجنس علی ما نذکرہ قریباً شامی ص۲۰۳ دوسرے ممن جن کا کوئی مطالبہ ٹیکس وغیرہ کی وجہ سے بذمہ گورنمنٹ نہیں ہے ان کیلئے سود لینا جائز نہیں۔ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے لیکن سود کے بارہ میں جو وعیدیں شدید قرآن وحدیث میں عموم کے ساتھ وارد ہوئی ہیں اُن کو دیکھتے ہوئے احتیاط فتویٰ میں یہی ہے کہ ناجائز قرار دیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

> بیوی کو یہ کہنا کہ تو میری ماں بہن کی جگہ ہے!

سوال ۳۶۲ ۔ زید اپنی زوجہ ہندہ کو کئی مرتبہ کہہ چکا ہے کہ ہندہ میری ماں بہن کی جگہ ہے۔ آیا زید کا نکاح ہندہ سے قائم ہے یا ساقط ہو گیا۔ اور زید روزانہ ہندہ کو زد و کوب کرتا ہے اور گندے الفاظ کہتا ہے؟

الجواب قال فی الدر المختار انت علی مثل امی الی قولہ برًّا وظہارًا او طلاقاً صحت نیتہ ووقع مانوا لانہ کنایۃ قال الشامی وینبغی ان لا یصدق فی ارادۃ البر اذا کان فی حال المشاجرۃ وذکر الطلاق۔ شامی باب الظہار ص۹۲۳ ۔ عبارت مذکورہ سے معلوم ہو کہ زید کے الفاظ مذکورہ میں قولِ مفتیٰ بہ کے مطابق دو احتمال ہیں ایک طلاق بائنہ کا اور دوسرا ظہار کا۔ اب زید سے حلفیہ دریافت کیا جائے کہ اُس کی مراد ان دونوں میں سے کیا ہے۔ اگر کہے طلاق ہے تو طلاق بائنہ پڑ گئی۔ تین حیض عدت کے گذار کر دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے اور اگر کہے کہ ظہار مراد ہے تو جب تک وہ کفارہ ظہار ادا نہ کرے۔ عورت اُس پر حرام ہے۔ کفارہ ظہار ہندوستان میں بحالت موجودہ یہ ہے کہ دو ماہ تک یعنی ساٹھ روزے بلا ناغہ پے در پے رکھے اور اگر روزے رکھنے کی قدرت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے کذا فی الدر المختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع

> بھیڑ کی قربانی پر ایک شبہ اور اس کا جواب

سوال ۳۶۳ ۔ ایک عالم فرماتے ہیں کہ بھیڑ کی اضحیہ نا روا ہے جس کا ثبوت نصِ قطعی سے باعتبارِ لغت پیش کرتے ہیں۔ آیۂ کریمہ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ضان کا معنی بلحاظِ لغت مالہ الیۃ بھیڑ میں مفقود ہے۔ لہذا قربانی ناجائز ہے۔ اس مسئلہ کا مدلل جواب تحریر فرمایا جاوے؟

الجواب لغت کی معتبر کتب اور فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ضان کا لفظ عربی زبان میں عام ہے اُون والے جانور میں خواہ بھیڑ ہو یا دُنبہ یعنی ذوات الالیہ ہو یا غیر ذوات الالیہ۔ نہایہ ابن اثیر میں اور اس کی تلخیص مصنفہ سیوطی رحمہ اللہ میں ہے ضان کمثل ضئن ذات صوف ثغا وضون جمع ضائنۃ وھی الشاۃ من الغنم خلاف المعز نہایہ ص۲۳ ۔ اسی طرح عام کتب لغت میں یہ الفاظ اس کی تفسیر میں منقول ہیں۔ ذوالصوف خلاف المعز من الغنم۔ صحاح وغیرہ۔ اس سے معلوم ہو کہ بھیڑ جو عموماً ہمارے دیار میں پائی جاتی ہے یہ بھی ضان کے اندر داخل ہے اس لیے بلا شبہ اس کی قربانی جائز ہے اس کے خلاف جمہور امت کے خلاف

یک قول کا اختیار کرنا شرعاً معتبر نہیں۔ اور جس کسی اہل سنت نے مالہ الیہ سے تفسیر کردی ہے وہ بلحاظ کثرت نزد وعرب ایسا کیا ہے تنقیص کی کوئی دلیل نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

صرف جھوٹ طلاق کا اقرار کرلینا

سوال ۳۶۴ زید کی بی بی اپنے میکہ بھاگ کر چلی گئی دوسرے روز زید خود اس کے یہاں گیا جب واپس آیا تو موضع میں اور تمام رشتہ داروں میں شور مچ گیا کہ زید نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی اس کے بعد بعض لوگوں نے زید سے پوچھا کہ تم نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی ہے زید نے کہا جی ہاں۔ بعد ایک سال گذر جانے کے زید نے کہا کہ میں نے تو محض جھوٹ کہا تھا۔ طلاق نہیں دی تھی۔ آیا طلاق پڑ گئی یا نہیں؟

الجواب اگر فی الواقع اس نے جھوٹ بہکانے کی نیت سے طلاق کا اقرار کیا تھا تو دیانۃً طلاق نہیں پڑی لیکن قضاءً پڑ گئی یعنی جب معاملہ پنچائت یا عدالت میں جائیگا تو وہاں اس کی نیت کی شنوائی نہ ہوگی۔ حاکم و سرپنچ کے لیے ضروری ہوگا کہ اس کو طلاق قرار دے اور جب حاکم یا سرپنچ اس کو طلاق دیکر تفریق کا حکم کردیگا تو پھر دیانۃً بھی عورت حرام ہوجائے گی لیکن اگر الفاظ مذکورہ ہی کہے گئے ہیں تو صرف ایک طلاق رجعی پڑی ہے اس لیے مرد کیلئے بہتر ہے کہ اگر اس عورت کو رکھنا چاہتا ہے تو احتیاطاً رجعت ضرور کرے بشرطیکہ عدت نہ گذری ہو۔ ورنہ نکاح جدید کرے۔ تاکہ حرمت کے خطرہ سے نکل جائے۔ قال الشامی فی طلاق المکرہ ولو اقر بالطلاق کاذباً او هازلاً وقع قضاءً لا دیانۃً ثم قال بعد خمسۃ نقلاً عن البزازیۃ والقنیۃ لو اراد بہ الخبر عن الماضی کذباً لا یقع دیانۃً شامی ص۳۳۲ ج۲ و ص۴۳۲ ج۲ فقط فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

حق تعالیٰ کے ہاتھ پیر انسان کے جیسے اعتقاد رکھنے والا گمراہ ہے

سوال ۳۶۵ اگر کسی شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ جس طرح ہمارے ہاتھ پیر ہیں اسی طرح اللہ پاک کے بھی ہیں تو ایسے شخص پر کیا حکم ہے؟

الجواب یہ شخص گمراہ ہے اہل سنت و الجماعت سے خارج ہے لیکن تکفیر سے کف لسان کی جائے تو بہتر ہے اور بعض حضرات نے کافر بھی کہا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

جہنم میں اللہ تعالیٰ کا قدم رکھنا کیا حدیث سے ثابت ہے اور اس کا کیا مطلب ہے

سوال ۳۶۶ کیا یہ صحیح ہے کہ جہنم جب شور کرے گی تو اللہ پاک اپنا پاؤں پیر اس میں رکھیں گے اور اس کا مطلب کیا ہے۔؟

الجواب حدیث صحیح ہے جس کے الفاظ یہ ہیں واما النار فلا تمتلئ حتی یضع اللہ رجلہ یقول قط قط فهنالک تمتلئ ویزوی بعضها الی بعض رواه البخاری ومسلم مشکوٰۃ ص۵۰۳ لیکن یہ حدیث متشابہات میں سے ہے جو کہ متکلم یعنی حق تعالیٰ اور مخاطب یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک راز ہے۔ امت کو اس کے معنی کی صحیح تعیین نہیں دی گئی بلکہ اس کے پیچھے پڑنے کی اجازت بھی نہیں دی گئی کیونکہ حق تعالیٰ کے اسرار مخصوصہ کی تفتیش میں لگنا ایک

غلام کے لیے سخت گستاخی ہے۔ پھر بندہ اور معبود کا تو پوچھنا کیا۔ اس لیے جمہور کا یہی مذہب ہے کہ متشابہات کے معانی کی تحقیق میں نہ پڑنا چاہیے بلکہ اس پر ایمان رکھنا چاہیے کہ جو کچھ حق تعالیٰ کی مراد ہے وہ حق ہے۔ اگرچہ ہم نہیں جانتے اور ہمارے نہ جاننے سے کیا ہوتا ہے۔ ہم تو اپنے پیٹ کے اندر کے حالات کو بھی نہیں جانتے وہ بہر بیت بڑا ہر اپنے نفس و روح کی حقیقت کو نہیں جانتا حق تعالیٰ کے اسرار کو جاننے کا دعویٰ کوئی صحیح العقل انسان نہیں کر سکتا اور یہ بات صرف مسلمانوں کی ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر مذہب کے لوگوں میں یہ قدر مشترک مسلم ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات وصفات وافعال کی حقیقت کا ادراک انسان نہیں کر سکتا۔ کما ہو مصرح فی کتب الکلام والفلسفۃ فقط واللہ اعلم محمد شفیع

فاسق کی گواہی عدالت میں معتبر نہیں

سوال ۳۶۷ ۔ طلاق کے بارہ میں شاہدین کا عادل ہونا شرط ہے یا نہیں (۲) طلاق کے بارہ میں بے نمازی کی گواہی مقبول ہے یا نہیں؟

الجواب وقوع طلاق کیلئے شہادۃ شرط نہیں اگر کوئی بھی گواہ نہ ہو یا ہو مگر مقبول الشہادۃ نہ ہو۔ بہر حال طلاق پڑجائے گی۔ البتہ عدالت یا پنچایت میں اگر مقدمہ پہنچا اور مرد نے طلاق کا انکار کیا تو حاکم یا سرپنچ بغیر شہادۃ مقبولہ شرعیہ کے وقوع طلاق کا حکم نہ دیگا اور اس صورت میں فاسق کی گواہی ایک شرط سے مقبول ہو سکتی ہے وہ یہ کہ فاسق صاحب مروأۃ ووقار اور ذی وجاہت ہو۔ اور اُسکے متعلق یہ بات معلوم ہو کہ یہ بوجہ اپنی وجاہت کے جھوٹ نہیں بولتا۔ سو اگر قاضی کو اس کے سچے ہونیکا گمان ہو تو اُس کیلئے جائز ہے کہ اس کی گواہی قبول کرے۔ کذا فی الدر المختار والشامی باب الشہادۃ۔

(۲) بے نمازی بھی فاسق ہے اُس کی گواہی کا حکم ۱ میں معلوم ہو چکا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

جو لکڑی یا کوئی سامان ایک مسجد کے لیے خرید گیا پھر اس کی ضرورت نہ رہی اس کا حکم

سوال ۳۶۸ ۔ ایک شخص نے کسی خاص مسجد کے ستون لگانے کیلئے لکڑی وقف کی اور اب اس لکڑی کی اس مسجد میں ضرورت نہیں رہی اس وقت یہ لکڑی دوسری مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ۔ درست نہیں بلکہ اس کو فروخت کر کے اسی مسجد کے دوسرے مصارف میں لگایا جائے یا محفوظ رکھا جائے کہ جب آئندہ ضرورت ہو تو اُس میں صرف کیا جائے گا وھذا الحاصل کذا فی الشامی ص ۳۶۴ ۔ وذکرہ البحر من الوقف ص ۲۵ وصرح بہ فی خزانۃ المفتین ترتیب الانہر ج ۲ صد ۲۳ حیث در والبقال [illegible] فقط

واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

[illegible]

سوال ۳۶۹ قوم نے زید کو فعل ناشائستہ سے باز رکھنے کے لیے حقہ پانی بند کر دیا تھا ڈیڑھ سال بعد زید سے معافی مانگنے کیلئے کہا گیا زید نے معافی نہ مانگی مگر کے

بعد زید نے کس طور پر تعلقات منقطع کر دیئے۔ اب زید نے عدالت میں ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کیا ہے شرعاً زید اور عام مسلمانوں کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب۔ ہندوستان میں چونکہ حدود شرعیہ جاری نہیں ہوسکتیں اس لئے جو مسلمان کسی سخت جرم کا ارتکاب کریں جیسے زنا۔ سود خواری، شراب خواری۔ ترک نماز وغیرہ تو ایسے لوگوں کے ساتھ اگر عام مسلمان کچھ دنوں کے لیے بطور تنبیہ اُس سے تعلقات منقطع کرلیں اور اُس کو اپنے حقربانی میں شریک نہ کریں۔ بیاہ، شادی میں اُس کے شریک نہ ہوں تو یہ جائز ہے بلکہ مستحسن ہے لما فی اتحاف مصرٌ فی ترتیب الاشباہ والنظائر طلا یکرہ معاشرۃ من لایصلی ولو کانت زوجۃ الا اذا کان الزوج لایصلی لو یکرہ للمرأۃ معاشرتہ کذا فی نفقات الظہیریۃ انتہی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

گورنمنٹ انگریزی کی دی ہوئی زمین پر مسجد یا بنائی ہوئی مسجد کا حکم

سوال ۲۷۰۔ گورنمنٹ کی طرف سے جو مساجد بنائی جاتی ہیں یا زمین واسطے بنانے مسجد کے دی جاتی ہے تو ان مساجد کا کیا حکم ہے؟

الجواب غیر مسلم کے وقف کیلئے شرط یہ ہے کہ کسی ایسے کام کیلئے وقف ہو جو قواعد اسلامیہ کے اعتبار سے بھی ثواب کا کام ہو۔ اور اُس کافر کے اعتقاد میں بھی ثواب ہو۔ جب یہ دونوں شرطیں پائی جائیں تو کافر کا وقف صحیح ہے ورنہ نہیں۔ مثلاً فقراء و مساکین کی خدمت تمام مذاہب میں ثواب سمجھی جاتی ہے اس لیے کوئی کافر کسی مذہب کا ہو اگر اس کام کیلئے وقف کرے تو وقف صحیح ہو جائے گا۔ لہذا اگر کوئی غیر مسلم بہ نیت ثواب مسجد بنا دے اور اس کا اعتقاد یہ ہو کہ مسجد بنانے سے ثواب ملیگا تو یہ مسجد تمام احکام میں مسجد شرعی ہوگئی۔ گورنمنٹ کی طرف سے جو مساجد بنائی جاتی ہیں یا جگہ دی جاتی ہے اس میں چونکہ اعتقاد ثواب نہ ہونے کا شبہ ضرور ہے۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ مسلمان اُس جگہ پر قبضہ کرکے اپنی طرف سے مسجد بنا دیں یا بنی ہوئی مسجد گورنمنٹ نے مسلمانوں کے حوالہ کردی تو وہ اپنی طرف سے اُس کو مسجد قرار دیں۔ تاکہ وقف کی صحت میں شبہ نہ رہے قال الشامی عن البحران شرط وقف الذمی ان یکون قربۃ عندنا وعندھم کالوقف علی الفقراء وعلی مسجد القدس بخلاف الوقف علی بیعۃ فانہ قربۃ عندھم فقط وعلی حج وعمرۃ فانہ قربۃ عندنا فقط شامی اول کتاب الوقف ص۳۹۲ ج۳ فقط واللہ اعلم کتبہ محمد شفیع

عرس مروجہ کا حکم

سوال ۲۷۱۔ عرس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم با ذبح حیوانات بتاریخ وفات و ہم قیام بوقت ذکر ولادت آں و اعراس مشائخ کبار مثل عرس خواجہ اجمیری و خواجہ بغدادی وغیرہا و فاتحہ چہارم و چہلم و ششماہی و سالانہ نمودن مسلماناں را بحکم شرع شریف جائز باشد یا نہ؟

الجواب جملہ افعال مذکورہ بدعات و سیئات ہستند کہ در خیر القرون نشانے و اثرے از ینہا

ثابت نتواں کرد بلکہ بسیارے ازینہا از منہیات شرعیہ صریحہ وصحیحہ است بنا بر علیہ ارتکاب چیزے ازینہا ناجائز وگناہ عظیم است۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من احدث فی امرنا ھذا فھو رد مشکوٰۃ وظاہر ست کہ اگر چیزے ازیں افعال ثواب وخیر بودے صحابہ کرام وتابعین وائمہ دین کہ تشنہ ہر خیر بودند تحصیل ازیں ثواب جد وجہد بکار می بردند بس عدم ثبوتش بقواعد شرعیہ ثبوت عدم گشتہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

برات کو کھانا دینا درست ہے یا نہیں؟

سوال ۳۷۲ برات کو جو کھانا لڑکی والوں کی طرف سے دیا جاتا ہے اُس کا کھانا جائز ہے یا نہیں، اور وہ کھانا عقد سے پہلے ہونا چاہیے یا بعد؟

الجواب۔ اس مسئلہ کا جواب پہلے بھی لکھا گیا ہے جس کا حاصل یہ تھا کہ دعوت خواہ برات کی ہو یا ولیمہ وغیرہ کی اگر تمام منکرات ومکروہات سے پاک ہو تو جائز ہے بلکہ مندوب ہے لیکن حضرت مولانا موصوف نے تجربہ اور علم حالات کی بنا پر یہ محسوس فرمایا کہ ایسی دعوتوں میں منکرات ومکروہات تقریباً لازم وجزو لاینفک ہیں اور اس میں شبہ نہیں کہ جب کوئی دعوت منکرات مندرجہ جواب پر مشتمل ہو تو بلاشبہ ناجائز ہے۔ مگر اگر خود منکرات پر مشتمل نہ ہو مگر دوسرے لوگوں کے لئے ذریعہ بننے کا اندیشہ ہو تب بھی ایسی دعوتوں کو ترک ہی کرنا چاہیے۔ اس بحث کو علامہ شاطبی نے کتاب الاعتصام میں بہت مفصل لکھا ہے اور ایک مستقل فصل اس پر منعقد کی ہے کہ بعض چیزیں اپنی ذات سے جائز بلکہ مندوب ہوتی ہیں لیکن آئندہ لوگوں سے یہ خطرہ ہوتا ہے کہ باعث منکرات بنجائیں گی تو ان کو بھی ترک کرنا چاہیے۔ ونقلہ قد یکون اصل العمل مشروعاً ولکنہ یصیر جاریا مجری البدعۃ من باب الذرائع ثم ساق لہ دلائل من الحدیث ما فیہ مقنع فلیراجع کتاب الاعتصام ص ۲۲ ج ۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ

سنی لڑکی کا نکاح رافضی لڑکے سے

سوال ۳۷۳۔ زید رافضی اور اس کی بیوی سُنی اور لڑکے ماں کے طریقہ پر اپنے کو سُنی بتاتے ہیں۔ ان لڑکوں کا نکاح سُنی لڑکیوں کے ساتھ بلا رافضی عقیدہ سے توبہ کرائے جائز ہے یا نہیں، اور اگر قبل توبہ کے کر دیا جائے تو کیا حکم ہے جبکہ لڑکے باپ کے شامل حال ہوں؟

الجواب توبہ کرنے کے بعد بلاشبہ جائز ہے، اور قبل توبہ جائز ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ لڑکیاں کسی ایسے عقیدہ والی نہ ہوں جو صراحۃً قرآن وحدیث کی تصریحات کے خلاف ہیں۔ مثلاً حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت رکھنا۔ یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ کے ساتھ قدرت وغیرہ میں شریک ماننا وغیرہ۔ کذا ذکرہ الشامی فی باب المرتد وھو الاوفق بالقبول فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

احکام الاعلام بالتکبیر والاعلام

یعنی

نماز کمیٹیوں کے جلوس جھنڈے اور تکبیر کیساتھ نکالنے کا حکم

سوال ۲۷۴۔ لوگوں کو نماز کیلئے جمع کرنیکے واسطے جھنڈا گلی گلی لے کر گھومنا، نعرہ تکبیر بالجہر بکثرت کرتے رہنا لوگوں کے گھروں پر تلمذ النا وغیرہ وغیرہ یہ امور کیسے ہیں اگر منع ہیں تو مخالفت کی تصریح تمام کے ساتھ تفتیش کرکے لکھیں کہ علاوہ غزوات کے جھنڈا اٹھانا ثابت نہیں ہے اگر ثابت ہے تو جس کو مع حوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمائیں؟

الجواب اصل اس باب میں یہ ہے کہ اذان اور نماز کے درمیان لوگوں کو نماز کیلئے بلانا اور جمع کرنا کسی متعارف ذریعہ سے مشائخ اور علماء نے بضرورت بہتر کہکر مستحسن قرار دیا ہے جس کو اصطلاح میں تثویب کہتے ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں میں روز بروز غفلت اس کی مقتضی ہے کہ بار بار تنبیہ کیجائے اور اس تنبیہ کیلئے مشائخ رحمہم اللہ نے کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں فرمایا بلکہ (۲) ہر زمانہ اور ہر جگہ کے عرف پر چھوڑا ہے کہ جو چیز اس زمانہ میں نماز کو بلانے کیلئے متعارف ہوجائے وہی ہر جگہ عمل میں لائی جائے۔ اور یہ بعینہ ایسا ہے جیسے رمضان المبارک میں اٹھانے اور وقت سحر کے لئے ہر شہر و قصبہ میں اپنے عرف کے موافق مختلف صورتیں اختیار کی جاتی ہیں کہیں گھنٹہ بجتے ہیں کہیں نقارہ ڈھول وغیرہ بولے یا توپ چھوڑی جاتی ہے اور جمہور فقہاء نے اس کو بلاکراہت مستحسن قرار دیا ہے جیسا کہ شامی نے کتاب الحظر والاباحۃ میں ذکر کیا ہے اس بنا پر امور مذکورہ سوال میں جو چیزیں فی نفسہ جائز و مباح ہوں اور کسی جگہ وہ نماز کو بلانے کا ذریعہ متعارف بن جائیں تو ان کا استعمال جائز ہوگا۔ اور یہ طریقہ اگرچہ تثویب کے معروف طریقہ سے بالکل جداگانہ صورت ہے لیکن اشتراک مقصد سے اس کا حکم اختیار کرسکتا ہے۔ البتہ اس میں دو چیزوں کی رعایت زیادہ ضروری ہے ایک تو یہ کہ ان امور میں کوئی چیز ایسی داخل نہو جو فی نفسہ ناجائز و مکروہ ہو۔ دوسرے یہ کہ ان میں غلو اور تعدی نہ کی جائے۔ (۳) مثلاً امور مندرجہ سوال میں بہت سے آدمیوں کا جمع ہوکر غزل خوانی کرتے ہوئے بازاروں اور کوچوں میں پھرنا مکروہ ہے اس کو ترک کرنا چاہیے۔

(۴) جھنڈا اٹھانا فی نفسہ جائز و مباح ہے اور کسی نص میں اس کی ممانعت وارد نہیں لیکن ابتدائی

اذان کے وقت جھنڈے کی تجویز بعض صحابہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں پیش کی تھی حضور نے اس کو کچھ پسند نہ فرمایا سو اگرچہ وہ اذان کا معاملہ تھا اور یہ ایک درمیانی بے ضابطہ اعلان ہے اور ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا تاہم ذوقاً ترک بہتر معلوم ہوتا ہے۔ (۵) امر دوم یعنی غلو اور تعدی کی توضیح یہ ہے کہ اس میں کسی خاص وضع واطوار کو تمام شہروں اور قصبوں کیلئے لازم وضروری نہ قرار دیا جائے۔ بلکہ ہر جگہ کے لوگوں کو اپنے اپنے طرز پر اپنی تجویز کے موافق آزاد چھوڑا جائے۔ نیز اگر کچھ لوگ بالکل بھی اس کو نہ کریں اور اس میں شریک نہ ہوں تو اُن کو ہرگز برا بھلا نہ کہا جائے۔ اُن پر کسی قسم کا طعنہ وتشنیع نہ کی جائے۔ (۶) اور جب اس قسم کا غلو ہونے لگے تو پھر اس کا ترک ضروری ہوجائے گا۔ والدلیل علی ما قلنا اما اولاً فلما فی الدر المختار ویثوب بین الاذان والاقامۃ فی الکل للکل بما تعارفوہ وفی الشامیۃ لظہور التوانی فی الامور الدینیۃ قال فی العنایۃ احدث المتأخرون التثویب بین الاذان والاقامۃ علی حسب ما تعارفوہ فی جمیع الصلوٰت سوی المغرب اھ شامی باب الاذان ص۲۶۰ ج۱ وقال فی البحر وھو اختیار المتاخرین لزیادۃ غفلۃ الناس وقلما یقومون عند سماع الاذان وعند المتقدمین ھو مکروہ فی غیر الفجر بحر باب الاذان ص۲۷۵ ج۱۔ واما ما قلنا ثانیاً فما فی التجنیس لم لفظ یخصہ بل تثویب کل بلد علی ما تعارفوہ اما بالتنحنح او بقولہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ او قامت قامت لانہ للمبالغۃ فی الاعلام وانما یحصل بما تعارفوہ فعلی ھذا اذا احدث الناس اعلاماً مخالفاً لما ذکر جاز کذا فی المجتبی بحر ص۲۷۵ ج۱ وذکرہ الشامی بلفظہ عن النہر والمجتبی شامی ص۲۶۰ ج۱ واما ما قلنا ثالثاً فلما شاع فی عامۃ کتب الفقہ والحدیث من منع التغنی للناس ولاسیما بالاجتماع والسعی فی الشوارع والرساتیق وھو اغنیٰ من ان یذکر لہ نقل ولنا انکتفی فیہ ببعض کما قال فی الفتاوی الخیریۃ من کتاب الکراھۃ والاستحسان ص۱۶۹ ج۲ ذکر محمد فی السیر الکبیر عن انس بن مالک رض انہ دخل علی اخیہ البراء بن مالک وھو یتغنی بالحدیث قولہ وھو یتغنی بظاھرہ تمسک من یقول لا بأس للانسان ان یتغنی اذا کان یسمع ویؤنس نفسہ وانما یکرہ اذا کان یسمع ویؤنس غیرہ انتہی کلام الخیریہ وبمثلہ قال الشامی من الحظر والاباحۃ وقال وبہ اخذ السرخسی وذکر شیخ الاسلام ان کل ذلک مکروہ عند علمائنا شامی ص۲۲۳ ج۵ وایضاً قال فی الخیریۃ لان التغنی واستماع الغناء حرام اجمع علیہ العلماء وبالغوا فیہ ومن اباحہ من المشائخ الصوفیۃ فلمن تخلی عن الھوی وتحلی بالتقوی لمحرف ل والحاصل انہ لا رخصۃ فی باب السماع فی زماننا لان جنید رحمہ اللہ تاب عن السماع فی زمانہ خیریہ ص۱۶۹ ج۲ واما ما قلنا رابعاً فلما فی السنن لکذیر

للبیہقی من ابی عمیر بن انس رض عن عمومة له من الانصار قال اهتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم للصلوٰة کیف یجمع الناس لها فقیل له انصب رایة عند حضور الصلوٰة فاذا رأوها آذن بعضهم بعضاً فلم یعجبه ذلك، سنن بیہقی ص۳۹۰ دائرة المعارف) واما ما قلنا خامساً وسادساً فلما قال الطیبی فی شرح حدیث الانصراف من الصلوٰة الی الیمین ما نصه فیه ان من اصر علی مندوب وجعله عزماً ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان فکیف من اصر علی بدعة او منکر (مجموعة الفتاوی لمولانا الشیخ عبد الحی اللکھنوی ج ص ۲۶۵/۲۶)

تنبیہ: یہ تمام افعال مذکورۂ فی السوال چونکہ زیادہ تران کا مقصد بے نمازلوگوں کو نماز کی ترغیب دینا اور نمازی بنانا ہے۔ نمازیوں کو جماعت کے وقت پر مطلع کر دینا بھی اس کے ضمن میں متحقق ہو جاتا ہے اس لئے یہ افعال ایک حیثیت سے تثویب ہیں اور ایک حیثیت سے تبلیغ۔ لہٰذا اس کو کلیۃً تثویب کا حکم بھی نہیں دیا جا سکتا۔ مثلاً تثویب کے لئے بتصریح فقہاء مؤذن ہی ہونا شرط ہے یہاں یہ شرط نہیں۔ رواج تثویب کو بعض اکابر نے یہ نہیں کیا تو اس سے اس خاص طرز کا ناپسند ہونا لازم نہیں آتا لیکن بایں ہمہ مجموعی حیثیت سے ایک تماشہ کی صورت بنا دینا مکروہ معلوم ہوتا ہے۔ اگر صرف اس پر اکتفا کیا جائے کہ چند آدمی تکبیر یا اور کوئی کلمہ مناسب کہتے ہوئے نکل جائیں تو مضائقہ نہیں زیادہ ڈھونگ بنانا مناسب نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

الجواب صحیح بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ الجواب صحیح محمد رسول خاں عفاعنہ

الجواب صحیح حقیق بالاتباع والعمل ولعل الحق لا یعدوہ ولا بد ما یفصل للعادة ان یفعل عادة لا تلعباً وتلعباً۔ محمد اعزاز علی غفرلہ

نابالغہ کی والدہ اور دو علاتی بھائی ہیں۔ تو ولی نکاح علاتی بھائی ہیں

سوال ۳۷۵ ہندہ نابالغہ ہے اس کے ایک والدۂ حقیقی اور دو بھائی بالغ علاتی ہیں والد قضا کر گیا۔ ان میں سے ولی کون ہے؟

الجواب۔ صورتِ مذکورہ میں دونوں علاتی بھائی ولی قریب ایک درجہ کے ہیں اور ان کے بعد والدہ کا درجہ ہے پس علاتی بھائی دونوں مل کر اگر عقد کر دیں یا کوئی ایک ان میں سے عقد کر دے تو صحیح و نافذ ہو جائے گا بشرطیکہ کفو میں اور مہر مثل کے ساتھ کیا جائے۔ الغرض علاتی بھائیوں کو حق ولایت میں ترجیح ہے کذا فی الشامی والبدائع فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

زنا سے جو لڑکی پیدا ہوئی جس سے زانی کا نکاح حرام ہے!

سوال ۳۷۶۔ ایک مسلمان نے کافرہ عورت سے زنا کیا اس کافرہ کی لڑکی مسلمان ہو گئی اس لڑکی سے مسلمان مذکور کا نکاح جائز ہے؟

الجواب جس لڑکی کی ماں سے زنا کیا ہے اگرچہ بحالتِ کفر کیا ہو یہ لڑکی اس زانی کے نکاح میں کسی طرح نہیں آسکتی۔ قال فی الدر المختار وحرم بالمصاہرۃ اصل مزنیتہ الی قولہ وفروعہن فقط

نماز کے بعد امام کو کس طرف بیٹھنا چاہیے

سوال ۳۷۷۔ پانچوں وقت فرض نماز جماعت کے بعد امام کس طرف بیٹھے اور دعا مانگے

الجواب جن نمازوں کی سنتیں ہیں یعنی ظہر، مغرب، عشاء ان میں تو امام قبلہ ہی کی طرف متوجہ رہ کر مختصر سی دعا مانگے اور پھر ختم کر کے سنتوں میں سب مشغول ہو جائیں اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں یعنی فجر اور عصر ان کے بعد اولیٰ یہ ہے کہ سب بیٹھ کر تسبیحاتِ مسنونہ پڑھیں اور اس وقت امام کو چاہیے کہ قبلہ کی طرف متوجہ نہ رہے۔ پھر اختیار ہے کہ داہنی جانب یا بائیں جانب رخ پھیرے یا مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جائے۔ بشرطیکہ کوئی مقتدی مسبوق اس کے پیچھے نماز میں مشغول نہ ہو۔ اور اگر ایسا ہو تو صرف داہنے یا بائیں جانب ہی بیٹھنا چاہیے۔ کذا فی البدائع وکبیری شرح منیہ فقط

خسر نے بیٹے کی بیوی کو شہوت سے چھوا تو وہ بیٹے پر حرام ہوگئی اور اس کے دوسرے احکام

سوال ۳۷۸۔ ایک شخص نے اپنے بیٹے کی منکوحہ کو کسی بشہوت سے بوسہ دیا، اور پستان وغیرہ کو ہاتھ لگایا اور بغل میں لیا آیا وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی یا عورت مذکورہ کی ساس اس کے خسر پر حرام ہوگئی؟

الجواب۔ اگر فی الواقع لڑکی کا بیان صحیح ہے تو یہ لڑکی اپنے خاوند پر حرام ہوگئی اس کی ساس اس کے خسر پر حرام نہیں ہوئی لیکن یہ لڑکی دوسری جگہ نکاح اس وقت تک نہیں کر سکتی جب تک کہ خاوند اس کو چھوڑ نہ دے یعنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے تجھکو چھوڑ دیا ہے۔ اور اگر وہ چھوڑنے پر راضی نہ ہو حالانکہ لڑکی کے بیان کی تصدیق کرتا ہے، تو لڑکی کو اختیار ہے کہ عدالت موجودہ کے ذریعہ سے یا پنچائت وغیرہ کے ذریعہ سے اس کو چھوڑنے پر مجبور کرے اور اگر خاوند نے لڑکی کے بیان کی تصدیق نہیں کی تو ہر حاکم اسے چھوڑنے پر مجبور نہیں کر سکتا وفی الخلاصۃ الی یوسف امرأۃ قبلت ابن زوجہا وقالت کانت عن شہوۃ ان کذبہا الزوج لا یفرق بینہما ولو صدقہا وقعت الفرقۃ الخ خلاصۃ الفتاوی ص جلد ۲ وقال فی رد المحتار وحرم ایضاً بالصہریۃ اصل مزنیتہ وممسوسۃ بشہوۃ الی قولہ وفروعہن ثم قال وحرمۃ المصاہرۃ لا ترتفع النکاح حتی لا یحل لہا التزوج بآخر الا بعد المتارکۃ وانقضاء العدۃ۔ وقال الشامی وعبارۃ الحاوی الا بعد تفریق القاضی او بعد متارکۃ الزوج وقال والمتارکۃ لا تتحقق الا بالقول ان کانت مدخولاً بہا الخ شامی باب المحرمات ص ۲۹ جلد ۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کافر کی عیادت، تعزیت اور جنازے کے ہمراہ جانے کا حکم

سوال ۳۷۹۔ اہل ہنود کے جنازہ کے ہمراہ مرگھٹ تک جانا شرعاً کیسا ہے؟ (۲) ان کے مکان پر ماتم پرسی و صبر و تسکین دینے کو جانا کیسا ہے؟

الجواب۔ کافر کی عیادت جائز ہے اور جب مرجائے تو اس کے وارثوں کی تعزیت بھی جائز ہے مگر تعزیت اس مضمون سے کی جائے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس سے بہتر بدلا عطا فرمائے لیکن کافر کے جنازہ کے ساتھ مرگھٹ تک جانا یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں جیفہ کافر کی تعظیم وتکریم ہے اور وہ مستحق تعذیب ہے نہ کہ مستحق تعظیم، نیز جنازہ کے ساتھ جانے کا ایک مقصد شفاعت کرنا بھی ہے اور کافر شفاعت کا اہل نہیں۔ قال فی الهندية الباب الرابع عشر من الكراهية ولا بأس بعيادة اليهودي والنصراني وفي المجوسي اختلاف كذا في التهذيب ويجوز عيادة الذمي كذا في التبيين الى قوله۔ واذا مات الكافر قال لولده او قريبه في تعزيته اخلف الله عليك خيرا منه واصلحك اي اصلحك بالاسلام الخ عالمگیری کشوری ص۲۳۶ ج۴ وصرح باهانة جيفة الكافر في جنائز الشامي عن الدر المختار حيث قال فيغسله غسل الثوب النجس وايضاً قيده بالاحتياج اي اذا لم يكن له قريب غيره من اهل ملته ثم قال فلو له قريب فالاولى تركه لهم۔ شامی ص۵۹۴ ج۱ فقط

والدین اور مشائخ کے قدم چومنے کا حکم

سوال ۳۸۰۔ بزرگوں کے یا والدین کے پاؤں پڑ جانا، قدم چومنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ والدین یا مشائخ وعلماء کے پیر چومنے میں اختلاف ہے بعض علماء جائز فرماتے ہیں بعض ناجائز اور ترک بہرحال سب کے نزدیک اولیٰ ہے اور ان کے سامنے زمین پر گرنا یا زمین چومنا یہ سب کے نزدیک حرام ہے۔ قال فی الدر المختار طلب من عالم او زاهد ان يدفع اليه قدمه ويمكنه من قدمه ليقبله اجابه وقيل لا يرخص فيه ثم قال وكذا ما يفعلونه من تقبيل الارض بين يدي العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضي به آثمان لانه يشبه عبادة الوثن الخ شامی ص۲۵۶ ج۵ کتاب الحظر والاباحة فقط واللہ تعالیٰ اعلم

خطبۂ جمعہ کے متعلق ایک تحقیق

سوال ۳۸۱ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ جمعہ میں خطبہ کا طویل ہونا اور نماز کا قصیر ہونا شرعاً کیسا ہے؟ بعض مساجد میں امام صاحب خطبۂ جمعہ تقریباً پندرہ منٹ میں ختم فرماتے ہیں اور نماز جمعہ تقریباً چار یا پانچ منٹ میں۔ پس ارشاد فرمائیں کہ ان امام صاحب کا یہ طرز عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب فی جمعة العالمگیرية من سنن الخطبة۔ الرابع عشر تخفيف الخطبتين بقدر سورة من طوال المفصل ويكره التطويل۔ عالمگیری کانپوری ج۱ ص۵، عبارتِ مذکورہ سے واضح ہوا کہ خطبۂ جمعہ کو طویل پڑھنا مکروہ ہے اور حد یہ ہے کہ طوال مفصل کی ایک سورت کی برابر ہو اس سے زیادہ ہوگا تو وہ طویل اور مکروہ سمجھا جائیگا۔ کیونکہ یہ خلافِ سنت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ جو عام کتب حدیث میں منقول ہے یہ تھی کہ خطبہ مختصر اور نماز اس کی نسبت سے طویل پڑھاتے تھے

جو امام اس کے خلاف کرتے ہیں وہ خلافِ سنت کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ مدرس دارالعلوم دیوبند۔ **الجواب صحیح** بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔ **الجواب صحیح** شمس الحق عفا اللہ عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند۔ **الجواب صحیح** محمد اعزاز علی عفی عنہ مدرس دارالعلوم۔ **الجواب صحیح** مسعود احمد عفا اللہ عنہ۔ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔

سوال ۳۸۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین مسائل ذیل میں کہ (۱) عقیقہ کی کھال کو فروخت کرکے اس کی قیمت کا ڈول بنوا کر مسجد میں ڈلوا دیا تو اس کے پانی سے وضو اور نماز ہو گی یا نہیں؟ کیونکہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کے پانی سے وضو نہیں ہوتا۔ اور اگر بالفرض وضو کر بھی لیا تو نماز نہیں ہوتی چونکہ یہ مسکین کا حق تھا؟ (۲) عقیقہ کی ایک ران سالم قابلہ یعنی دائی کو دینا جائز ہے یا نہیں؟ یہاں پر لوگوں میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ ایک ران سالم دایہ کو دینا ضروری سمجھتے ہیں؟ (۳) عقیقہ کی ہڈیاں دفن کرنا کیسا ہے؟ چونکہ یہاں پر لوگ ہڈیوں کو ایک جگہ جمع کرکے دفن کیا کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ان ہڈیوں کا دفن کرنا ضروری ہے بوجہ شرافت کے۔ لہٰذا ان مسائل کا جواب مع حوالہ کتب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب (۱) وضو اور نماز تو درست ہو جاوے گی۔ مگر اس شخص کے ذمہ واجب ہو گا کہ جس قدر پیسے عقیقہ کی کھال کی قیمت سے وصول ہوئے تھے۔ اس کا صدقہ کرے۔ ورنہ گنہگار ہو گا کیونکہ یہ پیسے واجب التصدق تھے (کذا فی البحر الرائق) اس نے بجائے صدقہ کے ڈول بنوا دیا تو صدقہ کرنا اس کے ذمہ رہا۔ مگر اس ڈول سے وضو کرنے یا اس سے نماز ادا کرنے میں خلل کی کوئی وجہ شرعی نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲) عقیقہ کی ران دایہ کو دینا در اصل جائز بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے مگر اس کو ضروری سمجھنا بدعت اور گناہ ہے جس جگہ یہ رواج ہو جاوے کہ اس کو ضروری سمجھتے ہوں وہاں نہ دینا ہی اولیٰ ہے۔ اصل جواز کی تو یہ حدیث ہے: ـ اخبرنی عبد الملک انہ سمعت ابا عبد اللہ یقول فی عقیقۃ ویھدی الی القابلۃ منہا یحکی انہ اھدی الی القابلۃ حین عق الحسن رضی اللہ عنہ یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال الخلال انبأنا محمد بن احمد قال حدثنی ابی ثنا حفص بن غیاث ثنا جعفر بن محمد عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرھم ان یبعثوا الی القابلۃ برجل من العقیقۃ ورواہ البیھقی۔ من حدیث حسین بن زید عن جعفر بن محمد عن ابیہ ان علیا رضی اللہ عنہ اعطی القابلۃ رجل العقیقۃ (کذا فی تحفۃ الودود باحکام المولود للحافظ ابن قیم) اور ضروری سمجھنے کی بدعت و گناہ ہونے کی دلیل شرح منیہ کی عبارتِ ذیل ہے: حیث قال فی

ذکر عن بعض الکرام انہ یفعل عقیب الصلوٰۃ فمکروہ لان الجہال یعتقدونہ سنۃ وکل مباح یؤدی الیہ فمکروہ کذا فی کبیری شرح منیہ ص۔ اور طیبی شرح مشکوٰۃ میں حدیث انصراف عن الیمین کے بیان میں مذکور ہے فیہ ان من اصر علی مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان فکیف من اصر علی بدعۃ او منکرا از مجموعۃ الفتاوی ص ۲۹۵ ج ۲ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بعض علماء اس کو مستحسن سمجھتے ہیں کہ عقیقہ کی ہڈیاں توڑی نہ جاویں بلکہ ایک جگہ جمع کرکے دفن کردی جاویں۔ مگر امام مالک رح فرماتے ہیں کہ جس طرح عام قربانیوں کا حکم ہے کہ ہڈیاں توڑی جاتی ہیں۔ اسی طرح عقیقہ کا بھی حکم ہے۔ کوئی فرق نہیں ہے۔ کما فی تحفۃ الودود باحکام المولود۔ قول [illegible] مکسر عظامہا ویطعم منہا الجیران [illegible] امام اعظم ابوحنیفہ رح سے اس بارے میں کوئی تصریح منقول نہیں دیکھی مگر کتب حنفیہ میں اس قدر مذکور ہے کہ عقیقہ عام احکام میں مثل قربانی کے ہے۔ تو ظاہر اس سے یہی ہے کہ گوشت اور ہڈیوں کے معاملہ میں بھی قربانی ہی کا حکم ہے، اس لئے ہڈیوں کو جمع کرکے دفن کرنے کا التزام اور اس کو ضروری سمجھنا اچھا نہیں خلاف مذہب بھی ہے۔ اور اندیشہ بدعت کا بھی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ مدرس دار العلوم دیوبند ۲۲ جمادی الثانیہ سنہ ۵۶ھ

فوٹو کے متعلق شرعی تحقیق

سوال ۲۸۳۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ جدید فوٹوگرافی سے جو تصویریں کھینچی جاتی ہیں۔ ان میں آئینہ کی طرح عکس آتا ہے البتہ غیر مستقل اور مستقل طور پر صورت قائم ہوجانے کا فرق ہے پس ارشاد ہو کہ بلا ضرورت شدیدہ مثلاً ازروئے پاسپورٹ وغیرہ اس جدید طریقہ فوٹوگرافی سے جاندار کے پورے قد کی تصویر کھینچنا اور کھنچوانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ پس اگر جائز ہے تو کیوں؟ اور اس میں کیا مصلحت ہے؟ اور اگر ناجائز ہے تو اس طرح سے تصویر کھینچنے والے اور کھنچوانے والوں کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ آیا ایسے اشخاص کے پیچھے نماز میں اقتدا درست ہے؟ اور کیا یہ لوگ فاسق کے حکم میں داخل ہیں؟ اور اس قسم کی تصویریں اپنے پاس رکھنا درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب کسی جاندار کی صورت بنانا خواہ مجسمہ کی صورت میں ہو یا نقش اور رنگ کی صورت میں اور پھر خواہ قلم سے اس کی نقاشی کی جاوے یا پریس وغیرہ پر اس کو چھاپا جاوے اور یا فوٹو کے ذریعہ عکس کو قائم کیا جاوے یہ سب بلاشبہ تصاویر و تماثیل ہیں جن کی حرمت پر اس قدر احادیث صحیحہ وارد ہیں کہ اگر تواتر کا دعویٰ کیا جاوے تو غالباً صحیح ہوگا۔ فوٹو کی تصویر کو یہ کہنا کہ یہ تصویر نہیں۔ بداہت کا انکار ہے۔ اور یہ شبہ کہ آئینہ اور پانی میں اپنا عکس دیکھنا ممنوع نہیں اور فوٹو بھی ایک عکس ہی بالکل بے معنی

اور بے اصل ہے۔ کیونکہ فوٹو عکس نہیں۔ بلکہ عکس کے ذریعہ تصویر بنانا ہے۔ یعنی بجائے اس کے کہ تخمینہ اور نظر سے تصویر کھینچی جاتی فوٹو میں عکس سے تصویر بنائی جاتی ہے۔ مسالہ کے ذریعہ کے ذریعہ عکس کو پائدار بنانا یہی تصویر کشی ہے۔ عکس اسی وقت تک عکس ہے جب تک کہ اس کو پائدار نہ کیا جاوے اور جب اس کو فوٹو کے ذریعہ سے قائم کر لیا گیا تو وہ عکس کی حد سے نکل گیا اور تصویر بن گیا۔ اس کو تصویر کے مفہوم سے نکالنا نصوص شرعیہ کی تحریف ہے جو ایک مستقل دوسرا گناہ عظیم ہے۔ اس مسئلہ کی مکمل تحقیق احقر کے رسالہ کشف السجاف عن وجہ فوٹو غراف اور رسالہ التصویر لاحکام التصویر موجود ہے۔ ضرورت ہو تو اس کو دیکھ لیا جاوے۔

اور جب یہ معلوم ہو گیا کہ فوٹو کے ذریعہ تصویر بنانا و قلم وغیرہ سے تصویر کھینچنا دونوں ایک ہی حکم میں ہیں تو یہ بھی واضح ہو گیا کہ جاندار کا فوٹو لینا یا فوٹو کھنچوانا دونوں گناہ کبیرہ ہیں۔ حدیث صحیح بخاری و مسلم میں ارشاد ہے:- اشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یصورون ھذہ الصور (بخاری و مسلم بطرق متعددۃ والفاظ مختلفۃ) نیز بخاری و مسلم کی طویل حدیث میں ہے:- کل مصور فی النار- یعنی ہر مصور جہنم میں جائے۔ وقال تعالیٰ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ- الآیۃ- اور فتح الباری شرح بخاری میں ہے۔ قال اصحابنا وغیرھم تصویر صورۃ الحیوان حرام اشد التحریم وھو من الکبائر سواء صنعہ لما یمتھن او لغیرہ فحرام بکل حال لان فیہ مضاھات بخلق اللہ تعالیٰ وسواء کان فی ثوب او بساط او دینار او درھم او فلس او حائط (الی قولہ) وبمعناہ قال جماعۃ العلماء مالک والسفیان وابو حنیفۃ رحمھم اللہ انتھی۔ وفی رد المحتار ویکرہ الدخول الی بیت فیہ صورۃ علی سقفہ او حیطانہ او علی الستور والازر والوسائد العظام (الی قولہ) وکذلک نفس التخلیق لتلک الصور الخ (شامی مکروھات الصلوٰۃ۔ ومثلہ فی البدائع ص ۲۲) احادیث مذکورہ اور عبارات فقہا سے یہ بھی ثابت ہے کہ فوٹو اور مطلقاً تصویر کھینچنا۔ کھنچوانا اور ان کا استعمال کرنا اور ان کا اپنے پاس رکھنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور کرنے والا ان افعال کا فاسق ہے۔ اور نماز اس کے پیچھے جبکہ دوسرا امام مل سکتا ہو مکروہ تحریمی ہے۔ کما صرح بہ فی رد المختار وعامۃ کتب المذہب۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ الاحقر محمد شفیع عفا اللہ عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند۔ ۳ رشعبان ۱۳۵۰ھ۔ الجواب صحیح بندہ اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔ الجواب صحیح محمد اعزاز علی غفرلہ مدرس دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح شمس الحق عفا اللہ عنہ مدرس دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح۔ مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

سوال ۳۸۴ - زید نے انتقال فرمایا۔ مرحوم نے اپنی جائداد اپنی صحت حیات میں خود کے روبرو اپنے پوتے کو تحریر و تقریر	سب جائداد پوتے کے نام کر دی، و رجسٹری کر دی تو دوسرے وارثوں کا اس میں حق ہے؟

(تنبیہ)

بخش دی تو یہ آیا اس جائداد کے بخش دیئے جانے کے بعد اس میں کسی اور وارث کا کوئی حصہ شرعاً نکل سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ اس صورت میں اگرچہ زید بوجہ وارثوں کو محروم کرنے کے گناہگار ہوا لیکن اس کے انتقال کے بعد کسی وارث کو جائداد میں کوئی حق باقی نہیں رہا۔ بلکہ وہ جائداد تمام پوتے کی ملک ہے مگر شرط یہ ہے کہ یہ ہبہ اور بخشش زید نے مرض موت میں نہ کی ہو۔ بلکہ بحالتِ تندرستی کی ہو۔ دوسرے اس جائداد پر پوتے کو قبضہ مالکانہ تمام اشتراکیت سے علیحدہ کر کے دیدیا ہو۔ خلاصہ یہ کہ یہ ہبہ صحیح ہو کر ملک ثابت ہوگی مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بلا عذر شرعی ایسا کرنا اور دوسرے وارثوں کو محروم کرنا گناہ ہے۔ البتہ کوئی شرعی عذر ہو تو گناہ بھی نہ ہوگا۔ حدیث میں ہے من قطع میراث وارثہ قطع اللہ میراثہ من الجنۃ۔ قال فی خلاصۃ الفتاوی من الھبۃ ولو وھب جمیع مالہ لابنہ جاز فی القضاء وھو آثم نص عن محمد ھکذا فی العیون خلاصہ ج ۴ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

بڑے گاؤں اور اس کے فنا میں جمعہ جائز ہے اور فنا مصر کی تعریف

سوال ۳۸۵ ۔ صلوٰۃ جمعہ قریہ کبیرہ میں جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہو تو کس دلیل سے۔ اور فنا میں بھی جائز ہے یا نہیں۔ اور آس پاس کے چھوٹے مواضعات فنا مصر میں داخل ہیں یا نہیں؟

الجواب بڑے گاؤں میں جمعہ جائز ہے اور اس کے فنا میں بھی لیکن اس کے آس پاس جو چھوٹے گاؤں ہیں وہ اس بڑے گاؤں کے فنا میں داخل نہیں بلکہ جداگانہ بستیاں ہیں اس لئے وہاں جمعہ جائز نہ ہوگا کیونکہ فناء مصر وہ جگہ کہلاتی ہے جو مصالح مصر مثل عیدگاہ۔ یا جانوروں کی چراگاہ وغیرہ کے لئے چھوڑی جاتی ہے۔ دوسری بستیاں فنا نہیں کہلا سکتی۔ اور بڑے گاؤں اور قصبات میں جمعہ کا جواز اسی بات پر مبنی ہے کہ وہ مصر کے حکم میں ہیں۔ اور تعریف مشہور بڑے گاؤں کی یہ ہے کہ جس میں بازار اور گلی کوچے ہوں اور تمام ضروریات ہمیشہ وہاں ملتی ہوں وبدل علی ما قلنا ما فی الشامی عن القہستانی وتقع فرضا فی القصبات والقری الکبیرۃ التی فیہا اسواق شامی باب الجمعہ ص ۵۳۷ جلد اول۔ وفی الدر المختار وھو فناءہ وھو ما حولہ لاجل مصالحہ کدفن الموتی ورکض الخیل۔ شامی ص ۵۳۷۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

بہو پر بدکاری کی تہمت لگانے کا حکم

سوال ۳۸۶ ۔ زید مع اپنی زوجہ ہندہ وسالے بکر کے اپنی بہو صالحہ پر بلا وجہ محض خباثتِ نفس کی بنا پر طرح طرح کے ظلم وستم کرتا چلا آیا ہے۔ صالحہ پر ہر قسم کی تہمت و بہتانِ بدکاری کے لگا کر اس کو تمام عالم میں بدنام کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ عفیفہ و پاکدامن ہے۔ علاوہ

اس ایذار رسانی کے جادو سحر سفلی عمل کرتا اور کراتا ہے۔ اور علانیہ کہتا پھرتا ہے کہ اگر صالحہ بدذات نہ مری تو میں خود خنجر سے جان لوں گا۔ چنانچہ صالحہ نہایت تکلیف میں مبتلا ہے سحر ثابت ہو گیا ہے ایسے موذیوں کے لئے شرع شریف میں کیا حکم ہے۔ اگر ان سحر کرنے والوں پر صالحہ کے والدین جواب میں ویسا ہی سحر کرا دیں تو صالحہ کے والدین یا صالحہ قابل مواخذہ تو نہیں ہیں شرک تو عائد نہیں ہوتا؟

الجواب سحر کی مختلف اقسام ہیں بعض تو کفر محض ہیں۔ وبعض نہیں جو اقسام کفر ہیں ان کا استعمال کرنا یا سیکھنا سکھانا ہر حال میں حرام قطعی ہے خواہ دفع ضرر کے لئے ہو یا کسی اور غرض سے۔ البتہ جو قسم سحر کی کسی عقیدہ کفریہ پر مشتمل نہیں وہ اگر دوسروں کے اضرار کے لئے بلا وجہ شرعی استعمال کیا جائے تو وہ بھی حرام ہے، اور اگر رد سحر یا دفع ضرر کے لئے کیا جائے تو یہ دوسری قسم جائز ہے۔ اور تفصیل ان دونوں قسموں کی یہ ہے کہ جس سحر میں شیاطین وجنات وغیرہ سے استعانت وامداد طلب کی جائے اور ان کو متصرف وموثر مانا جائے یا جس میں قرآن شریف یا دوسرے اسلامی شعائر کی توہین کرنی ہو وہ تو کفر ہے۔ اور جس میں یہ باتیں نہ ہوں بلکہ خواص ادویہ وغیرہ سے یا کسی اور خفی طریق سے اثر ڈالا جاتا ہو وہ کفر تو نہیں مگر اس کا کرنا بقصد اضرار حرام ہے اور بقصد دفع ضرر جائز۔ لہذا صالحہ کے لئے قسم دوم سحر کا استعمال جائز ہے۔ اور اگر جان بچنے کی کوئی دوسری صورت نہ ہو تو قسم اول کا استعمال بھی جائز مگر خلاف اولی ہے۔ بشرطیکہ دل میں عقیدہ اسلامیہ کے خلاف کوئی عقیدہ نہ رکھے صرف زبان سے کلمات کہے۔

قال الشامی وفی ذخیرة الناظر تعلمه فرض لرد ساحر اهل الحرب وحرام لیفرق به بین المرأة وزوجها وجائز لیوفق بینهما ثم قال فهذه لانواع السحر الثلاثة قد تقدم : هو کفر من لفظ او اعتقاد او فعل وقد تقدم بذیره کوضع الاحجار وللسحرة فصول کثیرة فی کتبهم ولیس کما یسمی سحراً کفراً اذ لیس التکفیر به باعتبار ما له من الضرر بل لما یقع به مما هو کفر کاعتقاد انفراد الکواکب بالربوبیة او اهانة القرآن او کلام مکفر ونحو ذلک اهـ شامی کتاب الحظر ص ۳۰۳ ج ۵۔ فقط واللہ تعالی اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

سوال ۳۱۷ شوہر کو مطیع کرنے کیلئے تعویذ کرنے کا حکم۔ بلاد دکن میں دستور ہے کہ شوہر کو مطیع کرنے کیلئے پان کا بیڑا اس طرح کھلایا جاتا ہے کہ پان کا بیڑا ابی بی غسل کرتے وقت انگوٹھے میں دبا لیتی ہے۔ اس پر تمام پانی غسل کا گرتا ہے وہی پان شوہر کو عام طور سے کھلایا جاتا ہے یہ طریقہ موجب ضرر ہے یا نہیں؟

الجواب شوہر کو بلا وجہ شرعی مطیع کرنے کی تدبیریں خواہ بیڑا مذکور کھلانے سے یا کسی تعویذ وغیرہ کے ذریعہ سے مکروہ ہے۔ البتہ اگر شوہر ظلم کرتا ہو اور اس کے جائز حقوق ادا نہیں کرتا یا اس سے نفرت رکھتا ہے تو یہ تدبیریں جائز حدود کے اندر جائز ہیں اور اس صورت میں بیڑا مذکور بھی کھلانا جائز ہے بشرطیکہ

جس پر کوئی نجاست نہ لگی ہو غسل کا پانی تو مفتیٰ بہ قول کے موافق نجس نہیں ہے۔ قال الشامی ورد فی حدیث [illegible] فقط

[illegible] وہ جگہ مسجد نہ ہوگی

سوال ۳۸۸ ایک عارضی منڈی دو سال سے آباد ہے اہل اسلام نے کئی مرتبہ مسجد بنانے کی اجازت مانگی مگر افسروں نے اجازت نہ دی۔ اب اجازت دی ہے جس میں افسروں نے یہ تحریر کر دیا ہے کہ جب یہ عارضی منڈی اٹھائی جاوے گی تو مسجد بھی گرائی جاوے گی۔ کیا یہ عارضی مسجد بنائی جاوے یا نہیں؟

الجواب۔ ایسی مسجد جس کیلئے یہ شرط ہو کہ جب منڈی اٹھ جائیگی تو مسجد بھی گرا دیجائے گی شرعاً مسجد نہ ہوگی اور نہ مسجد کے احکام مسجد کے مانند ہوں گے لیکن نماز پڑھنے کیلئے مختصر سی ایسی جگہ باجازت سرکار بنالی جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ گرچہ یہ حقیقی مسجد نہ بنے گی لیکن ایک گونہ مسجد کا فائدہ جماعت وغیرہ کا اہتمام و جگہ کی پاکی و صفائی وغیرہ اس سے بھی حاصل ہوجائے گا۔ اور یہ ایسی مسجد ہوجائیگی جیسی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ اپنے گھروں میں مسجدیں بناؤ (مشکوٰۃ) لیکن باتفاق امت جو جگہ گھروں کے اندر نماز کیلئے بنائی جاتی ہیں وہ احکام مسجد میں نہیں ہوتی لیکن اہتمام نماز اور پاکی و صفائی وغیرہ ان سے بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بھی حکم فرمایا۔ الغرض اس جگہ پر مسجد کی صورت بغرض نماز و جماعت بنالینا مناسب ہے اگرچہ حقیقی مسجد نہ بنے اور اس کا پہلے ہی سے اعلان کر دیا جائے کہ یہ شرعی و حقیقی مسجد نہیں جب ضرورت نہ رہے گی منہدم کر دی جائے گی وھذا الذی ذکرناہ ملخص مافی الشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

جب مؤذن تکبیر کہے تو مقتدی کس وقت کھڑے ہوں

سوال ۳۸۹ یہاں عموماً رواج ہے کہ جس وقت تکبیر کہی جاتی ہے جب تک پوری نہیں ہوتی اس وقت تک مقتدی تمام بیٹھے رہتے ہیں اور امام بھی بیٹھا رہتا ہے جب تکبیر پوری ہوجاتی ہے جب نماز پڑھائی جاتی ہے۔ یہ مسئلہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب جس وقت تکبیر پڑھنے والا حی علی الصلوٰۃ پر پہنچے اس وقت مقتدیوں کو کھڑا ہوجانا چاہیے اور اگر اس سے پہلے شروع تکبیر ہی سے کھڑے ہوجائیں تب بھی جائز ہے کوئی مضائقہ نہیں۔ اور جبکہ امام پہلے سے مصلے پر موجود نہ ہو بلکہ پیچھے سے آئے تو جس وقت امام مصلے پر کھڑا ہو تو بہتر ہے کہ سب اسی وقت کھڑے ہوجائیں قال فی محلی شرح الموطا [illegible] عند حی علی الصلوٰۃ [illegible] اذا قیمت الصلوٰۃ [illegible] ترمذی [illegible] شرح موطاء فقط واللہ اعلم

اجارہ اور رہن کی ایک صورت

سوال ۳۹۰۔ اجارہ ذیل کی صورتوں میں سے کس صورت میں جائز ہوگا اور یہ صورت شرعاً اجارہ کی ہے یا نہیں۔ ایک شخص نے کسی سے کچھ روپیہ بطور قرض لیا۔ اور قرضخواہ کو روپیہ کی ادائگی تک قرضدار نے کچھ جائداد انتفاع کیلئے دیدیا تو اب اس کی دو صورتیں ہیں۔ مالگذاری زمیندار کی کاشت والا ادا کرتا ہے۔ یا روپیہ دینے والا۔ کیا دونوں صورتیں جواز کی ہیں یا نہیں؟

الجواب یہ صورت اگر اسی طرح سے ہے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو رہن کی صورت ہے اجارہ کی نہیں خواہ مالگذاری کوئی ادا کرے اور رہن سے انتفاع اگرچہ باذن مالک ہو قول مفتی بہ پر حرام ہے و کل قرض جر نفعاً فہو ربوا کے تحت میں داخل ہے جیسا کہ شامی نے باب الربوا میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ البتہ بطور استیثاق کے روپیہ دینے والا اپنے قرضدار کی جائداد کو اپنے قبضہ میں اس شرط سے رکھ سکتا ہے کہ اُس کے کل منافع مالک زمین کو دیدے اور مالگذاری وغیرہ بھی سب مالک ہی ادا کرے فقط محمد شفیع

بعد طلاق کے چھوٹی لڑکیوں کی پرورش کا حق ماں کو ہے

سوال ۳۹۱۔ زید اپنی بی بی کو طلاق دینا چاہتا ہے لیکن زید کے نطفہ کی تین لڑکیاں ہیں ایک بعمر پانچ سال اور دوسری قریب چار سال اور تیسری بعمر نو ماہ ہے۔ لہذا بعد دینے طلاق کے تینوں لڑکیاں کس کے پاس رہیں گی؟

الجواب اگر طلاق دیدی گئی تو بعد تفریق تینوں لڑکیوں کی تربیت کی مالک اُن کی والدہ ہوگی جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جاویں۔ لڑکیوں کی تربیت کا جبکہ وہ صغیر السن ہوں باپ کو اپنے پاس رکھکر پرورش کرنیکا اختیار نہیں۔ البتہ سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد باپ کو اختیار ہے کہ لڑکیوں کو اپنے پاس رکھے اور اُن کا انتظام کرے۔ قال فی الدر المختار والام والجدۃ احق بہا حتی تحیض وغیرہما احق بہا حتی تشتہی و قدر بتسع وعن محمد رحمہ ان الحکم فی الام والجدۃ کذلک وبہ یفتی لکثرۃ الفساد زیلعی وبعد ما استغنی الغلام وبلغت الجاریۃ فالعصبۃ اولیٰ فقط

تحریری طلاق کا حکم

سوال ۳۹۲۔ طلاق ذریعہ تحریر کے بہی چند گواہان ضلع غیر میں بذریعہ رجسٹری بھیجی جائے تو جائز ہوگی یا نہیں؟ (۲) طلاقنامہ دوسرے شخص کے پاس بھیجا جاوے وہ زید کی بیوی کو مضمون سے آگاہ کرکے رسید اپنی دیدیوے یا سننے سے انکار کرے تو جائز ہوگا یا نہ؟

الجواب۔ طلاق بذریعہ تحریر بھی جائز ہے۔ اگر طلاق غیر مشروط لکھی تو جس وقت لفظ طلاق کا برآئے اُسی وقت طلاق پڑجائیگی بشرطیکہ طلاقنامہ میں خود عورت کو خطاب ہو۔ کذا فی الدر المختار والشامی (۲) طلاقنامہ دوسرے شخص کے پاس بھیجے اور وہ عورت کو سنا دے یہ بھی جائز ہے اور طلاق تو لکھنے کے ساتھ ہی پڑجائیگی۔ سُنائے یا نہ سُنائے اور وہ سُن کر رسید دے یا نہ دے لیکن بہتر یہی ہے کہ طلاق کی اطلاع عورت کو کردی جاوے تاکہ وہ عدت میں مشغول ہو جائے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

زکوٰۃ صدقۃ الفطر وغیرہ کا روپیہ مسجد میں خرچ نہیں کرسکتے

سوال ۳۹۳ چرم قربانی اور صدقۂ فطر اور زکوٰۃ اور نذر کی آمدنی کی رقم مدرسہ کی تعمیر مرمت فرش بتی، و نادار طلبہ کی کتب اور خور و نوش میں صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں اور یہی رقم غریب کے کفن اور مسجد اور تالاب اور پل وغیرہ کے تعمیر میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـ قال فی الدر المختار ویصرف الی کلہم او بعضہم الی قولہ تملیکا لا اباحۃ کما مر لا یصرف الی بناء نحو مسجد ولا الی کفن میت وقضاء دینہ قال الشامی نحو مسجد کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانہار والحج والجہاد وکل ما لا تملیک فیہ. (شامی کتاب الزکوٰۃ ص ۶۵ ج ۲) عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ جس جس صورت میں زکوٰۃ کا روپیہ مصرفِ زکوٰۃ فقراء و مساکین وغیرہ کی ملک نہ بنایا جاوے اس میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جس سے ثابت ہوا کہ امور مسئولہ میں سے نادار طلبہ کی خور و نوش یا کپڑے وغیرہ میں خرچ کرنے سے تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی اس کے علاوہ مدرسہ یا مسجد کے دوسرے اخراجات تعمیر مرمت، فرش، بتی وغیرہ میں مدِ زکوٰۃ کا روپیہ صرف کرنا جائز نہیں اور اگر کیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور یہی حکم صدقۃ الفطر اور قیمت چرم قربانی اور نذر وغیرہ کا ہے۔ البتہ ایک حیلہ سے یہ تمام قسم کی رقمیں تمام امور مذکورۃ الصدر میں خرچ ہوسکتی ہیں وہ یہ ہے کہ کسی فقیر مسکین کو اس کا مالک بنا کر پھر اس سے درخواست کی جائے کہ وہ مسجد یا مدرسہ کے مداتِ مذکورہ میں بطور چندہ اپنی طرف سے دیدے اگر اس نے ایسا کر لیا تو اس روپیہ کا مداتِ مذکورہ میں خرچ کرنا صحیح و درست ہوگا اور ادائے زکوٰۃ میں بھی شبہ نہ رہے گا۔ کذا فی الدر المختار۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفی عنہ

لڑکی کا باپ مجنون ہو تو اس کی ولایت ساقط ہوگی یا نہیں

سوال ۳۹۴ ـ ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ اور ماموں نے زید نابالغ سے جو ہندہ کی والدہ کا ماموں زاد برادر ہوتا تھا بلا خوشی و رضی ولی جائز یعنی پدر حقیقی مسماۃ ہندہ کے جو کہ بقید حیات تھا کر دیا مگر پدر ہندہ خلل دماغ کی بیماری سے کبھی سالم العقل رہتا تھا اور کبھی دیوانہ رہتا تھا نکاح کے وقت صحیح العقل نہ تھا۔ اب ہندہ بالغ ہوگئی اور زید بدستور نابالغ ہے۔ ہندہ زید سے اپنا نکاح فسخ کرنے کی خواہشمند ہے کیا وہ دوسرا نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ (۲) اور بعد نکاح مہر مؤجل پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب ـ صورتِ مسئولہ میں جبکہ ہندہ کا والد کسی کسی وقت صحیح العقل و با ہوش بھی رہتا تھا تو اس کی ولایت ساقط نہیں ہوئی۔ لہذا جو نکاح اس کی والدہ نے کرادیا ہے وہ والد کی اجازت پر موقوف ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد اگر والد نے اس نکاح کی اجازت دیدی تو نکاح صحیح اور لازم ہوگیا یہاں تک کہ بعد بلوغ بھی لڑکی کو حقِ فسخ باقی نہ رہے گا۔ اور اگر ہوش میں آنے کے بعد جب والد کو نکاح کی اطلاع ہوئی تو اس نے اجازت نہ دی بلکہ انکار کیا یہ نکاح باطل ہوگیا۔ شرعاً اس کا کوئی اعتبار نہیں اور

نہ فسخ کرانے کی کوئی حاجت۔ قال فی البحر ذکر فی المجتبیٰ [illegible] یکون مطبقاً تسلب ولایتہ فتزوجہ [illegible]
غیر المطبق الولایۃ ثابتۃ لہ بسط [illegible] فاقتہ کالنائم ومقتضیٰ [illegible] یکون الخ [illegible]
تزوج مولیتہ [illegible] مطبقاً و [illegible] علی ما اختارہ المتأخرون فی غیبۃ الولی الاقرب [illegible]

عبارتِ مذکورہ تقریرِ مذکور کی تصریح کرتی ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر منگنی کرنے والے لوگ جلدی کرتے ہوں اور وہ یہ کہیں کہ ہم باپ کے ہوش میں آنیکا انتظار نہیں کرتے اور یہ موقع نکاح کیلئے اچھا ہے اور کفو میں ہے پھر اس کے ہاتھ سے جاتے رہنے کا اندیشہ ہو تو یہ والدہ اور ماموں کا کیا ہوا نکاح بھی نافذ ہو جائیگا۔ اگرچہ باپ ہوش میں آکر اجازت نہ دے۔ لیکن اس صورت میں بعد بلوغ لڑکی ہندہ کو اختیار ہوگا کہ بالغ ہوتے ہی اس نکاح سے بیزاری کا اعلان کردے۔ اور پھر کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں یا مسلمانوں کی پنچائت میں یہ مقدمہ پیش کرکے فسخ نکاح کا حکم حاصل کرے اور دوسری جگہ نکاح کرلے (۲) مہر کچھ واجب نہیں کیونکہ فسخ نکاح کی صورت میں نکاح کالعدم ہو جاتا ہے۔ مہر واجب نہیں رہتا [illegible] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

نماز کے متعلق چند ضروری اور مفید سوال وجواب

سوال ۳۹۵۔ نماز میں امام کو نیت باندھکر سب سے پہلے سبحانک اللہم پڑھنا چاہیئے یا نہیں۔ اور مقتدی کیلئے کیا حکم ہے۔ اگر مقتدی اس وقت جماعت میں شامل ہو جب کہ امام قراۃ بآوازِ بلند شروع کرچکا یا دوسری یا تیسری رکعت کی کسی حالت میں ہے تو مقتدی کو سبحانک اللہم پڑھنا چاہیئے یا نہیں اور اگر پڑھے تو کس وقت؟ (۲) اگر ایک شخص نے تین یا چار رکعت نماز فرض یا دیگر نماز سنت وغیرہ کی نیت باندھکر نماز شروع کی اور آخری قعدہ میں سہو یا قصد سے سیدھا کھڑا ہو جائے تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ (۳) اوقاتِ نماز ہر موسم کے لیے جداگانہ ہے یا یکساں اُن کا حساب گھڑی وغیرہ سے ہے یا کس حساب سے؟ ہر نماز کا وقت کب سے کب تک رہا کرتا ہے؟ (۴) جن اشخاص کی نماز و روزہ وغیرہ کی پابندی کیلئے شرع کا کیا حکم ہے جو ایک گورنمنٹی عمارت میں کچھ مقررہ عرصہ کیلئے بکارِ سرکار زندگی بسر کرتے ہوں جن کیلئے گورنمنٹ برطانیہ کا علانیہ قانون ہر کسی شخص کو علانیہ طور سے مذہبی رسوم ادا کرنے کی اجازت نہیں دیتا؟

الجواب امام و مقتدی دونوں قرأت شروع کرنے سے پہلے سبحانک اللہم پڑھنا چاہیئے اور اگر کوئی مقتدی ایسی حالت میں شریک ہو کہ امام قرأت شروع کرچکا ہے تو اگر قرأت جہری ہے تو سبحانک اللہم نہ پڑھے۔ اور اگر قرأت جہری نہیں بلکہ آہستہ قراۃ پڑھنے کا وقت ہے تو سبحانک اللہم پڑھ لے اسی طرح امام رکوع یا سجدہ میں ہو تب بھی اگر یہ گمان ہو کہ سبحانک اللہم پڑھکر اس رکوع یا سجدہ کو امام کیساتھ پا

سکے گا تو سبحانک اللہم پڑھے ورنہ ترک کردے پھر جب اپنی باقیماندہ نماز پڑھنے کیلئے اُٹھے اُس وقت شروع میں سبحانک اللہم پڑھلے۔ قال الشامی عن قاضی خان ولو ادرک الامام بعد ما اشتغل بالقراۃ قال ابن الفضل لایثنی وقال غیرہ یثنی وینبغی التفصیل ان کان الامام یجہر لایثنی وان کان یسر یثنی وھو المختار تبع الامام خواہر زادہ وقال الشامی فی اولہ جزم بہ فی الدرر وقال فی النہر وصححہ فی الذخیرۃ وفی المضمرات وعلیہ الفتوی (شامی ص ۲۵۷ استنبولی) (۲) اس کو چاہیے کہ کھڑا ہونے کے بعد جب یاد آئے تو پھر قعدہ کی طرف لوٹ جائے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اگر اس نے ایسا کیا تو نماز صحیح ہوگئی مگر یہ اُس وقت تک ہے جب تک اُس زائد رکعت کا سجدہ نہیں کیا اور اگر سجدہ کرلیا تو اگر نفل ہے تو پھر بھی صحیح ہوگئی اور اگر فرض ہیں تو نفل بن گئے مگر فرض ادا نہیں ہوا فرض دوبارہ پڑھے۔ کذا فی الہدایہ وعامۃ الکتب۔ (۳) ہر موسم اور ہر خطۂ ملک کیلئے باعتبار طلوع وغروب آفتاب کے اوقات نماز جدا جدا ہوتے ہیں اپنے اپنے شہر یا گاؤں وغیرہ میں بذریعہ مطبوعہ جنتری معلوم ہوسکتے ہیں مثلاً آجکل ہمارے اطراف میں صبح کی نماز پونے چھ بجے ظہر کی نماز دو بجے عصر کی پانچ بجے مغرب کی سوا چھ بجے عشاء کی سوا آٹھ بجے ہوتی ہے اور ہمارے یہاں آجکل طلوع آفتاب سوا چھ بجے کے بعد ہوتا ہے۔ اب اپنے یہاں کے طلوع وغروب کو دیکھکر جس قدر یہاں سے کمی بیشی ہو وہ کردی جائے۔ (۴) اگر یہ ہوسکے کہ سرکاری عمارت سے نکل کر کسی آزاد جگہ میں آزادی کے ساتھ اذان و اقامت کہکر نماز پڑھی جائے تو بہتر ہے لیکن اگر یہ صورت مشکل ہو تو آہستہ آہستہ اذان پڑھکر وہیں آہستہ آہستہ نماز ادا کرلینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں احادیث اور عمل صحابہ میں اس کی نظائر موجود ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

طلاق مدہوش کا حکم در صورت
کے متعلق شہادتوں پر جرح

سوال ۳۹۶۔ سوال وجواب متعلق طلاق آیا تھا جس کی ہمراہ بیان گواہان بھی منسلک تھے اس پر حضرت مفتی صاحب نے تحریر ذیل لکھی ہے:۔

یہ تو صحیح ہے کہ بنظر حالات عامہ وعادۃ جاریہ اس طلاق دینے والے کو اُس مدہوش اصطلاحی کے تحت میں داخل سمجھنا مشکل ہے جس کے متعلق فقہاء نے طلاق واقع نہ ہونے کو تحریر فرمایا ہے۔ اس لئے اگر فی الواقع اس نے طلاق بلفظ ماضی یا حال دیدی ہے تو طلاق پڑگئی ورنہ نہیں۔ دیانۃً تو اتنا ہی حکم ہے لیکن قضاءً جبکہ گواہوں کے بیانات مختلف ہیں فیصلہ کس طرح کیا جائے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ ان تمام گواہوں میں حبیب اللہ اور علی اکبر اور رقیہ بانو کے بیان کو تو اگر سچا بھی مانا جائے تب بھی اُس سے طلاق نہیں پڑتی کیونکہ اُن کے الفاظ سے صیغۂ مستقبل ظاہر ہوتا ہے اور بلفظ مستقبل طلاق واقع نہیں ہوتی اور شرف علی اور موقن علی چونکہ اپنا ذاتی سماع بیان نہیں کرتے اس لئے ان کی شہادت بھی ساقط ہوگئی اور

ہندہ بانو کا بیان مبہم ہے اُس سے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ الفاظ مستقبل کے بولے تھے یعنی خواہم داد یا ماضی و حال کے یعنی دادم یا می دہم وغیرہ اور تارک سنی کے بیان کو اگر صحیح قرار دیا جائے تو اس میں الفاظ کنایۂ طلاق کے مذکور ہیں صریح نہیں لہٰذا وہ مرد کی نیت پر موقوف ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ بوقت اداء نیت طلاق کی دونوں محتمل ہے بلکہ محض وقت گذاری مقصود ہوتی ہے اور جبکہ خاوند نیت کا منکر ہی ہے اور مذاکرہ طلاق بھی سوال میں مذکور نہیں اس لئے اس شہادت سے بھی طلاق ثابت نہ ہوئی بلکہ نیت شوہر پر موقوف ہوئی اب صرف جمال الدین کی شہادت رہ گئی جس سے تین طلاقوں کا وقوع صریح معلوم ہوتا ہے لیکن صرف ایک آدمی کی گواہی سے کوئی حکم طلاق کا شرعاً نہیں کیا جاسکتا۔ اس لئے صورتِ مذکورہ میں حکم بثبوت شہادت کنندہ وقوع طلاق کا حکم نہیں دے سکتا۔ البتہ اگر فی الواقع اُس نے طلاق دی تو عنداللہ طلاق پڑ چکی۔ اب مرد کو اس کے احکام کا پابند رہنا ضروری ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

زیدس روپیہ دینے کی ایک صورت اور اس کا حکم

سوال ۳۹۷۔ زید نے عمر سے کہا کہ میں آپ کو دیتا ہوں آپ اس روپیہ سے گاہے بگاہے جنس کے فلاں قسم کے چمڑے خرید کر میرے ہاتھ فروخت کیجئے اور جب پانسو روپیہ کا ستائیس چمڑا جمع ہو جائے تو مجھکو خبر دیجئے میں وقت مقررہ پر حاضر ہو کر دو روپیہ فی سیر کے حساب سے لے لوں گا۔ آپ جس نرخ سے چاہیں خریدیں اور میرے روپیہ سے جو مال خرید ہوگا بغیر میری اجازت آپ دوسرے سے فروخت نہیں کرسکتے۔ عمر نے ان تمام باتوں کو منظور کرکے زید سے پانسو روپیہ لے لیا دو روپیہ سیر چمڑا خرید کرنے لگا جب پانسو روپیہ کا چمڑا اکٹھا ہوگیا تو زید کو خبر دی زید وقت مقررہ پر نہ آیا بلکہ پندرہ دن کے بعد آیا۔ ان پندرہ دن کے اندر عمر کے چمڑے کا وزن اتنا کم ہوگیا کہ دو روپیہ سیر کے حساب سے چھ سو روپیہ کی قیمت چار سو روپیہ ہوئی اب زید کے ایک سو روپیہ عمر کے یہاں باقی رہے تو کیا زید کیلئے ایک سو روپیہ عمر سے وصول کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں اور چمڑے کا وزن کم ہونے کی وجہ سے عمر کو یہ نقصان ہوا کہ اس کے چھ سو روپیہ کے چمڑے کی قیمت چار سو روپیہ ہوئی۔ تو کیا عمر زید سے دو سو روپیہ وصول کا دعویٰ کر سکتا ہے؟

الجواب صورتِ مذکورہ دو چیزوں پر مشتمل ہے۔ ایک معاملہ اور دوسرا وعدہ۔ زید نے جو روپیہ عمر کو دیا یہ ایک معاملہ ہے لیکن روپیہ کی عاریت قرض کے حکم میں ہوتی ہے کما فی الہدایہ والعاریۃ فی الدراہم والدنانیر ... قرض۔ لہٰذا جو روپیہ زید نے عمر کو دیا یہ اُس کے ذمہ قرض ہوگیا پھر عمر نے زید سے کہا کہ تم اس روپیہ سے جس قدر چمڑا خریدو میں اُس کو عاسیہ کے نرخ سے تم سے خرید لوں گا۔ اور تم بغیر میری اجازت کے کسی دوسرے کو نہ دینا۔ یہ ایک وعدہ اور معاہدہ ہے جس کا حکم شرعاً یہ ہے کہ اُس کا پورا کرنا ضروری ہے اور اُس کے خلاف کرنا گناہ ہے لیکن خلاف کرنے کی صورت

میں کوئی تاوان مالی اس پر شرعاً عائد نہیں ہوتا۔ لہٰذا زید صورت مذکورہ میں خلاف وعدہ کرنے اور باعث نقصان بننے کی وجہ سے گنہگار تو ضرور ہوا لیکن عمر کو اس سے تاوان مالی وصول کرنے کا کوئی حق نہیں بلکہ عمر کو چاہیے تھا کہ جس وقت وہ مال خرید چکا تھا اور زید نے آنے میں دیر کی تو زید کو متنبہ کر دیتا کہ اب میرا نقصان ہوتا ہے اگر تم نے خود آ کر یا کسی کو بھیج کر مال نہ لیا اور وزن نہ کرایا تو میں دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالوں گا۔ حاصل یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں زید کیلئے عمر سے ایک سو روپیہ وصول کرنے کا حق ہے اور عمر کو اپنے نقصان کا تاوان زید سے وصول کرنے کا حق نہیں لیکن زید کو چاہیے کہ چونکہ وہ نقصان کا باعث بنا ہے تو عمر کو راضی کرے اور استغفار کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

رضاعت کی ایک صورت

سوال ۳۹۸: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ سکینہ نے جب جس کی والدہ بیمار تھی شاکر کی والدہ کا دودھ پیا اور شاکر کو سکینہ کی والدہ کا دودھ ایک دن پلایا گیا اب سکینہ شاکر کے حقیقی بھائی رؤف پر حلال ہے یا نہیں اور جب کہ سکینہ اور رؤف کی مناکحت ہو چکی ہے اور ایک لڑکی بھی ہو چکی ہے نکاح صحیح ہوا یا نہیں اور در صورت نہ جائز ہونے نکاح کے لڑکی ثابت النسب ہوئی یا نہیں اور وسیمہ جو سکینہ کی حقیقی بہن ہے اور شاکر کی ... کا جس نے دودھ نہیں پیا بلکہ شاکر نے وسیمہ کی والدہ کا دودھ سکینہ کی ساتھ پیا ہے۔ اب وسیمہ و شاکر کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) کیا دودھ پینے والے پر دودھ پلانے والی کی کل اولاد حرام ہوگی یا جس کے ساتھ پیا گیا ہو؟ مفصل ارشاد فرمایا جاوے؟ بینوا توجروا۔

الجواب: فی الدر المختار ولا حل بین الرضیعة وولد مرضعتها قال الشامی ای من لبن ... (ای التی ارضعتها وولد ولدها ... نسبی او رضاعی وشمل ابنها ولد قبل ارضاعها او بعده) للرضیعة دونها۔ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ دودھ پینے والے پر دودھ پلانے والی عورت کی کل اولاد حرام ہو جاتی ہے۔ دودھ ایک کے ساتھ پیا ہو یا چند کے ساتھ یا کسی کے ساتھ بھی نہ پیا ہو بلکہ نسبی اولاد نے اپنی والدہ کا دودھ بالکل بھی نہ پیا ہو تب بھی دودھ پینے والے پر یہ ساری اولاد حرام ہو جائیگی۔ اب حالت مندرجہ سوال صورت اولیٰ میں تو سکینہ رؤف کی رضاعی بہن ہو گئی کیونکہ رؤف سکینہ کی دودھ پلانے والی عورت کا حقیقی بیٹا ہے۔ اور صورت ثانیہ میں شاکر وسیمہ کا رضاعی بھائی ہو گیا کیونکہ وسیمہ شاکر کی رضاعی ماں کی حقیقی بیٹی ہے اور معلوم ہو چکا کہ دودھ پلانے والی کی کل اولاد حقیقی دودھ پینے والے پر حرام ہو جاتی ہے خواہ اس کی ساتھ دودھ پیا ہو یا نہ پیا ہو لہٰذا سکینہ رؤف پر اور وسیمہ شاکر پر حرام ہے اور جو نکاح لاعلمی سے ہوا وہ نکاح صحیح نہ تھا۔ اب علم ہونے کے

بعد فوراً ایک کو دوسرے سے جدا ہونا ضروری ہے۔ اور جو لڑکی پیدا ہوئی وہ ثابت النسب ہے۔
كما في الدر المختار ونكاح المنكوحة بنكاح فاسد فلا عدة في باطل وكذا موقوف قبل الاجازة اختيار
لكن الصواب ثبوت العدة والنسب بحر ومثله صرح الشامي عن الزيلعي ثم الكمال والبحر وغيرهم
(شامی باب العدۃ ص ۸۳۶ ج ۲) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

ہندوستان کی ریاستوں کا حکم کہ وہ موروثی جائداد کی طرح وراثت میں تقسیم کی جائیں گی یا نہیں؟

سوال ۳۹۹۔ مسلمانوں کے ایک خاندان میں قدیم سے یہ دستور تھا کہ جاگیردار کے بعد بڑے فرزند کو ولیعہد قرار دیکر والد کی وفات پر ولیعہد حکومت جاگیر قائم ہوتا تھا۔ حالانکہ شریعت کے یہ صریح خلاف ہے کہ اس کی رو سے دوسرے بیٹوں کو بھی حق وراثت مساوی پہنچتا ہے۔ جیسا کہ بیگم صاحبہ بھوپال نے اپنی بحث میں جو وراثت جاگیر کی کی لیکن اب بھوپال میں بجائے بڑے پوتے کے بیگم صاحبہ مرحومہ کا چھوٹا بیٹا تخت نشین ہوا اور آئندہ غالباً شریعت کے مطابق عمل ہوگا۔ پرانے رواج کی رو سے جاگیردار (الف) نے اپنے پہلے بیٹے (ب) کو اس کی پیدائش پر ولی عہد قرار دیا۔ چونکہ اُس (الف) کے نرینہ اولاد (۴-۵) سے زیادہ تھی اُس کے دوسرے بیٹے (ج) نے اہل عملہ سے سازباز کرکے اپنے بھائی ولی عہد کے خلاف عمل کرکے خود جاگیر پر قابض ہوگیا۔ اور اعلان یہ کیا کہ (الف) شراب خور ہے، اور اگرچہ مسلمان ہے۔ ہندو درویشوں سے مؤانست رکھتا ہے اور (ج) کی ساتھ سرکشی کرنے سے حقدار باپ کی جاگیر کا نہیں ہے۔ ور (ب) حسب شریعت ہے جس پر اُس کو قتل کردیا۔ کیا ان صورتوں میں شریعت نبوی (ج) کے قتل کو جائز رکھتی ہے اگر جائز نہیں تو کس سزا کا (ج) مستوجب ہے۔ جواب بقید حکم صریح ہونا چاہیئے؟ (۲) (ج) کے دوستوں میں سے ایک کس (د) بھی (ب) سے ملتا تھا مگر وہ برہنہ پھرتا تھا اور جب اس کو علماء کے روبرو لایا گیا تو اُس کو تاکید ہوئی کہ برہنہ نہ پھرے مگر وہ برہنہ پھرتا رہا۔ اور کلمہ طیبہ میں سے صرف لا الٰہ کہتا تھا جب اُس سے پوچھا کہ پورا کلمہ کیوں نہیں پڑھتا تو جواباً کہا کہ میں ہنوز لا الٰہ سے عمل تجاوز نہیں کرسکا اور اگر اس وقت باقی کلمہ پڑھوں تو وارد ہونیکے سبب سے میں جھوٹا ہوں گا۔ ان دو وجہوں سے شریعت کیا حکم ایسے شخص کی ساتھ قائم فرماتی ہے و اگر (د) قتل کیا جاوے تو کس حکم کی رو سے یہ عمل درست ہوگا؟

الجواب۔ ہندوستان کی موجودہ ریاستیں دو قسم پر ہیں ایک تو وہ جو باقاعدہ سلطنت و حکومت کی شان رکھتی ہیں جن میں سکہ اور فوج مستقل ہیں۔ دوسرے وہ کہ زمینداری کی حقیقت سے متجاوز نہیں چونکہ عرف میں دونوں قسموں پر لفظ ریاست کا اطلاق کردیا جاتا ہے اس لئے تنقیح کی ضرورت ہوئی کیونکہ احکام دونوں کے جدا جدا ہیں قسم اول کی ریاستیں ولی عہد یا نواب کی ملک نہیں ہیں اور نہ اُن کو مالکانہ

متصرفات ریاست کے خزانہ میں کرنے کے حقوق حاصل ہیں اور عموماً ایسا کیا بھی نہیں جاتا۔ بلکہ خزانہ ریاست کا حساب وکتاب اور آمد وخرچ اور قوم کا روپیہ جدا ہوتا ہے اور رئیس عہد ونواب کی ذاتی جائداد ومایہ اس سے بالکل ممتاز ہوتے ہیں جس کا عملہ جدا رکھا جاتا ہے۔ اور قسم دوم کی ریاستیں رئیس ونواب کی مملوک ہیں اور ان میں یہ صورتیں نہیں ہوتیں۔ قسم اول کی ریاستیں جس میں سلطنت دہلی ولکھنو کے صوبے اور ان کے نواب سلاطین دہلی ولکھنو کی طرف سے صوبہ دار مقرر تھے جب نظم سلطنت میں خلل آیا تو یہ صوبے خود مختار اور مستقل ہوگئے۔ انگریزی عملداری کے بعد خود مختارانہ حیثیت کلی طور پر تو باقی نہ رہی باہم بہت سے اختیاراتِ ملکی مستقل فوج و مستقل سکہ و اندرون ملک مستقل قانون کا رواج وغیرہ ان کے قبضہ میں رہے۔ اس لئے ان کا شرعی حکم مملوکہ جائداد جیسا نہیں کہ نواب کے انتقال کے بعد میراث کی طرح تقسیم ہوں۔ بلکہ سلطنت وحکومت کا حکم رکھتی ہیں اور ان کے رئیس ونواب امیر وبادشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن چونکہ کامل اختیارات اور اس قدر قوت نہیں رکھتے جو امیر المومنین کے لئے ہونے چاہئیں اس لئے عام احکام میں خلیفہ وامیر کے احکام ان کے لئے ثابت نہیں کئے جاسکتے۔

اور قسم دوم کی ریاستیں البتہ مملوکہ جائدادیں ہیں اور ان کا حکم شرعی یہی ہے کہ بعد وفات مورث ورثہ حسب حصص شرعیہ تقسیم ہوں اس کے خلاف کرنے والے گنہگار اور دیگر ورثہ کرتے ہیں تو ظلم کرتے ہیں لیکن صورتِ مسئولہ میں خواہ ریاست قسم اول سے ہو یا قسم دوم سے زید کا قتل کرنا جائز نہ تھا کیونکہ شراب خواری یا ہنود درویشوں سے موانست کے الزام پر اگر یہ الزام ثابت بھی ہوجائے تو قتل مسلم جائز نہیں۔ اسی طرح یہ کہنا بھی غلط ہے کہ (الف) بوجہ (ج) سے سرکشی کرنے کے باپ کی جائداد کا مستحق نہیں رہا کیونکہ اگر خود باپ کی بھی سرکشی کرتا تب بھی میراث سے محروم نہ ہوتا اس کے ولی عہد کی سرکشی سے کیسے محروم الارث ہوسکتا ہے اور ولی عہد کوئی خلیفہ وقت یا امیر المومنین نہیں اس کی سرکشی کرنے پر بغاوت کا حکم دیا جائے اور باغی کو واجب القتل سمجھا جاوے جب تک یہ کوئی ایسا کام نہ کرے جو موجب قتل ہو۔ بہرحال (ج) کا (الف) کو قتل کرنا حرام ہے پھر چونکہ یہ قتل قتلِ خطا میں داخل ہے اس لئے (ج) پر کفارہ قتل اور دیت اس کے عاقلہ پر واجب ہے اور کفارۂ قتل ایک مسلمان غلام کا آزاد کرنا ہے۔ اور قتل خطا ہونا اس کا اس وجہ سے ہے کہ اس نے ہنود کی ساتھ موانست اور شراب خوری وغیرہ کی وجہ سے اس کو کافر سمجھ کر یا اپنے کو امیر یا بادشاہ اور اس کو باغی سمجھ کر قتل کیا ہے اگرچہ اس کا یہ خیال حقیقۃً غلط تھا) قال فی الدر المختار والثانی خطأ وهو نوعان لانه اما خطأ فی ظن الفاعل کان یرمی شخصا ظنه صیدا او حربیا او مرتدا فاذا هو مسلم (الی قوله) وموجبه ای موجب هذا

لنوع من الفعل وهو الخطاء وما جرى مجراه، كفارة والدية على العاقلة۔ من لسان قوله تعالى: وَمَن قَتَلَ

فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ۔

جواب (۲) (د) اور اگر یہ شخص ہوش وحواس اور عقل رکھتا ہے مجنون اور مجذوب نہیں تو اس کا یہ قول سخت گناہ اور قریب بکلمۂ کفر ہے لیکن صرف اس لفظ سے کفر کا حکم نہ دیا جائیگا کیونکہ اس قول کا یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ اگرچہ حکم کلمۂ حق تو وہی ہے جو معروف ومشہور ہے یعنی لا الہ الا اللہ مگر میں بالفعل تخلیۂ قلب عن غیر اللہ کی مشق میں مشغول ہوں اور کسی مسلمان پر کفر کے حکم کرنے میں انتہا درجہ کی احتیاط کرنا لازمی ہے۔ یہاں تک کہ اگر اس کے کلام میں سو احتمال ہوں جن میں ننانوے ۹۹ احتمالات کفر کے موید ہوں اور صرف ایک احتمال ایسا ہو کہ اس کے کلام کے معنی اسلامی عقیدہ پر اتر سکتے ہوں تو یہی احتمال مراد ہوگا۔ ننانوے ۹۹ احتمالات اس کے مقابلہ میں رد ہو جائیں گے۔ صرح بہ فی جامع الفصولین باب کلمات الکفر وبمثلہ صرح بہ فی شرح الفقہ الاکبر لملا علی قاری ص ۱۹۹

لہٰذا اس شخص پر حکم کفر وارتداد نہ لگایا جائیگا، اور اگر مجنون یا مجذوب ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے افعال پر کوئی شرعی مواخذہ نہیں ہو سکتا۔ بہرحال اس کا قتل کرنا صراحاً جائز نہیں۔ البتہ امیر وقت کو سزائے قید یا کوئی دوسری تعزیر قیام انتظام کیلئے دیدینا مصلحت ومناسب ہے۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ الجواب صحیح فقیر اصغر حسین عفا اللہ عنہ۔

زوجہ کو یہ کہنا کہ میں سال بھر تک تجھے نہ بلاؤں تو تجھکو اختیار ہے جو جی چاہے کرنا!!

سوال ۴۰۰۔ ایک شخص تین سال سے اپنی عورت کو نان نفقہ نہیں دیتا اور عورت کو اس کی ماں کے یہاں یہ کہکر بھیجدیا کہ مجھے کمایا نہیں جاتا تو یہاں رہ۔ ایک سال تک میرا انتظار کرنا اگر میں لینے آیا تو چلی آنا ورنہ پھر تجھے اختیار ہے جو جی چاہے کرنا۔ تین سال کے بعد عورت نے دوسرا خاوند کرلیا یہ جائز ہے کیا صورت ہونی چاہیئے؟

الجواب اگر فی الواقع اس کے خاوند نے یہ کہا تھا کہ اگر میں ایک سال تک تجھے نہ بلاؤں تو تجھے اختیار ہوگا جو جی چاہے کرنا تو اگر خاوند کی نیت ان الفاظ سے یہ تھی کہ پھر تجھے اپنے اوپر طلاق واقع کرنے اور مجھ سے تعلق زوجیت قطع کرنے کا اختیار ہوگا۔ یا اس موقع پر طلاق کا ذکر تھا اس پر یہ الفاظ کہے یا دوسرے قرائن وحالات ایسے موجود تھے جن سے نیت طلاق کا یقین ہوتا ہو تو جب ایک سال گذر جانے کے بعد جب خاوند نے اس کو نہیں بلایا تو اگر جس وقت سال تمام ہوا اس وقت اسی مجلس میں اس نے کہدیا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا یا طلاق واقع کرلی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگئی۔ اور اگر مرد کی نیت ان لفظوں سے طلاق کی نہ تھی اور نہ ایسے قرائن وحالات اور مذاکرۂ طلاق تھا یا عورت نے سال تمام ہونے کے

وقت خود اپنے اوپر طلاق واقع نہ کی تو اب ان لفظوں سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ اب عورت مذکورہ کیلئے مخلص یہ ہے کہ کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں اگرچہ حکومت انگریزی کا ماتحت ہو یا دیندار مسلمانوں کی پنچایت میں اپنا معاملہ پیش کرکے حکم تفریق حاصل کرے اور حکم کی تاریخ سے تین حیض عدت کے گذار کر دوسری جگہ نکاح کرے۔ اس سے پہلے جو نکاح کیا ہے وہ شرعاً معتبر نہیں کذا فی کتب الفقہ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

نابالغہ کا نکاح اس کے دادا نے باوجود والد کے موجود ہونے کے کردیا

سوال ۱۰۴۰ ہ: مساۃ بھان دختر حسین کا نکاح بعمر چار یا پانچ سال اس کے والد کی موجودگی میں دادا نے کر دیا تھا۔ لڑکا خورد سال تھا بعمر پانچ چھ سال۔ ایجاب وقبول نہ کر سکا نہ لڑکے کے والد نے قبول کیا۔ مجلس نے کہا کوئی بات نہیں گھر کی بات ہے۔ اب لڑکی سولہ سترہ برس کی ہے۔ جب تیرہ چودہ برس کی تھی تو ناطے والے ناطہ لینے آئے مگر لڑکی نے والدین سے انکار کردیا۔ والدین نے ناطہ والوں کو ٹال دیا۔ پھر ناطے والے دو تین سال متواتر آتے رہے۔ اس عرصہ میں والدین اپنی لڑکی کو سمجھاتے رہے کہ گھر اچھا ہے، بر اچھا ہے، خویشگی ہے ضد اور ہٹ دھرمی ٹھیک نہیں۔ لڑکی نے جواب دیا تو میں مفرور ہوجاؤں گی۔ یا پھانسی کھا جاؤں گی اس وجہ سے والدین لڑکی کے ساتھ متفق ہیں۔ اگر ایام نابالغی کا نکاح ناجائز ہو تو لڑکی کی منشاء کے مطابق دوسری جگہ نکاح کردیا جاوے؟

الجواب صورت مسئولہ میں لڑکی کے باپ نے اس مجلس میں یا اس کے بعد اگر صراحۃً زبانی اجازت اس نکاح کی دیدی ہے یا عملاً اجازت دیدی مثلاً اس نکاح کے مخصوص کاروبار کو خود اپنے ہاتھ سے کیا اور جو جوڑا کپڑے یا زیور وغیرہ خاوند کی جانب سے آتا ہے اس پر قبضہ کیا وغیر ذلک تب تو یہ نکاح صحیح اور لازم ہوگیا۔ اب لڑکی کو بعد بلوغ بھی فسخ کا اختیار نہیں اور علیحدگی کی صورت بجز اس کے نہیں کہ خاوند طلاق دے۔ اور اگر لڑکی کے والد نے اس نکاح کی اجازت نہ صراحۃً دی ہو اور نہ عملاً تو پھر دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ بجائے اجازت کے انکار کردیا ہو تو اس صورت میں یہ نکاح باطل ہوگیا شرعاً اس کا کچھ اعتبار نہ رہا اور نہ فسخ کرانے کی حاجت رہی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نہ اجازت دی اور نہ انکار کیا بلکہ سکوت کیا تو اب بھی لڑکی کے بالغ ہونے تک یہ نکاح والد کی اجازت پر اور لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد اس کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر اس نے اجازت دیدی تو جائز ورنہ باطل ہوجائے گا۔ قال فی الدر المختار وزوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازتہ قال الشامی فقد مر انہ لو زوجت نفسہا بغیر کفو فللولی الاعتراض مالم یرض صریحاً او دلالۃً کقبض المہر ونحوہ ولم یجعلوا سکوتہ اجازۃ والظاہر ان سکوتہ ہہنا ایضاً کذلک فلا یکون سکوتہ اجازۃ لنکاح

بچہ کو وقت ولادت کسی بزرگ کا کپڑا پہنانا

سوال ۴۰۶۔ وقت پیدائش بچہ کو کسی بزرگ کا کپڑا پہنانا جائز ہے یا نہ؟

الجواب۔ بلاشبہ جائز اور باعثِ برکت ہے بشرطیکہ عقیدے میں کوئی فساد نہ ہو۔ احادیث میں اس کی نظیریں ملتی ہیں۔ فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

سیرت کمیٹی کے نام سے جو مجلس کی جاتی ہے اُس کا حکم

سوال ۴۰۷۔ ۱۲ ربیع الاول کو مسلمانوں نے مجلسہ میلاد النبی منعقد کیا بعض لوگوں نے دوسرے دن دوسرا جلسہ کیا۔ اس جلسہ کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟ (۲) بعض لوگ دوسرا جلسہ کرنیوالوں کو مرتد کہتے ہیں۔ اور یہ کہ اُن کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ یہ صحیح ہے یا نہیں۔ اور مرتد کہنے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟ (۳) اگر کوئی مسلمان (والعیاذ باللہ) مرتد ہو جائے تو وہ تائب ہو کر مشرف باسلام ہو سکتا ہے یا نہ؟

الجواب۔ جلسۂ میلاد النبی جن تعینات و تقیدات کے ساتھ رائج ہو گیا ہے۔ ہمارے نزدیک تو یہ وہی محفل میلاد ہے جس کو نئے لباس میں پیش کیا گیا ہے اور یہ بھی قدیم محفل میلاد کی طرح بہت سی بدعات و منکرات پر مشتمل ہو گیا ہے جن میں بہت سے سوالات مندرجہ بالا میں مذکور ہیں۔ اس لئے ہمارے نزدیک تو یک بھی مناسب نہیں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حق ہے کہ سال بھر میں صرف ایک مرتبہ آپ کا ذکر مبارک وہ بھی صرف ایک دن کیلئے کر کے فارغ ہو جائیں اور وہ بھی بہت سی بدعات ملا کر مسلمان کا تو یہ منصب ہے، کہ کوئی دن آپ کے ذکر مبارک سے خالی نہ جائے بلکہ اپنے ہر کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کو یاد رکھے۔ الغرض ہمارے نزدیک تو جلسۂ میلاد کا صورتِ موجودہ پر انعقاد ہی بدعت ہے یک ہو یا دو۔ دونوں برابر ہیں (۲) ایسے لوگ ہرگز اسلام سے خارج نہیں ہوتے۔ اُن کو خارج از اسلام کہنے والا سخت گناہگار ہے بلکہ اُس پر خوف کفر کا ہے کما فی الخلاصۃ وتنا ضیخان (۳) بلاشبہ مشرف باسلام ہو سکتا ہے اور اُس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ جو بعض خاص جزئیات میں بطور سیاست فقہاء نے لکھا ہے کہ توبہ قبول نہ کی جائے گی اُس کی یہ مراد نہیں کہ وہ مسلمان نہیں ہوگا بلکہ یہ مراد ہے کہ سزائے ارتداد کو اس سے معاف نہ کیا جائیگا اور یہ جزئی تو ان میں کسی طرح درج بھی نہیں جو عالم بد وجہ لوگوں کو مرتد یا گمراہ کہتا ہے وہ خود گمراہ ہے حدیث میں ہے من قال ھلک الناس فھو اھلکھم فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

نکاح کے وقت جو وعدے کیے گئے ان کا پورا کس حد تک ضروری ہے؟

سوال ۴۰۸۔ شوہر نے زوجہ سے قبل نکاح معاہدہ کر لیا کہ میں سسرال میں رہونگا۔ اور زوجہ کو اپنے گھر نہیں لیجاؤں گا۔ اور اس معاہدہ پر خسر نے زید کے نام ایک جائداد لکھدی ہے۔ اس معاہدہ کا پورا کرنا کہاں تک زید کے ذمہ ضروری ہے؟

(۲) اگر میں دوسری شادی کروں تو میری بیوی کو نفقہ ہے کہ مجھ سے فسخ نکاح کرا لیے؟
(۳) کوئی راستہ شریعت میں ہے کہ میں دوسری شادی کر لوں اور پہلی بیوی کی دلخوشی بھی ہو؟
(۴) اگر میں دوسری شادی کر لوں تو جو جائداد مجھے شیخ روشن نے دی ہے وہ شرعاً ان کے ورثاء واپس لے سکتے ہیں؟ (۵) عقد سے پیشتر جو قرارنامہ بابت اس کے کہ سماۃ زینب کی رخصت نہانی مجبوری پر ہوگی تو کیا شرعاً مجھے اس کا پابند ہونا پڑے گا یا نہیں؟

الجواب۔ ایفائے وعدہ ضروری ہے لیکن جب کوئی عذر شرعی پیش آجائے تو پھر وجوب نہیں رہتا حدیث میں ہے اذا وعد الرجل ونوی ان یفی فلم یف فلا جناح علیہ وفی روایۃ اذا اخلف فلا اثم علیہ رواہ ابو داؤد والترمذی وقال فی شرح الطریقۃ المحمدیۃ فی تفسیر ھذا الحدیث فدلیل علی ان ذلک عند العذر [illegible] حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ۔ صورت مذکورہ میں چونکہ آپ کا عذر عند الشرع مقبول و معقول ہے کہ اب سسرال میں گذارہ کی مستقل صورت نہیں رہی اور ملازمت کے چھوٹنے میں قوی اندیشہ پریشانی و ذلت کا ہے، اس لئے ملازمت ہرگز نہ چھوڑیں اور آپ کو شرعاً جائز ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھیں۔ اور بہتر یہ ہے کہ بدون سخت مجبوری کے دوسرا نکاح نہ کریں کہ سخت پریشانیوں اور دینی و دنیوی ضرر کا باعث ہو جاتا ہے

(۲) اگر آپ نے معاہدہ میں کوئی ایسا لفظ نہ لکھا تھا کہ اگر میں بعد نکاح خلاف وعدہ کروں یا دوسری شادی کروں تو زوجہ پر طلاق پڑ جائے تو طلاق یا فسخ نکاح نہیں ہوگی۔ اور اگر کوئی ایسا لفظ معاہدہ میں لکھا تھا تو وہ الفاظ بتائے جائیں جن کا حکم پہلے میں مذکور ہو چکا۔ (۴) اس وعدہ کا ایفاء تو آپ کے ذمہ ضروری نہیں لیکن جو جائداد آپ کو اس وعدہ کی وجہ سے شیخ روشن نے دی تھی اگر آپ وعدہ وفا نہ کریں تو مروۃً آپ کو مناسب ہے کہ وہ جائداد واپس ان کے ورثاء کو دیدیں گرچہ قانوناً آپ مالک ہو چکے (۵) جہاں تک مجبوری ہو آپ کو اس اقرارنامہ کی پابندی ضروری ہے لیکن خوف زنا وغیرہ عذر معقول ہے اس کی بنا پر کچھ دنوں کے لئے آپ اپنے پاس رکھیں۔ بقدر ضرورت رکھیں پھر میکہ پہنچا دیں۔ اور جہاں تک ہو سکے اس کی کوشش کریں کہ فریق ثانی کی رضا و خوشی سے معاملہ ہو جائے

عورتوں کے پردہ اور تعلیم کے متعلق چند سوال و جواب

سوال ۴۰۹۔ مسلمان آزاد بالغہ عورت منہ و ہاتھ و قدم کھول کر بازار میں آمد و رفت کر سکتی ہے یا نہیں؟ (۲) عورت مذکورہ بے برقعہ اور بے پردہ کسی غیر محرم سے گفتگو یا تعلیم حاصل کر سکتی ہے؟ (۳) آجکل مروجہ طریقہ سے جو مسلمان بالغہ لڑکیاں اور عورتیں گاڑیوں پر منہ ہاتھ کھول کر اسکول کالج میں پڑھنے جاتی ہیں اور غیر محرم مدرسوں سے تعلیم حاصل کرتی ہیں یہ شرعاً

جائز ہے یا نہیں؟ (۴) طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ اس سے کونسا علم مراد ہے؟
(۵) کن ضرورتوں کے وقت عورتیں برقع لے کر باہر آمد ورفت کرسکتی ہیں؟ (۶) شریعت نے عورتوں
کو بھی مردوں کی طرح تحصیل علوم وفنون میں اختیار دیا ہے یا نہ؟ فی زمانہ خصوصاً عورتوں کو تعلیم
انگریزی اعلیٰ پیمانہ پر حاصل کرنا جائز ہے یا قطعی حرام؟ (۷) بعض قرآن وحدیث سے حوالہ دیتے ہوئے
کہتے ہیں کہ آزاد بالغہ مسلمہ کو منھ ہاتھ قدم کھول کر سینہ گردن وتمام بدن پر چادر ڈال کر جہاں
چاہے آمد ورفت کرسکتی ہیں، اُن کا مستدل یہ آیت ہے یا ایہا النبی قل لازواجک وبناتک۔ الآیۃ۔
اس آیت سے مفسرین نے کیا مستنبط کیا ہے۔ اور جمہور علماء کی اب کیا رائے ہے اور یہی آیت نقاب
کو ثابت کرتی ہے یا نہیں؟ (۸) مرد وعورت کیلئے ابتداءً فرض علوم شرعیہ کو چھوڑ کر دیگر علوم وفنون
میں منہمک ہوجانا جائز ہے یا نہیں؟ (۹) اجنبی مرد وعورت اجنبیہ پر معاً نظر پڑجانے سے سلام مسنون
کا کچھ حکم ہے؟ (۱۰) غیر محرم مرد کا غیر محرم عورت کی طرف بلا خواہش دیکھتے رہنا جائز ہے یا نہیں؟
(۱۱) عورتوں کے لئے علم انگریزی سیکھنے کی کیا صورت ہے؟ (۱۲) عورتوں کو نقاب ڈالنا زمانہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب۔ سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس مخالفت کا منشاء ہرگز یہ نہیں کہ قرآن
حدیث کو دیکھکر ان لوگوں کو پردہ کشائی کا حکم معلوم ہو۔ اور اس لئے وہ پردہ کی مخالفت کررہے ہیں
بلکہ اس کا منشاء محض یورپ کی کورانہ تقلید ہے اور مذہب سے آزادی ہے اس لئے اس کا جواب
وعلاج نہ فتویٰ سے ہے نہ قرآن وحدیث کے صحیح مطالب ان کے سامنے پیش کرنے سے بلکہ اصلی
علاج یہ ہے کہ کسی طرح ان کے قلوب میں قرآن وحدیث کی اور خدا اور رسول کی عظمت ومحبت اور
خدا کا خوف پیدا ہو تو ان شبہات میں سے ایک بھی شبہ ایسا نہیں جو کسی سمجھدار انسان کو پیدا ہوسکے
اس مسئلہ پر ہندوستان میں قدیم سے بہت سے رسائل مستقل لکھے جاچکے ہیں اور ابھی تقریباً تیسرا
سال ہوتا ہے کہ اخبارات میں اس مسئلہ کا ایسا طوفان اٹھا تھا کہ کوئی پرچہ اس سے خالی نہ تھا۔ اس
سلسلہ میں بھی ہزاروں مضامین اور کافی شافی بحثیں ہر ایک آیت وحدیث پر ہوچکی ہیں اگر کسی کو
قرآن وحدیث پر عمل کرنا ہو تو وہ کافی ہیں ورنہ کرنا ہو تو اس تحریر سے کیا فائدہ ہوگا اس لئے اجمالاً
بعض ضروریات کے احکام لکھے جاتے ہیں۔ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس جگہ دو مسئلے جدا جدا ہیں اکثر شبہات تو
ان دونوں کے اختلاط اور جہالت سے پیدا ہوگئے ہیں وہ یہ کہ ایک حکم ستر نماز کا ہے دوسرا مسئلہ
حجاب وپردہ پوشی یہ دونوں علیحدہ علیحدہ دو حکم ہیں۔ ستر نماز کیلئے تو چہرہ اور ہاتھ اور قدم کا ڈھانپنا

ضروری نہیں اور جن فقہاء نے ان کے کھولنے کو تجویز کیا ہے وہ ستر نماز ہی کے متعلق لکھا ہے
اور دوسرا مسئلہ یعنی حجاب کے متعلق یہ ہے کہ اُس کا اصل مدار فتنہ پر ہے جتنا زیادہ احتمال فتنہ
کا ہو اُسی قدر اُس کا انسداد ضروری ہے۔ چہرہ کھولنے میں بالکل ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ
فتنہ ہے۔ بازو تک ہاتھ یا کمر وغیرہ کھولنے میں بھی اتنا فتنہ نہیں جتنا چہرہ کھولنے میں ہے۔ اس لئے
چہرہ کا اجنبی آدمیوں سے چھپانا مسئلۂ حجاب میں نہایت ضروری ہے اگرچہ مسئلہ ستر نماز میں ضروری
نہیں یعنے نماز چہرہ کھول کر ہو جاتی ہے مگر اجنبی کے سامنے چہرہ کھول کر جانا جائز نہیں بلکہ یہ اُن
اشد معاملات میں سے ہے جن میں فقہاء نے اپنی بیوی کو مارنے اور تعزیر دینے کی بھی اجازت دی ہے
درمختار کتاب التعزیر میں ہے ویعزر الزوج الزوجۃ علی ترکھا الزینۃ الی قولہ او کشفت وجھھا یعزر محرم
اسی طرح عالمگیری کتاب الحظر والاباحۃ میں۔ اور عامہ کتب فقہ کی کتاب الکراہیۃ وغیرہ میں صراحۃً
چہرہ غیر محرم کے سامنے کھولنے کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ مگر ان بے علم مجتہد اور آزاد خیال کو کیا کیا جائے
کہ فقہ کا ایک ہی باب دیکھ کر فتویٰ جاری کر دیا۔ دوسرے ابواب سے قطع نظر ہے۔

دوسری بات یہ سمجھئے کہ مسئلہ حجاب قرآن مجید میں بتدریج نازل ہوا ہے۔ ابتدائے اسلام میں بالکل
پردہ نہ تھا۔ پھر قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم الآیۃ اور یدنین علیھن من جلابیبھن وغیرہ آیات
نازل ہوئی جن میں پردہ کا ابتدائی درجہ مذکور ہے اس کے بعد دوسری آیات آئی جن میں پردہ کا خاص
اہتمام ظاہر ہوتا ہے واذا سألتموھن متاعا الی قولہ من وراء حجاب وغیرہ یہاں تک کہ بالکل گھر کے
اندر رہ کر پردہ کرنے کا حکم بھی قرآن ہی میں نازل ہو گیا وقرن فی بیوتکن لیکن ضرورات شرعیہ مثل
نماز جماعت وغیرہ اس وقت تک مستثنیٰ تھی گو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے اُس وقت بھی
افضلیت اسی کی سمجھ میں آتی تھی کہ عورتیں اپنے گھروں میں نمازیں پڑھیں جیسے ارشاد ہے صلوتھا
فی بیتھا افضل من حجرتھا اوکما قال (مشکوٰۃ) لیکن زمانۂ نبوت کے بعد نبی کریم صلے اللہ علیہ
وسلم کے اشارات و تصریحات کو سمجھنے والے صحابہ کرام نے زمانہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ان
ضرورات شرعیہ میں بھی عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت کر دی صحیح بخاری میں حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے یہی مضمون صراحۃً مذکور ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت کو دیکھتے تو
یقیناً عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے روک دیتے اور اسی لئے جمہور صحابہ کی عورتیں خلفائے ثلثہ
ہی کے عہد میں مساجد میں جانے سے رُک گئیں تھیں

اس سے یہ بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جب نماز جیسے اہم کام و جماعت جیسی فضیلت کیلئے اُس کو

نکلنے کی اجازت شریعت نے نہ دی تو کسی اور کام کے لئے کیسے اجازت ہوگی
حاصل یہ ہے کہ قرآن مجید کی بعض آیات کو دیکھکر تمام اصول اسلامیہ اور احادیث نبویہ اور تفاسیر صحیحہ سے قطع نظر کرکے ایک مراد متعین کرنا اور اُن سے احکام نکالنا ایک مستقل اصولی غلطی ہے کہ اگر بالفرض یہ حکم اتفاقاً صحیح بھی نکل آتا جب بھی جائز نہ تھا۔ حدیث میں ہے من فسر القرآن برایه فاصاب فقد اخطاء یہاں بھی یہی آفت پیش آئی ہے۔ اس لئے اُن آیات کو اپنے مدعا کا مثبت سمجھے ہوئے ہیں (۱) تقریر مذکور سے معلوم ہوا کہ مسلمان بالغہ عورت یا قریب البلوغ کو منہ ہاتھ کھول کر باہر جانا جائز نہیں (۲) تعلیم حاصل کرنا بھی نامحرم مرد سے جائز نہیں۔ البتہ اگر کوئی مسئلہ پیش آوے اور محرم کوئی آدمی ایسا نہ ہو کسی عالم سے دریافت کر سکے تو برقع وغیرہ کے پردہ کے ساتھ کسی عالم صالح سے مسئلہ پوچھ سکتی ہے لیکن باضابطہ تعلیم کسی مرد اجنبی سے حاصل کرنا جائز نہیں۔ لخوف فتنة بل تحققها (۳) جائز ہے (۴) ظاہر ہے کہ یہ بے دینی کا علم مراد نہیں بلکہ علم شرعی (۵) ایک ضرورت تو ۲ میں مذکور ہوئی دوسری ضرورت یہ ہے کہ گذارہ کیلئے کوئی صورت نہ ہو تو برقع وغیرہ پردہ کے اندر کسی کا کام کاج کردے (۶) انگریزی تعلیم مروجہ مردوں ہی کیلئے جائز ہونا مشکل ہو رہا ہے عورتوں کے لئے کہاں۔ عورتوں کو تو فقط ضروری دینی تعلیم اور امور خانہ داری سکھانا چاہیے اور بس۔
اب تو جن یورپینوں کی تقلید لوگ کرتے ہیں عورتوں کی آزادی وفحاسی سے عاجز آکر وہ بھی اسی تجویز کو تسلیم کر رہے ہیں۔ چنانچہ دائرۃ المعارف مؤلفہ علامہ فرید وجدی مصری میں لفظ مرأۃ کے تحت میں امریکہ کے بڑے بڑے ماہرین کے اقوال ایسے ہی نقل کئے ہیں
(۷) جواب نمبر اول سے پہلے تمہید میں آچکا ہے (۸) مرد کیلئے بقدر فرض علم حاصل کرنے کے بعد دوسرے علوم وفنون کی تحصیل اس شرط سے جائز ہے کہ اس میں کوئی دینی خرابی نہ ہو۔ اور عورت کے لئے فقط دینی تعلیم ہونی چاہیے جو ۶ میں مذکور ہوئی۔ (۹) جوان عورت پر اگر نظر بلا اختیار پڑ جائے یا دیسے ہی پس پردہ ملنا ہو جائے تو سلام نہ کرنا چاہیے۔ بوڑھی عورت کو سلام کرنے میں مضائقہ نہیں کذا فی العالمگیریہ من کتاب الکراہیۃ (۱۰) جائز نہیں نص قرآن میں یغضوا من ابصارھم اسی کی ممانعت کیلئے وارد ہے (۱۱) اول تو اس آفت کے عورت کو سکھانے کی ضرورت ہی کیا ہے اور اگر بالفرض کوئی ضرورت ہو تو اپنے محرم سے سیکھ سکتی ہے غیر سے نہیں۔
(۱۲) ابتدائے زمانہ میں ثابت ہے اور آخری زمانہ خلفائے راشدین میں تقریباً متروک ہو چکا تھا شاذ و نادر واقعات قابل تاویل ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

شوہر بے وقوف ہے اس لئے بیوی کو طلاق کہدے اس کا حکم

سوال ۱۰۴۰ خلاصہ سوال یہ ہے کہ زید کا چھوٹا لڑکا بکر بیوقوف، سیدھا ہے۔ اس نے اپنی زوجہ کے متعلق یہ کہا کہ ہندہ میری بیوی نہیں رہی میں اس کو طلاق دیتا ہوں۔ ہندہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب صورتِ مذکورہ میں بکر کی بیوی پر طلاق بائنہ واقع ہوگئی کیونکہ طلاق صریح کے ساتھ ایک اور وصف کا اضافہ کردیا یعنی یہ کہہ دیا ہے کہ وہ میری بیوی نہیں رہی۔ رہا یہ کہ وہ بیوقوف ناسمجھ ہے تو اس بات سے وقوعِ طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑتا لما قال فی الدر المختار ويقع طلاق كل زوج عاقل بالغ ولو سفيهًا خفيف العقل وقال الشامي السفه في اللغة الخفة وفي الاصطلاح خفة تبعث الانسان على العمل في ماله بخلاف مقتضى العقل شامی ج ۲

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

جماع کے وقت اگر کپڑا حائل ہو تو طلاق معلق علی الجماع واقع ہوگی یا نہیں؟

سوال ۱۰۴۱ زید نے یہ کہا کہ اگر میں زوجہ سے حالتِ حیض میں جماع کروں تو میری عورت کو تین طلاق۔ اس کے بعد حالتِ حیض میں دل لگی کرتے ہوئے التقائے ختانین ہوا۔ زید برہنہ تھا اور عورت کپڑے پہنے ہوئے تھی باوجود کپڑے کے غیبوبتِ حشفہ ہوا اور زید کو انزال ہوا تو زید کی بیوی پر تین طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب صورتِ مسئولہ میں جس وقت دوسری مرتبہ غیبوبتِ حشفہ کے ساتھ انزال ہوا اس وقت سے تین طلاقیں پڑ کر حرمتِ مغلظہ ثابت ہوگئی۔ اور اب یہ عورت زید کے نکاح میں دوبارہ بغیر حلالہ نہیں آسکتی قال فی الاشباه والنظائر فی احکام غیبوبة الحشفة ويترتب عليها احكام منها وقوع الطلاق المعلق على الوطي ... ولا فرق في الايلاج بين ان يكون بحائل او لا لكن بشرط ان تصل الحرارة معه وكذا ذكروه في التحليل ويجري في سائر الابواب۔ عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ غیبوبتِ حشفہ اگرچہ کسی حائل کپڑے وغیرہ کے ساتھ ہو مگر جبکہ لذت و حرارت پہنچتی ہو تو حکم میں جماع کے ہے۔ لہٰذا صورتِ مذکورہ میں جماع متحقق ہوگیا اور تین طلاقیں جو جماع پر معلق تھیں واقع ہوگئیں فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

چند مفید اور معتبر کتابیں

تفسیر بیان القرآن مکمل

یہ مشہور تفسیر حضرت مولانا اشرف علی صاحب
تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی ہے
کتاب متعدد بار طبع ہو کر ہدیہ ناظرین ہوئی
ہے مگر سب سے عمدہ تھانہ بھون کی طبع شدہ
سمجھی جاتی تھی جو حضرت تھانوی کے
منشا و ضرورت جدید طبع ہوئی تھی ہم نے
اسی کے مطابق مضامین مفیدہ شامل کر کے
عمدہ کتابت و طباعت سے آراستہ کر کے
اعلیٰ قسم کے کاغذ پر طبع کرا لیا ہے۔
ہدیہ کامل بارہ جلد ۵۶

تواریخ حبیب الٰہ اردو

از مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سیرت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
میں سب سے پہلی کتاب ہے، قیمت قسم اول
ایک روپیہ بارہ آنے ۱۲/ع
قسم دوم ایک روپیہ چار آنے عہ
فرائض اردو، قیمت بارہ آنے ۱۲/
بوادر النوادر کامل کمیاب

مکمل اشاعت اسلام

المعروف بہ
دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا؟
اس میں بانی اسلام علیہ التحیۃ والسلام
سے لیکر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین
کے زمانے تک کے وہ صحیح و مستند حیرت انگیز
سبق آموز واقعات اس انداز سے بیان
کئے گئے ہیں کہ جن سے آفتاب نصف النہار
کی طرح روشن ہو جاتا ہے کہ اسلام دنیا میں
اپنی حقانیت و صداقت کے ذریعہ سے ہی
عالمگیر و محیط ہوا ہے۔ واعظین و مقررین
کو دوسری کتب سے مستغنی کر دینے والی
زبردست کتاب ہے۔ قیمت چھ روپے

تاریخ اسلام مصنفہ حضرت مولانا

عاشق الٰہی صاحب میرٹھی۔ یوں
تو آپ کی نظر سے بہت کتابیں گذری
ہوں گی لیکن بحیثیت مجموعی جامعیت و
دلنشینی ایسی کتاب یقیناً نہیں نظر سے
نہ گذری ہوگی جس کے پڑھنے سے روشنی
حاصل ہوتی ہے اللہ و رسول کی محبت
[illegible] بہت ضخیم
کتاب ہے قیمت چار روپے

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

مصنفہ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو
مولانا نے جس عمدہ پیرایہ میں صحیح و مستند
روایات سے نقشہ کھینچا ہے وہ اس کے
مطالعہ ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔
قیمت تین روپے

حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم یعنی سچی کہانیاں

جس کے پڑھنے سے بوڑھوں، نوجوانوں
بچوں میں دینی جذبات یکساں طریق
سے پیدا ہوتے ہیں قیمت دو روپے

جدید مکمل و مدلل بہشتی زیور

جدید خصوصیات و مقبولیت کے لحاظ
سے محتاج تعارف نہیں جو بہشتی زیور
کے شرف کا خطاب پا چکا ہے جناب کو
جب بہشتی زیور درکار ہو بہ سرورق پر جدید
مکمل مدلل بہشتی زیور لکھا ہو ملاحظہ فرما کر
خریدا کریں ہدیہ کامل گیارہ حصص

مندرجہ بالا کتابیں اور ہر قسم کی دینی اسلامی کتب سستی اور عمدہ ملنے کا پتہ } **کتب خانہ رحیمیہ دیوبند (یو پی)** ہمیشہ یاد رکھیے

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

الحمد للہ والمنۃ کہ ایں خزینۂ علوم فقہیہ و ذخیرۂ فتاویٰ

یعنی

جلد چہارم

فتاویٰ دار العلوم دیوبند

کہ مشتمل ست بر

عزیز الفتاویٰ

از افاضات زین مسند الافتاء والتدریس مفتی اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب
قدس سرہ مفتی دار العلوم دیوبند

و
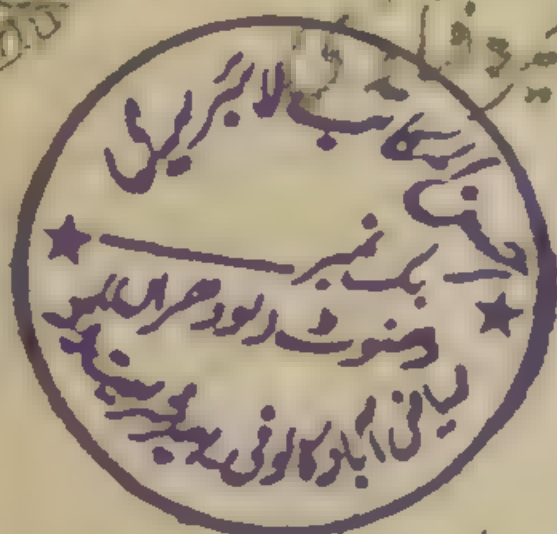
امداد المفتین

از جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہ سابق مفتی دار العلوم دیوبند

ناشر

قابل اختر صدیقی مالک کتبخانہ رحیمیہ دیوبند (یوپی)

فہرست مضامین عزیز الفتاوے جلد چہارم

عزیز الفتاوےٰ

جلد چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کِتَابُ الاِیْمَانُ وَ الْعَقَائِدْ

خطاءً اگر کلمۂ کفر نکلا تو فیما بینہ و بین اللہ کافر نہیں ہوتا

سوال ۴۴۵ - جہل در الفاظ سب عذاست یا نہ - انکار امامت صغریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفر است یا نہ - قصد سائل الفاظ غرضخوض فما درست معتبر است یا نہ - قول فتاویٰ خیریہ این است کہ اگر کسے بگوید والعیاذ باللہ اگرچہ رسول اللہ بیاید نیز ایں کار نکنم، کفر نیست بلکہ قائل صفت حضور علیہ السلام کردہ و دیگر توجیہات رکیکہ صاحب خیریہ ظاہر نمودہ کہ نزد جملہ کتب فقہ و عقائد خلاف است۔ ایا فتویٰ بعدم کفر قائل ایں قول جائز است یا نہ۔ و نگہے محل صحت ایں قول دارد یا نہ؟

الجواب۔ قال فی رد المختار بل لیل ما صرحوا بہ من انہ اذا اراد ان یتکلم بکلمۃ مباحۃ فجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاءً بلا قصد لا یصدقہ القاضی وان کان لا یکفر فیما بینہ و بین ربہ تعالیٰ الخ ثم ان مقتضی کلامھم ایضاً انہ لا یکفر بشتم دین مسلم ای لا یحکم بکفرہ لامکان التاویل الخ ثم قال بان التاویل ان مرادہ اخلاقہ الردیۃ ومعاملتہ القبیحۃ لا حقیقۃ دین الاسلام الخ فی الدر المختار واعلم انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر وعزاہ فی الاشباہ الی الصغریٰ وفی الدرر وغیرھا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ الخ

عنده جملة على ما ذكره البرهان فی شرح التحریر فهو اعتقاد ان من قولهم لا یسلمون الخلف الاعتقاد فی الغفران ... ثم قول ابی حنیفة رحمه الله مطابق لنص القرآن وهو قوله تعالیٰ ان الله لا یغفر ان یشرک به ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء بخلاف المرجیة حیث لا یجعلون الذنوب مما عدا الکفر تحت المشیة الخ۔

(۳) ایسے بدزبان کو تعزیز اً ضرب کرنا اور تحقیر کرنا چاہیے تھا۔

(۴) وخبر المعراج ای بجسد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یقظة الی السماء ثم الی ما شاء الله تعالیٰ فی المقامات العلی حق فمن رده فهو ضال مبتدع الخ شرح فقہ اکبر ص(۵)، والتاویل الصحیح ان المعراج کان بمکة فی اوائل البعثة حین لم تولد عائشة الخ شرح فقہ اکبر فقط

ما یتعلق بالتفسیر والحدیث

دفع تعارض مابین انما یتقبل الله من المتقین و من یعمل مثقال ذرة الخ **سوال ۵۴۵** ۔ آیہ کریمہ ۔ انما یتقبل الله من المتقین اور آیہ کریمہ فمن یعمل مثقال ذرۃ الخ میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔؟

الجواب متقون کے ایک معنی یہ ہیں کہ شرک و کفر سے بچا بعض مفسرین انما یتقبل الله من المتقین کے یہی معنی بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مؤمنین ہی سے قبول فرماتا ہے پس اس صورت میں جملہ مؤمنین اس میں داخل ہیں اگرچہ وہ گنہگار ہوں۔ اب کچھ تعارض نہ رہا۔ اور ایک مطلب یہ ہے کہ قبول کامل پرہیزگاروں سے ہوتا ہے۔ اور فساق و فجار سے بھی اگرچہ اعمال صالحہ مقبول ہوتے ہیں۔ مگر اس درجہ کے مقبول نہیں جیسے متقیوں سے اس صورت میں بھی کچھ اشکال نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

آیت ما ادری ما یفعل بی ولا بکم کی تفسیر **سوال ۵۴۶** ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ آیت شریفہ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم منسوخ ہے یا نہیں اس آیت کے ظاہر معنے کیا ہیں اور کس علم کی نفی ہے۔؟ **الجواب** اس آیت کے ظاہری معنے میں وہی قول ہے جو قاضی بیضاوی۔ ابو سعود شیخ زادہ علی بیضاوی وغیرہ میں مذکور ہے کہ نفی ہے درایۃ مفصلہ کی چاہے علم متعلق امور دنیا سے ہو یا آخرت سے۔ اس واسطے کہ کوئی لفظ تخصیص کا موجود نہیں ہے بیضاوی میں ہے ما ادری ما یفعل بی ولا بکم فی الدارین علی التفصیل شیخ زادہ میں ہے اختلف فی ان المراد بما نفی عنه علمه مما یفعل به و بهم من احوال الدنیا ام من احوال الآخرة والمصنف حمله علی ما هو اعم من احوال الدنیا والآخرة بعموم اللفظ وعدم المخصص اور یہ نفی ہے اس علم کی جو بذریعہ

کے ہو کیونکہ اس آیت کے ساتھ ہے اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوحیٰ اِلَیَّ۔ بیضاوی ہی میں ہے وھو جواب عن اقتراحہم الاخبار عمالم یوح الیہ من الغیوب او استعجال المسلمین ان تخلصوا عن اذی المشرکین۔ آیت کا یہ مطلب باعتبار لفظ کے ظاہر اور صریح ہے۔ اور اس صورت میں نسخ کی ضرورت نہیں ہے تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان میں علامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین النیساپوری فرماتے ہیں والاصح عند العلماء انہ لا حاجۃ الی التزام النسخ فان الدرایۃ المفصلۃ غیر حاصلۃ وعلی تقدیر حصولہا فانہ لم ینف الا الدرایۃ عن تلقاء نفسہ ومانفی الدرایۃ من جہۃ الوحی۔ اور امام رازی، ابن جریر بغوی وغیرہ نے امور دنیا غیر متعلق شان نبوت کی نفی پر محمول کیا ہے اور اس حمل کی وجہ شان نزول کا قصہ ہے ان اقوال کی بنا پر بھی منسوخ نہیں ہے اور بعض نے نفی علم آخرت پر حمل کیا ہے یعنی ما ادری ما یفعل بی ولا بکم فی الاخرۃ۔ اور اس حمل کی وجہ یہ ہے کہ اس آیۃ کے نزول کے بعد کفار نے اعتراض کیا تھا کہ جب ان کو اپنی نجات کی بھی خبر نہیں ہے تو ہم ان پر ایمان کیوں لائیں۔ محققین تو اس حمل کا انکار کرتے ہیں بلکہ محال کہتے ہیں مگر اس کی دو صورت ہو سکتی ہے علم آخرت کی نفی کی تخصیص بھی اگر مان لی جاوے تو وہ علم اجمالی ہو گا جس کی نفی ہوئی ہے یا تفصیلی۔ علم اجمالی کی نفی کی صورت میں آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ مرنے کے بعد میرا تمہارا کیا حال ہو گا اس کا علم اجمالی بھی ہمیں نہیں ہے۔ نعوذ باللہ۔ جو یہ مطلب لیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آیت لیغفر لک اللہ الآیۃ کے نزول کے بعد یہ آیت منسوخ ہو گئی مگر یہ صحیح نہیں ہے؛

امام ابن جریر، ابن خزیمہ، حسن بصری وغیرہ نے ناجائز اور محال کہا ہے کہ آیت کا یہ مطلب لیا جائے اور منسوخ کیا جائے کیونکہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ عرصہ دراز تک باوجود نبی ہونے کے واقعی آپ کو اپنی نجات میں شک تھا جو صریح باطل ہے اس کے علاوہ اس آیت کے قبل سورہ بنی اسرائیل جن، مزمل، مدثر، اعراف، مریم وغیرہ نازل ہو چکی تھیں جس میں بڑی بڑی بشارتیں حضور کے متعلق موجود ہیں پھر نجات کے علم حاصل نہ ہونے کے کیا معنے اور علم آخرت تفصیلی مراد ہو تو وہ منسوخ نہیں ہے یہ تمام معانی محکم و ثابت غیر منسوخ ہیں؛

الغرض نسخ کسی صورت سے صحیح نہیں بنتا حالانکہ عموم لفظ سے عدول کی بھی کوئی وجہ نہیں ہے

حررہ ابو البرکات محمد عبد الرؤف دانا پوری؛

اقول بعد حمد اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ ان الراجح ما رجحہ المحققون کالرازی والسیوطی وابن جریر وابو مسعود والبغوی والخازن وابن عباس فی تفسیرہ وغیرہم من المفسرین

وابوجعفر النحاس فی الناسخ والمنسوخ وغیرھم من علماء ھذا الفن الذین لم یعدوا ھذہ الآیۃ من کونھا فی السوال من المنسوخ کالسیوطی فی الاتقان حتی قال الشاہ ولی اللہ الدھلوی ان المجمع علیہ نسخ خمس آیات فقط لیست ھذہ منھا من ان المراد بقولہ تعالیٰ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم فی الدنیا لا فی الآخرۃ لما یلزم علی اثبات من عدم علم النبی لوء بعثتہ بما یصیر الیہ بعد الموت وذلک خلل فی ایمان من یعتقد ذلک وعلیہ فالراجح عدم النسخ کما صرح بہ غیر واحد من المحققین واللہ اعلم۔

اما انا الذی اعتقدہ والحق اللہ علیہ ھو ما ذھب الیہ القاضی البیضاوی فی تفسیرہ وھو ان الآیۃ واردۃ فی نفی علم رسول اللہ باحوال الدنیا والآخرۃ تفصیلاً لا اجمالاً حیث قال رضی اللہ عنہ ما نصہ وما ادری ما یفعل بی ولا بکم) فی الدارین علی التفصیل اذ لا علم لی بالغیب قلت ای علی التفصیل کلیاتھا وجزئیاتھا اذ ذلک من اختصاصیاتہ تعالیٰ وحدہ لا شریک لہ وذلک لا ینافی ان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی کثیر من المغیبات التی لم یطلع علیھا احد من خلقہ سواہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا ما اعتقدہ والسلام علی من اتبع الھدیٰ فقط

حررہ احمد موسیٰ مصری امام مسجد کلکتہ

جب ایک جماعت مفسرین ومحققین علماء کے نزدیک بلا نسخ کے آیت کا مطلب صحیح بن جاتا ہے تو پھر نسخ کا احتمال غیر ضروری ہے علاوہ ازیں احتمال نسخ سے نسخ نہیں ہو سکتا فقط

عبدالوہاب بہاری مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

القول بالنسخ فی ھذہ الآیۃ مما لا یحتاج الیہ لان لھا محملاً صحیحاً لا یحوم حولہ النسخ مع ان النسخ بالاحتمال لا یثبت فالقول بانھا محکم صحیح لا سترۃ فیہ۔ عبدالصمد اسلام آبادی

للہ در المجیب فقد صرح بالصواب فی الجواب۔ فقط حررہ العبد السید محمد امیر علی مدرس مدرسہ عالیہ۔

آجاب من اصاب محمد یحیٰ مدرس مدرسہ عالیہ

قد اصاب من اجاب۔ فقط محمد عبدالشکور مدرس مدرسہ عالیہ۔

ھذا الجواب صواب وما احسن ما ذکر انیب پدری من معنی الدرایۃ ان نفیہ من جھتہ نفسہ لا من جھۃ الوحی والحق ان قرن الصحابۃ والتابعین لم ینقل منھم ان ھذہ الآیۃ منسوخ مع ان المجمل لا خباریتہ لا مجال للنسخ فیہ ومن ادعی النسخ فلا محول لہ عن جھتہ نقل بل تمامہ۔ تاویلات ... فقط حررہ محمد ناظر حسن مدرس مدرسہ عالیہ۔

سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دعا کرنا قبل نماز کے معلوم ہوتا ہے یا بعد نماز کے۔؟ **الجواب** اس حدیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے کے پاس موجود تھے وہ اُن پر ثناء کر رہے تھے اور اُن کے اوصاف حمیدہ بیان کر رہے تھے۔ جس کی تفصیل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت میں موجود ہے جس کو بخاری و مسلم نے بایں الفاظ روایت فرمایا ہے۔ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال انی لواقف فی قوم تدعو اللہ لعمرؓ وقد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی یقول یرحمک اللہ انی لا یرجون یجعلک الیہ مع صاحبیک لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کنت وابوبکر وعمر وفعلت وابوبکر وعمر وانطلقت وابوبکر وعمر ودخلت وابوبکر وعمر وخرجت وابوبکر وعمر فالتفت فاذا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

اس حدیث سے ثناء خیر اور دعاء کی کیفیت معلوم ہو گئی اور حضرت علی رضؓ کی دعاء و ثنا کی کیفیت بھی مفصل واضح ہو گئی جنازے پر ثناء خیر کا حکم حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جب کسی جنازے کو دیکھو تو اُس پر ثناء خیر کرو کہ یہ میت ایسا اور ویسا تھا یعنی اُس کے اوصاف حمیدہ بیان کرو۔ اور مثلاً یہ کہو کہ یہ میت اچھا شخص تھا نمازی پرہیزگار تھا وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے۔ تو اس اجتماع بقصد دعاء اور اہتمام دعاء کا بہیئت خاصہ ثابت نہیں ہوتا۔ حاصل یہ ہے کہ اتفاق کوئی امر پیش آنا دوسری بات ہے اور اُس کا التزام اور اصرار بہیئت خاصہ امر آخر ہے۔ اسی اہتمام اور اصرار اور التزام سے بہت سے امور مباحہ و مستحبہ بدعت ہو جاتے ہیں اس فرق کو خوب سمجھ لینا چاہیے اور نظائر اس کے کتب فقہ میں مذکور ہیں کہ ایک شئی اصل سے مستحب ہوتی ہے مگر التزام و اہتمام و اصرار سے بدعت ہو جاتی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

۵۵۲

ایک سو دس برس کا
فتویٰ دربارہ فاتحہ مروّجہ

الحمد للہ وکفی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد۔ ماہ ذی الحجہ کی تعطیلوں میں امسال فقیر کو سفر مرادآباد پیش آیا بحالت سفر قصبہ ٹانڈہ بادلی متعلقہ ریاست رام پور میں قیام تھا کہ میرے معزز و مہربان حافظ عبدالرحیم خانصاحب کے والد قلمی و مطبوعہ کتابوں میں۔ اتفاق سے ایک فتویٰ نظر سے گذرا جسکو حافظ صاحب کے والد حافظ میاں ... محمد خاں صاحب مرحوم مغفور نے اپنے ہاتھ سے نقل کر کے دوسری کتابوں کے ساتھ مجلد محفوظ کر دیا تھا۔ آخر میں

اور خود صاحب موصوف اس فتوے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں

بار صفر ۱۲۹۳ھ جناب مولوی محمود علی صاحب ساکن شہر بریلی و عنایت اللہ خاں صاحب ساکن موضع موہن پور متعلقہ قصبہ بیلی بھیت بہم متفق شدہ بخدمت حضرت مولانا سید محمد حیدر علی صاحب رام پوری تشریف آوردند مکان مولانا موصوف اقامت درزیدند وفتوی دربارہ فاتحہ مروجہ پیش کش حضرت والا نمودند الخ

اس تحریر سے اور دیگر ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس فتوی کے مفتی مولانا مولوی سید محمد حیدر علی صاحب ہیں جو اب سے ایکسو دس سال بیشتر ریاست رام پور کے نامی گرامی اجلا فضلاد محدثین میں سے تھے۔ در رام پور جہاں اب تک علمائے حقانی کا اثر بہت کم اور علمائے سوء اور جہلائے مبتدعین کا بہت زیادہ ہے یہ فتوی فارسی میں ہے اور ممکن ہے کسی زمانہ میں چھپ بھی چکا ہے مگر میرے لئے یہ بالکل ایک نئی اور عجیب شے تھی فتوے کی جامعیت کو دیکھ کر بے اختیار دل میں آیا کہ اس کا ترجمہ بامحاورہ کر کے ناظرین کی خدمت میں پیش کردوں تاکہ عوام اہل اسلام متنبہ ہو جائیں کہ جو علماء اثرات کو یہ کہہ کر زائل کرنا چاہتے ہیں کہ کیا پہلے مولوی نہیں تھے جو رسوم مروجہ کو دور کرتے۔ آج تم لوگ نئی نئی باتیں پیش کرتے ہو۔

وہ واقف اور خبردار ہو جائیں کہ علمائے حقانی ہر زمانے میں رسومات بدعت کی بیخ کنی کرتے رہے ہیں اور ہر زمانے کے اہل زمانہ تمہاری طرح ان کو رد کرتے چلے آئے ہیں فقط واللہ الموفق والمعین

فقیر محمد احمد اللہ عمری مظفر نگری عفی عنہ متعلم دورہ تفسیر و حدیث دارالعلوم دیوبند ۲۵ ماہ صفر

(صورت مسئولہ) کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس صورت میں کہ مسلمانوں کے بعض گروہ میں رواج ہے کہ بزرگوں اور مردوں کے نام سے کھانا پکاتے ہیں اور اپنے اعزہ و اقارب وغیرہ کو مدعو کرتے ہیں مگر جب تک اس کھانے پر پکنے کے بعد سورہ فاتحہ نہیں پڑھی جاتی نہ خود اس میں کوئی تصرف کرتے ہیں نہ صاحبان ضیافت کو کھانے کی اجازت دیتے ہیں اور فاتحہ اس طرح دلائی جاتی ہے کہ کھانا پکا کر سب کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے اور چند اشخاص یا کسی خاص شخص سے کہا جاتا ہے کہ تم اس پر فاتحہ پڑھ کر کھانے کا ثواب فلاں کی روح کو بخشدو وہ شخص یا اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص یعنی قل ھو اللہ اور تکبیر (اللہ اکبر) اور درود شریف اس کھانے پر پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ثواب اس کا اور اس کھانے کا فلاں کی روح کو بخشدیا۔ شرعاً اس قسم کا عمل سنت ہے یا مستحب یا مباح۔ بینوا وتوجروا

الجواب

صورت مذکورہ میں اگر کھانا متوفی بزرگوں کے نام سے بطور نذر کے پکایا جائے تو یہ نذر بذاتہ حرام اور شرک ہے کیونکہ نذر غیر اللہ تبارک و تعالی جائز نہیں ہے اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا ذکر لا تخرجوا ما نذر ا

الآیۃ کی تفسیر میں غیر اللہ کی نذر ماننے والے کو مشرکین میں سے قرار دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ ازاں جملہ کسانیکہ در ذبح ونذر و در قربانیہا با خدا دیگراں را ہمسری کنند۔ انتہی یعنی وہ لوگ بھی مشرکوں ہی میں شمار ہوں گے جو قربانی اور ذبح اور نذروں کے ماننے میں دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیتے ہیں۔

اور اگر پکا ہوا کھانا خالصاً لوجہ اللہ کرتے اور دعوت کرکے لوگوں کو کھلاتے ہیں اور اُس کا ثواب متوفیوں اور بزرگوں وغیرہ کو بخشدیتے ہیں تو اس صورت میں اُس کا ثواب اُنھیں بزرگوں کو پہنچتا ہے کیونکہ مُردے بندوں کے اعمال حسنہ سے جو اُن کے لئے کئے جائیں نفع اٹھاتے ہیں۔

چنانچہ فتاویٰ بزازیہ و درمختار میں مذکور ہے۔ انہ ینفع المیت خلافاً لمالک علیہ المعتزلۃ بناءً علی ان عمل الخیر لا ینفع الخیر وقد عرف فی الکلام وقد شہدت الآثار بالمختار وعلیہ العمل فی الامصار فی کل الاعصار وانہ حجۃ۔ یعنی عمل خیر میت کو نفع دیتا ہے اگرچہ مالکیہ اس کے خلاف ہیں۔ اور معتزلہ اُن کی تائید کرتے ہیں اسی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ عمل خیر سوا اپنی ذات کے دوسرے کو نفع نہیں دیتا (مگران کے خلاف) علمائے علم کلام سے قولِ پسندیدہ اور آثار صحابہ (مفتی بہ) شاہد ہیں کہ میت کو عمل خیر نفع ضرور نفع دیتا ہے) اسی پر مختلف بلاد و امصار میں ہر زمانے میں عملدرآمد رہا ہے اور یہی ہمارے لئے حجت ہے مگر فاتحہ کی جو رسم ہندوستان کے مسلمانوں میں رائج ہے وہ نہ سنت ہے، نہ مستحب، نہ مباح۔ بلکہ سراسر سنت سنیہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے بچند وجوہ۔

وجہ اول۔ یہ کہ خالصاً لوجہ اللہ کھانا پکا کر مہمانوں کو کھلانا فی نفسہ مسنون ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کا اس پر معمول رہا ہے۔ اور کھانا کھلانے میں چار باتیں فرض ہیں اور چار سنت جیساکہ فتاوے تاتارخانی میں ہے اما الاربعۃ التی ھی فریضۃ اولہا ان لا تاکل الا من الحلال۔ والثانی ان تعلم انہ من اللہ تعالیٰ والثالث ان تکون راضیاً والرابع ان لا تعصی اللہ تعالیٰ مادامت قوۃ الطعام فیک واما الاربعۃ التی ھی سنۃ اولہا تسمی اللہ تعالیٰ فی الابتداء والثانی ان تحمد اللہ تعالیٰ فی الانتہاء والثالث ان تضع مضغاً تاماً والرابع ان لا تنظر الی لقمۃ غیرک والیضا فیہ من سنتہ ان یحمد اللہ تعالیٰ اذا فرغ من الطعام ولا ینبغی ان یرفع صوتہ بالحمد الا ان یکون جلساءہ فرغ الاکل۔

یعنی وہ چار باتیں جو کھانا کھلانے کے لئے فرض ہیں اُن میں سے ایک یہ کہ تم سوائے اکل حلال کے مالِ حرام و مشتبہ میں سے نہ کھلاؤ۔ دوسرے یقین کے ساتھ جان لو کہ توفیق اطعام اللہ کی طرف سے اور تم پر اُسکا احسان ہے تیسرے یہ کہ فراخ حوصلگی اور رضائے قلبی کے ساتھ کھلاؤ۔ چوتھے یہ کہ جب تک اللہ تعالیٰ نے

تم کو کھانا کھلانے کی قوت اور ہمت دی ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کیجیو۔
اور اُن میں سے چار سنتیں ہیں جو مہمان و میزبان دونوں کے لئے باعث اجر عظیم ہیں اول یہ کہ ابتدائے طعام میں بسم اللہ پڑھے دوسرے یہ کہ ختم طعام پر اللہ کا شکر زبان سے ادا کرے یعنی الحمد للہ کہے۔ تیسرے یہ کہ ہر ہر لقمے کو اچھی طرح چبائے (اہل اللہ کا تجربہ ہے کہ جس قدر زیادہ باریک ہو کر لقمہ حلق سے اُترے گا اُسی قدر اندرونی نورانیت اور اشراقِ قلب پیدا ہوگا نیز یہ کہ خوب چبا کر کھانا علماء اور صلحاء امت کا طریقہ ہے اور توکل میں آیا پر عمل کرنا ہے وقوفوں اور چوپاؤں کا کام ہے فاختر ما یحلوك ۱۲ مترجم غفرلہٗ)۔
چوتھے یہ کہ دوسرے لقمے پر نظر نہ ڈالے۔ نیز اُسی میں یہ بھی لکھا ہے کہ سنت طعام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کھانے سے فارغ ہو الحمد للہ کہے مگر آہستہ۔ جب تک کہ ابھی دوسرے فارغ نہ ہوئے ہوں جب اہل محفل کھانے سے فراغت کر چکے ہوں اُس وقت باواز بلند الحمد للہ کہنے میں کوئی حرج نہیں،
(فائدہ لابن الاملاکا از بندہ مترجم) دعائے مسنونہ ختم طعام پر پڑھنا زیادہ باعث ثواب ہے یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ؕ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ اُس نے ہم کو کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور مسلمان (فرمانبردار اپنا) بنایا۔ یا مثل اس کے اور مسنون دعا، کتب حدیث میں سے یاد کرلے اور اپنے میزبان کے شکریہ میں اُس کے لئے ان الفاظ میں دُعا کرے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ اے اللہ اُن کے واسطے اپنے انعامات میں برکت دے جو تو نے ان کو دئے ہیں اور اُن کی مغفرت کر اور اُن پر رحم فرما۔۱۲
پس اس بارے میں سنت سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ کھانے سے پہلے بسم اللہ اور ختم طعام پر الحمد للہ پڑھی جائے اور یہی طریقہ زمانۂ صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور فقہائے مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور حرمین شریفین کے رہنے والوں میں رائج ہے، بلکہ تمام ملک حجاز میں آج تک اسی طرح جاری ہے اس صورت میں فاتحہ مروجہ مسلمانان ہند بے شبہ ناروا اور ناجائز ہے جیسا کہ مشکوٰۃ المصابیح میں ہے۔
عن العرباض رضی اللہ عنہ قال صلّٰی بنا رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ثم اقبل علینا بوجہہ فوعظنا موعظۃ بلیغۃ ذرفت منہا العیون و وجلت منہا القلوب فقال رجل یا رسول اللّٰہ ہذہ موعظۃ مودع فاوصنا اوصیکم بتقوی اللّٰہ والسمع والطاعۃ وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ۔

یعنی عرباض بن ساریہ صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور ایسا بلیغ وعظ بیان فرمایا کہ لوگوں کی آنکھیں اس سے بہنے لگیں اور دل کانپ اٹھے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ وعظ تو اس شخص کا سا وعظ ہے جو اہل وعیال کو سفر جاتے وقت بوقت رخصت سنائے۔ آپ ہم کو اور وصیت فرمائیں (کہ آپ کے بعد ہمارے کام آئے) پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے حاکم کی باتیں سنو اور مانو اگرچہ وہ غلام حبشی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بڑے بڑے خلاف دیکھے گا اس وقت تم میرے طریقے اور میری ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو نہ چھوڑنا۔ بلکہ اس پر مضبوط جمے رہنا اور اس کو اپنے دانتوں سے مضبوط و مستحکم تھامے رہنا اور نئی باتوں سے بچتے رہنا کیونکہ ہر نئی بات (دین میں) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی۔ وایضاً فیہ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمن رغب عن سنتی فلیس منی وایضاً فیہ عن عمرو ابن عوف رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الدین لیارز الی الحجاز کما یارز الحیۃ الی جحرھا ولیعقلن من الحجاز معقل الاروية من راس الجبل ان الدین بدأ غریبا وسیعود کما بدأ فطوبی للغرباء وھم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی،

یعنی اس مشکوٰۃ میں یہ روایت بھی آئی ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہا انھوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس جس نے میری سنت سے منہ پھیرا وہ مجھ سے نہیں۔ نیز یہ کہ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک دین (اسلام) حجاز میں اس طرح مضبوطی سے جم جائے گا جیسا کہ سانپ اپنے بل میں جھٹ جاتا ہے اور لوگوں کو چاہیے کہ وہ حجاز سے ایسے بندھ جائیں جس طرح پہاڑی بکرا پہاڑ کی چوٹی سے رپہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اپنے آپ کو دشمنوں سے محفوظ کر لیتا ہے، بیشک دین شروع میں اجنبی تھا۔ اور آخر میں بھی اجنبی ہو جاوے گا پس خوشخبری ہو جیو غرباء کو اور وہ۔ وہ لوگ ہیں کہ ایسے وقت دین کی اصلاح کریں گے جبکہ میرے بعد میری سنت کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہوگا۔

فائدہ جلیلہ (از مترجم) اس حدیث میں بعض کم علم واعظ غریب اور غرباء کا ترجمہ محاورہ اردو کے موافق بے زر غریب اور مفلس کر کے غریب مسلمانوں کو خوش کرتے اور اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔ حالانکہ لغت حجاز میں غریب اس اجنبی مسافر کو کہتے ہیں جسکو پردیس میں کوئی نہ جانے۔ مقصود یہ ہے کہ اسلام کی ابتداء غرابت اور اجنبیت سے جیسے اس کا کوئی ہمدرد و مونس نہ تھا وطن میں مسافر و اجنبی تھا کہ دو اے سوائے چند نفوس جیسے کے سارے دشمن تھے اہل مدینہ کی نصرت و اعانت سے مستحکم ہوا۔ آخر میں بھی کوئی نام و مددگار نہ رہے گا۔

سوائے ایک اجنبی جماعت علماء کے جو اُن زمانہ اجنبی سمجھیں گے اور مُنہیں کے. خلاص و للّٰہیت پر اسلام قائم رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مٹ چکی ہوگی دوبارہ قائم کریں گے پس اُن اصلاح کنندہ مہدیین کو رضاء و لقاء باری تعالیٰ کی بشارت ہو **وجہ دوم** - یہ کہ امر دین میں کوئی نئی بات بعد زمانہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد مبارک صحابہ تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے پیدا ہو۔ اور مخالف سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور عمل صحابہ و مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کے جو شئی بھی ظاہر ہوگی مثل فاتحہ مروجہ مسماۃ ہند وغیرہ کے وہ ضرور نہایت مکروہ ہوگی **وجہ سوم** - یہ کہ مال خیرات کی بہت سی قسمیں ہیں ایک نقدی مثل روپیہ اشرفی وغیرہ تقسیم کرنا. یا غلہ کی جنس سے گیہوں، چنا، چاول وغیرہ صدقہ کرنا یا پارچہ جات سوتی مثل سر لیصاف، تن زیب، محمودی وغیرہ اور اونی کپڑے مثل شال دوشالے شیلے وغیرہ ایسے ہی کمبل لحاف توشک وغیرہ خیرات کرنا اور ان کے علاوہ چوپائے ڈھور ڈنگر ہاتھی، اونٹ گھوڑے وغیرہ اللہ واسطے دینا اور راہ خدا میں. ہتھیار وں ظروف مسی (برتن) وغیرہ ہبہ کرنا اور باغات، حویلی وغیرہ وقف فی سبیل اللہ کرنا. تعجب ہے کہ ان سب کو خیرات کرتے وقت کسی ایک پر بھی رسمی فاتحہ نہ پڑھی جائے سوائے پکے ہوئے کھانے کے۔ آخر اس کا سبب کیا ہے؟ اس کی وجہ اصل میں یہ ہے کہ ہندی مسلمانوں نے بہت سی باتیں باہمی میل جول کے اثر سے متاثر ہو کر اپنی ہمسایہ قوم ہندوؤں سے لی ہیں۔ اور اُن کو کسی قدر تغیر کے ساتھ اپنے اندر رواج دیدیا۔ اُن میں سے بعض صریح کفر و شرک محض ہیں۔ جیسے کہ بزرگوں کے مزارات پر سجدہ کرنا اور اُن کے نام کی نذریں مان کر قربانی و ذبیحہ کرنا۔ اور ان بزرگوں سے بذاتہ دیدہ استمداد. حتی کہ اُن سے اولاد رزق وغیرہ مانگنا. ایسے ہی بعض باتیں اُن میں سے حرام محض ہیں، جیسے کنگنا، سہرا، منڈھا، دوگڑھ وغیرہ لغویات شادی بیاہ نکاح وغیرہ میں بجا لانا۔ اور دساسول پچھتر معدوم کر کے اُن میں نئے کام نہ کرنا۔

نیز تیرہ تیزی وغیرہ کی نحوستوں سے شگون لینا اور بیواؤں کا نکاح ثانی نہ کرنا بلکہ جبراً ان کو نکاح سے روکنا ایسے ہی بعض اُن میں سے مکروہ ہیں دیگر بدعت تحریمہ مثل فاتحہ مروجہ کے۔

اب جاننا چاہیئے کہ اہل ہنود جو نیک عمل اپنے کمان میں کرتے ہیں بلا کسی قید کے بجا لاتے ہیں سوائے پکے ہوئے کھانے کے جبکہ اُس کا ثواب اپنے مُردوں کو پہنچانا چاہتے ہیں اُس کو اپنی اصلاح میں کناگت کہتے ہیں جبتک کہ زُنّار دار برہمن کھانا سامنے رکھکر اُس پر نہ پڑھائی دگاتری کے منتر پڑھ کر مُردوں کو نہیں پہنچ لیتا ہے اُس کھانے میں کچھ بھی تصرف جائز نہیں سمجھتے۔

ہندی مسلمانوں نے اس طرز کو پسند کر کے اپنے موتی و مردوں کو ثواب پہنچانے کا طریقہ فاتحہ کی صورت میں اپنے یہاں رائج کر لیا مگر چونکہ یہ عمل سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اور جبکہ زمانہ خیر القرون صحابہ و

حاشیہ مولانا کے تو ضیح: ہم اس بات پر شرح کرتے ہیں ساتھ ... نہیں کہ کی ... سے عہد سلطنت ... کی ایجاد ہے ۱۲ مترجم

تابعین وتبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لیکر آج تک اور خود حرمین شریفین کے رہنے والوں کے نزدیک بھی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس لئے کسی صورت میں بھی اشد کراہت سے خالی نہیں جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں وارد ہوا ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابغض الناس الی اللہ ثلثة ملحد فی الحرام ومبتغ فی الاسلام سنة الجاھلیة ومطلب دم امرء بغیر حق لیھریق دمه یعنی حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ تر دشمن تین شخص ہیں۔ ایک ناحق کسی شخص کے حرم مکہ کے اندر کجروی کرنے والا یعنی امور محرمہ کا ارتکاب کرنے والا دوسرا اسلام میں رسم جاہلیت کا رواج دینے والا یعنی کفر کی رسم وراہ طلب کرنے والا تیسرا ناحق کسی شخص کے خون کا طلب کرنے والا و فی بزازیہ مروی عن ابن المبارکؒ رؤی فی المنام قیل لہ ما فعل اللہ بک قال عاتبنی واوقفنی ثلاثین سنة بسبب انی نظرت باللطف الی مبتدع فقال لم لا تعادی عدوی فی الدین۔ یعنی فتاویٰ بزازیہ میں مذکور ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک کو کسی نے خواب میں دیکھا دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا کہا مجھ پر عتاب ہوا اور تیس سال جواب دہی کے لئے موقف میں ٹھہرائے رکھا محض اس قصور پر کہ میں نے ایک بدعتی کو نگاہ لطف سے دیکھا تھا پس مجھ سے کہا گیا کیوں تو نے میرے دین کے دشمن سے عداوت نہ رکھی۔ (اعاذنا اللہ منہا)۔

دفع اشکال۔ شاید کسی کو یہ اشکال پیش آئے کہ سورۂ فاتحہ اور سورۃ اخلاص وتکبیر ودرود کا پڑھنا فی نفسہ عبادت ہے اور یہی عبادت فاتحہ میں مروج ہے پس اس صورت میں فاتحہ خوانی کیوں مکروہ ہوئی؟

پس جاننا چاہیے کہ ہر عبادت کے لئے احکام شرعی کے مطابق ایک محل ومقام مخصوص ہے خصوصاً فاتحہ وتکبیر وغیرہ کے لئے۔ اگر یہ عبادت بے محل واقع ہوگی تو اس کے پڑھنے والے پر ضرور عتاب ہوگا جیسا کہ نماز فرض وغیرہ میں ایک ایک مرتبہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ مشروع ہے اور تشہد میں التحیات۔ اگر کوئی شخص ہر رکعت میں یا کسی ایک رکعت میں سورۂ فاتحہ دو مرتبہ پڑھے یا التحیات میں الحمد پڑھ دے۔ اگر سہواً ہو تو سجدۂ سہو لازم آئے گا۔ ایسے ہی قعدۂ اولیٰ میں درود شریف پڑھنا سجدۂ سہو کو مستلزم ہے وعلی ہذا القیاس۔ دیگر اعمال کو بے محل وبے موقع ادا کرنا۔ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلاف سنت پر عمل کرنے کی ممانعت نہایت شدت کے ساتھ فرماتے تھے۔ اگرچہ وہ عمل فی نفسہ عبادت ہو چنانچہ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے وقد صح عنه نقلا لابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه ان قوما اجتمعوا فی مسجد یھللون ویصلون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویرفعون اصواتھم فذھب الیھم ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنه وقال ما عھدنا ھذا علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما اراکم الا مبتدعین فما زال یذکر ذلک حتی اخرجھم من المسجد۔ یعنی یہ

روایت صحت کو پہنچ چکی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہا گیا کہ ایک قوم مسجد میں جمع ہو کر ذکر لا الہ الا اللہ اور درود شریف کا ورد باواز بلند کیا کرتے ہیں حضرت ابن مسعودؓ اُس مسجد میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ہم نے زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کبھی ایسا طریقہ مقرر نہیں کیا اور میں تم کو نہیں دیکھتا ہوں مگر یہ کہ تم لوگ بدعتی ہو۔ برابر یہی فرماتے رہے یہاں تک کہ ان کو مسجد سے نکال دیا **وجہ چہارم** ۔ یہ کہ ہر عمل خیر پر اُس وقت ثواب مترتب ہوتا ہے جبکہ وہ عمل تمام ہو جائے۔ اور عمل خیر کی نیت کرنے سے وہ عمل تمام نہیں ہوتا۔ اور صدقے کا عمل اُسوقت تمام ہو گا جبکہ وہ صدقہ مستحقین کو پہنچ جائے اور جب تک کھانا مالک کے قبضہ و تصرف میں ہے اُس پر ثواب کا ترتب نہیں ہوتا۔ اس خیال ثواب کا موتیٰ کو بخشنا محض لغو اور باطل ہے۔

اور نہایت عجیب بات ہے کہ ایسے ثواب کے پہنچانے میں گویا مردوں کو دھوکا دیا جاتا ہے کہ بغیر ثواب کے مترتب ہونے اس عمل کا ثواب اُن کی طرف عائد کرتے ہیں اور جس وقت مستحقین کو وہ عمل خیر صدقہ وغیرہ پہنچ جاتا ہے اُس وقت خاموشی اختیار کرتے اور سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے اُن کو اس طعام کا ثواب بخشدیا۔ یہ امر محض شیطانی شعبدہ ہے کہ ناحق ان بے چاروں کو غلطی میں ڈالتے ہیں۔ اس لئے کہ شرع شریف میں ثواب کا بخشنا قبل از حصول محض لغو ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے کہ ایک شخص قرآن شریف پڑھنے سے پہلے کہے کہ میں نے قرآن کا ثواب جس کی میں نیت کر رہا ہوں فلاں میت کو بخشدیا ایسا کلام صریح لغو اور بے فائدہ ہے۔

وجہ پنجم ۔ یہ کہ کھانا کھلانے اور قرآن شریف پڑھنے کے لئے لوگوں کو جمع کرنا حالت تعزیت اور سوگ میں شرعاً مکروہ ہے جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والفقراء للختم او لقراءۃ سورۃ الانعام والاخلاص والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ۔ یعنی میت کے مرتے ہی پہلے اور تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد کھانا تیار کرنا اور کھلانا مکروہ ہے۔ اور قبر میت پر لے جانا مخصوص موسموں میں (مثل ایام عرس وغیرہ کے) اور لوگوں کو دعوت دینا قرآن شریف پڑھنے کے لئے اور صلحا و فقراء کو ختم قرآن کے لئے یا سورۃ انعام یا سورۃ اخلاص پڑھنے کے لئے جمع کرنا۔

حاصل کلام یہ کہ قرآن شریف پڑھوانے کے وقت مجلس اکل و شرب منعقد کرنا ہر حال میں مکروہ ہے اور ختم مروجہ میں یہ تمام صورتیں کراہت کی ظاہراً موجود ہیں۔

وجہ ششم ۔ یہ کہ ہاتھ اٹھانا صرف دعا کے لئے مشروع ہے جیسا کہ فتاویٰ تاتارخانی اور السغناقی میں ہے عن محمد بن الحنفیۃ رحمہ اللہ تعالیٰ قال الدعاء اربعۃ دعاء رغبۃ ودعاء تضرع ودعاء خفیۃ ففی دعاء الرغبۃ یجعل بطون کفیہ الی السماء وفی دعاء الرہبۃ یجعل

ظهر كفيه الى وجهه وفي دعاء التضرع يعقد الخنصر والبنصر ويحلق الوسطى والابهام ويشير بالسبابة ودعاء الخفية ما يفعله المرء في نفسه - یعنے محمد بن حنفیہؒ سے روایت ہے کہ دعا کی چار قسمیں ہیں۔ ایک دعاء رغبت (اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور مراد اور آخرت میں اس سے نعم جنت اور دیدار الٰہی کی طلب و خواہش کے اظہار کے لئے دعاء مانگنا)۔

دوسری دعاء رہبت (اللہ کے قہر و غضب اور زیغ قلب سے پناہ مانگنے اور آخرت میں اس کی ناراضگی اور دوزخ اور اس کے عذاب سے بچنے کے لئے دعاء کرنا) تیسری دعاء تضرع (نہایت عاجزی سے گڑگڑا کر دعا مانگنا) چوتھی دعاء خفیہ (دل ہی دل میں یا آہستگی اللہ تعالیٰ سے کچھ طلب کرنا)۔

دعائے رغبت میں ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف پھیلائے اور دعائے رہبت میں اپنی ہتھیلیوں کی پشت کو اپنے چہرے کے مقابل رکھے جس طرح فریاد کرتے ہوئے رکھتا ہے اور دعائے تضرع میں خنصر و بنصر کو ہتھیلی سے ملا کر بیچ کی انگلی (وسطی) اور ابہام (انگوٹھے) سے حلقہ کرے اور شہادت والی انگلی سے اشارہ کرے۔ اور دعائے خفیہ (پوشیدہ بغیر زبان ہلائے دل ہی دل میں کرے۔

پس فاتحہ مروجہ میں کھانے پر ہاتھ اٹھانا ان دعاؤں میں سے کسی ایک دعاء کے لئے بھی نہیں بلکہ یہ تو محض ایک عطا و بخشش ہے کیونکہ خود کہتے ہیں کہ میں نے اس طعام و کلام کا ثواب فلانے کی روح کو بخش دیا۔ اور عطاء دعاء کا بالکل عکس ہے پس اس صورت میں ہاتھ اٹھانا صریح خلاف شرع ہے۔

ایک خطرہ کا جواب اور شبہ کا ازالہ) اگر کسی کے دل میں یہ خطرہ گذرے کہ سورہ فاتحہ فی نفسہ دعاء ہے پس فاتحہ مروجہ میں کیوں یہ دعاء سے خارج ہوگئی۔ اسکی توضیح اس طرح ہے کہ سورہ فاتحہ اس وقت دعاء ہوتی ہے جبکہ دعاء کی نیت سے پڑھی جائے اور رسمی فاتحہ میں تو سرے ہی سے دعاء نظر نہیں۔ بلکہ مقصود سورہ فاتحہ وغیرہ کی قرأت کا ثواب بخش کر ارواح اموات کو بخشا جاتا ہے۔ نیز حالت قرأت میں سورہ فاتحہ پڑھتے وقت ہاتھ اٹھانا کسی روایت سے ثابت نہیں۔ ورنہ حالت نماز میں جو کہ تمام عبادات کا منبع اور جامع ہے قرأت فاتحہ کے وقت ہاتھ اٹھانا شروع ہوتا۔

اس کے علاوہ یہ قیاس اس وقت درست ہوتا جب کہ فاتحہ دینے والے صرف سورہ فاتحہ پڑھتے وقت ہاتھ اٹھایا کرتے اور سورہ اخلاص وغیرہ پڑھتے اور مردہ کا نام لیتے وقت ہاتھ چھوڑ دیا کرتے۔ چونکہ رواجاً اول سے آخر تک ہاتھ اٹھائے رکھتے ہیں اس لئے فاتحہ مروجہ اول سے آخر تک حکم واحد میں ہے یعنی تمام مجموعہ دعاء نہیں بلکہ عطا ہے جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا۔

پھر اس صورت میں سورہ فاتحہ کو دعاء قرار دینا اور اسکی آڑ لینا بالکل ایسا ہے جیسا کہ ڈوبنے والا دریا میں تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے جو بے سود و لا حاصل ہے بلکہ اگر کوئی اس رسم کا مؤید یہ کہے کہ میں تو صرف سورہ فاتحہ کو بطور دعاء

کے ہاتھ اٹھا کر پڑھتا تھا اور اُس کے بعد میت کی بخشش و مغفرت اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہوں جو خود دعا ہے، اُس کے لئے ہاتھ اٹھانا جائز و روا ہے پھر بھی یہ صورت موافق قاعدہ شرعیہ کے درست نہیں کیونکہ شرعاً کھانے کو دعا کے لئے قبلہ بنانا اور دعا کو حضوریٔ طعام کے ساتھ مشروط کرنا جائز نہیں۔

وجہ ہفتم، یہ کہ اجابتِ دعا کے لئے احادیثِ صحیحہ کے مطابق تین قسم کے محل، موارد اور اوقات ثابت ہیں اور فاتحہ مروجہ ان تینوں اقسام سے خارج ہے۔ اوّل اوقاتِ اجابت۔ مثل شبِ قدر (شعبان میں ہو یا رمضان میں) اور روزِ عرفہ اور ماہِ رمضان نیز شبِ جمعہ۔ اور آدھی رات کا وقت اور آخری تہائی رات۔ اور صبح صادق اور جمعہ کے دن ایک ساعت مقبولیت، وغیرہ دوسرے احوالِ اجابتِ دعا۔ یعنی دعا کن کن حالات میں مقبول ہوتی ہے وہ یہ ہیں بر اذانِ نماز کے بعد سے اقامتِ صلوٰۃ تک اور بعد اذان سننے اور ختم ہونے کے۔ اور جہاد میں صف آرائی کرتے وقت۔ روزہ افطار کرتے وقت اتلاوتِ قرآن مجید کے بعد متصل۔ اور جس وقت بارش ہو رہی ہو وغیرہ۔

تیسرے مکاناتِ اجابت۔ یعنی کن کن مکانات کو اجابتِ دعا کے لئے خصوصیت حاصل ہے منجملہ ان کے اکثر مقامات حرم محترم و مکہ معظمہ مثل طواف زیر میزابِ رحمت، خانہ کعبہ کے داخل میں چاہ زمزم پر، صفا مروہ کے میدان میں۔ سعی صفا مروہ کی حالت میں، مقام ابراہیمؑ میں، میدانِ عرفات میں اور مزدلفہ و منیٰ میں اور رمی جمرات کرتے ہوئے وغیرہ، پس کھانے کو سامنے رکھ کر دعا کرنا (در قبولیت دعا کی آرزو کرنا) ان تینوں اقسام سے خارج اور سعی لا حاصل ہے۔

وجہ ہشتم، یہ کہ حکم شرعی یہ ہے کہ جس وقت کھانا سامنے آئے فوراً بلا تاخیر کھانا شروع کردے اُس وقت توقف و تاخیر ناروا و ناجائز ہے یہاں تک کہ اگر روٹی یا چاول مثلاً آگئے ہیں اور ابھی قلیہ یا شوربا وغیرہ نہیں پہنچا تو اُس کا بھی انتظار نہ کرے[۲] ۔ جیسا کہ فتاویٰ بزازیہ میں ہے لا ینتظر الادام بعد حضور الطعام یعنی کھانا سامنے آنے کے بعد سالن کا انتظار نہ کرے بلکہ کھانا سامنے آنے پر نماز جماعت کو مؤخر کر دینا جائز ہے جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضع عشاء احدکم واقیمت الصلوٰۃ فابدؤا بالعشاء ولا یعجل حتی یفرغ منہ وکان ابن عمرؓ یوضع لہ الطعام وتقام الصلوٰۃ فلا یاتیھا حتی یفرغ منہ وانہ لیسمع قراءۃ الامام متفق علیہ یعنی حضرت عبداللہ

---

[۱] کھانے پر فاتحہ دلوانے کا رواج عموماً جمعرات کی رات کو ہے یہ معنیٰ نہیں کہ شبِ جمعہ مقبولیت دعا کا محل ہے بلکہ اُن لوگوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ جمعہ کی رات میں دنیا بھر کے مسلمان مُردے اپنے اپنے زندہ عزیزوں کے گھروں کے پاس رہو آتے ہیں چونکہ اس کا ثبوت کسی صحیح حدیث سے نہیں اس لئے یہ خیال غلط اور بے بنیاد ہے۔ یا مقبولیت دعا کا وقت جمعرات کا دن یا جمعہ کی رات کا ہونا اس کی تو سرے سے نیت ہی نہیں اور انما الاعمال بالنیات، اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے وہ یہاں مفقود ہے لہٰذا یہ بھی باطل ہوا واللہ اعلم بندہ مترجم غفرلہٗ۔ [۲] ہم نے اپنے اساتذہ اور اکابر کو دیکھا کہ مجلس دعوت میں جب کھانا اُن کے سامنے رکھا گیا تو ایک لقمہ سے بعد بسم اللہ شروع کر دیتے تھے کھانے کی اجازت کا انتظار نہ فرماتے تھے تاکہ اس کراہت شرعیہ سے بچ جائیں ۱۲ م

بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وقت تم میں سے کسی کے سامنے شام کا کھانا رکھ دیا جائے۔ و عشاء کی نماز کی تکبیر اقامت کہدی جائے (عشاء اولیٰ ہو یعنی مغرب کی نماز یا عشاء آخر) تو تم کھانے کو مقدم رکھو اور بہ اطمینان کھالو جلدی نہ کرو یہاں تک کہ فارغ ہو جاؤ۔ اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ جب ان کے سامنے کھانا آجاتا تھا اور جماعت کھڑی ہو جاتی تھی تو وہ بغیر کھانا کھائے جماعت میں شریک نہ ہوتے تھے حالانکہ ان کے کانوں میں امام کی قرأت کی آواز آتی رہتی تھی اس حدیث کو بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کیا ہے۔

صورتِ مروجہ فاتحہ خوانی میں کھانا سامنے رکھا ہوا ہے فاتحہ دینے والے کا انتظار ہو رہا ہے کھانا ٹھنڈا ہو جائے تو ان کی بلا سے۔ خلاف سنت ہو تو ہوا کرے، مالکِ طعام نہ خود کھاتا کھلاتا ہے نہ دوسروں کو کھانے کی اجازت دیتا ہے خواہ اس میں گھنٹے گذر جائیں یہ تحدید سراسر زیادتی اور خلافِ شریعت و بدعت ہے پس ہر زمانے میں مسلمانوں پر لازم اور فرض ہے کہ عوام الناس کی خلاف شرع رسموں کے پابند ہوں اور امورِ خلافِ شرع پر اصرار نہ کریں (کیونکہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنے سے کبیرہ کا ارتکاب ہو جاتا ہے (۲) انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں ہزاروں آدمی رسومات کی پابندی سے وادیٔ ضلالت میں گر کر ہلاک ہو گئے ہیں معاذ اللہ منہا۔ اور جس وقت کسی بات میں اختلاف ہو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کریں جیسا کہ فرمایا باری تعالیٰ نے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ۔ الآیہ یعنی اگر کسی شی میں تمہارا باہمی تنازعہ ہو تو اللہ و رسول کی طرف رجوع کرو جو شخص سنت حضرت رسالت کی حبل المتین کو ایسے وقت مضبوط پکڑے گا جبکہ امت میں بدعات کا فساد رونما ہو تو سو شہیدوں کا ثواب پائے گا جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شھید۔ رواہ البیہقی فی کتاب الزھد لہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما واللہ اعلم بالصواب

سید محمد حیدر علی	شاہ سند علی	شاہ زبیدست	عبدالرحمٰن	ابن اللہ غفور سلیم	عبدالعلی	محمد غفران	محمد عمران
مہر مولانا مولوی	مہر مولوی	مہر مولوی	مہر مولوی	مولوی عبدالرحیم صاحب آخوندزادہ	مہر مولوی	مہر مولوی	مہر مولوی

(عرضِ مترجم) اللہ اکبر اس ایک رسم فاتحہ مروجہ میں کس قدر مفاسد شرعیہ ہیں جن کو وجوہات کے ضمن میں بصراحت بیان کیا گیا ہے اس قدر موانع و مفاسد کے ہوتے ہوئے کیا کوئی صاحب عقل سلیم اس کی اباحت کو بھی کم از کم تسلیم کرسکتا ہے حاشا و کلا ہرگز نہیں بلکہ یہ بدعت کو بدعت سیئہ کہنا سراسر زیبا اور لائق ہے اور بدعت سیئہ کی توضیح خود سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرما دی ہے جس سے کسی مسلمان کو انکار کی جرأت نہیں ہوسکتی۔ کل بدعۃ ضلالۃ فی النار ہر نئی بات دین میں بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا ٹھکانا جہنم ہے و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے فاضل مجیب کو اور ان کے درجات قرب بیش از بیش بلند فرمائے۔ ایک رسم فاتحہ کے ضمن میں متعدد بدعات کا مدلل و مفصل رد فرما دیا جزاہ اللہ

عنیا وعن بیائر المسلمین :احقر محمد احمد اللہ عمری مظفر نگری عفی عنہ

خاتمہ ترجمہ نقل عبارت ناقل فتویٰ ہذا۔

ماہ صفر ۱۳۴۶ھ میں جناب مولوی محمود علی صاحب ساکن شہر بریلی اور عنایت اللہ خاں ساکن موضع سوہن پور متعلقہ قصبہ پیلی بھیت باہم متفق ہوکر خدمت میں حضرت مولانا سید محمد ضیاء علی صاحب رامپوری مرحوم مغفور کے رامپور تشریف لائے اور حضرت مولانا موصوف کے مکان پر قیام کیا اور ایک فتویٰ در بارہ فاتحہ مروجہ طعام حضرت مولانا کی خدمت میں پیش کیا۔ مولانا موصوف نے مفصل و مشرح جواب تحریر فرماکر دوسرے علماء مستند کی مہریں کراکے اُن پر سپرد کردیا۔ اُس کی نقل مطابق اصل اس عاصی نے لکھواکر اپنے پاس محفوظ رکھلی۔ فقط

اوپر کی تحریر ترجمہ شدہ حافظ باقی محمد خاں صاحب عرف میاں صاحب کی ہے۔ آپ کے صاحبزادے حافظ عبدالرحیم خاں صاحب قصبہ ٹانڈہ بادلی متعلقہ رامپور اسٹیٹ ضلع مرادآباد کی مسجد میاں والی میں جو آپ کے والد کے نام سے مشہور ہے امام اور معلم ہیں حافظ صاحب موصوف نہایت خلیق اور مہمان نواز ہیں قصبہ کا ہر چھوٹا بڑا باپ کی برابر آپ کی عزت کرتا ہے سیکڑوں حافظ آپ کے شاگرد ہیں آپ کے والد میاں صاحب علاقہ صوات بنیر ضلع پشاور کے رہنے والے نسباً شیخ علوی تھے آپ کا سلسلۂ نسب محمد بن حنیفہ رحمۃ اللہ سے حضرتِ علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے بوجہ ولایتی اور افغانی ہونے کے پٹھان اور افغان مشہور ہوگئے نوعمری میں ترک وطن کرکے ہندوستان تشریف لائے حضرت امیر المومنین میر سید احمد صاحب مجدد سیزدہم صدی قدس سرہ سے مرید ہوکر اس قصبہ میں اقامت فرمائی چند ہی روز میں اس قدر ہر دل عزیز ہوئے کہ آپ کی مسجد جس میں آپ امامت کراتے تھے آج تک مسجد میاں والی مشہور ہے ؎

این سعادت بزور بازو نیست ؛ تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشآء قصبہ ٹانڈہ مسلمان بنجاروں کی بستی اور مرادآباد کے گوشہ شمال مشرق میں اُس سڑک پر واقع ہے جو کاشی پور ہوتی ہوئی نینی تال چلی گئی۔ کسی زمانے میں کفر و شرک کا ماویٰ و مسکن تھا۔ یہاں کے باشندوں کی زبانی معلوم ہوا کہ کوئی گھر نہ تھا جس میں ہولی دیوالی وغیرہ ہندوانی تیوہار نہ منائے جاتے ہوں صراحتاً بت پرستی نہیں تھی مگر گور پرستی اور پیر پرستی عام تھی۔ اللہ تعالیٰ جزاء خیر اور مدارج علیا عطا فرمائے حضرت میاں صاحب موصوف کو کہ آپ کے فیض صحبت اور تبلیغ و ہدایت سے دفعۃً قصبے کی کایا پلٹ گئی وہ بستی جو کفر و شرک کا صنم خانہ بنی ہوئی تھی الحمد للہ آپ کی برکت سے کعبۂ توحید بن گئی مسلمانوں کا کوئی گھر نہیں جو حضرت میاں صاحب کا مداح اور ثناخواں نہ ہو آج آپ کے اور آپ کے خلف صالح حافظ عبدالرحیم صاحب کے باقیات صالحات سے صدہا حافظ اور متعدد عالم قصبہ میں نظر آتے ہیں ایک مدرسہ و یتیم خانہ صرف اہل قصبہ کی امداد سے جاری ہے جس میں تمام ضروری دینی تعلیم قصبہ کے بچوں اور بیرونی لاوارث طلباء کو دیجاتی ہے پردہ کا رواج عام ہے الاماشاء اللہ کوئی بوڑھی بڑی عورت باہر نظر آتی ہے عقائد میں پکے حنفی اور متبع سنت نبوی حضرات شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ و مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ کے کثرت سے مرید ہیں حالانکہ اس قصبہ کے

اطراف و جوانب میں وہی پرانی لکیر کے فقیر مسلمان بدعتی اس کثرت سے ہیں کہ العظمۃ اللہ فی الحقیقت خُفّتِ الجنۃ بالمکارہ کا نقشہ یہیں نظر آرہا ہے اللہم زد فزد۔ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول۔ ہر جا کہ گلے است آنجا خارے ست و جائے کہ گنجے است آنجا مارے یہاں پر صادق ہو رہا ہے یہ سب اس فتوے کے کاتب و ناقل حافظ باقی محمد خاں صاحب کے اخلاص کا نتیجہ ہے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین فقط۔

کتاب الطہارۃ

بیوی سے ہم بستری ہوئی صبح کو وہ حائضہ ہو گئی تو غسل جنابت فرض نہیں بعد ختم حیض غسل کرے

سوال ۵۵۳- ایک شخص اپنی بیوی سے ہم بستر ہوا صبح کو اُس کی بیوی حائضہ ہو گئی تو اُس کی بیوی پر غسل جنابت فرض ہے یا نہ؟

الجواب- غسل جنابت اُس پر فرض نہیں رہا حیض سے پاک ہو کر غسل کرے فقط

اگر ایک تالاب میں ناپاک پانی موجود ہے اور بارش کی وجہ سے بہت سا پانی جا ملا اگر کچھ حصہ پانی تالاب سے نکلا تو پاک ہے

سوال ۵۵۴- ایک تالاب میں ناپاک پانی موجود ہے بارش ہوئی اور پانی ایک اوپر سے آیا اور ناپاک پانی کو جو ایک کنارے تالاب کے تھا نکال کر دوسرے کنارے لے گیا پھر بکثرت پانی سے بھر گیا مگر کچھ حصہ پانی کا تالاب سے باہر نہیں نکلا یہ پانی پاک ہے یا ناپاک۔؟

الجواب- وہ پانی پاک ہو گیا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

شامی کی ایک عبارت کا مطلب

سوال ۵۵۵- عبارت شامی مندرجہ ذیل کا کیا مطلب ہے بیان یدخل من جانب ویخرج من آخر حال دخولہ وان قل الخارج قال ابن الشحنۃ لانہ صار جاریاً حقیقۃً وبخروج بعضہ وقع الشک فی بقاء النجاسۃ الخ

الجواب- یہ عبارت شامی کی درمختار کے اس قول کی شرح میں ہے شرح المختار و یطہر المتنجس بمجرد جریانہ قولہ بمجرد جریانہ ای بان یدخل من جانب ویخرج من آخر۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اگر ایک طرف سے پانی داخل ہوا اور دوسری طرف سے اُسی وقت پانی نکلے۔ اگرچہ نکلنے والا قلیل ہو۔ ابن شحنہ فرماتے ہیں کہ وجہ پاک ہونے کی یہ ہے کہ وہ پانی جاری ہو گیا حقیقۃً اور بعض ناپاک پانی کے نکل جانے سے بقاء نجاست میں شک ہو گیا پس شک کے ساتھ نجاست کے بقاء کا حکم نہ کیا جاوے گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم عزیز الرحمن

جو رطوبت زخم سے باہر نہ ہو اور شامل نہ ہو اس سے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ کپڑے ناپاک ہوتے ہیں

سوال ۵۵۶- بواسیر

کی پھنسی لبد مواد نکلنے کے مثل داد کے ہو جاویں اور اندر اُن کے رطوبت ہو مگر سائل نہ ہو البتہ اٹھتے بیٹھتے وقت کپڑے کو لگتی ہو تو اس صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اور کپڑا ناپاک ہوتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب - جو رطوبت زخم سے باہر نہ تھی اور سائل نہ ہو اُس سے وضو نہیں ٹوٹتا کذا فی کتب الفقہ اور کپڑا بھی ناپاک نہیں ہوتا کیونکہ قاعدہ کلیہ فقہاء لکھتے ہیں مالیس بحدث لیس بنجس پس جو صورت آپنے تحریر فرمائی ہے اُس میں نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ کپڑا ناپاک ہوتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن

زخم کی جو رطوبت خواہ دبنے سے نہ نکلے یا دبلنے سے وضو ٹوٹتا ہے

سوال ۵۵۷ - زخم ایسے موقع پر ہو کہ نشست و برخاست سے دبتا ہے جو رطوبت دبنے کی وجہ سے نکلے وہ ناقض وضو ہوگی یا نہ۔ قصداً دبانے یا بلا قصد دبنے میں کوئی فرق ہے یا نہ۔؟

الجواب - دبنے یا دبلنے سے اگر رطوبت سائلہ نکلے جو کہ موقع زخم سے باہر بہ جاوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر نکل کر زخم میں رہی تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ الغرض بلا قصد دبجانے یا قصداً دبانا برابر ہے اگر خود دب کر بہنے والی رطوبت باہر نکل آوے جو دباکر نکالی جاوے اور بھی زخم سے باہر تک بہ جاوے تو وضو ٹوٹ جاوے گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

ہاتھ پیروں میں جب زخم ہو تو مسح کی کیفیت اور حکم

سوال ۵۵۸ - جب ہاتھ پیر میں زخم ہو اور پانی لگانے سے اندیشہ بڑھنے کا ہو تو کس طریق سے مسح کرے زخم کے آس پاس خشک جگہ تو ضرور رہے گی اگر پھایہ رکھا ہوا ہے تو کیا پھایہ پر مسح کرے اور اگر اُس پانی کے اندر جانے کا اندیشہ ہو تو کیا آس پاس مسح کرلیوے اور اُس کا کیا طریق ہے اگر پٹی زخم سے زیادہ جگہ پر ہو تو کس طرح مسح کرے اور حاجت غسل میں کیا کرے۔؟

الجواب جبکہ دھونے سے اندیشہ زخم کے بڑھنے کا ہو تو اُس پر مسح درست ہے مسح میں تر ہاتھ پھیرنا ہوتا ہے اُس جگہ پر اول تو یہ حکم ہے کہ اگر بلا پٹی پھایہ کے تر ہاتھ پھیرنے میں کچھ اندیشہ نہ ہو تو بلا پٹی پھایہ کے اُس جگہ پر تر ہاتھ پھیرے۔ اگرچہ بعض بعض موقع اُس میں خشک رہ جاوے اور بلا پٹی وغیرہ مسح کرنے میں زخم کا خوف ہے تو پٹی یا پھایہ پر تر ہاتھ پھیرے آس پاس کی جگہ خشک رہ جانے سے کچھ حرج نہیں۔ ہاتھ سب جگہ پھیرے۔ اگرچہ پانی کہیں لگے اور کہیں نہ لگے جیساکہ مسح میں ہوتا ہی تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور پٹی اگرچہ موقع زخم سے زیادہ ہو تمام پٹی پر مسح کرے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور غسل کی ضرورت ہو تب بھی یہی حکم ہے کہ زخم کی جگہ مسح کرے جیسے اوپر مذکور ہوا اور باقی بدن کو دھووے اور پانی بہاوے۔ فقط واللہ اعلم

چشمہ دار کنوئیں میں اگر حیوان گر کر مر جائے تو اُس کی طہارت کا طریقہ

سوال ۵۵۹- ایک چاہ چشمہ دار میں جس میں دو ڈھائی بانس پانی ہوگا ایک بھنگی جس کا بدن اور کپڑے نجس تھے گر کر مرگیا دوسرے روز اُس کو نکالا گیا اب کس قدر پانی نکالنے کے بعد چاہ مذکور پاک ہوگا؟

الجواب- اس صورت میں دو سو سے وجوباً تین سو استحباباً ڈول تک پانی نکالنے سے چاہ پاک ہوگا جزم بہ الکنز والملتقی وھو مروی عن محمد وعلیہ الفتویٰ۔ خلاصہ وتاتارخانیۃ عن النصاب وھو المختار معراج عن التاتارخانیۃ وجعلہ فی غایۃ روایۃ عن الامام وھو المختار والایسر حمانی الاختیار وقال فی النھر انہ المتین والجبتان والمرعی للثالثۃ مثل ویۃ الخ شامی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

جس کنوئیں میں جانور مر جائے اور ریزہ ریزہ ہوجائے تو اُسکو اتنے دن چھوڑ دے کہ ہڈی گوشت گل جائے پھر سارا پانی نکالے

سوال ۵۶۰- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک کتا چاہ مسجد میں کہ جس میں زیادہ بیس ہاتھ پانی ہے ور کتے کو گرے ہوئے ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہوا جس میں تمام لگو ائی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوکر نکلیں تو احتمال ہے کہ ضرور اُس میں ہڈیاں کتے کی باقی ہوں گی اور پانی بھی دو ہاتھ کم ہوگیا تمام بالکل تمام پانی نہیں نکل سکتا۔ اب شریعت کا کیا حکم ہے کس طرح وہ چاہ پاک ہوسکتا ہے پانی اُس کا خوب نکلوا دیا جائے اور ہڈی باقی رہ جاوے تو اُسکا کیا حکم ہے؟

الجواب- ایسے چاہ کے پاک ہونے کی صورت فقہاء نے یہ لکھی ہے کہ اُس چاہ کو اتنے عرصے تک چھوڑ دیا جاوے کہ اُس کتے کی ہڈیاں وگوشت وپوست گل کر مٹی اور گارا ہوجاوے اور بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ چھ مہینہ تک اُسکو چھوڑ دیا جاوے اُس کے بعد پانی کل اُس کا نکالدیا جاوے اور کل پانی نکالنا دشوار ہو تو بوجہ چشمہ دار ہونے چاہ کے تو دو سو ڈول سے تین سو تک نکالنے سے چاہ پاک ہوجاوے گا۔ کما فی رد المختار ینزح کل مائھا بعد اخراجہ اذا تعذر کخشبۃ او خرقۃ متنجسۃ تنزح المیاہ الی حد لا یملاء نصف الدلو لطھر الکل تبعا الخ وفی الشامی واشار بقولہ متنجسۃ الی انہ لا بد من اخراج عین النجاسۃ کلحم میتۃ الخ تنزح وتعذر الیقین ففی الفیض عن الجواھر لو وقع عصفور فیھا فعجزوا عن اخراجہ فما دام فیھا فنجسۃ فیترک مدۃ یعلم انہ استحال وصار حماۃ وقیل مدۃ ستۃ اشھر الخ شامی۔ لیکن جبکہ علۃ طہارۃ استحالہ ہے یعنی مٹی وگارا ہوجانا اُس جانور کا تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جانور کے لئے بقدر چھوٹے بڑے ہونے کے مدت مختلف ہوگی۔

اور یہ صورت بھی طہارت آبِ چاہ ہو سکتی ہے کہ جھام لگا کر اُس کی مٹی نکلوائی جاوے جب بطن غالب ہڈیاں اُسکی نکل جاویں اور گوشت و پوست کا مٹی ہو جانا معلوم ہو جائے تو پانی اُس کا نکلوا دیا جائے پانی پاک ہو جاوے گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بہشتی زیور میں جو لکھا ہے کہ سانپ اور چوہے کی کھال پاک نہیں ہوتی دباغت سے یہ موافق کتب فقہ کی ہے

سوال ۵۶۱۔ بہشتی زیور میں جو لکھا ہے کہ سانپ اور چوہے اور سور کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں حالانکہ کتب فقہ میں ہے یطہر الجلد بالدباغت۔ الا الخنزیر والآدمی تو چوہے کی کھال اس بنا پر پاک ہونی چاہیئے وہ صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ مسئلہ مرقومہ بہشتی زیور صحیح ہے اور عبارت کتب فقہ وکل اہاب افاد لغ فقد طہر الخ کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ امر تو ظاہر ہے کہ دباغت سے کل کھالیں سوائے انسان وخنزیر کے پاک ہو جاتی ہیں رہا سانپ وچوہے کی کھال کا دباغت سے پاک نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اُن میں بسبب صغر کے دباغت ممکن نہیں ہے قال فی الدر المختار وما لا یحتملہا فلا بلد لیطہر جلد حیۃ صغیرۃ وفارۃ الخ پس نہ ہوگی پاک چھوٹے سانپ اور چوہے کی کھال الخ یعنی جبکہ اثر دباغت حقیقی وحکمی بوجہ صغر قبول نہیں کریں تو پاک بھی نہیں ہوتیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

نجس تیل صابون بنانے سے پاک ہو جاتا ہے

سوال ۵۶۲۔ بہشتی گوہر میں لکھا ہے کہ ناپاک تیل کا اگر صابون بنالیا جاوے تو پاک ہے یہ صحیح ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ یہ مسئلہ درمختار جلد اول صـ ۲۱۱ مطبوعہ مجتبائی میں بایں عبارت مذکور ہے ولیطہر زیت نجس بجعلہ صابوناً الخ در وجہ اُس کی پاک ہونے کی انقلاب عین ہے شامی نے اسی قول کے تحت میں مذکور ہے وعلیہ یتفرع مالو وقع انسان او کلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یکون طاہراً لتبدل الحقیقۃ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اگر کلی کرنے میں منہ سے خون نکلتا ہو تو کلی چھوڑ دینا چاہیئے

سوال ۵۶۳۔ ایک شخص اگر کلی کرتا ہے تو اُس کے منہ سے خون نکلتا ہے کچھ عرصہ کے بعد بند ہو جاتا ہے تب وہ وضو ختم کرتا ہے چونکہ کلی کرنے سے وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہے اس لئے اگر وہ کلی نہ کرے اور نماز پڑھے تو درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ ایسی حالت میں کلی نہ کرنا درست ہے بدون کلی کے نماز صحیح ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حیض ونفاس کے بعد جو سفیدی آتی ہے وہ اگر فرج داخل سے ہو تو ناپاک ہے

سوال ۵۶۴۔ حیض اور نفاس سے فارغ ہو کر جو سفیدی آتی ہے وہ اگر کپڑے کو یا بدن کو لگ جاوے تو بدن وکپڑا پاک رہے گا یا نہیں۔؟

الجواب۔ رطوبت فرج خارج پاک ہے واما رطوبۃ الفرج الخارج فطاہرۃ اتفاقاً درمختار اور رطوبت فرج داخل ناپاک ہے ومن وراء باطن الفرج فانہ نجس قطعاً درمختار پس اگر وہ سفید پانی اندر سے آیا ہے تو وہ ناپاک ہے۔ اگر قدر درہم سے زیادہ بدن یا کپڑے کو لگ جاوے تو دھونا چاہیئے فقط

جو پیپ کہ زخم سے باہر نہ ہو وہ ناپاک نہیں اور نجاست کم از کم درہم اگر کپڑے پر لگ گئی پھر پانی کی وجہ سے پھیل گئی تو مانع صلوٰۃ نہیں

سوال ۵۶۵ اگر کوئی نجاست مثلاً پیپ لہو وغیرہ کپڑے کو لگ جاوے مگر مقدار درہم سے کم لگے یا بایں طور کہ ابھی وہ زخم کے منہ سے بہ کر علیحدہ بھی نہیں ہوئی تھی کہ فوراً پائجامہ کو لگ گئی اور پھر پانی پڑ کر مقدار درہم کی برابر اس سے زائد ہوگئی تو وہ کپڑا پاک ہے یا نہیں۔ اور بدن بھی پاک ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جو پیپ زخم سے باہر نہیں بہی وہ ناپاک نہیں ہے اگر کپڑے یا بدن کو لگ جاوے اگرچہ مقدار درہم سے زیادہ ہو کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا وہ اگر پانی پڑ کر زیادہ بھی ہو جاوے تو کچھ حرج نہیں ہے جیسا کہ درمختار میں ہے وحاصلہ ما لیس بحدث لیس بنجس الخ اور نجاست اگر درہم سے کم بدن یا کپڑے کو لگی اور پانی لگ کر زیادہ ہو جاوے تو وہ مانع عن الصلوٰۃ نہیں ہے کما فی الشامی وان عبر بالصابۃ اعتاد الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

کنوئیں میں نجس چیز اگر واقع ہو جائے اور معلوم نہ ہو کہ کب پڑی ہے اُسکا حکم

سوال ۵۶۶۔ ماتت فارۃ فی البئر ثم عجن من ھذا الماء و من ماء الذی نزح قبیل ھذا العصر ھل یوکل ھذا العجین ام لا۔؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار وقالا من وقت العلم فلا یلزمھم شئی قبلہ وفی رد المحتار قولہ فلا یلزمھم ای اصحاب البئر شئی من اعادۃ الصلوٰۃ او غسل ما اصابہ ماءھا کما صرح بہ الزیلعی الخ وفیہ قال فی فتاوی العتابی قولھما ھو المختار۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قول صاحبینؒ کے موافق جو کہ مختار و مفتی بہ ہے حکم اس عجین کا جو قبل از علم وقوع نجاست اُس پانی سے گوندھا گیا طہارت و حلت اکل ہے فقط

مستعمل جوتا کنوئیں سے نکلنا چاہیئے اور اُس کا حکم

سوال ۵۶۷۔ اگر جوتہ کنوئیں میں گر جاوے تو اس کا نکالنا کنوئیں سے ضروری ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ مستعمل جوتہ کا کنوئیں سے نکلنا چاہیئے پھر اگر اُس پر نجاست معلوم ہو تو پانی کنوئیں کا نجس ہے کنوئیں سے حسب قاعدہ پانی نکالنا چاہیئے اور اگر نجاست معلوم نہ ہو تو پانی ناپاک نہیں ہے۔ فقط

زمین نجس پر جب پانی ڈالدیا جائے اور جاری ہو جائے قدر ذراع کے تو زمین پاک ہو جاتی ہے

سوال ۵۶۸۔ نجس زمین پر اگر پاک پانی زیادہ بہا دیا جاوے تو زمین پاک ہو جاوے گی یا نہیں۔؟

الجواب ۔ زمین پاک ہوگئی اور پانی بھی پاک ہے کما فی الشامی عن القنیۃ اذا صب علیہا الماء فجری قدر ذراع طہرت الارض والماء طاہر بمنزلۃ الماء الجاری فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جو کپڑا بارش میں پھیلا ہوا ہو بہت پانی اس پر پڑ جائے تو بغیر نچوڑنے کے پاک ہو گیا

سوال ۵۶۹ ۔ جو کپڑا نجس ہو اگر وہ تمام برسات صحن میں دیوار پر پڑا رہا اور کبھی نچوڑا نہیں گیا یا ناپاک کپڑے پر اس قدر پانی ڈالا گیا کہ ازالہ نجاست ہوگیا مگر کپڑا نچوڑا نہیں گیا تو ان صورتوں میں کپڑا پاک ہوا یا نہیں ؟

الجواب ۔ وہ کپڑا پاک ہوگیا کما فی الدر المختار اما لو غسل فی غدیر او صب علیہ ماء کثیر او جری علیہ الماء طہر مطلقا بلا شرط عصر وتجفیف وتکرار غمس ہو المختار فقط واللہ اعلم

آنکھ دکھنے میں جو آنسو نکل آتے ہیں فتح القدیر کی تحقیق کی بنا پر جب تک پیپ ہونا اس کا ظاہر نہ ہو ناقض وضو نہیں اگرچہ درمختار میں مطلقاً ناقض قرار دیا ہے

سوال ۵۷۰ ۔ آنکھ دکھنے میں جو آنسو نکل آتے ہیں وہ پاک ہیں یا نہیں ؟

الجواب ۔ درمختار میں لکھا ہے کہ وہ آنسو یا پانی جو دکھتی آنکھ سے نکلے ناقض وضو ہے تو اس سے نجس ہوتا ہے مگر صاحب فتح القدیر کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک پیپ ہونا اس کا ظاہر نہ ہو ناقض وضو نہیں کما قال الفقہاء ما لیس بحدث لیس بنجس فقط

گندک کو اگر پیشاب میں پکایا جاوے پاک نہیں ہوتا ۔ کما فی الشامی

سوال ۵۷۱ ۔ اگر گندک کو پیشاب میں پکائی جاوے اور اس کو اتنا پکاوے کہ پیشاب باقی نہ رہے تو وہ گندک پاک ہو جاوے گی یا نہیں ؟

الجواب ۔ وہ گندک کبھی پاک نہ ہوگی کما فی الشامی والخانیۃ اذا صب الطباخ فی القدر مکان الخل خمرا غلطا فالکل نجس لا یطہر ابدا وما روی عن ابی یوسف انہ یغلی ثلثا لا یؤخذ بہ ولکن الحنطۃ اذا طبخت فی الخمر لا تطہر ابدا الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سانپ کا تیل نجس مغلظ ہے

سوال ۵۷۲ ۔ سانپ کا تیل پاک ہے یا ناپاک ؟

الجواب ۔ سانپ کا تیل نجس ہوتا ہے اگر بدن پر بقدر درہم جگہ سے زیادہ پر لگایا جاوے تو بدون دھونے سے پاک نہ ہوگا اور نماز نہ ہوگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اعضاء وضو کو رومال سے پونچھنا درست ہے

سوال ۵۷۳ ۔ وضو کر کے رومال سے بدن پونچھنا درست ہے یا نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جب ریش کا پانی زمین پر گرتا ہے تو فرشتوں کو اٹھانے میں تکلیف ہوتی ہے یہ کہاں تک صحیح ہے ؟

الجواب ۔ اعضاء وضو کو رومال سے پونچھنا مستحب و آداب میں سے ہے درمختار میں ہے و من الآداب التمسح بمندیل الخ اور شامی نے مرتین زیادہ تفصیل سے بیان کیا ہے

خلاصہ یہ ہے کہ رومال سے پوچھنا مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے اور منہ کا پوچھنا بھی درست ہے اور ریش کا بھی اور اگر نہ پوچھا جاوے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے اور یہ قول کہ ریش کا پانی گرنے سے فرشتوں کو اس کے اٹھانے کی تکلیف ہوتی ہے بے اصل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

کتاب الصلوٰۃ

اگر کوئی شخص پہلے سلام کے ہوتے ہوئے دوسرے سلام کے ختم ہونے سے پہلے جماعت میں شریک ہو جماعت کا ثواب نہیں ملتا

سوال ۵۷۴ - اگر کوئی شخص جماعت میں دوسرے سلام کے ختم ہونے سے پہلے اور پہلے سلام کے بعد شریک ہو جاوے تو اس کو جماعت کا ثواب ہوگا یا نہیں؟

الجواب۔ وہ شخص جماعت میں شریک نہیں ہوا اور جماعت کا ثواب اس کو نہیں ملا درمختار میں ہے وتنقضی القدوۃ بالاول الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

داڑھی کے متعلق شرعی فتویٰ

سوال ۵۷۵ - زید عالم شریف النسب ہے مگر داڑھی قصر کراتا ہے تو زید کی امامت درست ہے یا نہ؟ اور داڑھی کس قدر رکھنی چاہیے۔

الجواب۔ وعن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا الشوارب وفی روایۃ انہکوا الشوارب واعفوا اللحی متفق علیہ۔ اس حدیث سے داڑھی کا چھوڑنا اور زیادہ کرنا اور مونچھوں کا کتروانا اور کم کرانا ثابت ہوا اور داڑھی کا منڈانا اور کتروانا جبکہ داڑھی قبضہ سے زیادہ نہ ہو حرام ہے پس اگر زید مرتکب فعل حرام کا ہے کہ قبضہ سے کم داڑھی کو کترواتا یا منڈاتا ہے تو وہ فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے زید میں اگر سب باتیں موافق شرع کے ہیں لیکن یہ بات میں وہ خلاف اور فعل حرام کا مرتکب ہے تو وہ فاسق ہے اس کو چاہیے کہ اس فعل حرام سے بھی توبہ کرے اور داڑھی نہ منڈاوے اور نہ کترواوے البتہ اگر قبضہ سے زیادہ ہو تو زیادہ کا کتروانا فقہاء نے جائز لکھا ہے فقط

در باین سنت و فرض کلام دنیاوی ثواب کم کرتا ہے

سوال ۵۷۶ - ھل التکلام الدنیوی بین السنۃ التی قبل الفرض و التی قبل الجمعۃ و بین فرضہما ا مبطل للسنۃ ام موجب لانحطاط ثواب السنۃ ام و الیضا الاکل و الشرب۔؟

الجواب۔ موجب نقص ثواب لا مبطل لما قال فی الدر المختار ولو تکلم بین السنۃ و الفرض لا یسقطھا ولکن ینقص ثوابھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

وتر کے متعلق ایک فتویٰ **سوال ۵۷۷** - زید نے عشاء کی نماز ترے نہیں پڑھی اب وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں - زید کا قول ہے کہ شامی میں لکھا ہے کہ ایسا شخص وتر کو جماعت سے نہ پڑھے ؟

الجواب - صورت مسئولہ میں شامی میں بیشک ایسا ہی نقل فرمایا ہے جیسا کہ مجیب اول زید نے نقل فرمایا لیکن طحطاوی نے اس کی تصریح فرمائی ہے کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی وہ وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے حیث قال قوله نظیر اجم تقفیة التعلیل فی المسئلة السابقة لقولهم لانها تبع ان یصلی الوتر بجماعة فی هذه الصورة لانه لیس تبعا للتراویح ولا للعشاء عند الامام رحمه الله تعالیٰ حلبی طحطاوی - فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ -

ترجیع اذان میں کیسا ہے **سوال ۵۷۸** - اذان ترجیع کے ساتھ کہنا افضل ہے یا بلا ترجیع - ؟

الجواب - عند الحنفیہ اذان میں ترجیع نہیں ہے بلکہ در مختار میں فرمایا ہے کہ ترجیع مکروہ ہے ولا ترجیع فانه مکروه ملتقی - شامی نے فرمایا کہ مکروہ تنزیہی مراد ہے اور یہ بھی شامی میں ہے لاتفاق الروایات علی ان بلالا لم یکن یرجع وما قیل انه رجع لم یصح وانه لیس فی اذان الملک النازل من السماء بجمیع طرقه الخ ورد ما روی من الترجیع فی اذان ابی محذورة بل رینه ما رواه الطبرانی الخ فقط

فرض مغرب سے پہلے دو رکعت نفل کروہ ہے **سوال ۵۷۹** - فرض مغرب سے پہلے دو رکعت نفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے پڑھنا ثابت ہے یا نہیں - ؟

الجواب - فرض مغرب سے پہلے دو رکعت نفل مکروہ ہیں کیونکہ اس میں تاخیر فرض مغرب لازم آتی ہے شامی میں ہے ما روی محمد عن ابی حنیفة عن حماد انه سئل ابراهیم النخعی عن الصلوة قبل المغرب قال فنهی عنها وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر لم یکونوا یصلونها الخ ثم اجاب عما ورد من فعل بعض الصحابة ومن امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لصلاتها لانه اذا تنفق الناس علی ترک العمل بالحدیث المرفوع لا یجوز العمل به لانه دلیل ضعفه شامی فقط

اقتداء حنفی کا شافعی کے پیچھے درست ہے اہل حرمین کا اس پر عمل ہے **سوال ۵۸۰** - شافعی المذہب کی اقتداء امام حنفی المذہب کے پیچھے درست ہے یا نہ - ؟ ایک شخص اقتداء شافعی المذہب کی امام حنفی کے پیچھے ناجائز بتلا کر عدم جواز پر عبارت ذیل کا حوالہ درج کر کے ایک خط بذریعہ رجسٹری بھیج دیا ہے جس سے آپس میں تفرقہ پڑ گیا ہے وہ عبارت یہ ہے قال شیخنا ابن حجر الہیتمی تبعا لشیخه الشیخ زکریا الانصاری لو ترک الامام الاعتقاد وجوب بعض الارکان او الشروط انا تا بها لانه یقصد بها التقلید وهو یبطل عندنا اشمانی فتح المعین الخ -

الجواب۔ مذہب حنفیہ میں اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ اقتدا حنفی یا مام شافعی المذہب جائز ہے اور معتبر عند الشافعیہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے نزدیک بھی اقتدا شافعی با مام حنفی درست ہے اور جس قسم کی روایات اُس شخص نے لکھی ہیں اس قسم کی روایات مذہب حنفیہ میں بھی ہیں مگر وہ معتبر نہیں ہیں اسی نبیل سے یہ روایات معلوم ہوتی ہے کیونکہ علماء حرمین کا عمل اس کے خلاف ہے وہاں برابر شوافع حنفیہ کا اور حنفیہ شوافع کا اقتدا بلا نکیر کرتے ہیں باقی روایات ہر قسم کی ہوتی ہیں مگر اعتبار محققین کے قول کا ہے۔

پس ایسی روایات سے کچھ تردد اقتداء شافعی با مام حنفی نہ ہونا چاہیئے پوری تفصیل کتب مذہب شافعیہ کے دیکھنے سے معلوم ہو سکتے ہیں جو زیادہ یہاں موجود بھی نہیں ہیں اور دیکھنے کی فرصت بھی نہیں ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بچوں کا صف میں کھڑا ہونا | سوال ۵۸۱۔ بے ریش لڑکوں کا صف میں کھڑا ہونا کیسا ہے۔؟

الجواب۔ نابالغ لڑکوں کو مردوں سے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے لیکن اگر ایک لڑکا ہو تو اس کو مردوں کی برابر صف میں کھڑا ہونا درست ہے در مختار میں ہے ثم الصبیان ظاهره تعدده فلو واحدا دخل الصف و مثله في الشامي۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

سجدۂ تلاوت کے متعلق | سوال ۵۸۲۔ تاخیر سجدۂ تلاوت جائز است یا نہ۔؟

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق قال فی الدر المختار وهي على التراخي على المختار و في الشامي قوله يجب اي موسعا الخ شامي فثبت ان الصحيح في السجدة التلاوة هو الوجوب على التراخي وان كان الافضل هو الاداء على الفور كذا في الدر المختار۔ پس تاخیر ہا تنزیہیًا۔ فقط واللہ اعلم۔

نماز میں سونے کا مسئلہ | سوال ۵۸۳۔ نماز میں کوئی شخص اس طرح سو گیا جو مفسد صلوٰۃ نہیں اور اس اثنا میں بقدر رکن تاخیر ادائے فرض میں تاخیر ہو گئی تو سجدہ سہو لازم ہو گا یا نہیں۔؟

الجواب۔ قال في الدر المختار ولو اتى بها اي بالصلوة ما نام او ركع او سجد و نحو التاخير نائما لا يعتد بما اتى به بل يعيده وهل يسجد لتاخير الركن الظاهر نعم عبارت شامی مندرجہ بالا سے معلوم ہوا کہ سجدۂ سہو لازم ہونا چاہیئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نماز قصر کا حکم | سوال ۵۸۴۔ اگر پیمائش کرتے ہوئے اس پاس کے گاؤں میں پھرنا ہو اور جائے قیام سب جگہ تین منزل سے کم ہے اور پیمائش کرتے ہوئے کبھی اس گاؤں سے اُس گاؤں میں اور اس سے تیسرے اور چوتھے میں تو اس طرح فاصلہ بہت سے گاؤں کا تین منزل سے بہت زیادہ ہو جاوے گا۔ یا کچھ

معلوم نہ ہو تو نماز کے قصر کا کیا حکم ہے؟

الجواب - اس طرح پیمائش میں پھرنے سے جب کہ اس ارادہ تین منزل کے سفر کا نہیں ہے یا معلوم نہیں ہے اگرچہ پھرتے پھرتے زیادہ ہو جاوے نماز کے قصر کا حکم نہیں ہے نماز پوری پڑھنی چاہیے۔ فقط

امام نے بجائے لحافظون کے لنافظون پڑھا نماز ہوئی | **سوال ۵۸۵** - کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام نے نماز کی پہلی رکعت میں بقدار دس آیات کے بعد ہوا بجائے لحافظون کے لنافظون پڑھا ہے اس صورت میں نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

الجواب - نماز ہوگئی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

امام کا محراب میں کھڑے ہونے کا طریقہ | **سوال ۵۸۶** - ایک مسجد کا درمیانی ستون ایسا ہے کہ امام اگر ان دونوں تھمبوں میں کھڑا ہو کر نماز پڑھا دے تو مقتدی بخوبی امام کو دیکھ سکتے ہیں لوایسی دونوں تھمبوں میں نماز پڑھنا کیسا ہے آیا مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی؟

الجواب - قال فی الشامی ج ۱ ص ۴۹۰ ما روی عن ابی حنیفۃ انہ قال اکرہ ان یقوم بین الساریتین الخ اس سے معلوم ہوا کہ امام کو در با محراب میں اس طرح کھڑا ہونا کہ قدم بھی باہر نہ ہوں مکروہ ہے اور مراد مکروہ سے کراہت تنزیہی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

وطن اصلی میں اگرچہ نیت دو دن کی ہو مگر پوری نماز ادا کریگا اور وطن اقامت میں پندرہ دن کی نیت اتمام کریے | **سوال ۵۸۷** - ایک شخص نے کسی وجہ سے اپنے اہل و عیال الف شہر سے ب شہر کو بھیجدیا اور وہ الف شہر کے گرد و نواح میں مسافت طے کر کے وقت گذارتا ہے گرہ شخص الف شہر میں آئے جہاں اس کا کرایہ کا مکان مقفل ہے تو وہاں وہ مقیم کہلایا جائے گا۔ یا مسافر؟

دوسرے جب وہ شخص ب شہر میں جائے جہاں اس کے کل عزیز و اقارب ہیں مگر وہاں اس کا قیام دس روز سے بھی کم ہے اور آئے الف شہر کو واپس آتا ہے جہاں وہ مستقل طور پر قیام پذیر ہے تو ایسی صورت میں وہ ب شہر میں مقیم سمجھا جائے کا یا سافر اسکو ہر طرح کا آرام ب شہر میں ہے اور الف شہر میں اس کے اہل و عیال عارضی طور پر چلے گئے ہیں۔

الجواب - معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وطن اصلی ب شہر ہے جہاں اس کے کل عزیز و اقارب ہیں۔ پس اگر اس کا وطن اصلی ب شہر ہے تو وہاں پہنچتے ہی فوراً نماز پوری پڑھنی چاہیے اور الف شہر میں اگر وہ بوجہ ملازمت رہتا ہے تو وہ وطن اقامت ہے اگر وہاں پندرہ دن یا زیادہ کے قیام کی نیت ہو تو نماز پوری پڑھے ورنہ قصر کرے۔ ماحصل یہ ہے کہ وطن اصلی میں نماز پوری پڑھنی چاہیے اگرچہ ایک دو روز کو

وہاں آدے۔ اور وطن اقامت میں اگر پندرہ دن کی نیت قیام کی ہو تو پوری نماز پڑھنی چاہئے۔ ورنہ قصر کرے اور وطن اصلی وہ ہے جہاں اُسکی پیدائش ہے اور والدین رہتے ہیں یا در نکاح ہوا ہے غرض جس جگہ کا وہ اصلی رہنے والا ہے وہ وطن اصلی ہے جب تک اُس کو چھوڑ کر دوسرا وطن نہ بنا لیوے وہی وطن اصلی رہے گا فقط و اللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

ختم فی التراویح کے متعلق چند احکام | **سوال ۵۸۸** - بعض حافظ پانچ سات روز میں ایک مسجد میں قرآن شریف تراویح میں پورا ختم کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم تراویح میں سناتے ہیں یہ درست ہے یا نہیں؟ اور دوسری مسجد والوں کی تراویح درست ہوتی ہیں یا نہیں۔ حافظ لوگ اور بعض عالم اس کو جائز بتلاتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ حافظ کو ایک ختم سنت ہے دوسرا ختم نفل ہے اور مقتدیوں کے واسطے ختم سنت ہے تو سنت والوں کی نماز نفل والے کے پیچھے کیسے ہوگی اس کی تحقیق فرماویں؟

الجواب۔ ایک مسجد میں پانچ سات روز میں قرآن شریف ختم کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم حافظوں کو کرنا درست ہے اور دوسری مسجد والوں کی تراویح صحیح ہیں کیونکہ تراویح کی نماز تمام رمضان شریف میں سنت مؤکدہ ہے۔ پس دوسری مسجد میں جو حافظ نے تراویح پڑھائی وہ بھی سنت مؤکدہ ہوگی اور مقتدیوں کی تراویح بھی سنت مؤکدہ ہوئی۔ لہٰذا دونوں کی نماز متحد ہوئی علاوہ بریں نفل پڑھنے والے کے پیچھے سنت بھی ہو جاتی ہیں اور یہ شبہ کہ ختم قرآن شریف ایک بار سنت مؤکدہ ہے دوسرا اور تیسرا ختم نفل ہے ساقط ہے کیونکہ اصل نماز امام کی سنت مؤکدہ ہے ختم کے سنت نہ ہونے سے وہ نماز سنت ہونے سے خارج نہیں ہوئی اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ لیکن افضل اور بہتر اس زمانے میں یہ ہے کہ امام حافظ ایک ختم سے زیادہ تراویح میں نہ پڑھے۔ تاکہ مقتدیوں کو گراں نہ ہو کما فی الدر المختار لکن الاختیار الافضل فی زماننا قدر ما لا یثقل علیہم و فی الشامی و منہم من استحب الختم فی لیلۃ السابع والعشرین رجاء ان ینالوا لیلۃ القدر الخ

فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مسبوق کے پیچھے اقتدا صحیح نہیں | **سوال ۵۸۹** - ایک شخص نماز جماعت میں تیسری یا چوتھی رکعت میں شامل ہوا نماز ختم ہونے کے بعد وہ شخص مثلاً زید اپنی نماز پوری کر رہا تھا۔ عمر نے زید کو جو چوتھی رکعت میں شامل جماعت ہوا تھا۔ اپنا امام کر لیا اور اُس نے بعد پورا کرنے اپنی نماز کے سلام پھیر دیا تو یہ جماعت درست ہوگی یا نہیں۔؟ الجواب۔ جو شخص تیسری یا چوتھی رکعت میں امام کے ساتھ شامل ہوا وہ ساقتداء امام کا کیں وہ مسبوق کہلاتا ہے جس وقت وہ اپنی باقی ماندہ نماز کو پوری کرنے کھڑا ہو تو اس کے پیچھے کسی کو اقتداء کرنا

درست نہیں ہے۔ درمختار میں ہے لا یجوز القتل الخ ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

احتیاط الظہر کے متعلق | **سوال ۵۹۰**۔ میں احتیاط الظہر نہیں پڑھتا نہ پڑھنے میں کچھ خرابی تو نہیں ؟

الجواب۔ امصار و قری کبیرہ میں یعنی جس جگہ نماز جمعہ عند الحنفیہ واجب ہے اور ادا ہو جاتی ہے وہاں احتیاط الظہر ترک کر دینا چاہیے یہی احتیاط ہے اور درمختار میں صاحب بحر کا فتوی اس پر نقل فرمایا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مسبوق مقتدی کی نماز پوری کرنے کی ترکیب | **سوال ۵۹۱**۔ اخیر قعدہ میں امام کے سلام کے ساتھ ہی مقتدی سلام پھیریں یا مقتدی اپنی باقی ماندہ درود دعا پوری کر کے سلام پھیریں ؟

الجواب۔ ساتھ ہی سلام پھیریں البتہ اگر کسی مقتدی کا تشہد یعنی التحیات کچھ باقی رہ جاوے تو اس کو پوری کر کے سلام پھیرے شامی میں ہے والحاصل ان متابعة الامام فی الفرائض والواجبات من غیر تاخیر واجبة فان عارضها واجب لا ینبغی ان یفوته بل یاتی به ثم یتابعه کما لو قام الامام قبل ان یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یقوم الخ بخلاف ما اذا عارضها سنة الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

جنگل میں نماز پڑھنے کا فضیلت کا بیان | **سوال ۵۹۲**۔ جنگل میں نماز پڑھنے کی جو بڑی فضیلت آئی ہے۔ تو تنہا کی ہے یا جماعت سے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جنگل میں نماز بہت دشوار ہے۔ !

الجواب۔ جنگل میں نماز پڑھنے کی فضیلت ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مسجدوں سے زیادہ اس میں فضیلت ہے حدیث شریف سے مساجد کا خیر البقاع ہونا ثابت ہے بلکہ مطلب اس کا یہ ہے کہ جب کوئی شخص جنگل میں ہو اور وقت نماز کا آگیا تو وہیں نماز پڑھ لے۔ اگر چند آدمی ہیں جماعت کریں اگر ایک ہے تنہا پڑھے۔ ہر طرح فضیلت حاصل ہے شامی میں ہے وروی فی الخبران من صلی علی هیئة الجماعة ای باذان واقامة ولو کان منفردا صلت بصلوته صفوف الملائکة الخ

امرد کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے | **سوال ۵۹۳**۔ ایک نو عمر بے داڑھی مونچھ کا لڑکا ایک مسجد کی امامت پر مقرر کیا جاتا ہے وہ حالت قیام نماز میں بیا کانہ ... کی طرف دیکھتا ہے اور اکثر اپنی مصنوعی تجوید میں آکر آءاللہ اکبر نعوذ باللہ ... کہتا ہے جماعت کے اکثر ناواقف مسلمان اس کی امامت کو جائز سمجھ کر اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور جو شخص بوجہ مذکورہ اس کی اقتداء کو مکروہ جان کر انکار کرتا ہے اور اپنے گھر میں یا مسجد میں بعد نماز جماعت علیحدہ نماز پڑھنے کو ترجیح دیتا ہے اس کو جماعت کا گنہگار سمجھ کر ترک کلام وغیرہ کرتے ہیں۔ امام مذکور کی امامت، مقتدیوں کا یہ فعل، اور منکر کا انکار جائز ہیں یا کیا ؟ اقتداء کرنے والے حق پر ہیں یا وہ لوگ جو اقتداء نہیں کرتے۔ ؟

الجواب۔ در مختار میں ہے وکذا تکرہ خلف امرد وسفیہ الخ اور شامی میں ہے الظاہر انہا تنزیھیۃ الخ۔ حاصل یہ ہے کہ امرد کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے نماز ہو جاتی ہے لیکن اگر کوئی غلطی مفسد صلوٰۃ اس سے سرزد ہو تو نماز نہیں ہوتی۔

جو لوگ امرد مذکور کے پیچھے نماز جائز سمجھ کر پڑھتے ہیں وہ حق پر ہیں نماز اس کے پیچھے صحیح ہے، البتہ اللہ کی ہمزہ اولیٰ کو مد کرنا مفسد صلوٰۃ ہے ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ لیکن اگر اس مد کو وہ چھوڑ دے اور اللہ اکبر وہ صحیح طریق سے پڑھے یعنی بالحذف تو نماز صحیح ہے پس اگر یہ نسبت مد کرنے کی اس امام کی طرف صحیح ہے تب تو تارکین نماز خلف امام مذکور حق پر ہیں اور ان پر طعن نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے حق پر ہیں امام کے امرد ہونے کی وجہ سے ترک جماعت درست نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

تہجد باجماعت پڑھنے کا حکم

سوال ۵۹۴۔ اگر نماز تہجد بعد نماز فرض عشاء مابین سنت و وتر کے ادا کرے بارہ رکعت یا آٹھ یا دس یا چھ یا چار۔ اور اکثر آدمی شوقین نماز تہجد ہوں تو اگر اس نماز کو جماعت سے ادا کرے یا اخیر شب میں جماعت سے پڑھے تو کچھ حرج یا کچھ گناہ تو نہیں۔ سنا گیا ہے معتبر ذرائع سے کہ مولانا گنگوہیؒ نے کہیں لکھا ہے کہ اگر اس نماز کو جماعت سے پڑھے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے مستحبات سے ہے۔

الجواب۔ بعض احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد نماز عشاء قبل النوم اگر نوافل تہجد پڑھ لی جاویں تو ثواب تہجد کا حاصل ہو جاتا ہے شامی میں ہے وھذا یفید ان ھذہ السنۃ تحصل بالتنفل بعد صلوٰۃ العشاء قبل النوم۔ اور جماعت سے ادا کرنا تہجد کا مکروہ ہے اگر بتداعی ہو۔ در مختار میں ہے ای یکرہ ذلک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد الخ۔ اور حضرت مولانا گنگوہیؒ کی طرف نسبت کرنا جماعت تہجد کے جواز کو صحیح نہیں ہے حضرت مولانا اس سے منع ہی فرماتے تھے فقط

قاتل عمد توبہ سے فسق سے خارج نہیں ہوتا بدون اسکے ورثاء کو راضی کرنے اسکے پیچھے نماز کا حکم

سوال ۵۹۵۔ قاتل سے قصاص نہیں لیا گیا مقتول سے خون معاف کرا نہیں سکتا فقط توبہ کر لی۔ اب بعد توبہ بوجہ مذکورہ دار حق العبد فاسق قرار دیا جاوے گا یا نہیں اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہوگی یا نہیں۔؟

الجواب۔ در مختار میں ہے لا یصح توبۃ القاتل حتی یسلم نفسہ للقود وصایتہ شامی میں ہے ای لا تکفیہ التوبۃ وحدھا قال فی تبیین المحارم واعلم ان توبۃ القاتل لا تکون بالاستغفار والندامۃ فقط بل یتوقف علی ارضاء اولیاء المقتول الخ۔ اس موقع پر شامی کو بھی دیکھ لیجئے اتنی بات معلوم ہوئی کہ محض توبہ سے قتل کا گناہ معاف نہ ہوگا اور فاسق رہے گا اور نماز اس کے پیچھے مکروہ ہوگی فقط

سوال ۵۹۶ - امام پانچویں رکعت میں کھڑا ہوگیا چھ رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کر کے سلام پھیر دیا۔ پانچویں رکعت میں ایک آدمی اور	امام اگر چوتھی رکعت سے سہواً اٹھ گیا اور پانچویں یا چھٹی میں شریک ہوا تو اس کی نماز نہیں ہوئی

شریک ہوگیا تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب - امام اگر چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ کر سہواً کھڑا ہوگیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو چھٹی رکعت ملالے اور سجدہ سہو کرے۔ فرض اس کے پورے ہوگئے اگر کوئی شخص پانچویں یا چھٹی رکعت میں اس امام کا مقتدی ہو تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی کیونکہ امام کی وہ دو رکعت نفل ہیں کذا فی الشامی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

مغرب اور وتر کی قضا کی صورت		سوال ۵۹۷ - اگر مغرب کے فرض تہجد کے وقت تین رکعت پڑھے کر دو نفل ہوگئی اور ایک رکعت ا کارت گئی مگر اس پر غرض ہے کہ بعد دوسری رکعت کے جو تیسرے رکعت کو کھڑا ہوا تو ایک تو تاخیر سلام پھیرنے میں ہوئی دیگر جب تیسری رکعت کو کھڑا ہوا تو دوگانہ نفل کا واجب ہوگیا اور پھر تیسری پر سلام پھیر دیا اس صورت میں کچھ گناہ ہوا یا نہ۔؟

الجواب - حالت توہم میں تین رکعت نہ پڑھے بلکہ چار پوری کرے تین قعدہ سے جیسا کہ امام صاحب کے فعل کی قضا نادیل کی گئی ہے در مختار میں ہے وما نقل ان الامام قضی صلاۃ عمرہ فلا منقول کان یصلی الوتر والمغرب اربعا بثلاث قعدات الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مذہب حنفیہ میں بسم اللہ بتہ الحمد اور ابتدا		سوال ۵۹۸ - امام عاصمؒ کے نزدیک بسم اللہ قرآن مجید کا سورۃ میں خفیہ طور سے پڑھنا سنت ہے | جزو ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو فرضوں و نوافل میں امام و منفرد کو ہر سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے یا نہیں۔ امام عاصمؒ کی تقلید اس مسئلہ میں کرنی ہوگی یا نہ تراویح میں بسم اللہ جہر پڑھنا ہر سورت کے شروع میں ضروری ہے یا نہیں۔؟

الجواب - حنفیوں کو بسم اللہ کے بارے میں اپنے فقہاء مذہب کا اتباع ضروری ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ بسم اللہ کے جہر کو منع فرماتے ہیں۔ آہستہ پڑھنے کا حکم فرماتے ہیں پس حنفیوں کو چاہیئے کہ الحمد اور سورت سے پہلے بسم اللہ سنت سمجھ کر پڑھیں لیکن آہستہ پڑھیں اس بارہ میں امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ کا اتباع نہ کریں یعنی بسم اللہ کو جہر سے نہ پڑھیں خواہ نوافل و تراویح ہوں یا فرض۔ کذا فی الدر المختار وغیرہ۔ فقط

سوال ۵۹۹ - عورتوں کو نماز میں پیروں کا چھپانا واجب ہے یا نہیں حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک قدمیں نہ چھپے نماز نہیں ہوتی	عورتوں کو پشت قدم ڈھکنا ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے۔؟

الجواب - نماز میں پشت قدمین کا ڈھکنا فرض نہیں ہے، اگر قدمین کھل جاویں تو نماز ہو جاتی ہے معتبر در معتمد

یہی ہے اگرچہ اس میں اختلاف ہے اور حدیث شریف میں جو ظہور قدمین کا ڈھکنا آیا ہے اُس سے یہ مطلب ہے کہ ایسا کرنا بہتر ہے سو اس میں کچھ کلام نہیں ہے کہ یہ بہتر ہے لیکن اگر پیر کھل جاویں تو نماز ہو جاتی ہے کذا فی الدر المختار والشامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

وطن اصلی کے معنے | سوال ۷۰۰۔ درمختار میں وطن اصلی میں اس جگہ کو بھی لکھا ہے اور تاہل یعنی نکاح کرنے کی جگہ تو کیا مطلقاً وہ جگہ جہاں نکاح ہوا ہے وطن اصلی ہے یا اس کا کچھ اور مطلب ہے اور اُس کی کیا تفصیل ہے۔

الجواب۔ وطن اصلی کے یہ معنی لکھتے ہیں کہ وطن قرار ہو یعنی وہاں رہنا مقصود ہو۔ پس موضع تاہل یعنی تزوج وطن اصلی اُسی وقت ہوتا ہے کہ وہاں رہنا مقصود ہو۔ اور اُس کی زوجہ وہاں رہتی ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ اگر کسی جگہ سے نکاح کر کے عورت کو لے آیا تو پھر بھی وہ موضع نکاح وطن ہو جاوے۔ حاصل یہ ہے کہ جس جگہ اس کی زوجہ رہتی ہے اور اُس کو وہاں رہنا مقصود ہے تو وہ بھی وطن اصلی ہے۔ اگر دو زوجہ دو شہروں میں رہتی ہیں تو دونوں وطن اصلی ہیں۔ ولو کان لہ ببلد تین فایتھما دخل صار مقیماً شامی۔ اس عبارت سے واضح ہے کہ زوجہ کا وہاں کا ہونا اور رہنا معتبر ہے محض نکاح کر کے کہیں سے لے آنا یہ سبب وطن بننے کا نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

عورت تابع شوہر ہے | سوال ۷۰۱۔ عورت کا وطن اصلی اُس کی سسرال ہے یا والدین کا گھر وطن ولادت سے کیا مراد ہے مطلقاً یا وہ جگہ جس کو عرف میں وطن کہتے ہیں اگر کوئی شخص کسی جگہ ملازم ہو اور اُس کا وطن وہاں سے سفر شرعی کی مسافت ہو تو اگر یہ شخص ملازمت کی جگہ سے دس بارہ میل کا سفر کرے تو مسافر ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ عورت تابع مرد کے ہے شوہر اُس کو جہاں رکھے وہیں اُس کا وطن ہوگا۔ وطن ولادت وہ ہے جہاں وہ پیدا ہوا۔ اور اُس کے والدین وہاں رہتے ہیں۔ ملازمت کی جگہ جہاں وہ مقیم ہے اور بوجہ اقامت کے نماز پوری پڑھتا ہے تو جب تک وہاں سے مسافت شرعیہ کے سفر کے ارادہ سے نہ نکلے گا قصر نہ کرے گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نماز فرض کے بعد دعا کی مقدار | سوال ۷۰۲۔ جس نماز کے بعد سنت مؤکدہ ہیں اُس نماز میں دعا مانگنے کی تعداد کتنی ہے اور جس نماز کے بعد سنت مؤکدہ ہوں اُس میں امام دعا زیادہ دیر مانگے تو اُس کی متابعت کرنی چاہیے یا نہیں۔

الجواب۔ جن نمازوں کے بعد سنت مؤکدہ ہیں اُن میں فرضوں کے بعد زیادہ تاخیر کرنے کو مکروہ لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ کچھ حرج نہیں ہے پس بہتر ہے کہ امام جتنی دیر دعا مانگے اُس کی ساتھ دعا مانگے۔

لاحق مقتدی کی امامت کی ایک صورت | سوال ۷۰۳۔ امام ظہر کی نماز پڑھا رہا ہے جو اُس کے پیچھے کا ...

ہے اُس کی وضو ٹوٹ گئی۔ اتنے وہ وضو کرکے کیا امام ایک رکعت پڑھ چکا ہے جب وہ آدمی آکر شامل ہو گیا تو امام کی وضو ٹوٹ گئی وہ اُس آدمی کو اپنا خلیفہ بنا کر چلا گیا وضو کرنے، وہ مقتدیوں کی نماز کو پورا کرے تو اپنی تین رکعت ہوتی ہیں اور اپنی نماز کو پورا کرے تو مقتدیوں کی پانچ رکعت ہوتی ہیں کیا کرنا چاہیے؟

الجواب۔ جس مقتدی کی وضو ٹوٹ گئی اور وہ وضو کرنے گیا اور اُس کی ایک رکعت فوت ہو گئی تو وہ لاحق ہے اُس کو حکم یہ ہے کہ جس وقت وہ آوے پہلے اپنی رکعت فوت شدہ پڑھے پھر امام کے شریک ہو۔ پس اگر اُس نے ایسا کیا تو اُس کی نماز امام کے برابر ہو گئی اور اگر اُس نے اپنی فوت شدہ رکعت پہلے ادا نہ کی اور امام کے شریک ہو گیا اور پھر امام کی وضو ٹوٹ گئی اور اُس نے لاحق کو امام بنا دیا تو اُس کو چاہیے کہ جس وقت امام کی چوتھی رکعت پوری ہو جاوے تو یہ شخص کسی مدرک کو خلیفہ بنا دیوے جو اوّل سے امام کے شریک تھا وہ سلام پھیر دے گا اور وہ شخص اپنی رکعت فوت شدہ اُٹھ کر پوری کرے فقط

نابینا غیر محتاط کی امامت کا حکم

سوال ۴۰۴۔ ایک نابینا غیر محتاط جس کی قرأت کی حالت یہ ہے کہ حروف و حرکات کو مخارج سے حسب قاعدہ تجوید ادا نہیں کرتا اور آواز بھی اچھی نہیں ہے۔ اس صورت میں ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے کہ نابینا کا امام ہونا مکروہ تنزیہی ہے اور اسکی علت یہ ہے کہ وہ نجاست وغیرہ سے نہیں بچ سکتا اور لوگوں کو اُس کی امامت سے کراہت ہوتی ہے شامی نے کہا کہ اگر نابینا موجودین میں زیادہ مسائل نماز سے واقف ہو تو پھر اُس کی امامت میں کچھ کراہت نہیں ہے بلکہ اُس کی امامت افضل ہے بینا سے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن ام مکتوم نابینا کو صحابہ کا امام مقرر کیا اور وہ آپ کے سفر میں جانے کے بعد امام ہوتے تھے؛

الحاصل اگر یہ وصف نابینا میں نہ ہو تو اُس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور آواز کا اچھا ہونا۔ اور حروف کو مخارج سے پوری طرح ادا کرنا اور تجوید کے ساتھ پڑھنا اور مستحبہ میں سے ہے۔ اگر کسی نے قواعد تجوید کے موافق نہ پڑھا لیکن کوئی غلطی ایسی نہیں کی کہ نماز میں فساد لازم آوے تو نماز ہو گئی اُس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

قضا نماز کی ترکیب

سوال ۴۰۵۔ اگر خالی عصر کی یا ظہر و عصر کی دونوں نمازیں قضا ہیں۔ عصر مغرب کے وقت ان تینوں نمازوں کو کس طرح ادا کرے جبکہ مغرب کا وقت نماز کے لئے تھوڑا ہے اگر قضا ہوئی نمازوں کو مقدم کرتا ہے تو نماز مغرب کا وقت بھی ہاتھ سے جاتا ہے کس طرح ترتیب جائز ہے اور نیز جبکہ یہ جائز ہے کہ اگر چار یا پانچ نمازوں کی قضا میں ترتیب نہ رہے تو جس وقت نماز میں جو وقت کی پڑھیگا نفل شمار ہوں گی؟

جواب۔ مغرب کا وقت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قریب ڈیڑھ گھنٹہ کے رہتا ہے پس ظہر و عصر کو اوّل

قضا کرکے پھر مغرب کی نماز وقت میں پڑھ لے۔ اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر وقتیہ نماز کا وقت تنگ ہو جاوے کہ سوائے وقتیہ کے قضا کی گنجائش نہ رہی تو پھر ترتیب ساقط ہو جاتی ہے اس حالت میں وقتیہ پہلے پڑھے اور قضا بعد میں پڑھے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نماز میں آیت سجدہ کا حکم

سوال ۶۰۶- بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ اگر سجدہ تلاوت کی نیت رکوع میں کر لی جاوے تو سجدہ ادا ہو جاتا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر امام نے آیت سجدہ پڑھکر رکوع کیا اور رکوع میں نیت سجدہ کی کر لی تو امام اور سب مقتدیوں کی طرف سے سجدہ ادا ہو جاویگا یا نہیں؟

الجواب- امام نے اگر نیت سجدہ کی رکوع میں کی تو اگر نماز سری ہے، کہ مقتدیوں کو آیت سجدہ کی خبر ہی نہیں ہوئی تو امام کی نیت کافی ہے اور اگر نماز جہری ہے اور مقتدیوں نے نیت سجدہ کی نہیں کی۔ اگرچہ امام نے کر لی ہو تو مقتدیوں کو امام کے سلام کے بعد سجدۂ تلاوت کرکے پھر قعدہ اخیرہ کرکے سلام پھیرنا چاہیے۔ الغرض امام کی نیت مقتدیوں کی طرف سے کافی نہیں ہے کذا فی الدر المختار۔ پس ایسے موقع پر چاہیے کہ امام سجدہ کی نیت نہ کرے بلکہ سجدہ ہی کرے تاکہ مقتدیوں کو دقت نہ ہو اور انکا بھی سجدہ ادا ہو جاوے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اگر باہر سے کوئی شخص اندر والے کو آواز دے تو کھنکارنا درست ہے نماز نہ ٹوٹے

سوال ۶۰۷- کسی حالت میں اگر دروازہ کو جھٹکا اندر سے بند کرکے کوئی نماز شروع کرے اور دوسرا شخص باہر سے اندر جانا چاہے جبکہ اندر والے شخص کا احوال نماز پڑھنے کا معلوم نہیں۔ حالانکہ باہر والے نے ایسا تنگ کیا ہے کہ اندر والے کو نماز کا رجوع مشکل ہو گیا ہے اب نمازی کیا طریقہ اختیار کرے۔ (الف) سی نماز قائم ہوئی حالت میں مقابلہ دشمن از قسم انسان یا حیوان یا حشرات الارض کس طرح کرے۔ جس میں اندیشہ نقصان ہو۔؟

الجواب- ایسی حالت میں اگر کھنکارنے سے کام چل جاوے تو کھنکارنا درست ہے تاکہ باہر سے آنے والا سمجھے کہ نماز پڑھ رہا ہے جیسا کہ درمختار میں کہا او للاعلام انہ فی الصلوٰۃ فلا فساد علی الصحیح الخ باقی نماز توڑنا اس صورت میں درست نہیں ہے کما یظہر من تفصیل العلماء- (الف) نماز توڑ دے درمختار میں ہے ویباح قطعہا لنحو قتل حیۃ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام راتب مسجد کا اولیٰ بالامامت ہے غیروں سے اگرچہ وہ اعلم نہ ہو

سوال ۶۰۸- زید کو اپنے والد سے کامل حق امامت در مسجد وغیرہ کا ملا ہے اور زید میں خلاف شریعت ہرگز کوئی بات ثابت نہیں ہوئی بلکہ نہایت متقی پرہیزگار حمیدہ رسید ہ مانند کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر مستقیم۔ اور قوم بھی زید ہی کی امامت پر خوش اور راضی ہے اگر ایسے شخص کا حق جبراً ضبط کرکے خالد نماز پنجگانہ جمعہ وغیرہ پڑھالے زید کی موجودگی میں تو شرعاً خالد کو امامت کرنا اور اس کے پیچھے لوگوں کو نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب- درمختار میں ہے واعلم ان صاحب البیت و مثلہ امام المسجد الراتب اولیٰ بالامامۃ من غیرہ

مطلقا ای وان کان غیرہ من الحاضرین من ہو اعلم واقرء منہ الخ۔ شامی۔ پس معلوم ہوا کہ اولیٰ بالامامت اس صورت میں زید ہے نہ خالد۔ اور ایسی حالت میں کہ زید امام قدیم و مقرر کردہ قوم ہے خالد کو جبراً امام بننا ناجائز اور مکروہ ہے لحدیث ابی داؤد و لا یقبل اللہ صلوٰۃ من تقدم قوما وھم لہ کارھون۔ درمختار

فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نماز کے متعلق چند ضروری سوالات و جوابات

سوال ۶۰۹۔ اگر جماعت میں مقتدی سوگیا اور امام کے ساتھ ایک سجدہ کرنا رہ گیا تو نماز ہوئی یا نہیں۔ ؟ (۲) اگر نماز میں درود شریف مکرر پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں ؟ (۳) فرض میں یا سنت میں سورت کے بجائے التحیات پڑھ جاوے اور پھر یاد آوے تو کیا سورت ملالے اور سجدہ سہو کرے یا نہ کرے ؟ (۴) نماز کے اندر تین سجدے بھول کر کرے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں۔ ؟ (۵) اگر سجدہ میں التحیات پڑھنے لگے تو کیا کرنا چاہیے۔ ؟ (۶) نماز میں بھول کر دو دفعہ الحمد پڑھ گیا تو سجدہ سہو ہوگا یا نہیں۔ ؟ (۷) مقتدی نے یہ سمجھ کر کہ امام پانچویں رکعت کو کھڑا ہوتا ہے لقمہ دیدیا اور درحقیقت وہ چوتھی ہی تھی۔ تو مقتدی کی نماز کیسی ہوئی۔ ؟ (۸) نماز میں ایک آیت بھول کر چھوٹ گئی اور پھر سجدہ سہو کا کرلیا تو نماز کیسی ہوئی ؟ (۹) جبکہ سجدہ سہو واجب نہ ہو اور سجدہ سہو اور کسی وہم پر کرے تو نماز کیسی ہوتی ہے ؟ اکثر لوگ ذرا سے وہم پر مثلاً ترک سنت ہی پر سجدہ سہو کرلیتے ہیں۔ ؟ (۱۰) فرض چار رکعت کی نیت تھی مگر پانچ رکعت کے تمام پر یاد آیا تو سجدہ سہو کرنے سے کیا نماز صحیح ہو جائے گی جبکہ وہ چوتھی رکعت کے قعدہ میں بھی نہ بیٹھا ہو۔ اور اگر قعدہ میں بھی بیٹھا ہو تو تب۔ اور اگر ایک رکعت اور ملالی جاوے تو کیا یہ چار فرض اور دو نفل ہو جائیں گے یا سب کے سب نفل۔ ؟ (۱۱) جمعہ کے روز اذانِ اول ایک شخص نے کہی اور اذان جمعہ ممبر کے سامنے کی دوسرے نے تو تکبیر کہنا کس کا حق ہے (۱۲) کوئی شخص اذان یا تکبیر غلط کہے تو دوبارہ لوٹائی جاوے یا نہیں۔ ؟

الجواب۔ جب تک سجدہ نہ کرے گا نماز نہ ہوگی اس کو چاہیے کہ جس وقت بیدار ہو فوراً اس سجدہ کو کرکے امام کے ساتھ ہو جاوے۔ ورنہ امام کے سلام کے بعد ایک سجدہ ادا کرکے پھر سجدہ سہو کرلیوے۔ بدون ادا کرنے اس سجدہ فوت شدہ کے اس کی نماز نہ ہوگی۔ (۲) اس صورت میں سجدہ سہو واجب نہیں (۳) سورۃ پڑھے اور سجدہ سہو کرے (۴) سجدہ سہو لازم ہے (۵) نماز ہوگئی اور جس وقت یاد آوے تحیات کو چھوڑ کر سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے گا تب نماز صحیح ہے (۶) سجدہ سہو لازم نہیں۔ (۷) مقتدی کی نماز میں کچھ حرج نہیں ہوا۔ (۸) اس صورت میں سجدہ سہو لازم نہ تھا لیکن اگر کرلیا نماز ہوگئی۔ (۹) نماز ہو جاتی ہے (۱۰) اگر چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ گیا ہو تو سجدہ سہو کرنے سے نماز فرض ادا ہو جاتی ہے اور اگر چھٹی رکعت ملالی تو دو نفل ہو جاویں گے اور اگر چوتھی رکعت میں نہ بیٹھا تھا تو نماز فرض نہیں ہوئی اگر چھٹی رکعت ملالی چھ نفل ہو جاویں گی (۱۱) دونوں میں

سے جو چاہے تکبیر کہے تب بھی کچھ حرج نہیں ہے (۲) ہونی چاہیے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

وتر کی نماز میں ہاتھ اٹھانے کی وجہ | **سوال ۶۱۰** وتر کی نماز میں جب قنوت پڑھتے ہیں تو ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہنے کی کیا وجہ ہے؟

الجواب۔ وتر کی تیسری رکعت میں تکبیر کہہ کر ہاتھ اٹھانے کی یہ وجہ ہے کہ مصنف ابی بکر بن شیبہ میں ایسا ہی وارد ہوا ہے باب فی التکبیر للقنوت ورفع الیدین حدثنا عبد السلام بن حرب عن لیث عن عبد الرحمٰن بن الاسود عن ابیہ ان عبد الرحمٰن مسعودؓ کان اذا فرغ من القراءۃ کبر ثم قنت فاذا فرغ من القنوت کبر ثم رکع ومثلہ عن البراء حدثنا عبد الرحمٰن بن نسیب المحاربی عن لیث عن الاسود عن ابیہ عبد اللہ انہ کان یرفع یدیہ اذا قنت فی الوتر مصنف ابی بکر بن شیبہ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

جماعت ثانیہ مطلقاً مکروہ ہے | **سوال ۶۱۱۔** جماعت ثانیہ مطلقاً جائز ہے یا اس میں کوئی تفصیل ہے؟

الجواب۔ قال فی رد المختار ولنا انہ علیہ الصلوۃ والسلام کان خرج لیصلح بین قوم فعاد الی المسجد وقد صلی اھل المسجد فرجع الی منزلہ فجمع اھلہ وصلی بھم ولو جاز ذلک لما اختار الصلوۃ فی بیتہ علی الجماعۃ فی المسجد ولان فی الاطلاق ھکذا تقلیل الجماعۃ معنی فانھم لا یجتمعون اذا علموا انھا لا تفوتھم واما مسجد الشارع فالناس فیہ سواء لا اختصاص لہ بفریق دون فریق اھ ومثلہ فی البدائع وغیرھا ومقتضی ھذا الاستدلال کراھۃ فی مسجد المحلۃ ولو بدون اذان ویؤیدہ ما فی الظھیریۃ لو دخل جماعۃ المسجد بعد ما صلی فیہ اھلہ یصلون وحدانا وھو ظاھر الروایۃ شامی جلد اول صفحہ [illegible] وفی موضع آخر منہ وروی عن انس ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانوا اذا فاتتھم الجماعۃ فی المسجد صلوا فی المسجد فرادی صفحہ ۲۷۶ باب الاذان۔

ان روایات سے ظاہر ہوا کہ ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں مطلقاً مکروہ ہے گو بلا اذان و اقامت ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

سنت فجر اگر قضا ہوں تو امام محمدؒ کے نزدیک بعد طلوع کے مستحب ہے قضا کرنا | **سوال ۶۱۲۔** جو شخص فجر کی جماعت میں شامل ہو گیا اور سنتیں نہیں پڑھ سکا وہ بعد فرض کے سنت پڑھے یا سورج نکلنے کے بعد پڑھے؟

الجواب۔ وہ شخص بعد فرض کے آفتاب نکلنے سے پہلے سنتیں نہ پڑھے، یہ مکروہ ہے، اگر چاہے آفتاب نکلنے کے بعد زوال سے پہلے پہلے پڑھ لیوے، یہ بہتر ہے کما فی الشامی واما اذا فاتت وحدھا فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراھۃ النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلک عندھما وقال محمد احب الی ان یقضیھا الی الزوال۔ شامی صفحہ ۶۲۲ جلد اول فقط واللہ تعالیٰ اعلم

نماز میں اللہ اکبر [illegible] | **سوال ۶۱۳۔** [illegible]

بندوق یا گولہ کی آواز اس کے کان میں آئی بے ہمیتہ اس کے منہ سے محض الا اللہ نکلا اس صورت میں نماز فاسد ہو جاتی ہے یا نہ۔ اور لفظ الا اللہ بغیر لا الہ کے ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب۔ قال فی الدر المختار ولو سقط شیٔ من السطح فبسمل ودعی لاحد او علیہ فقال آمین تفسد ولا یفسد الکل عند الثانی والصحیح قولھما الخ وفی رد المحتار قولہ فبسمل یشکل علیہ ما فی البحر لو لدغتہ عقرب او اصابہ وجع فقال بسم اللہ قیل تفسد لانہ کالانین وقیل لا لانہ لیس من کلام الناس وفی التنویر وعلیہ الفتویٰ وجزم بہ فی الظہیریۃ وکذا لو قال یا رب کما فی الذخیرۃ الخ۔ پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں راجح عدم فساد نماز ہے اور ذکر الا اللہ بدون لا الہ کے صوفیائے کرام میں معروف و مروج ہے اور درست ہے کیونکہ مقصود اس سے اثبات بعد النفی ہے اسی لئے صوفیائے کرام جو یہ ذکر فرماتے ہیں تو اول پورا کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں پھر اسی نفی اول کی ساتھ اثبات کا کلمہ متصل کرتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ مقصود الا اللہ سے یہی ہوتا ہے کہ کوئی معبود و مقصود اللہ کے سوا نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مجموعہ مسافت اگر مدت سفر شرعی ہو یا زیادہ تو قصر کرنا چاہیے

سوال ۶۱۴۔ دورہ میں مجکو اطراف دیہات میں پھرنا پڑتا ہے اور مسلسل بیس روز پچیس روز یا دس روز جیسی صورت ہو میں اپنے مستقر سے باہر رہتا ہوں مگر کسی ایک مقام پر ایک ہفتہ سے زیادہ قیام کی اجازت نہیں ہے لیکن یہ مقامات مستقر سے تین دن تین رات کی مسافت پر نہیں ہوتے ہیں بلکہ مستقر کے اطراف ایک دائرہ میں گردش رہتی ہے مسلسل ہی مسافت کا لحاظ کیا جاوے تو سفر مدت مقررہ سے بڑھ جاتا ہے۔ ور تمام سفر کا لحاظ کیا جاوے تو بہت زیادہ مسافت ہو جاتی ہے اندریں صورت نماز میں قصر واجب ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ چونکہ مجموعہ مسافت مدت سفر شرعی سے زیادہ ہے اس لئے مستقر پر لوٹنے تک اس صورت میں نماز قصر کرنا چاہیے۔ قال فی الدر المختار حتی یدخل موضع مقامہ ان سار مدۃ السفر الخ قولہ ان سار مدۃ السفر قید بقولہ حتی یدخل ای انما یدوم علی القصر الی الدخول ان سار ثلثۃ الخ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

الصاق کعبین در رکوع سنت ہے

سوال ۶۱۵۔ الصاق کعبین در رکوع و سجود سنت مؤکدہ یا مستحب۔

الجواب۔ قال فی الدر المختار فی بیان سنن الصلوٰۃ والصاق کعبیہ ای فی الرکوع وفی رد المحتار قولہ والصاق کعبیہ ای حیث لا عذر۔ ازیں عبارت واضح است کہ بلا عذر الصاق کعبین سنت مؤکدہ است وممکن است کہ مراد از الصاق محاذات در رکوع و سجود کعبین باشد۔ فقط

قطع صلوٰۃ کے وجوہ واجبہ و مستحبہ و مباحہ | سوال ۶۱۶- شکستن نماز فرض وغیرہ بکدام وقت و بچہ وجہ روا باشد؟

الجواب- وجوہ قطع صلاۃ را در باب ما یفسد الصلوٰۃ در مختار و شامی بہ بیند در شامی ست من حظہ صاحب البحر علی حاشیۃ ان القطع یکون حراماً و مباحاً و مستحباً و واجباً فالحرام بغیر عذر والمباح اذا خاف فوت مال والمستحب القطع للاکمال والواجب لاحیاء نفس وفی الدر المختار ویجب القطع نحو انجاء غریق او حریق ولو دعاہ احد ابویہ فی الفرض لا یجیبہ الا ان یستغیث بہ الخ۔ فقط واللہ اعلم

تقبیل ظفرین وقت اذان سنت ہے | سوال ۶۱۷- اذان کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟ (۲) دلائل الخیرات میں یہ حدیث لکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ جو لوگ غائبانہ آپ کو درود بھیجتے ہیں۔ اور جو لوگ آپ کے بعد میں پیدا ہوں گے اور وہ درود بھیجیں گے ان دونوں کے درود کا کیا حال ہوگا فرمایا میں تو بگوش سنتا ہوں درود اہل محبت کا اور پیش ہوتا ہے مجھ پر درود غیر اہل محبت کا بواسطہ ملائکہ کے۔ یہ حدیث کون سی کتابوں کی ہے اور صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب- اذان میں جب نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سُنے درود شریف پڑھنا مستحب ہے اور اذان کا جواب دینا بھی مستحب ہے پس جس وقت مؤذن سے کلمۂ اشہد ان محمد رسول سُنے خود بھی یہ کلمہ کہکر صلی اللہ علیہ وسلم کہے (۲) اس روایت دلائل الخیرات کا حال معلوم نہیں کہ صحیح ہے یا نہیں - اور یہ بھی معلوم نہیں کہ کس کتاب کی حدیث ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

تنحنح بلا عذر تحسین صوت کے لئے بھی مفسد صلوٰۃ نہیں ہے | سوال ۶۱۸- اگر فرض نماز میں امام صاحب بلا عذر تنحنح کریں جو محض حسن صورت کے لئے ہوا اور جس کی تعداد تین مرتبہ تک پہنچ گئی ہو تو اس تنحنح کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں-؟

اور نیز سورۂ والضحیٰ کی قراۃ اس طرح ہو کہ جس قدر الف مقصورہ سورۂ مذکور میں واقع ہیں ان تمام کو یائے ساکنہ اور اس کی حرف ماقبل کو مکسور کرکے پڑھیں جیسا والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ تمام سورہ اور لفظ ربک وما قلیٰ بضم قاف پڑھیں تو کیا یہ قرأت درست ہے اور اس سے نماز صحیح ہو جاتی ہے یا نہیں-؟

الجواب- قال فی الدر المختار والتنحنح بلا عذر الخ فلو لتحسین صوتہ الخ فلا فساد علی الصحیح الخ اس سے معلوم ہوا کہ حسن صورت کے لئے تنحنح کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ تین بار یا کم و بیش ہو علی الاطلاق بردایتہ۔ در سورۂ والضحیٰ میں اس طرح قرأت کرنا جس طرح آپ نے لکھا ہے

امالہ ہے۔ اور امالہ عند القراء صحیح ہے اور اُس کی اقسام اور کیفیات قراء سے دریافت کرنا چاہیئے وما قُلی بضم قاف لحن ہے اور کوئی قراۃ معلوم نہیں ہوتی قراء سے تحقیق بھی کرلیں۔ امالہ سے وما قِلی تو ہو جاوے گا لیکن قاف کے ضمہ کے کوئی وجہ نہیں اور معنی میں تبدل کا شبہ ہوتا ہے کیونکہ اصل وما قلٰی کے وماقلاک ہے کاف بوجہ رعایت فواصل حذف ہوگیا۔ مطلب اوپر سے یہ ہے اور تم کو تمہارے رب نے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چھوڑا۔ اور نہ تم کو مبغوض رکھا۔ پس جبکہ قلٰی کی جگہ قُلی بضم قاف پڑھا گیا تو صیغہ مجہول کا ہوگیا۔ اور اشکال یہ پیش آیا کہ ضمیر اگر رب کی طرف پھیری جاوے تو خلاف مقصود ہے اور سیاق آیت کے مناسب نہیں اگرچہ مفسد صلاۃ بھی نہیں لامکان احتمال تاویل الصحۃ اور اگر ضمیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف راجع کریں تو ماقبل و مابعد کے طرز کے خلاف ہے جیسا کہ ماقبل میں ماودعک ربک مذکور ہے اور مابعد میں وللآخرۃ خیر لک من الاولٰی۔ الی السورۃ۔ سب میں خطاب ہے اور وما قُلی ماضی مجہول غائب کا صیغہ ہوگا۔ بہرحال اُس کے غلط ہونے اور لحن ہونے میں کلام نہیں۔ گو فسادِ نماز نہیں ہوا۔ فقط

نابالغ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی | سوال ۶۱۹۔ نابالغ کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ حنفیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ نابالغ کا اقتداء بالغین کو فرض و نفل کسی میں درست نہیں پس تراویح بھی نابالغ کے پیچھے نہیں ہوتی۔ یہی مذہب صحیح حنفیہ کا ہے اور بلوغ پندرہ برس کی عمر میں ہے لہذا تاوقتیکہ لڑکا بالغ ہو اُس کو امام نہ بناویں ویسے نفلوں میں قرآن شریف اُس کا سنتے رہیں جس میں وہ لڑکا نفل کی نیت باندھکر کھڑا ہو جاوے اور سننے والے ویسے ہی بیٹھکر اُس کا قرآن شریف سنتے رہیں جب پندرہ برس کا پورا ہو جاوے امام تراویح بناویں۔ قال فی الدرالمختار ولا یصح اقتداء رجل بامرءۃ وخنثی وصبی مطلقاً ولو فی جنازۃ ونفل الخ علی الاصح الخ اور شامی میں ہے ردالمختار انہ لایجوز فی الصلوٰۃ کلھا۔ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیزالرحمٰن عفی عنہ۔

ایک ہاتھ والے کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی | سوال ۶۲۰۔ جس کا ایک ہاتھ شانہ سے پیدائشی نہیں ہے۔ وہ اپنی لیکن اور کوئی آدمی نماز پڑھانے کے قابل نہیں ہے یا موجود ہے مگر نماز پڑھانے سے گریز کرتا ہو اُس کے پیچھے نماز درست ہوگی یا نہیں۔ اور اُس کو امام مقرر کردینا اپنی مسجد میں جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ جس کے ایک ہاتھ ہو اُس کی امامت کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے کذا فی الشامی۔ یعنی مکروہ تنزیہی۔ پس اگر کوئی دوسرا شخص لائق امامت کے موجود ہو اُس کو امام بنادیں ورنہ ایک ہاتھ والے کے پیچھے نماز پڑھیں کہ تنہا نماز پڑھنے سے اُس کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے جیسا کہ درمختار میں ہے

هذا ان وجد غیرهم و الا فلا کراهة فقط و الله تعالیٰ اعلم ۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۔

فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے | سوال ۶۲۰ ۔ زید حد درجہ کا رشوۃ خوار اور کذاب ہے نماز پنجگانہ کا بہت حافظ نہیں بلا وجہ ترک کرتا ہے اور بزرگان دین کی شان میں کلمات گستاخانہ کہتا ہے اُس کی امامت کا کیا حکم ہے ۔؟

الجواب ۔ قال فی رد المحتار و اما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لا یهتم لامر دینه و بان فی تقدیمه للامامة تعظیمه و قد وجب علیهم اهانته شرعاً و لا یخفی انه اذا کان اعلم من غیره لا تزول العلة فانه لا یؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لما ذکرنا قال و لذا لم تجز الصلوٰة خلفه اصلا عند مالک و روایة عن احمد الخ جلد اول شامی صـ۳۷۶ باب الامامة ۔ فقط و الله تعالیٰ اعلم ۔

نماز عشاء نصف شب کے بعد مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی ۔؟ | سوال ۶۲۱ ۔ نماز عشاء بعد نصف شب کے مکروہ تحریمی ہے یا نہیں ۔ اور اگر بعد نصف شب کے پڑھی جاوے تو واجب الاعادہ ہے یا نہیں ۔ مولانا عبد الحی صاحب مجموعۂ فتاویٰ جلد اول صـ۲۳ میں تحریر فرماتے ہیں کہ مکروہ تحریمی ہے نماز عشاء کے بعد نصف شب کے اور واجب الاعادہ ہے اور اگر اعادہ نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا ۔ اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی بہشتی زیور میں لکھتے ہیں کہ نماز کا وقت صبح صادق تک ہے اور بعد نصف رات کے مکروہ ہے اور ثواب کم ہو جاتا ہے ان دونوں تحریر ۔ ۔ ں میں کونسی تحریر صحیح ہے اگر کبھی نماز عشاء بعد نصف رات کے پڑھیں جاوے تو اُس کا اعادہ کیا جاوے یا نہیں ۔ اور اگر واجب الاعادہ نہیں ہے تو مولوی عبد الحی صاحب کے فتوے کا کیا مطلب ہے بینوا و توجروا

الجواب ۔ بعد نصف شب کے عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ ہے بعض نے مکروہ تحریمی فرمایا اور بعض نے مکروہ تنزیہی ۔ فان اخرها الی ما زاد الی النصف کره لتقلیل الجماعة ۔ درمختار قوله کره ای تحریما کما یاتی تقییده فی الملتقی او تنزیهاً و هو الاظهر کما نذکره من الحلبة ۔ شامی ۔ ثم قال تحت قول الملتقی تحریماً کذا فی البحر عن القنیة لکن فی الحلیة ان عدم الطحطاوی لیشیر الی ان الکراهة فی تاخیر العشاء تنزیهیة و هو الاظهر ۱۲ شامی پس جو فقہاء مکروہ تحریمی فرماتے ہیں ان کے نزدیک واجب الاعادہ نہیں کیونکہ مکروہ تنزیہی کا مآل خلاف اولیٰ کی طرف ہے اور علامہ شامی کے قول اور حلبہ کی روایات سے معلوم ہوا کہ مکروہ تنزیہی ہونا اظہر ہے اور وجہ اظہر ہونے کی یہ ہے کہ علت اس ۔ ۔ ۔ ت لی تقلیل جماعت ہے نہ یہ کہ وقت میں کوئی خرابی ہے پس معلوم ہوا کہ مولانا عبد الحی صاحب نے اگر واجب الاعادہ لکھا ہے تو مکروہ تحریمی کی روایت کو لے کر احتیاطاً واجب الاعادہ لکھا ۔

اور مولانا اشرف علی صاحب کا مطلب اگر مکروہ سے مکروہ تنزیہی ہے تو انھوں نے دوسرے قول کو جو اظہر ہے اختیار فرمایا اور یہ بھی اقرب الی الصواب ہے کہ کراہت تنزیہی ہے اور اعادہ کی ضرورت نہیں۔ فقط
واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

خارج من الصلوٰۃ شخص اگر لقمہ دے مصلی کو تو مصلی مکث کر کے اپنی ذات سے عمل کرے

سوال ۶۲۲- ایک روز نماز عشا کی جماعت میں خادم دوسری رکعت میں شریک ہوا۔ مگر امام کے ساتھ دونوں طرف سلام پھیر کر نماز ختم کی اور عار مانگی مگر اسی وقت ایک دوسری مقتدی نے جو اپنی نماز امام کے ساتھ پوری کر چکا تھا مجھے جتلایا کہ تم کھڑے ہو کر نماز پوری کرو۔ پس اگر اس حالت میں یہ عاصی کھڑا ہو کر نماز پوری کر لیتا تو نماز ہو جاتی یا نہیں اور جس صورت میں کہ میں نے اُن کا کہنا نہیں مانا بلکہ از سر تو چار فرض ادا کئے تو یہ نماز ہو گئی یا نہیں۔ میرے نہ ماننے کی وجہ یہ ہوئی کہ دل میں یہ خیال اور شبہ پیدا ہوا کہ خارج از نماز لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ اگر اس شخص کے بتلانے کے بعد کچھ تأمل کر کے خود یاد آ جاتا کہ میری ایک رکعت بیشک رہی ہے اور اس بنا پر اٹھ کر ایک رکعت پوری کر کے نماز پوری کر کے سجدہ سہو کر لیا جاتا تو نماز ہو جاتی۔ کیونکہ وہ امتثال غیر شخص کا نہیں ہے بلکہ جبکہ خود یاد آ گیا تو اُسی کی طرف کھڑا ہونا منسوب ہوگا در مختار میں ہے حتی لو امتثل امر غیرہ فقیل لہ تقدم فتقدم او دخل فرجۃ الصف فوسع لہ فسدت بل یمکث ساعۃ ثم یتقدم برایہ اور شامی میں عدم فساد کی تصحیح کی ہے و نقل عن الشرنبلالی عدم الفساد و نقل تمام الکلام علیہ الخ شامی جلد اول فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تثویب امام ابی یوسف نے بضرورت قاضی و مفتی کو جائز رکھا ہے اب جبکہ یہ معاملہ نہیں جائز نہیں۔

سوال ۶۲۳- بعض دیہات و قصبات میں نماز عشا کے اور جمعہ کے قبل الصلوٰۃ کہنا اگر سنت ہے تو رائج کیوں نہیں متروک کیا ہے

الجواب۔ یہ تثویب ہے جس کو بضرورت جائز رکھا گیا تھا اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ نے خاص قاضی وغیرہ کے لئے اس اطلاع کو جائز رکھا تھا کہ یہ لوگ مسلمانوں کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں اُن کو دوبارہ جماعت کی اطلاع کی ضرورت ہے وخصہ ابو یوسف بمن یشتغل بمصالح العامۃ کالقاضی والمفتی والمدرس در مختار و قاضی خان الخ پس اب یہ قصہ ہی نہیں لہذا تثویب بھی متروک ہو گئی فقط
واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

امام کا نماز جہری میں مقتدی سے لقمہ نہ لینے کا حکم

سوال ۶۲۴- اگر کوئی شخص نماز جہریہ میں قدرے قرأت پڑھ کر بھول گیا مقتدی نے بغرض یاد دہانی لقمہ دیا مگر امام نے لقمہ نہ لیا حتی کہ مکرر سہ کرر پڑھی امام نے لقمہ

نہ لیا بلکہ نماز کو فسخ کر کے ازسرنو تحریمہ سے نماز پوری کی۔ ہم کا یہ فعل جائز ہے یا ناجائز۔؟ (۲) جس شخص کو ایسی صورت پیش آئے تو اُس کو نماز فسخ کر کے ازسرنو تحریمہ کرنا چاہیے یا انتقال الی آیۃ والی سورۃ اخری کرنا چاہیے یعنی درصورت عدم قرأۃ ما یجوز بہ الصلوٰۃ۔؟ (۳) اگر کوئی شخص صورت بالا میں نماز فسخ کر کے ازسرنو تحریمہ پر زور دے اور انتقال الی آیۃ سورۃ اخری کو ناجائز کہے اور فسخ نماز میں اس عبارت کو حجت پکڑے جو کہ صبح کی سنتوں کے متعلق ہے، اذا خاف فوت الجماعۃ یترکہا۔ صورتِ بالا میں اس عبارت کو فسخ نماز کی دلیل بنانا صحیح ہے یا نہیں۔؟ (۴) عبارت مذکورہ میں یترکہا کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی کو جماعت کے فوت ہو جانے کا خیال ہو اور اُس نے سنتیں شروع نہ کی ہوں تو سنتوں کو چھوڑ کر جماعت میں مل جاوے یا یہ معنی بھی ہیں کہ اگر کسی نے بامید جماعت سنتیں شروع کیں اور بعد شروع خوف فوت جماعت ہوا تو سنتوں کو توڑ کر جماعت میں مل جاوے لفظ "یترکہا" دونوں صورتوں کو شامل ہے یا کسی ایک صورت کو اور کونسی صورت کو۔ اگر ثانی صورت کو شامل ہے تو حدیث لاتبطلوا اعمالکم کا کیا مطلب ہے۔؟

الجواب۔ (او ۲) امام کو اس صورت میں لقمہ لے لینا چاہیے تھا یا دوسری آیت یا سورت کی طرف انتقال کرنا چاہیے تھا اور اگر بقدر "ما تجوز بہ الصلوٰۃ" یا قدر مستحب مقدار قرأۃ ہو چکی تھی تو رکوع کر دینا چاہیے تھا توڑنا نماز کا ایسی حالت میں فقہاء نے نہیں لکھا۔ رد المحتار میں ہے تتمہ یکرہ ان یفتح من ساعتہ کما یکرہ للامام ان یلجئہ الیہ بل ینتقل الی اٰیۃ اخرٰی لا یلزم من وصلہا ما یفسد الصلوٰۃ او الی سورۃ اخرٰی او یرکع اذا یرقع قدر الفرض کما جزم بہ الزیلعی وغیرہ فی روایۃ قدر المستحب کما رجحہ الکمال الخ و فی الدر المختار بخلاف فتحہ علی امامہ فانہ لا یفسد مطلقاً لفاتح و اٰخذ بکل حال الخ و فی الشامی قولہ بکل حال ای سواء قرء الامام ما تجوز بہ الصلوٰۃ ام لا انتقل الی اٰیۃ اخرٰی ام لا تکرر الفتح ام لا ہو الاصح۔ پس جبکہ فقہاء نے اس قدر وسعت اس میں رکھی ہے تو پھر نماز کو فسخ کر دینا مناسب نہ تھا اور بحکم "لا تبطلوا اعمالکم"۔ اس حالت میں نماز کو توڑ دینا ممنوع تھا (۳) یہ امر اوپر واضح ہوا کہ ایسی حالت میں فقہاء نے لقمہ لینے کو یا انتقال الی آیت اخریٰ (و ۴) سورۃ اخری کو جائز رکھا ہے پس اُس کو ناجائز کہنا اور نماز کو توڑ کر دوبارہ تحریمہ باندھنے (و ۵) پر زور دینا بوجہ جہل کے ہے۔ مسائل شرعیہ سے عالم و فقیہ ایسا نہیں کہہ سکتا اور یہ احتیاط نہیں ہے بلکہ وہم ہے اور خبط ہے اور عبارت مذکورہ کو اس بارہ میں دلیل لانا اور صریح روایات جواز حکم فقہاء کو چھوڑنا دوسرا جہل ہے اور یہ استدلال غلط ہے "یترکہا" کے یہ معنے ہیں کہ شروع نہ کرے نہ یہ کہ شروع کر کے قطع کر دے۔ شروع کر کے قطع کرنے کی جو نوبت فقہاء نے صراحتاً لکھی ہے وہ الشارع فی النفل لا یقطع مطلقاً ویتم

رکعتین وکذا سنۃ الظہر و سنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الامام یتمہا اربعاً علی القول الراجح لانہا صلاۃ واحدۃ ولیس القطع للاکمال بل للابطال خلافاً لما رجحہ الکمال در مختار قولہ خلافاً لما رجحہ الکمال حیث قال وقیل یقطع علی راس الرکعتین وھو الراجح الخ شامی فقط

ایک دو آدمی کے سننے سے جہر نہیں ہوتا | **سوال ۶۲۵**- اگر کوئی شخص نماز میں آمین ایسے طور کہے کہ ایک دو آدمی قریب کے سن لیں تو عند الاحناف نماز ہوئی یا نہیں -؟

الجواب- عند الحنفیہ آمین کہنا سنت ہے لیکن اگر دو آدمی برابر کے سن لیں تو وہ جہر نہیں وہ بھی آہستہ . . میں داخل ہے کما قال فی در المختار وادنی المخافتۃ اسماع نفسہ ومن بقربہ ولو سمع رجل او رجلان فلیس بجہر الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ -

قبر جبکہ برابر کردی جائے تو وہاں نماز پڑھنا درست ہے | **سوال ۶۲۶**- قبر کہنہ و جدید کو مسجد میں شامل کرنا جائز ہے یا ناجائز - بینوا توجروا -؟

الجواب- قبر کہنہ وجدید کا جبکہ نشان باقی نہ ہو مثلاً یہ کہ مٹی برابر کردی جاوے کہ سطح زمین برابر ہو جاوے تو اس میں کچھ حرج نہیں اور نماز وہاں درست ہے اور اگر بہت مرتفع ہے - شرح منیہ الکبیری میں ہے ولکن قال فی الفتاوی - لاباس بالصلوٰۃ فی المقبرۃ اذا کان فیہا موضع اعد للصلوٰۃ ولیس فیہ قبر - وھذا لان الکراھۃ معللۃ بالتشبہ باہل الکتاب وھو منتف فیما کان علی الصفۃ المذکورۃ - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - عزیز الرحمن عفی عنہ -

اگر کسی پر جھوٹی تہمت لگائی جائے امامت اسکی درست ہے | **سوال ۶۲۷**- ایک شخص عمدہ قرآن شریف پڑھتا ہے شریف آدمی ہے غرض شہر بھر قبل امامت کے اس شخص کو جانتا ہے مدنی ایک شخص اس پر یہ الزام لگاتا ہے کہ یہ سفلی عمل پڑھتا ہے اس نے دو بندوں کو گواہ کر لیا ہے کہ بیشک یہ سفلی عمل پڑھتا ہے وہ امام بالکل انکار کرتا ہے اب فرمائیے جو شخص ایسے نیک امام پر کہ جس کو تمام بستی کے آدمی اچھا جانتے ہیں الزام لگادے اس کی کیا سزا ہے -؟

الجواب- جبکہ اس الزام و تہمت کا ثبوت نہ ہو جو امام پر لگایا تو امامت اسکی بلا کراہت صحیح ہے جھوٹا الزام لگانے والا فاسق ہے اور عاصی ہے توبہ کرے فقط واللہ تعالیٰ اعلم - عزیز الرحمن عفی عنہ -

لنگڑے کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے | **سوال ۶۲۸**- ایک شخص کے پیر میں لنگ ہے اور مسجد کا امام ہے لیکن قرآن شریف اچھا پڑھتا ہے لہٰذا ایسے امام کے پیچھے پڑھنی درست ہے یا نہیں -؟

الجواب- شامی میں ہے وکذا اعرج یقوم ببعض قدمہ بالاقتداء بغیرہ اولی تاتارخانیہ -

اس روایت سے معلوم ہوا کہ لنگڑے کے پیچھے نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں ہے فقط

برص کے پیچھے نماز مکروہ ہے جب کہ اُس کا ابرص ظاہر ہو | **سوال ۶۲۹**- اگر کسی شخص کے زیر ناف سفید داغ ہوں تو اُس کی امامت کا کیا حکم ہے۔

الجواب- امامت اُس کی بلا کراہت درست ہے کیونکہ فقہاء نے جو ابرص کی امامت کو مکروہ لکھا ہے تو اُس میں یہ قید ہے کہ ابرص اس کا ظاہر ہو اور یہ داغ ظاہر نہیں۔ وکذا یکرہ خلف امرد و سفیہ و مفلوج و ابرص شاع برصہ الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

فاسق امام کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا پڑھنے سے بہتر ہے | **سوال ۶۳۰**- امام فاسق کے پیچھے نماز مکروہ ہونے کے خیال سے اپنے گھر میں یا مسجد میں قبل جماعت یا بعد جماعت اکیلا نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز- اور اکیلا نماز پڑھنے والا تارک جماعت تو نہ کہلائے گا-؟

الجواب- در مختار میں ہے وفی النہر عن المحیط صلی خلف فاسق او مبتدع نال فضل الجماعۃ الخ اس پر علامہ شامی نے لکھا ہے قولہ نال فضل الجماعۃ افاد ان الصلوٰۃ خلفہما اولیٰ من الانفراد الخ پس معلوم ہوا کہ تنہا پڑھنے سے یہی بہتر ہے کہ جماعتِ مذکورہ میں شامل ہو فقط واللہ تعالیٰ اعلم عزیز الرحمٰن عفی عنہ

اگر دو آدمی امام و مقتدی ہوں- مقتدی کا پیچھے ہٹنا افضل ہے جبکہ ثالث آدمی آجائے | **سوال ۶۳۱**- امام و مقتدی صرف دو آدمی ہیں تو امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے ہٹے-؟

الجواب- اس حالت میں امام آگے بڑھے یا مقتدی پیچھے کو ہٹے دونوں امر جائز ہیں- لیکن مقتدی کا پیچھے ہٹنا اولیٰ ہے بہ نسبت امام کے آگے بڑھنے سے- کما فی الشامی وھو اولیٰ من تقدمہ لانہ متبوع الخ- فقط واللہ تعالیٰ اعلم- کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ-

باب فی الجمعۃ والعیدین والجنائز

جامع مسجد کا فرش عید گاہ میں بچھانا درست نہیں | **سوال ۶۳۲**- جامع مسجد کا فرش عید گاہ میں بچھانا جائز ہے یا نہیں-؟ **الجواب**- جامع مسجد کا فرش چٹائی وغیرہ عید گاہ میں بچھانا درست نہیں ہے فقط واللہ اعلم

نماز جمعہ کا سوائے جامع مسجد کے دوسری مسجد میں ہونے کا حکم | **سوال ۶۳۳**- نماز جمعہ سوائے جامع مسجد کے دوسری مسجد میں بھی جائز ہے یا نہیں-؟

الجواب- دوسری مسجد میں بھی سوائے جامع مسجد کے جمعہ بلا کسی شرط کے درست ہے- فقط

نماز عیدین کے بعد مصافحہ بدعت ہے | **سوال ۶۳۴**- نماز عیدین کے بعد مصافحہ و معانقہ آپس میں کرنا سنت سے ثابت ہے یا نہیں-؟

الجواب - نماز عیدین یا دیگر نمازوں کے بعد تخصیص مصافحہ کی کرنا اور اُسی وقتِ خاص میں اُسکو سنت جاننا اور معمول بہ ٹھیرانا بعض فقہا نے منع لکھا ہے اور تبیین محارم میں اُس کو روافض کے طریقہ سے لکھا ہے اور مکروہ فرمایا ہے شامی میں ہے ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انہ یکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوٰت بکل حال لان الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ما صافحوا بعد اداء الصلوٰۃ ولانہا من سنن الروافض اھ ثم نقل عن ابن حجر من الشافعیۃ انہا بدعۃ مکروھۃ لا اصل لہا فی الشرع الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن

سوال ۶۳۵ - چہ فرمایند علمائے دین ومفتیان شرح متین اندریں مسئلہ کہ خواندن نماز نفل در عیدگاہ قبلاً یا بعد نیز علما حنفیہ	عید کی نماز سے پہلے مطلقاً نفل منع ہے اور بعد میں مصلی میں منع ہے

روا داشت یا نہ - ؟

الجواب - درمختار میں ہے ولا یتنفل قبلہا مطلقاً وکذا لا یتنفل بعدہا فی مصلاہا قال الشامی قولہ وکذا لا یتنفل لما فی الکتب الستۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وصلی اللہ علیہ وسلم خرج فصلی بہم العید لم یصل قبلہا ولا بعدہا وھذا النفی بعدھا محمول علیہ فی المصلی الخ۔

سوال ۶۳۶ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع	اذان ثانی جمعہ کا جواب زبان سے دینا چاہیے

متین اس مسئلہ میں کہ خطبۂ ثانی کی اذان کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں - ؟

الجواب - درست نہیں - کما فی الدر المختار وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب - فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

سوال ۶۳۷ - منبر کس جگہ ہونا چاہیے اگر مسجد کی محراب کے	منبر یسار محراب میں ہونا چاہیے

اندر واہنے حصہ میں پختہ اینٹ کا منبر بنایا جاوے اور منبر کے بعد اس قدر جگہ محراب میں باقی رہے کہ اس میں امام کھڑا ہو سکے تو جائز ہے یا نہیں - ؟

الجواب - شامی میں ہے ومن السنۃ ان یخطب ای المنبر علیہ اقتداء بہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ثلث درج الخ اس سے معلوم ہوا کہ جو صورت سوال میں درج ہے درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

سوال ۶۳۸ - ما قولکم رحمہم اللہ دریں مسئلہ کہ فی الحال در دیہہ بنگالہ	نماز جمعہ عند الحنفیہ مخصوص بمصر ہے

جم غفیر در دیہات نماز جمعہ ادا می کنند صرف بایں وجہ کہ ایام ماضیہ بر خاص وعام نماز جمعہ بایں چنیں قریہا ادا کردہ می آیند - وگروہے از علمائے حنفیہ آں دیار می گویند کہ نزد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ گرچہ در دیہات نماز جمعہ روا نیست مگر ایں مسائل بتقلید امام شافعیؒ در قریہ نماز جمعہ می گذاریم - پس قول اوشاں چگونہ است ونماز جمعہ بر خاص وعام گروہے موصوفان از علمائے کرام ادا شود یا نہ بر مسلک حنفیہ جواب

سے مدلل تحریر فرمائید۔ بینوا توجروا۔ ؟

الجواب۔ جمعہ باتفاق حنفیہ مخصوص بمصر است در قریٰ جائز نیست کذا فی الہدایہ۔ صلوٰۃ الجمعۃ لا تصح الا فی مصر جامع و مصلی المصر ولا تجوز فی القریٰ۔ و منقول از امام ابوحنیفہؒ در بیان مصر این است کہ بازار و کوچہا و حاکم نافذ کنندہ حدود داشتہ باشد۔ کذا فی المواہب للطالبین۔ مگر چوں تسلط کفار غالب شد و حاکم اسلام مفقود شد پس تحقیق شرط حاکم نافذ کنندہ مفقود شد۔ پس اگر قری مسئول عنہا بازار و کوچہا میدارند پس بموجب روایت مذکورہ جمعہ و اعیاد آنجا بوجہ شرائط دیگر انہا بلاشبہ رواست۔ وفی الاتقانی للشمنی فلا یؤدی فی مفازۃ ولا قریۃ۔ لما روی البیہقی فی المعرفۃ وعبد الرزاق وابن ابی شیبۃ فی مصنفیہما عن علی انہ قال لا جمعۃ ولا تشریق ولا صلوٰۃ الفطر ولا الاضحی الا فی مصر جامع او مدینۃ وکان لمدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قری کثیرۃ ولم ینقل عنہ علیہ السلام انہ امر باقامۃ الجمعۃ فیہا انتہی۔ و ظاہر است کسانیکہ نماز جمعہ در دیہات بتقلید شافعیہ ادا می کنند در نماز جمعہ شرائط تعداد و دیگر مسائل بر مسلک شافعیہ عمل نمی کنند۔ ایں را تلفیق می گویند و تلفیق نزد فقہا باطل است پس قول بعض علماء حنفیہ در بارہ جواز صلوٰۃ جمعہ در دیہات بتقلید شافعی ہرگز صحیح و درست نیست و نماز جمعہ ایشاں نہ نزد حنفیہ صحیح می شود و نہ نزد شافعیہ۔ پس گناہ ترک نماز ظہر و قیام جمعہ بصورت عدم جواز او بر وے لازم می آید۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمٰن

مصر کی معتبر و مفتی بہ تعریف در باسہ عدہ جدید

سوال ۶۳۹ - من از احناف وجوب جمعہ کے لئے مصر تو یقیناً شرط ہے لیکن چونکہ تعریف مصر میں اختلاف عظیم ہے بنا بریں دریافت طلب یہ امر ہے کہ تعریف معتبر و مفتی بہا کونسی ہے اور اس کا ماخذ کیا ہے مدلل بیان فرما دیں۔ وہ قریہ جس کی آبادی ۱۲۰۰ یقیناً ہے اور پانچ مساجد بھی ہیں اور تمام حوائج اہل قریہ بھی دستیاب ہوتی ہیں اور صاحب ہدایہ کی تعریف عن ابی یوسف اذا اجتمعوا فی اکبر مساجدہم لم یسعہم کا بعینہ مصداق ہے اور صاحب شرح وقایہ کی عبارت ہذا و یسع اکبر مساجدہ اہلہ ہذا مصر پر بھی انطباق ہے علاوہ بریں چونکہ قریہ مذکور میں شریف اہل علم آباد ہیں ان کی وجہ سے گرد و نواح کے اہل دیہات برائے شرکت جمعہ جمع ہو جاتے ہیں اور خوب مجمع ہو جاتا ہے لہٰذا بیان فرمائیے کہ قریہ مذکورہ میں بنابر تعریفات صاحب ہدایہ و شرح وقایہ جمعہ جائز ہے یا نہیں؟ [illegible] دلیل اعتراض [illegible] تعریفین وما خذ قول مفتی بہ ضرور تحریر فرما کر عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوں [illegible] ؟

الجواب۔ مصر کی یہ تعریف مالا یسع اکبر مساجدہ اہلہ المکلفین بہا [illegible] ہے صحیح یہ ہے کہ عرفاً وہ بستی شہر یا قصبہ کہلانے جانے کی مستحق ہو۔ اور قریۂ کبیرہ جو مثل قصبہ کے ہو اور جہاں دیہات مردم ملی وہاں ملتی ہوں وہ بھی بحکم مصر ہے شامی میں ہے۔ تقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق الیٰ ان قال وفیما ذکرنا اشارۃ الیٰ انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاض ومنبر وخطیب الخ شامی۔ وفی باب العیدین من الدر المختار عن القنیۃ صلوٰۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ در مختار۔

شامی میں ہے ومثلہ الجمعۃ الخ پس معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں ہے حالانکہ تعریف مالا یسع اکبر مساجدہ الخ بہت سے قریوں پر صادق آتی ہے اسی لئے شامی نے اس تعریف کے ذیل میں نقل فرمایا ہے قولہ ما لا یسع ہذا یصدق علیٰ کثیر من القریٰ الخ اور اس تعریف پر یہ بھی نقض کیا گیا ہے کہ حرمین شریفین کی مسجد حرام اور مسجد نبوی اس تعریف سے خارج ہوئی جاتی ہیں کیونکہ وہاں مالا یسع صادق نہیں آتا بلکہ اُن مساجد میں وہاں کے رہنے والوں سے بہت زیادہ وسعت ہے کذا فی شرح المنیۃ الخ

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

عید و جمعہ کی نماز قریہ صغیرہ میں مکروہ تحریمی ہے

سوال ۱۳۴۰۔ گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ عید کی نماز گاؤں میں مکروہ تحریمی ہے کیونکہ نماز عیدین کے لئے وہی شرائط ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں اور جبکہ وہ نماز عید نہ ہوئی تو نفل ہوگی اور نفل کو بتداعی و جماعت کثیرہ پڑھنا مکروہ ہے کما فی الدر المختار۔ وفی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ الخ قولہ صلوٰۃ العید ومثلہ الجمعۃ شامی قولہ بما لا یصح ای علیٰ انہ عید والا فہو نفل مکروہ لادائہ بالجماعۃ۔ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اذان بین یدی الخطیب کا جواب دینا اور دعا پڑھنا ممنوع ہے

سوال ۱۳۴۱۔ خطیب کے سامنے جو اذان کہی جاتی ہے اُس کا جواب دینا اور اذان کے بعد دعا پڑھنا کیسا ہے۔؟

الجواب۔ اذان بین یدی الخطیب کا جواب دینا اور اذان کے بعد دعا پڑھنا درمختار و شامی سے ممنوع ثابت ہوتا ہے درمختار باب الاذان میں ہے وینبغی ان لا یجیب بلسانہ اتفاقاً فی الاذان بین یدی الخطیب الخ [illegible] شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اگر قریب کے چند چھوٹے چھوٹے گاؤں کے آدمیوں کو جمع کر دیا جاوے تو شہر کا حکم نہیں ہوگا اور جمعہ جائز نہ ہوگا

سوال ۱۳۴۲۔ اگر قریب کے چھوٹے چھوٹے گاؤں کے مردوں کو جمع کر لیا جائے جس کی مردم شماری

دو ڈھائی ہزار ہو جاوے تو وہ بحکم شہر ہو سکتا ہے یا نہیں اور جمعہ وہاں درست ہو جائے گا یا نہیں۔؟

الجواب۔ مواضع جو بنگال میں ہیں اُن کی کیفیت معلوم ہونے سے یہ معلوم ہوا کہ وہ قریٰ صغیرہ ہیں ہر ایک بستی اُن میں سے قریہ صغیرہ ہے کیونکہ ہر ایک بستی میں جو علیحدہ نام کے ساتھ موسوم ہے چند مکانات ہوتے ہیں۔ اور غالباً ہر ایک بستی میں اُن مواضع میں سے تیس یا چالیس یا پچاس یا قدرے کم و بیش آدمی ہوتے ہیں پس اُن میں کسی مواضع اور قریہ میں شرائط ادا وجوب جمعہ مستحق نہیں ہیں اور یہ امر کہ چند مواضع کو جمع کر کے اُن کی آبادی اور مردم شماری کو دو ڈھائی ہزار آدمی تک پہنچا کر اس کو ایک بڑا قریہ یا بڑی بستی شمار کی جاوے قواعد شرعیہ کے اعتبار سے۔ اور نیز عرف و عادت کے اعتبار سے صحیح نہیں ہے البتہ جو جگہ ایسی ہے کہ وہ شہر یا قصبہ یا بڑا قریہ ہو۔ اُس میں جمعہ صحیح ادا ہوتا ہے سو بنگال میں بعض بعض ایسے شہر ہیں جن میں شرائط جمعہ موجود ہیں باقی وہ دیہات جو چھوٹے چھوٹے ہیں شل بعض کے وہ گرچہ متصل اور قریب ہوں گر وہ سب اگر ایک شہر نہ کہلایا جاویگا بلکہ وہ چھوٹ چھوٹ دیہات سب متفرق قریہ ہیں کہ اُن میں سے کسی میں بھی جمعہ نہیں ہو سکتا قال فی رد المحتار وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیہا اسواق الخ و فیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیہا قاضٍ و منبر و خطیب کما فی المضمرات والظاہر انہ ارید بہ کراہۃ التحریم لترکہ واجبا (؟) ... باب الجمعۃ ص۵۳۷ ج ۱ وفی باب العیدین من الدر المختار وفی القنیۃ صلوٰۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً ای لانہ اشتغال بما لا یصح لان المصر شرط الصحۃ الخ وفی رد المحتار للشامی قولہ صلوٰۃ العید ومثلہ الجمعۃ ص۵۵۵ ج ۱ شامی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اگر کسی شخص موذی کو خواہ باللسان ہو یا بدبو منہ سے آتی ہو۔ عیدگاہ سے نکالا جائے تو درست ہے	**سوال ۳۳۴۳**۔ زید بحالت نشہ عیدگاہ میں آیا لوگوں کو بدبو کی وجہ سے تکلیف ہوئی لوگوں نے اُس کو نکال دیا۔ اس نے ہتک کی نالش کی یہ اخراج شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ یہ اخراج شرعاً جائز ہے ویمنع منہ وکذا کل موذ ولو بلسانہ درمختار فقط واللہ اعلم۔

بعد نماز عید دعا مانگنے حدیث سے ثابت ہے	**سوال ۳۴۴۴**۔ بعد نماز عیدین کے یا بعد خطبہ کے دعا مانگنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے منقول ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ نمازوں کے بعد دعا مانگنا احادیث سے ثابت ہے اور نماز کے بعد دعا کی مقبولیت کی بشارت ہے پس اس حکم عام میں عیدین کی نماز بھی داخل ہیں، کوئی وجہ ان کے خروج کی اُس حکم عام سے نہیں ومن ادعیٰ فعلیہ البیان۔ لہٰذا دعا مانگنا ہاتھ اٹھا کر بعد نماز عیدین کے مستحب ہے جیسے کہ تمام نمازوں کے بعد مستحب ہے ہمارا اکابر بھی کیا کرتے ... ما قال قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اسمع قال جوف الليل الآخر ودبر الصلوات المكتوبات - رواه الترمذی وفی حدیث معاذ بن جبل قال ثلاثۃ ان تقول فی دبر کل صلاۃ رب اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک الحدیث وعن سعد انہ کان یعلم بنیہ ہؤلاء الکلمات ویقول ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ بہن دبر الصلوات الحدیث - وفی الحصین فی اداب الدعاء الصلوۃ ای ذات الرکوع والسجود والمراد ان تقع الدعاء المطلوب بعدھا فھی من باب تقدیم العمل الصالح والتوسل الخ-

پس ان روایات وعموم ادلہ کے بعد یہ کہنا کہ دعاء بعد نماز عیدین بالتخصیص منقول ہے یا نہیں ایسا ہے جیسا کوئی یہ کہے کہ خاص ظہر کے یا عصر کے بعد یا فلاں خاص نماز کے بعد دعا ثابت ہے یا نہیں - الحاصل جیسا کہ یہ تمام نمازیں اس حکم میں داخل ہیں اسی طرح عیدین کی نمازیں بھی اس میں داخل ہیں فقط

کتاب الجنائز

مسلمان اگر عمر بھر بھی نماز نہ پڑھے تو اُس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے

سوال ۶۴۵ - ایک شخص مرگیا ہے جس نے تمام عمر میں کبھی نماز نہیں پڑھی تھی اس کی نماز جنازہ چالیس قدم بذریعہ رسی کے کھینچکر ایک دوسرے شخص نے پڑھائی اُن لوگوں کے لئے کیا حکم ہے-؟

الجواب - واقعی رسی میں باندھنے کا بے نمازی مسلمان کے کھینچنے کا شریعت میں حکم نہیں ہے ایسا نہ کرنا چاہیے تھا اُس کے لئے استغفار کرنا چاہیے اور نماز جنازہ بے نمازی مسلمان کی پڑھنی چاہیے- لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام - صلوا علی کل بر وفاجر الحدیث - فقط - واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ

اگر کسی مصیبت سے بت پرست اپنا بچہ کسی مسلمان کو دیدے اور وہ بچہ مرجائے تو اُسکی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے

سوال ۶۴۷ - کسی بت پرست نے بوجہ کسی مصیبت کے اپنے شیر خوار بچہ کو کسی مسلمان کو دیدیا اب وہ طفل انتقال کر گیا اس کی جنازہ کی نماز پڑھی جاویگی یا نہیں - اور تجہیز وتکفین مثل مسلمانوں کے ہوگی یا نہ؟

الجواب - اُس بچہ پر نماز نہ پڑھی جاویگی اور تجہیز وتکفین مثل مسلمانوں کے نہ کریں گے - کما فی الدر مختار کصبی سبی مع احد ابویہ لا یصلی علیہ لانہ تبع لہ ای فی احکام الدنیا لا العقبیٰ الخ

قبر میں میت کا منہ کس طرف ہونا چاہیے

سوال ۶۴۸ - میت کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف کرنا ضروری ہے یا کہ داہنی کروٹ پر لٹانا سنت ہے-؟

الجواب - کتب فقہ میں یہ لکھا ہے ویوجہ الیہا وجوباً یعنی میت کو متوجہ کیا جائے قبلہ کی طرف اور یہ واجب ہے اور شامی میں لکھا ہے لکن صرح فی التحفۃ بانہ سنۃ یعنی تحفہ میں یہ تصریح کی ہے کہ قبلہ کی طرف متوجہ کرنا میت کو سنت ہے - اور در مختار میں ہے وینبغی کونہ علی شقہ الایمن - اور لائق ہے

کامدلل جواب دیں۔؟ **الجواب** ۔صحیح اور مختار عند الحنفیہ یہ ہے کہ نماز جنازہ کی مسجدِ جماعت میں مطلقًا مکروہ ہے
خواہ جنازہ مسجد میں ہو یا خارج عن المسجد ہو۔کیونکہ علت کراہت کی یہ ہے کہ مسجد فرائض خمسہ کے لئے اور ان
کے توابع کے بنائی گئی ہے اور مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنے کی ممانعت حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے روایت
ابوداؤد واحمد میں ہے من صلی علی میت فی المسجد فلا شئی لہ اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے فلیس لہ شئی
اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے من صلی علی میت فی المسجد فلا صلوٰۃ لہ پہلی دو روایتوں کا حاصل یہ ہے
کہ جس نے جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھی اس کو کچھ ثواب نہ ہوگا۔اور ابن شیبہ کی روایت کا حاصل یہ ہے کہ
اس کی نماز نہ ہوگی یعنی کامل نماز نہ ہوگی۔اور ایک روایت ابی اور ابن ماجہ کی یہ ہے فلا اجر لہ یعنی اس کو ثواب
کچھ نہ ملے گا بہر حال یہ جملہ روایات ممانعت کی دلائل قویہ ہیں اور صحابہ میں جن کی نماز مسجد میں پڑھی گئی وہ
بوجہ کسی خاص ضرورت کے۔جو شراح نے لکھدیا ہے اُن سے استدلال درست نہیں اور حضرت عائشہ رضہ
نے جب ارادہ سعد بن وقاص کے جنازہ کی نماز کا مسجد میں پڑھنے کا کیا تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے
اُس پر انکار کیا۔چنانچہ صاحب لمعات اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں ان عائشۃ لما توفی سعد بن
ابی وقاص قالت ادخلوا بہ المسجد حتی اصلی علیہ فانکر ذلک علیہا الحدیث انکار الصحابۃ والتابعین
مع کثرتہم دلیل علی ان الامر استقر بعد ذلک علی ترکہ ونسخہ انتہی لمعات علی المشکوٰۃ۔باقی یہ کہ نمازِ
جنازہ مسجد میں مکروہ تحریمی ہے یا تنزیہی اس میں دونوں قول حنفیہ کے ہیں دلائل سے قول کراہت تحریمی
کا راجح ہے اور مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے یعنی فرضیہ ساقط ہو جاتی ہے لیکن چونکہ
مکروہ و ممنوع ہے لہذا ایسا نہ کرنا چاہئیے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

نقل عبارت شاہ صاحب حدیث ابی داؤد میں فلا شئی لہ ہے تخریج ہدایہ میں ہے قال الخطیب
المحفوظ فلا شئی لہ۔سعد ابن ابی وقاص کے واقعہ میں روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امہات
المومنین نے مسجد میں محض دعا کی ہے مؤطا مالک میں ہے انہا امرت ان یمر علیہا بسعد بن ابی وقاص
فی المسجد حین مات لتدعو لہ اھ۔قصہ سہیل کا جو عہدِ نبوت میں وقع ہوا ہے ایک ہی واقعہ ہے کما فی المؤطا
ممکن ہے کہ مینہ کے عذر سے ہوا ہو۔سنت نہیں اور مصلی جنائز کے عہدِ نبوت میں مسجد کے جنب میں تھا
کما ذکر السمہودی۔وقائع میں تطرق احتمال ہوتا ہے شرائع میں ایسا نہیں۔فقط محمد انور عفا اللہ عنہ مدرس مدرسہ دیوبند

سوال ۶۵۶ ۔ایک شخص نماز عمر بھر نہیں پڑھی بعد مدت دراز کے وہ مرگیا پس اُس شخص کے غسل و جنازہ وغیرہ کی نسبت کیا حکم کیا ہے ہمارے	اگر مسلمان تمام عمر نماز نہ پڑھے تب بھی اسکی نمازِ جنازہ پڑھنی چاہئیے

طرف کے ایک مولوی صاحب نے ذیل کی آیت سے اُس کے غسل و جنازہ کی ممانعت فرمائی ہے۔یہ صحیح

ہے یا نہیں ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ۔

الجواب - حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل برو فاجر۔ الحدیث - موافق اس حدیث کے ہر ایک مسلمان کی جنازہ کی نماز و غسل ہونا ضروری ہے اور بے نمازی بھی مسلمان ہے اس کے جنازہ کی نماز اور غسل بھی ضروری ہے اور فقہاء رحمہم اللہ نے جن لوگوں کو مستثنیٰ فرمایا ہے اُن میں بے نمازی کو داخل نہیں فرمایا۔ اور آیت موصوفہ سے استدلال بے نمازی کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنے کا محض غلط اور باطل ہے آیت مذکورہ میں کفار و منافق کے جنازہ کی نماز نہ پڑھنے کا امر فرمایا ہے یا یوں کہو کہ منافقین و کفار کے جنازہ کی نماز سے منع فرمایا ہے مسلمانوں کے جنازہ کی نماز کی ممانعت اس سے سمجھنا سخت غلط بیانی اور دھوکہ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بدعات مروجہ میت | **سوال ۶۵۷** - بدعات مروجہ میت کے متعلق کیا حکم ہے۔؟

الجواب - اقول وباللہ التوفیق۔ دفن سے میت کے فارغ ہو کر واپسی میں جو اہل میت نے کھانا آنحضرت صلی اللہ کے سامنے رکھا اس کو شرح منیۃ الکبیر میں ان الفاظ سے نقل کیا ہے علی انہ قد عارضہ ما رواہ الامام احمد بسند صحیح و ابو داؤد عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار فاخرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فرئیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو علی القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رجلہ اوسع من قبل راسہ فلما رجع استقبلہ داعی امرأتہ فجاء وجئ بالطعام فوضع یدہ ثم وضع القوم فاکلوا ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلوک لقمۃ فی فیہ ثم قال انی اجد لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اھلھا الی آخر الحدیث۔

اس روایت کو نقل کر کے صاحب شرح منیہ لکھتے ہیں فھذا یدل علی اباحۃ صنع اھل المیت الطعام والدعوۃ الیہ - لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ واقعہ خاص ہے اور اتفاقیہ ہے لیکن جبکہ رسم ہو جاوے۔ اور طرح طرح کی خرابیوں کو مشتمل ہو۔ جیسا کہ اس زمانے میں ہے تو پھر اس کی ممانعت میں شبہ نہیں۔ علاوہ بریں حدیث جریر کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ مقتضی حرمت ہے اور یہ واقعہ خاصہ مقید اباحۃ تو حسب قاعدہ اصول محرم کو ترجیح ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

میت کو دفن کے بعد نکالنا جائز نہیں | **سوال ۶۵۸** - زید باشندہ بھاگلپور مرد مسلمان اتفاق سے برائے سیر و سیاحت دارجلنگ میں آیا جو غائباً بھاگلپور سے دارجلنگ تک ریل میں قریب چار روز بعد انتقال کر گیا جس سے گھر پر اطلاع دی گئی اس کے باپ کو بذریعہ تار اطلاع دی گئی زید کے باپ نے بھاگلپور سے تار کا جواب دیا کہ اس کو تمام مسلمان مقبرہ میں دفن کر دو۔ چنانچہ از روئے شرع شریف مطابق حکم تار زید کی تجہیز و تکفین مسلمانوں کے مقبرہ میں ہوگئی۔ اب آٹھ یا نو روز کے بعد زید کا والد آیا اس نے اپنی خواہش ظاہر کی

عن الشریفین و ماخذ قول مفتی بہ مع [illegible] تحریر فرمائیں عند اللہ ماجور ہوں ؟

الجواب - مصر کی یہ تعریف وھو ما لایسع اکبر مساجدہ اھلہ المکلفین بھا منقوض ہے صحیح یہ ہے کہ عرفاً وہ بستی شہر یا قصبہ کہلائی جانے کی مستحق ہو اور قریہ کبیرہ جو مثل قصبہ کے ہو اور ضروریات مردماں وہاں ملتی ہوں وہ بھی بحکم مصر ہے شامی میں ہے وتقع فرضاً فی القصبات والقریٰ الکبیرۃ التی فیھا اسواق الی ان قال فیما ذکرنا اشارۃ الی انہ لا تجوز فی الصغیرۃ التی لیس فیھا قاض ومنبر الخ شامی وفی باب العیدین من رد المحتار عن القنیۃ صلوٰۃ العید فی القریٰ تکرہ تحریماً - شامی میں ہے ومثلہ الجمعۃ الخ پس معلوم ہوا کہ قریہ صغیرہ میں جمعہ درست نہیں ہے حالانکہ تعریف مالا یسع اکبر مساجدہ الخ بہت سے قریوں پر صادق آتی ہے اس لئے شامی نے اس تعریف کے ذیل میں نقل فرمایا ہے - قولہ ما لایسع الخ ھذا یصدق علی کثیر من القریٰ الخ - اور اس تعریف پر یہ بھی نقض کیا گیا ہے کہ حرمین شریفین کی مسجد حرام و مسجد نبوی اس تعریف سے خارج ہوئی جاتی ہے کیونکہ وہاں ما لایسع صادق نہیں آتا بلکہ ان مساجد میں وہاں کے رہنے والوں سے بہت زیادہ وسعت ہے کذا فی شرح المنیہ فقط واللہ تعالیٰ اعلم -

قریہ مخصوصہ میں جمعہ کا جائز نہ ہونا جواب سابق سے واضح ہے کیونکہ جس تعریف کی بناء پر اس میں جمعہ کے جواز کا خیال ہوتا تھا جبکہ وہ تعریف ہی منقوض ہوگئی تو جمعہ اس بناء کے رو سے کیسے صحیح ہوگا در قریہ مخصوص بلحاظ آبادی قریہ کبیرہ بھی نہیں ہے بلکہ قریہ صغیرہ ہے اس وجہ سے اس میں جمعہ ادا ہونے کے شرائط موجود نہیں ہیں اور ظاہر ہے کہ قریہ کبیرہ ہونا باعتبار کثرت آبادی کے ہوتا ہے - فقط واللہ تعالیٰ اعلم -

اگر عیدگاہ حرام پیسے سے بنی ہوئی ہو تو اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

سوال ۶۶۱ - اگر کسی عیدگاہ کو ہیجڑے نے بنوائی ہو جس کا پیسہ ناچ گانے سے حاصل ہوا ہو اور اس جگہ کو لوگ ہیجڑے کی چھتری کہتے ہوں اس عیدگاہ میں نماز پڑھنی اچھی ہے یا کسی میدان میں - ؟

الجواب - نماز عیدین شہر سے باہر جنگل میں یا عیدگاہ میں پڑھنا مسنون ہے اور جب عیدگاہ میں حرام پیسہ لگا ہو اس میں نماز مکروہ ہے اس سے بہتر ہے کہ میدان میں پڑھیں قال فی الدر المختار واما المتخذ لصلوٰۃ جنازۃ وعید فھو مسجد فی حق جواز الاقتداء الخ - وفی الشامی نقلاً عن تاج الشریعۃ اما لو انفق فی ذلک مالاً خبیثاً وما سببہ الخبیث والطیب فیکرہ لان اللہ تعالیٰ لا یقبل الا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بما لا یقبلہ الخ

فقط واللہ تعالیٰ اعلم - کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ -

بعد صلوٰۃ عیدین [illegible] ثابت ہے

سوال ۶۶۲ - [illegible] درباره [illegible] الصلوٰۃ - ؟

الجواب - کس قدر [illegible]

ھذہ المواضع الی ان قال ونقل فی تبیین المحارم عن الملتقط انہ تکرہ المصافحۃ بعد اداء الصلوٰۃ بکل حال الخ لانھا من سنن الروافض الخ - آخر عبارت سے یہ واضح ہوا کہ یہ طریقہ روافض کا ہے اس لئے اس کا التزام نہ کرنا چاہیے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

عید کی نماز جنازہ سے پہلے اور خطبہ جنازہ کے بعد ہونا چاہیے

سوال ۶۶۳ - بعد ادائے عید قبل از خطبہ صلوٰۃ جنازہ بکراہت جائز ہے یا بلا کراہت یا خلافِ اولیٰ ہے؟

الجواب - در مختار میں ہے کہ عید کی نماز جنازہ کی نماز سے پہلے ہونی چاہیے اور جنازہ کی نماز خطبہ سے پہلے ہونی چاہیے پس مقدم کرنا جنازہ کا خطبہ عیدین پر ضروری ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خطبہ جمعہ کے درمیان وعظ کہنا اردو فارسی کے اشعار پڑھنا مکروہ ہے

سوال ۶۶۴ - خطبہ جمعہ میں اردو فارسی واشعار نظم ونثر پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب - خطبہ جمعہ میں اُردو فارسی ونظم ونثر پڑھنا مکروہ وبدعت ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے مسویٰ ومصفیٰ شرح مؤطا میں تحقیق فرمایا ہے کہ عربی کا ہونا خطبہ کا سنت مستمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہؓ کا ہے کبھی اس کا خلاف سلف سے نہیں منقول ہوا - اور جو عمل مستمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہؓ کا ہو وہ سنت ہے اُس کا خلاف بالضرورت بدعت ہوگا - یہ بھی حضرت شاہ صاحب موصوف نے ارقام فرمایا ہے کہ صحابہؓ باوجودیکہ بلاد عجم فارس وغیرہ تشریف لے گئے اور مسائل دینیہ اور احکامِ شریعت ان کو ان کی زبانوں میں تعلیم فرمائے - لیکن خطبہ میں کچھ تغیر نہیں کیا اور اس میں رعایت مخاطبین کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ خطبہ وعظ اور نصیحت ہے اُن کی زبانوں میں ترجمہ نہیں کیا - یہ ایسا ہے جیسا کہ قرآن شریف بغرض وعظ وتذکیر نازل ہوا ہے اور قرآن شریف کی تذکیر مقصود ہے لیکن نماز میں قرآن شریف کا ترجمہ پڑھنا درست نہیں - اور حدیث شریف میں ہے کہ خطبہ مثل شطر صلوٰۃ کے ہے جیسا کہ شامی میں ہے قولہ بل کشطرھا ای الثواب ھذا تاویل لما ورد بلہ لاثر من ان الخطبۃ کشطر الصلوٰۃ فان مقتضاہ انھا قامت مقام رکعتین من الظھر کما قامت الجمعۃ مقام رکعتین منہ، شامی باب الجمعۃ و فی بیان الصلوٰۃ ذکرہ الدعاء بالعجمیۃ لان عمر رضی اللہ عنہ نھی عنہ رطانۃ الاعاجم - والرطانۃ کما فی القاموس الکلام بالعجمیۃ - الغرض روایات فقہیہ سے اور عمل صحابہ سے بھی ثابت ہے کہ خطبہ میں اردو فارسی نظم ونثر مکروہ اور بدعت ہے اور درمیان خطبہ کے وعظ کہنا بھی ایسا ہی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

کتاب الزکوٰۃ

سادات کو ہر زمانہ میں زکوٰۃ دینا ناجائز ہے

سوال ۶۶۵ - سادات کو زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔

اور امام صاحب کی ظاہر روایت سے جواز معلوم ہوتا ہے

الجواب - ظاہر مذہب اور مفتی بہ مذہب حنفیہ کا یہی ہے کہ سادات کو زکوۃ دینا ناجائز ہے درمختار میں ہے
ثم ظاهر المذهب اطلاق المنع قوله اطلاق المنع یعنی سواء فی ذلک کل الازمان و سواء فی ذلک دفع بعضهم لبعض و دفع غیرهم لهم الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ مفتی دار العلوم دیوبند۔

پراوڈنٹ فنڈ کے روپیہ وصول ہونے سے پہلے زکوۃ نہیں

سوال ۲۶۶۔ بعض ملازمت ہائے انگلشیہ میں ایک طرز پراوڈنٹ فنڈ کا جاری ہے پراوڈنٹ فنڈ یہ ہے کہ تنخواہ ملازم میں سے ایک مقدار ہر ماہ میں کٹتی رہتی ہے اور وہ روپیہ رقم جمع ہو کر بوقت علیحدگی خود ملازم یا درصورت فوت ملازم اس کے ورثہ کو ملتا ہے اس سوال میں خالص بریلی کالج فنڈ کی بحث ہے جس کے قواعد میں ابتدائً یہ تھا کہ اگر ملازم چاہے تو پانچ فی صدی اپنی تنخواہ میں سے پراوڈنٹ فنڈ میں جمع کرتا رہے لیکن جبکہ بعض ملازمین نے اس قاعدہ پر اعتراض کر کے پوری تنخواہ ماہانہ لینی چاہی تو کمیٹی منتظم کالج نے قاعدہ مذکورہ کے بجائے اجبار کر دیا جس سے ہر ملازم کی تنخواہ میں سے ماہانہ رقم وضع ہونے لگی اور اختیار نہیں رہا کہ کبھی وہ حالت ملازمت میں بجز صورت علیحدگی یا فوت ہونے کے رقم مجرا کردہ لے سکے۔ یہ رقم مجرا شدہ وقتاً فوقتاً الہ آباد بنک میں ہر ملازم کے نام کے آگے تعداد رقم مجرا شدہ ششماہی اور سالانہ لکھی جانے لگی اور اس پر منافع دوسرے خانہ میں لکھا جانے لگا۔ اور تیسرے خانہ میں رقم مجرا شدہ کے برابر رقم اور لکھی جانے لگی کمیٹی منتظمہ ملکہ گورنمنٹ کا عطیہ خاص اپنی طرف سے یہ رقم ملازم کالج کے لئے تھی اور ہے یعنی وقت علیحدگی ملازم کے مجموعہ تینوں رقم کا ملنے کا قاعدہ ہو۔ لیکن رقم مجرا شدہ از تنخواہ کے ملنے کا وقت علیحدگی ہر حال میں قاعدہ تھا اور ہے پر اپنی رقم عطیہ کے ملنے کو کمیٹی نے اس بات کے ساتھ مشروط کیا کہ وقت علیحدگی ملازم کے دل کمیٹی کی طرف سے رزیولوشن تجویز ہو گئے۔ آیا اس ملازم کو رقم عطیہ ملے یا نہیں۔ حکم ہونے پر رقم مذکور عطیہ ملازم کو دی جاوے گی ورنہ نہیں یہ طریقہ پنشن کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے جو بوقت پیری یا علیحدگی ملازم کو امداد دے سکے در ساتھ میں ایک نوع دباؤ یا لالچ دلانے کی صورت بھی ہے اور ترغیب پروفیسران و معلمان کالج کے لئے وفاداری گورنمنٹ کی کہ ان کا روپیہ جزو تنخواہ جو جمع ہو کر زائد رقوم ہو کر ہزار در ہزار تک ہو کر کمیٹی کے اختیار و قبضہ میں رہتا ہے اگر وہ وفادار نہ بنیں تو ان رقوم سے ہاتھ اٹھائیں۔ بالجملہ دوم اگست ۱۹۱۵ء کو ایک پروفیسر کو رقم مبلغ یک ہزار سات سو چھپن روپیہ چودہ آنے ایک پائی مجموعہ ہر سہ رقمات مذکورہ یعنی رقم مجرا شدہ از تنخواہ مبلغ چھ سو نوے روپیہ و رقم سود یا منافع مذکورہ تعدادی دو سو اٹھائیس روپیہ دس آنہ آٹھ پائی و رقم عطیہ از جانب کمیٹی مساوی رقم اول تعدادی چھ سو نوے روپیہ کا

بعدہ تولی مقرر ہوا۔ اور روپیہ پروفیسر کے ہاتھ میں آگیا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا اس رقم پر بعد حولان حول زکوٰۃ اُس کے ذمہ لازم و واجب ہوگی یا بر دست زکوٰۃ سنین ماضیہ کی واجب ہے؟

الجواب - اس رقم وصول ہو جانے کے بعد حولان حول ہونے کے بعد زکوٰۃ دینا واجب ہوگا سنین ماضیہ کی زکوٰۃ کسی رقم کی بھی لازم نہ ہوگی۔ رقم مسافت و رقم عطیہ پر عدم وجوب زکوٰۃ ظاہر ہے کہ ابھی ملک مزکی میں ہی نہیں آئی اور رقم تجرات شدہ کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ شان مصادرہ موجود ہے اور اجبار اُس کی دلیل ہے اور جرش سقوط میں ہونا اُس کا مستبعد نہیں مالاصل حدیث علیؓ لازکوٰۃ فی مال الضمار (درمختار) قوله حدیث علی لکن ذاعزاہ فی الهدایة لی علی ولیس بمعروف وانما ذکرہ سبط ابن الجوزی فی ایثار الانصاف عن عثمان وابن عمر کذا فی شرح النقایہ لملا علی قاری (شامی) فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

عشری زمین کی تعریف اور باوجود مالگذاری　**سوال ۶۶۷** - زمین عشری کی کیا تعریف ہے اور کیا اپنی طرف سے عشر دینا واجب ہے یا نہیں　اب زمین عشری ہے اور اب کا عشر دینا واجب ہے حالانکہ سرکار بھی مالگذاری لیتی ہے اور جو زمین مہاجن سے مسلمان سے ملی ہے اُس کی آمدنی پر بھی عشر دیا جاوے اور عشر مالک کے ذمہ ہے یا کاشتکار کے۔ اگر مالک خود کاشت کرے تو کیا حکم ہے۔؟

الجواب - عشری زمین کا مطلب یہ ہے کہ جس زمین میں عشر واجب ہے وہ عشری ہے جس وقت پورا حال معلوم نہ ہو جیسا کہ اس وقت ہے تو عموماً یہ حکم کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمین عشری سمجھی جاتی ہے اور کفار کی مملوکہ ارضی خراجی۔ پس مسلمان کے پاس جو زمین مثلاً معافی کی چلی آتی ہے یا اُس نے کسی مسلمان سے خریدی ہے وہ عشری ہے اور جو زمین کافر سے خریدی ہے وہ خراجی رہے گی اور بعض حضرات نے ایسا بھی لکھا ہے کہ جب سرکار سب زمینوں کا محصول لیتی ہے تو سب خراجی ہی ہیں مگر مقتضائے احتیاط یہی ہے کہ مسلمان اپنی اراضی مملوکہ میں عشر نکالیں۔ زمین اگر اجارہ پر دی گئی تو امام صاحب کے نزدیک عشر مالک پر ہے۔ رقم اجارہ میں سے دسواں حصہ صدقہ کرے اگر مالک خود کاشت کرے تو تمام پیداوار کا دسواں حصہ نکالے۔ محصول سرکاری وغیرہ کچھ وضع نہ ہوگا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

فدیہ صوم کا ایک مسئلہ　**سوال ۶۶۹** - فدیہ صوم میں گندم یا کم و بیش ایک مسکین کو کھانا دیا جاوے اور لقایا یکمشت یا کم و بیش کی قیمت کسی کو یکمشت ایک دن میں دیدے تو فدیہ ادا ہوجاوے گا یا نہیں۔؟

الجواب - کفارہ میں ایک تو محتاج کو ایک دن میں زیادہ دینے سے ایک دن کا فدیہ ادا ہوتا ہے مثلاً قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو یا روزہ کے کفارہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا دینے کا حکم قرآن میں ہے اگر ایک فقیر کو ایک دن میں زیادہ مقدار دیدی تو وہ ایک دن کا ہوگا اور وہ محسوب نہ ہوگا اور شیخ فانی جسکو رمضان کے

ای بما فیہ من معنی : عبادۃ رد المحتار و فیہ دیوان المسلم الذمی سقاها مرۃ بماء العشر و مرۃ بماء الخراج فالمسلم احق بالعشر والذمی بالخراج الخ و در قسم خراج است او اشتری مسلم من ذمی ارضِ خراج یجب الخراج الخ در مختار و در قسم سوم عشر در خارج لازم است لانہم صرحوا بان الملک غیر شرط فیہ بل سبب وجوبہ الارض النامیۃ و شرطہ ملک الخارج ای لا ملک الارض کما فی الاراضی الموقوفۃ کذا فی رد المحتار۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

صدقۂ فطر و زکوٰۃ کا ایک مسئلہ | سوال [illegible]۔ ایک شخص چند قطعہ زمین کا مالک ہے اُس کی آمدنی اہل و عیال میں صرف کرکے جو کچھ باقی رہتا ہے وہ مقدار نصاب سے کم ہے اور قیمت اُن قطعات کی دس نصاب ہوگی اُس پر قربانی اور صدقۂ فطر دینا واجب ہے یا نہ؟ بر تقدیر عدم وجوب اخذ صدقۂ فطر و دیگر صدقات نافلہ و واجبہ جائز است یا نہ؟ (۲) کونسی زمین عشری اور کونسی خراجی ہے اگر زمین عشری سے خراج سرکاری لے لیا جاوے تو عشر ساقط ہو جاتا ہے یا نہ؟

الجواب۔ وفی التتارخانیۃ سئل محمد عمن لہ ارض یزرعها او حانوت یستغلها او دار غلتها ثلثۃ الاف ولا تکفی لنفقتہ و نفقۃ عیالہ سنۃ یحل لہ اخذ الزکوٰۃ و ان کانت قیمتها تبلغ الوفا و علیہ الفتویٰ و عندہما لا یحل پس معلوم شد کہ موافق قول امام محمد کہ مفتی بہ است صدقۂ فطر و قربانی برو واجب نیست و اخذ زکوٰۃ و صدقۂ فطر وغیرہ او را حلال است و احوط آن است کہ صدقۂ فطر بدہد و قربانی کند و زکوٰۃ و صدقۂ فطر نگیرد۔ (۲) اراضی مملوکہ مسلمانان را کہ حال آنہا معلوم نیست احتیاطاً عشری باید شمرد و عشر از انہا باید داد و از زمین عشری اگر خراج گرفتہ شود عشر ساقط نمی شود فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

اراضی دار الحرب کے متعلق مسئلہ | سوال ۱۷۶۔ پنجاب میں موات زمین کا احیاء انگریزوں نے پنجابیوں سے کرایا ہے نہریں انگریزی خرچ سے طیار ہوئی ہیں آباد خود کاشتکار کرتے ہیں بعض کاشتکاروں سے سرکار نے قیمت لے کر زمین اُن کی ملک کر دی ہے بیع ہبہ وغیرہ کا اُن کو اختیار دیدیا ہے محصول معین لیتے اور جن سے قیمت وصول نہیں ہوئی سرکار نے اُن کو موروثی قرار دیا ہے اُن کو بیع وغیرہ کا اختیار نہیں اُن سے محصول زیادہ لیتے ہیں یہ دونوں قسم کی زمین عشری ہے یا خراجی اور اجارہ کی صورت میں عشر مالک پر ہے یا مستاجر پر اور مزارعت کی صورت میں کس پر ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب۔ اراضی دار الحرب کو علامہ شامی نے عشری اور خراجی ہونے سے خارج کیا ہے جیساکہ وہ لکھتے ہیں۔ ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر الخ (شامی باب الرکاز) غالباً اسی بناء پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے مالا بدمنہ میں اراضی ہندوستان کو

عشری قرار نہیں دیا باقی اس میں کچھ شبہ نہیں کہ عشر دینا حوط ہے اور زمین عشری کو اگر اجارہ پر دیا جاوے یا مزارعت پر تو اجارہ کی صورت میں امام صاحب موجر پر اور صاحبین مستاجر پر عشر واجب فرماتے ہیں والعشر علی الموجر الخ وقالا علی المستاجر۔ وفی الحاوی وبقولہما ناخذ الخ اور مزارعت کی صورت میں عشر دونوں پر بقدر حصہ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

ہندوستان کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی اور عشر اجارہ کی صورت میں مستاجر پر ہوتا ہے	سوال ۶۷۳۔ عشری زمین کسے کہتے ہیں اور خراجی زمین کسے کہتے ہیں جو لوگ زمینداروں کو مالگذاری ادا کرتے ہیں ان لوگوں پر کس حساب کر

غلہ میں صدقہ واجب ہے۔؟

الجواب۔ شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمین عشری وخراجی نہیں ہیں اگر احتیاطاً عشر دے تو بہتر ہے اور جو لوگ زمیندار کو مالگذاری ادا کرتے ہیں اس میں اختلاف ہے کہ عشر کس پر واجب ہے امام صاحب زمیندار پر واجب فرماتے ہیں اور صاحبین مستاجر پر۔ در مختار میں ہے وبقولہما ناخذ اور شامی نے بھی بعد تفصیل وتحقیق کے صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے اور مفتی بہ وماخوذ بہ کیا ہے حیث قال فلا ینبغی العدول عن الافتاء بقولہما لذلک۔ زکوۃ وصدقہ فطر وقیمت چرم قربانی کا صدقہ کرنا فقراء پر لازم ہے اور مسجد اور پل وچاہ وغیرہ میں صرف کرنا اُن کا جائز نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم عزیز الرحمن عفی عنہ

کتاب الصوم

اگر روزہ کی نذرمانی پھر بیمار ہو گیا تو انتظار صحت کرے زندگی میں فدیہ نہ دے مگر وقت موت وصیت لازم ہے	سوال ۶۷۴۔ ہندہ کا شوہر کسی آفت میں مبتلا ہو گیا تھا اُس نے چھ مہینے کے روزے پے در پے رکھنے کی نذر مانی

اللہ تعالیٰ نے اُسکو شوہر کو نجات بخشدی۔ ہندہ ایضاً نذر میں تاخیر کرتی رہی کہ سخت بیمار ہو گئی اب وہ کیا کرے

الجواب۔ انتظار صحت کا کرے بعد صحت کے روزہ نذر کے رکھے اگر اچھی نہ ہو تو وصیت فدیہ کی کرے کہ اُس کے مال میں سے اُس کے ورثہ فدیہ ادا کریں اور فدیہ ایک روزہ کا مثل فطرہ کے ہے زندگی میں اُس کو فدیہ دینا درست نہیں۔ یعنی اس فدیہ سے روزے ادا نہ ہوں گے تندرست ہو کر پھر روزے رکھنے ہوں گے ورنہ وصیت کرنا لازم ہو گا۔ فقضوا لزوماً ما قدروا بلا شرط ولاء فان لم یقدروا حتی ماتوا فلا یجب الایصاء. ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصیت الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

اعتکاف عشرہ اخیر رمضان کا واجب نہیں ہے تو اس کی قضا بھی واجب نہیں ہے	سوال ۶۷۵۔ زید نے رمضان شریف کے آخر عشرہ کا اعتکاف کیا درمیان میں بیمار ہو کر اعتکاف توڑ دیا اب بعد صحت کے اُس

سوال ۳۷۶ تراویح کی بیس رکعت ہونا با جماعت صحابہ ثابت ہے

حدیث صحیح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیس رکعت تراویح پڑھنا ثابت ہے یا نہ۔ حضرت عمر بن الخطاب نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو بیس رکعت تراویح پڑھنے یا پڑھانے کا حکم دیا۔ یعنی انتظام کیا۔ صحیح حدیث کا حوالہ دیں۔ بینوا توجروا۔؟

الجواب - حدیث مرفوع صحیح لذاتہ سے فقط دو امر ثابت ہیں اول یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو تراویح کی ترغیب فرمایا کرتے تھے مگر اس حدیث میں کچھ عدد مذکور نہیں جیسا کہ بخاری میں ہے عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لرمضان من قام ایماناً و احتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضیلت رمضان کی بابت فرماتے تھے کہ جو شخص فضیلت رمضان کا اذعان اور طلب آخرت کرتے ہوئے قیام رمضان کریگا اس کے سارے گذشتہ گناہوں کی مغفرت ہو جائیگی قیام رمضان سے مراد صلوٰۃ تراویح ہے جیسا کہ علامہ عینی نے کرمانی سے نقل کیا ہے دوم یہ ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود تین دن صلوٰۃ تراویح کی جماعت کا اہتمام فرمایا حتیٰ کہ لوگوں کو اور گھر والوں کو اور عورتوں کو سب کو جمع فرمایا۔ لیکن تین دن سے زائد آپ نے یہ اہتمام نہ رکھا بلکہ جماعت کی مداومت ترک فرما دی۔ جسکی وجہ خاص ہے عن ابی ذر قال صمنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یقم بنا شیئاً من الشہر حتی بقی سبع فقام بنا حتی ذھب ثلث اللیل فلما کانت السادسۃ لم یقم بنا فلما کانت الخامسۃ قام بنا حتی ذھب شطر اللیل فقلت یارسول اللہ لو نفلتنا قیام ھذہ اللیلۃ فقال ان الرجل اذا صلی مع الامام حتی ینصرف حسب لہ قیام لیلۃ فلما کانت الرابعۃ لم یقم بنا فلما کانت الثالثۃ جمع اھلہ ونساءہ والناس فقام بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح قلت ما الفلاح قال السحور ثم لم یقم بنا بقیۃ الشہر رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ اس حدیث سے صلوٰۃ تراویح کی سنیت بخوبی ثابت ہوتی ہے اور جماعت کا ثبوت بھی بوجہ احسن ہوتا ہے اگرچہ آپ نے عذر خاص کی وجہ سے جماعت پر مواظبت ترک فرما دی جو اور احادیث میں صریحاً مذکور ہے مگر اس میں بھی مثل سابق رکعات کے عدد کچھ مذکور نہیں ہیں۔ ہاں اس کے لئے اور حدیث حسن لغیرہ اور آثار صحابہ بکثرت موجود ہیں روی ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن عباس رض کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ صلوٰۃ تراویح آپ نے بیس رکعتیں پڑھی ہیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن یہ کچھ مضر نہیں کیونکہ اس کے مؤید آثار صحابہ کرام بکثرت موجود ہیں اور یہ حدیث بالفرض چھوڑ بھی دی جائے تو افعال و اقوال صحابہ کرام آپ کے قول و فعل کے مفسر بن سکتی ہیں وہ بکثرت موجود ہیں آثار صحابہ کرام۔ عن السائب بن یزید۔ قال کانوا یقومون فی رمضان بعشرین رکعۃ فی زمان عمر بن الخطاب رض یہ اثر صریحاً اجماع صحابہ پر دال ہے۔ عن ابی الحسناء عن علی رض انہ امر رجلاً

جگہ منگل کی عید کا اعلان کر دیا ہے لہٰذا ہمارے نزدیک یکشنبہ کو پہلی رمضان قرار دینے میں کوئی شک نہیں ہے اس حساب سے آج یوم دوشنبہ کو ۳۰ رمضان ہے عید کی نسبت یہ اعلان دینا کہ چاہے چاند ہو یا نہ ہو کل عید کا دن ہے اور روزہ حرام ہے۔ قاضی صاحب نے قبل اس کے کہ اپنی رائے کا اظہار کریں شہر کے ایک بڑے مشہور عالم سے کہ جو وہاں کے مفتی بھی ہیں اور شہر کے لوگ اُن کو اپنا پیشوا جانتے ہیں مشورہ لیا اور کل کیفیت بیان فرمائی۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ خبر قابل اعتبار نہیں قاضی صاحب نے بنا بر علیہ اول تو علماء حنفیہ کا اس میں بڑا اختلاف ہے۔ چنانچہ بعض کے نزدیک اختلاف غیر معتبر ہے مطلقاً اور بعض کے نزدیک معتبر ہے۔ اور بعض کا مذہب یہ ہے کہ جن دو مقاموں میں ایک مہینہ کی مسافت ہو ایسے مقاموں میں ایک جگہ کی روایت دوسری جگہ کے لئے ملزم نہ ہوگی اور اس سے کم میں حکم ایک مقام کا دوسرے مقام کے لئے لازم ہوگا چنانچہ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے اهل بلدة اذا رأوا الهلال هل يلزم فى حق كل بلدة اختلفوا فيه فبعضهم قالوا لا يلزم فانى معتبر فى حق اهل بلدة رؤيتهم وفى الخانية لا عبرة باختلاف مطالع وقال القدورى ان كان بين بلدتين تفاوت لا يختلف به المطالع يلزم وذكر الجوزنى انه صحيح من مذهب اصحابنا انتهى۔ اور جامع الرموز میں ہے اقل ما يختلف به المطالع شهر اور طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھتے ہیں قوله كما ذهب اليه صاحب التجريد وهو الا شبه لان انفصال الهلال من شعاع الشمس يختلف باختلاف الاقطار كما فى دخول الوقت وخروجه۔ وهذا مثبت فى علم الافلاك والهيئة واقل ما يختلف المطالع مسيرة شهر كما فى الجواهر انتهى اور صاحب ہدایہ مختار النوازل میں لکھتے ہیں اهل بلدة صاموا تسعة وعشرين يوم بالرؤية واهل بلدة اخرى صاموا ثلثين بالرؤية فعلى الاولين قضاء يوم اذا لم يختلف المطالع بينهما واما اذا اختلف لا يجب القضاء انتهى۔ اور جن علماء نے مطلقاً مطالع کو معتبر سمجھا ہے انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے روى كريب ان ام الفضل بعثته الى معاوية بالشام قال فقدمت الشام فقضيت حاجتها واستهل على شهر رمضان وانا بالشام فرأيت الهلال ليلة الجمعة ثم قدمت المدينة فى آخر الشهر فسألنى عبد الله بن عباس ثم ذكر الهلال فقال متى رأيتم الهلال فقلت رأيناه ليلة الجمعة فقال انت رأيته فقلت نعم ورآه الناس وصاموا وصام معاوية فقال لكنا رأيناه ليلة السبت فلا نزال نصوم حتى نكمل ثلثين او نراه فقلت اولا تكتفى برؤية معاوية وصيامه قال لا هكذا امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم رواه الجماعة الا البخارى وابن ماجة منتقى۔ ور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مصفی شرح مؤطا مطبوعہ فاروقی کے صفحہ ۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں مسئلہ گر ہلال در یک شہر دیدہ شد و دیگر شہر تفحص کردند و ندیدند اگر آں شہر قریب است لازم است حکم رویۃ ایشاں اگر بعید است لازم نیست

بحدیث ابن عباس ولبقیاس بر مسئلہ فطر وحج کہ در حیثیت منصوص ست و و بجائے آن ست کہ مرد بود مسافت قصر ست و بر ذکرده نشود کہ مسافت قصر بار بلاں بحی تعلق نیست زیرا کہ مشروعیۃ کتف بر بروئیۃ خود از جہت حرج است در تکلیف ما بلاغ خبار نہ از جہت اختلاف مطالع و عادت قاضیہ ست ببلوغ اخبار در مواضع قریبہ لیس، گر از آخر شہر یکہ دراں رویت متحقق شد ہر دو مریکہ شد حکم آں لازم نیست

پس ان عبارات سے بخوبی واضح ہوگیا کہ ان بہت سے علماء اختلاف مطالع کو معتبر سمجھتے ہیں اور جو علماء اس کے قائل بھی ہیں کہ اہل مشرق کی رویت سے اہل مغرب کے لئے ثابت ہو جاتی ہے وہ بھی خط اور تار کا اعتبار نہیں کرتے کیونکہ الخط یشبہ الخط۔ پس مفتی صاحب نے ان تمام علماء کے قول کو پیش نظر رکھکر غور اور خوض کے بعد نہایت نیک نیتی سے یہ رائے دی کہ میرے نزدیک یہ خبریں طرق موجب میں داخل نہیں ہیں۔ اس پر ایک رئیس صاحب وغیرہ کے مؤیدین نے قاضی صاحب پر نہایت زور دیا کہ آپ ہمارے موافق ہو کر اعلان عید پر جو کہ پہلے ہی سے اپنے ہمراہ لکھکر لائے تھے دستخط کر دیجئے قاضی نے فرمایا جبکہ میرا قلب اور میرا اس بیان پر اطمینان نہیں لاتا تو میں کیسے آپ کے موافق ہو کر زبردستی دستخط کر دوں یہ معاملہ دنیوی نہیں ہے کہ کسی کی خاطر سے آپ کے متفق ہو جاؤں قیامت کے روز مجھ سے باز پرس ہوگی اس کا بار میری گردن پر رہیگا جب رئیس اور ان کے مؤیدین نے نہایت زور دیا قاضی صاحب نے فرمایا کہ اگر آپ صاحبوں کی رائے ہے تو آپ خود اعلان کر دیں آپ کی مخالفت نہ کروں گا مگر دستخط نہیں کروں گا رئیس اس پر خفا ہوئے حتیٰ کہ باوجود افطاری کے وقت ہو جانے کے افطاری کے کھانے سے بھی انکار کر دیا۔ اور قاضی کو مضرت پہچانے کو تیار ہو گئے۔

اب سوال یہ ہے کہ قاضی کا اپنی تحقیقات اور اجتہاد کے موافق ان حضرات کے نہ ہونا ان کا خفا ہونا اور مجبور کرنا درست ہے یا نہیں، بعض رکھتا یا کوئی رئیس یا عالم شہر کے قاضی یا مفتی کو اس کی تحقیقات کے خلاف رائے دینے پر مجبور کر سکتا ہے یا نہیں۔؟

(۲) کیا رمضان وعید میں خط کا بالکل اعتبار نہیں ہے اور اگر ہے تو وہ کونسی صورتیں اور طریقے ہیں کہ جن سے خط کا اعتبار کیا جا سکتا ہے محض کسی کا یہ کہدینا کہ میں کاتب کے خط کو پہچانتا ہوں کافی ہے یا نہ، اگر ہے تو کیوں۔ کیونکہ کلام تو اسی خط میں ہے جو کہ مکتوب الیہ کاتب کے خط کو پہچانتا ہو اور جب پہچانتا ہی نہ ہوگا تو وہاں تنازعہ ہی نہ ہوگا۔

الجواب:۔ اقول و باللہ التوفیق لا یہ امر ظاہر ہے اور کتب حنفیہ سے ثابت ہے کہ علت ابر و غبار میں ایک شخص عادل یا مستور کی گواہی سے بھی رمضانیت ثابت ہو جاتی ہے پس دو عادل یا

از وقت نکاح تا وقت طلاق شمار ہوں گے یا نہیں۔ **الجواب**۔ اگر شوہر نے مہر میں حساب کرکے اور شمار کرکے زیور دیا ہے تو مہر میں محسوب ہوگا۔ اور اگر ہدیۃً و ہبۃً دیا ہے تو مہر میں شمار نہ ہوگا اور اگر محض عاریۃً دیا تھا تو وہ زیور شوہر کی ملک ہے اگر وہ چاہے مہر میں محسوب کرسکتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

باپ یا ولی اقرب اگر خبرگیری نہ کریں یا غائب ہوں تو نکاح ولی بعید کرسکتا ہے

سوال ۲۷۷۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو مع دو لڑکیوں کے نکالدیا اور بالکل اُن کی خبر کسی قسم کی کرتا۔ جب لڑکیاں جوان ہوگئیں اور باپ نے کچھ توجہ اور خبرگیری نہ کی تو ماں نے مجبور ہوکر نکاح کردیا۔ اس صورت میں ماں ولی جائز ہوسکتی ہے یا نہیں۔ **الجواب**۔ ولی اقرب اس صورت میں باپ ہے ماں کا درجہ ولایت میں عصبات کے بعد ہے لیکن باپ اگر بالکل خبرگیری نہ کرے اور نکاح اولاد وغیرہ سے بالکل بے خبر رہے اور بے تعلق ہوجائے تو کتب فقہ میں لکھا ہے کہ ایسی حالت میں ولی ابعد کو اختیار نکاح بالغہ کا ہوجاتا ہے درمختار میں ہے ویثبت للابعد من اولیاء النسب التزویج بعضل الاقرب ای بامتناعہ عن التزویج الخ۔ اور غیبۃ ولی اقرب کی صورت میں بھی ولی ابعد کو اختیار نکاح ہوجاتا ہے وللولی الابعد التزویج بغیبۃ الاقرب الخ مسافۃ القصر واختار فی الملتقی مالم ینتظر الکفو الخاطب جوابہ الخ۔ پس صورت مسئولہ میں جبکہ باپ نے کوئی تعلق لڑکیوں کی خبرگیری اور نکاح وغیرہ سے نہیں رکھا اور کہیں ان کے نکاح کی تجویز نہیں کی تو اس صورت میں ماں کا نکاح کیا ہوا صحیح ہو۔ اور نیز جبکہ فی الحال وہ لڑکیاں بالغہ ہیں اور اس نکاح کو انہوں نے جائز رکھا تو اگر وہ نکاح موقوف بھی تھا تو لڑکیوں کی اجازت سے صحیح ہوسکتا ہے کما ھو قاعدۃ نکاح الفضولی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بالغہ اگر نکاح کی طلب اجازت پر خاموش رہے یا ہنسے تو اُس کی اجازت متصور ہوگی

سوال ۲۷۸۔ زید کا رشتہ تقریباً چار سال سے عمر کی دختر ہندہ سے جارہا تھا اور زید اس عرصہ میں مدت تک مع والدہ خود عمر کے مکان پر مقیم رہا جسکی وجہ سے عمر کی دختر ہندہ قبل نکاح زید سے بخوبی واقف ہوچکی تھی۔ زید نے نکاح کا تقاضہ کیا تو عمر نے چند آدمیوں کے سامنے اپنی دختر مسماۃ ہندہ بالغہ کا نکاح زید سے کیا اور قبل از نکاح عمر اپنی دختر ہندہ سے اجازت لینے گیا۔ چنانچہ گھر میں چند عورتوں کے سامنے عمر نے ہندہ سے کہا کہ میں تیرا نکاح فلاں شخص قاری یعنی زید کے ساتھ کرتا ہوں۔ یہ سن کر ہندہ ہنسی اور خاموش ہوگئی اس کے بعد نکاح پڑھا گیا اور چند مہینے زید ہندہ ایک جگہ رہے وغیرہ وغیرہ۔ اب عمر کہتا ہے کہ نکاح ہندہ کا صحیح نہیں ہوا کیونکہ جب میں ہندہ سے اجازت لینے گیا تھا تو زید کا نام نہیں لیا تھا بلکہ بغیر نام ظاہر کئے بیٹی سے دریافت کرلیا تھا پھر بعد نکاح کے جب میں نے گھر میں جاکر زید کا نام ظاہر کیا

اور بندہ نے سنا تو روئی اور یہ کہا کہ میں زید سے راضی نہیں ہوں۔ مگر میں بوجہ شرم اور مسئلہ نہ معلوم ہونے کے وجہ سے خاموش رہا عمر کے اس کہنے سے اور اس حیلے سے نکاح درست ہوا یا نہیں۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے فان استاذنها هو ای الولی فسکتت عن رده مختارة او ضحکت الخ فهو اذن ان علمت بالزوج الخ۔ پس موافق تفصیل سوال کے ہندہ کو جبکہ یہ معلوم تھا کہ اس کا نکاح زید کے ساتھ کیا جاتا ہے اور اس پر اس نے اجازت دی یا سکوت کیا یا ہنسی تو نکاح منعقد ہو گیا اور بصورت صحت واقعہ مذکورہ انعقاد نکاح ہندہ و زید میں کچھ شبہ و تردد نہیں عمرو اور ہندہ کا حیلہ مذکورہ پیش کرنا قرائن مذکورہ کی موجودگی میں بالکل کذب و افترا معلوم ہوتا ہے۔ اور اس صورت میں عمرو فاسق ہے در امانت اس کی مکروہ ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مرضعہ کی تمام اولاد مرضع پر حرام ہے	**سوال ۶۷۹**۔ زاہد نے بکر کو دودھ پلایا اس وقت اس کی گود

میں مریم تھی پس بکر اور مریم کا نکاح حرام ہوا مگر زاہد کی دوسری لڑکی عابدہ جو مریم کے بعد پیدا ہوئی اس کا اور بکر کا نکاح ہو سکتا ہے یا نہیں؟۔

الجواب۔ مرضعہ کی تمام اولاد رضیع کے بہن بھائی ہیں پس زاہد کی دختر عابدہ جو مریم کے بعد پیدا ہوئی وہ بھی بکر کی بہن رضاعی ہے اور آیت واخواتکم من الرضاعۃ میں داخل ہے اور نکاح بکر کا اس سے بھی حرام ہے۔ ولا حل بین الرضیعین وولد مرضعتها وولد ولدها لانه ولد الاخ وقال قبیله وان اختلف الزمن والاب وفی الشامی قوله وان اختلف الزمن الخ کان ارضعت الولد الثانی بعد الاول بعشرین سنة الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

زوجہ کا نفقہ زوجہ کے ساتھ سفر میں نہ جانے سے ساقط نہیں ہوتا	**سوال ۶۸۰**۔ زوجہ اپنے شوہر کے ساتھ جانے سے سفر میں انکار کرتی ہے اگر شوہر نفقہ بند کر دے تو کیا حکم ہے؟

الجواب۔ درمختار میں ہے او ابت الذهاب معه او السفر معه او مع اجنبی بعثه لینقلها فلها النفقة۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے نفقہ نہ دینے میں شوہر گنہگار ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند۔

رضاع کے متعلق مفصل دو فتوے	**سوال ۶۸۱**۔ زینب کہتی ہے کہ میری بہن حلیمہ اپنے زمانہ حمل میں

بیمار تھی اور اسی بیماری کی حالت میں اس کے لڑکی سلمہ پیدا ہوئی چونکہ وہ بہت کمزور تھی دودھ نہ کھینچ سکتی تھی میری لڑکی اس سے تین ماہ قبل پیدا ہو چکی تھی اس لیے کہ دودھ اتر آئے میں نے اپنی لڑکی ہندہ سے دو مرتبہ دودھ کھنچوایا تاکہ دودھ اتر آئے کیونکہ سلمہ جو نہایت کمزور تھی دودھ پی سکے۔ دو ہی مرتبہ سیمہ کر

دودھ نچوڑیا گیا۔ یہ نہیں معلوم کہ دودھ اس کے پیٹ کے اندر پہنچا یا نہیں۔ حلیمہ کا دودھ ہندہ کو محض بغرض
اُتر آنے دودھ کے دیا گیا ہے رضاعت کی غرض سے نہیں دیا گیا جو اسم رضاعت کا اطلاق ہو سکے۔ کیا اس
طریق سے دو مرتبہ دودھ کھینچنے سے ہندہ سلیمہ رضاعی بہنیں ہوئی یا نہیں۔ یہ قول صرف زینب مرضعہ کا ہے
اُس کی والدہ بھی اس امر کی شہادت دیتی ہے۔ اور کوئی گواہ اس رضاعت کا نہیں زینب کا شوہر جب
ہندہ پیدا ہوئی ہے گھر پر نہ تھا۔ کہتا ہے کہ میں صرف سماعی شہادت اپنی زوجہ سے سُن کر دیتا ہوں۔ آیا
دو عورتوں کی شہادت اس بارہ میں کافی ہو سکتی ہے اور کسی امام کے نزدیک چوسنے کی کوئی حد بھی مقرر
ہے یا نہیں اور وقت ضرورت دوسرے امام کے مذہب پر فتویٰ دینے کی اجازت ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ (یہ جواب مولانا حسین احمد صاحب نے یہاں سے لکھا ہے) رضاع شرعاً چوسنا پستان
عورت کا ہے وقت مخصوص پر۔ درمختار میں ہے۔ مص من ثدی آدمیۃ فی وقت مخصوص خواہ وہ چوسنا قلیل
ہو یا کثیر۔ ہدایہ میں ہے قلیل الرضاع وکثیرہ سواء اذا حصل فی مدۃ الرضاع یتعلق بہ التحریم۔ مدت
رضاعت کے اندر عورت نے اگر کسی بچہ کو دودھ پلایا اگرچہ وہ قلیل ہی ہو حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے
قلیل کی حد یہ ہے کہ یقینی پیٹ کے اندر دودھ کا جانا معلوم ہو جاوے عالمگیری میں ہے والقلیل مفسر بما
یعلم انہ وصل الی الجوف اور اگر شک ہو تو ایسی صورت میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ درمختار میں ہے
ویثبت بہ وان قل ان علم وصولہ لجوفہ من فمہ او انفہ لا غیر فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام
لا لم یحرم لان فی المانع شکا ولوالجیہ غایۃ الاوطار میں لکھا ہے سو اگر لڑکے نے سر پستان منہ میں لیا اور معلوم
نہ ہوا کہ دودھ حلق میں داخل ہوا یا نہیں تو حرمت ثابت نہ ہوگی اسواسطے کہ حلت میں مانع میں شک ہے یعنی حلت
اصل ہے اور بالیقین ثابت ہے اور مانع حلت یعنی دودھ کے اندر جانے میں شک ہے تو شک سے یقین زائل
نہیں ہوتا ولوالجیہ۔ عالمگیری میں ہے المرأۃ اذا جعلت ثدیہا فی فم الصبی ولا تعرف مص اللبن ففی القضا
لا یثبت الحرمۃ بالشک الخ۔ عورت نے منہ میں چھاتی دی اور یقینی طور پر دودھ کا پیٹ میں جانا معلوم نہ ہو
تو وجہ شک کے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی حرمت کے لئے اتنا پینا ضرور ہے کہ پیٹ میں اُتر جاوے اور
اس پر پینے کا اطلاق ہو سکے۔ اگر دودھ کی کوئی چیز پکا کر بچہ کو دیدی تو اس سے تحریم ثابت نہ ہوگی اس لئے
کہ اس پر اسم رضاعت کا اطلاق نہیں آتا۔ عالمگیری میں ہے ولو جعل اللبن مخیضا او رائبا او شیرازا او جبنا
او اقطا او مصلا فتناولہ الصبی لا یثبت التحریم لان اسم الرضاع لا یقع علیہ۔ کذا فی اللباب الخ۔
صورت مسئولہ میں محض دودھ کا راستہ کھل جانے اور اُتر آنے کی وجہ سے دو مرتبہ چھاتی کا بچہ سے کھچوانا
پایا جاتا ہے اور یہ یقینی ثابت نہیں کہ دودھ اس کے پیٹ میں گیا تو ایسی حالت میں حرمت کے لئے کافی

نہیں ہو سکتا۔ اثبات رضاعت کے لئے محض عورتوں کی گواہی قابل قبول نہیں تا وقتیکہ ان کے ساتھ ایک
مرد نہ ہو اس لئے اس میں ابطال ملک ہے اور وہ نہیں ثابت ہوتا مگر شہادت دو مردوں یا ایک مرد، دو عورتوں
سے۔ ہدایہ میں ہے ولا یقبل فی الرضاع شہادۃ النساء منفردات وانما یثبت بشہادۃ رجلین او رجل
وامرأتین۔ جب اس رضاعت کو زینب کہتی ہے اور کوئی مرد زینب کا شوہر یا لڑکا یا سلیمہ کا باپ بھائی
رویت و معائنہ کا گواہ نہیں تو محض ایک عورت یا دو عورت گواہی اس بارہ میں قبول نہیں۔ البتہ ان معاملات میں کہ
جن میں مردوں کو اطلاع ممکن نہیں محض عورتوں کی گواہی مقبول ہو سکتی ہے وما سوی ذلک من الحقوق
یقبل فیہا شہادۃ رجلین او رجل وامرأتین سواء کان الحق مالا او غیر مال مثل النکاح والطلاق والو
کالۃ والوصیۃ ونحو ذلک کی شرح میں ہے والعتاق والرجعۃ والنسب وتوابعہا کالاجارۃ والکفالۃ
والاجل وشرط الخیار ذکرہ فی مبسوط شیخ الاسلام او ویقبل فی الولادۃ والبکارۃ والعیوب
بالنساء فی موضع لا یطلع علیہ الرجال شہادۃ امرأۃ واحدۃ۔ شہادت کے لئے معائنہ ضرور ہے۔
عالمگیری میں ہے وفیہ ان یکون التحمل بمعاینۃ المشہود بنفسہ لا بغیرہ الخ۔ جب زینب کا شوہر وقت
رضاعت موجود نہ تھا اور حلیمہ نے بندہ سے صرف دو مرتبہ اپنی چھاتی میں دودھ اتر آنے کیلئے چھوائی۔
مثل مرضعہ کے دودھ نہ پلایا۔ زینب کے شوہر نے باہر سے آکر خدا جانے کتنے دنوں بعد اس واقعہ کو کس طور
سے سنا ہوگا جس کی وہ اب اٹھائیس برس بعد تسامع کی بناء پر خبر و شہادت دیتا ہے علم ویقین شاہد پر
دلالت نہیں کرتا اور نہ یہ واقعہ رضاعت ایسا ہے جو سب لوگوں میں عام شہرت رکھتا ہو جسکی بناء پر شہادت
بالتسامع جائز ہو۔ شہادت لغت میں خبر قاطعہ کا نام ہے اور وہ ایسے تسامع سے درجہ قطعیت کا حاصل
نہیں کر سکتی۔ چونکہ لفظ اشہد معنی شہادت اور قسم اور اخبار حالی کو متضمن ہے اس کے لئے دوسرے
الفاظ تیقن وعلم کے ساتھ شہادت نہیں دیتے۔ گویا شاہد اس طرح گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کی قسم
کھاتا ہوں کہ میں مقر مطلع ہوں اس پر۔ اور میں اسکی خبر دیتا ہوں۔ درمختار میں ہے ولا یشہد بما
لم یعاینہ بالاجماع الا فی عشرۃ علی ما فی شرح الوہبانیہ۔ اور شاہد قاضی کے سامنے یہ بیان کرے کہ میں
گواہی سماع سے دیتا ہوں تو بقول صحیح وہ شہادت مردود ہے اور زینب کا شوہر کہتا ہے کہ میں گواہی تسامع
سے دیتا ہوں پس اس صورت میں نصاب شہادت تو کامل نہیں لیکن فقہاء فرماتے ہیں کہ خبر رضاعت
دینے والا ملک ہو۔ اور اس کے دل میں صدق مخبر وثوق ویقین کے ساتھ جاگزیں ہو تو مستحب و اولیٰ ہے
کہ اس سے بچے لیکن تنزہ و تفرق بوجہ عدم نصاب شہادت واجب نہیں۔ جیسا کہ عالمگیری میں ہے
کہ مذہب حنفیہ کا جو کتب فقہ سے بیان کیا گیا۔ امام شافعی کے مذہب میں تحریم کے لئے کم از کم پانچ

چسکیاں چاہئیں ان سے دودھ کے پیٹ میں پہنچ جانے کا یقین ہوجاتا ہے اور یہی ظاہر روایت میں حضرت
امام احمد کا مذہب ہے اور ان سے تین کی روایت ہے اسی کو ہمارے مشائخ نے بھی اختیار کیا ہے اور تفاوت
سے مروی ہے کہ قیاس بھی یہی ہے اور یہی حضرت زید بن ثابت رضؓ کا قول ہے ابن عبید و ابوثور سفیان سے
مروی ہے کہ دو چسکیوں سے عدم حرمت حدیث لا تحرم المصۃ والمصتان سے مفہوم ہوتی ہے۔ حدیث
ام الفضل بنت الحارث میں ہے کہ ایک اعرابی آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ عرض
کی یا رسول اللہ میرے ایک بی بی تھی دوسری میں نے اور کی۔ پہلی بی بی نے کہا میں خیال کرتی ہوں میں
نے اس کو دو چسکی دودھ پلایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تحرم الاملاجۃ والاملاجتان بدایہ میں
ہے وقال الشافعی لا یثبت التحریم الا بخمس رضعات لقولہ لا تحرم المصۃ والمصتان ولا الاملاجۃ والاملاجتان۔
عینی میں زیر قول وقال الشافعی ہے وبہ قال احمد فی ظاہر الروایۃ واسحاق وعن احمد ثلاث وعنہ واحدۃ
وقال الرافعی وظاہر المذہب وجہان وعلی قول بعض الحنفیۃ ان فی ثلاث رضعات واختارہ مشائخنا
وقال ثقات القیاس بثلاث رضعات وھو قول زید بن ثابت [illegible] فی شرح الاقطع وقال ابن عبید وابوثور
انما تحرم الثلث من مفہوم لا تحرم المصۃ والمصتان ویروی عن عائشۃ انھا قالت لا تحرم الا سبع رضعات
وعن حفصۃ لا تحرم الا عشر رضعات تحت قول لا تحرم المصۃ الخ روی ھذا الحدیث مرفوعا فروی قولہ
لا تحرم المصۃ والمصتان وروی قولہ ولا الاملاجۃ والاملاجتان من حدیث ام الفضل بنت الحارث
قالت دخل اعرابی علی رسول اللہ وھو فی بیتی فقال یا رسول اللہ الخ فقط کتبہ حسین احمد مقیم فی بلدہ [illegible]۔

الجواب الثانی — (یہ جواب مدرسہ دیوبند کی طرف سے ہے) قال وبہ التوفیق حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ
مدۃ رضاعت میں اگر قلیل سی کسی عورت کا بھی شکم رضیع میں چلا جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے
اور بظن غالب بچہ کا دودھ پینا معلوم ہو جاوے تو حرمت رضاعت ثابت ہے پس صورت مسئولہ میں جبکہ
دودھ حلیمہ کا ہندہ نے چوسا اور دو مرتبہ پستان حلیمہ کی ہندہ شیر خوار بچے کے منہ میں دی گئی گو غرض اس
سے دودھ پلانا نہ تھا صرف چھواکر پستان حلیمہ کا ہلکا کرنا تھا کہ حلیمہ جو ضعیف ہے دودھ پی سکے لیکن ظاہر
ہے کہ ہندہ نے اس دودھ کو کھینچ کر کلی تو نہیں دیا ہے بلکہ وہ ہندہ کے پیٹ میں گیا اور جبکہ حلیمہ کے
پستان میں دودھ بھرا ہوا تھا تو ظاہر ہے کہ ہندہ جو چند ماہ کی بچی تھی اس نے بظن غالب دودھ پیا اور ظن
غالب کا ہی اعتبار ان امور میں ہے لہذا مذہب حنفیہ کے موافق حرمت رضاعت ثابت ہے ویثبت بہ ای
وان قل ان علم وصولہ لجوفہ من فمہ او انفہ لا غیر فلو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ
ام لا لم یحرم قال الشامی قولہ فلو التقم الخ تفریع علی التقیید بقولہ ان علم وفی القنیۃ امرأۃ کانت

اگر عورت بوقت اجازت ولی ساکت ہوئی یا رونے لگی اور بعد میں خلوت برضا یا تمکین زوج بھی ہو تو نکاح صحیح ہے

سوال ۱۳۳ - کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں بمذہب حنفیہ کہ ایک عورت مسماۃ ہندہ کا نکاح اس کے خاندانی بزرگوں نے ایک قریب رشتہ دار لڑکے سے منعقد تجویز کیا اور حسب رسم ... جب گواہ ہندہ سے اجازت لینے کو گھر میں آئے تو اس نے کچھ جواب نہیں دیا اور صرف سکوت پر اکتفا نہ کیا بلکہ ناپسندی کی وجہ سے رونا شروع کیا اور بہت عرصہ رونے کے بعد خاموش اور مغموم رہی اور تا ہنوز اس چیز سے نہایت ناخوش بلکہ منکر ہو کر کہتی ہے کہ میرا نکاح شرعاً نہیں ہوا چند ماہ کے بعد حسب مراسم جب رخصت کا وقت ہوا تو وہ اپنے شوہر کے یہاں نہایت غمگینی کی حالت میں روتی ہوئی ماں باپ کی مجبوری سے بھیجی گئی وہاں سے آنے کے بعد اب کسی طرح شوہر کے یہاں جانے پر راضی نہیں۔ اس اپنے خیال کو تحریراً و تقریراً باوقات مختلف ظاہر کر چکی ہے ہندہ ایک بالغ خواندہ اور شریف الخاندان عورت ہے شرعاً اس کے خیال میں کیا حکم ہے

الجواب - ولی یا اس کے وکیل کی اجازت لینے کے وقت اگر لڑکی بالغہ خاموش رہے یا بلا آواز روئی تو شرعاً یہ اجازت سمجھی جاتی ہے نکاح ہو جاتا ہے اور اسی طرح رخصت ہونے کے بعد اگر شوہر سے وطی و خلوۃ برضامندی زوجہ ہو تو یہ بھی علامت اجازت نکاح کی ہے اس سے بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے جیسا کہ در مختار میں ہے فان استاذنہا ہو ای الولی او وکیلہ الخ فسکتت او ضحکت او بکت بلا صوت الخ فہو اذن وفیہ ایضاً او تمکینہا من الوطی و خلوۃ بہا برضاہا۔ حاصل یہ ہے کہ دل کی ناراضی اور ناخوشی کو نہیں دیکھا جاتا اگر ہندہ نے وقت اجازت طلب کرنے کے انکار نہیں کیا اور سکوت کیا یا بدون آواز کے روئی تو یہ اجازت سمجھی جاتی ہے اس صورت میں نکاح ہو جاتا ہے اور بعد نکاح کے ناراضی و ناخوشی ظاہر کرنا مفید نہیں ہے فقط واللہ اعلم۔

خنثیٰ اور عنین کا مفصل حکم دربارہ نکاح

سوال ۱۳۴ - ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح اس کے والدین نے ایک مرد خنثیٰ سے جس کا عضو تناسل بہت صغیر ہے اور اس کی چھاتی ایک عورت کی طرح ہے اس میں سے پیشاب آتا ہے بعد بلوغ لڑکی کے یہ بات معلوم ہوئی اس صورت میں اگر وہ لڑکی دوسرے شخص سے عقد کرنا چاہے تو بدون طلاق کر سکتی ہے یا نہ؟ **الجواب** - اگر وہ شخص جس سے نکاح اس لڑکی کا کیا گیا ہے خنثیٰ مشکل ہے اس کا مرد اور عورت ہونا متحقق نہیں ہے تو وہ نکاح موقوف رہتا ہے جب تک متحقق نہ ہو وے کہ مرد ہے تو نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور اگر متحقق ہو جاوے کہ عورت ہے تو نکاح باطل ہے کیونکہ عورت کا نکاح عورت سے صحیح نہیں ہے اور خنثیٰ مشکل وہ ہے کہ اس کی دونوں علامتیں ہوں مرد کی بھی اور عورت کی بھی یا کوئی بھی نہ ہو اور اگر آخر تک بھی اشکال باقی رہے کہ نہ اس کا مرد ہونا معلوم ہو نہ عورت ہونا تو نکاح باطل ہو جاتا ہے صورت مسئولہ میں سائل نے یہ لکھا ہے کہ عضو تناسل اس کا بہت صغیر ہے اور اس

کی جڑ میں سوراخ ہے کہ اُس سے پیشاب آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ خنثیٰ نہیں ہے بلکہ رجل ہے لیکن زوج عنین ہے اُس میں حنفیہ نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ اس صورت میں نکاح منعقد ہو جاتا ہے پھر اگر عضو تناسل شوہر کا اس قدر صغیر ہے کہ مثل گھنڈی کے ہے کہ ادخال اُس کا فرج زوجہ میں ممکن نہیں ہے تو حکم اُس کا مجبوب یعنی مقطوع الذکر کا سا ہے کہ عورت کی طلب پر قاضی اُن میں فوراً تفریق کرا دیگا۔ اور جو ایسا نہیں بلکہ عنین ہے تو ایک سال کی مہلت شوہر کو بغرض علاج دی جاتی ہے اُس کے بعد اگر عورت طلب کرے قاضی تفریق کرا دیگا مگر اس زمانہ میں جبکہ قاضی نہیں تو حکم مُسلم فریقین یہ کام کرے گا اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو بدون طلاق دینے شوہر کے اور بدون گذرنے عدت کے اگرچہ فوت ہو چکی ہے دوسرا نکاح عورت کا درست نہیں ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اپنی مطلقہ عورت سے نکاح کا حکم | **سوال ۶۸۵**۔ زید نے شخص اپنی منکوحہ کو چند بار طلاق دے یعنی تین دفعہ سے زیادہ یہ کہدے کہ میں نے تجھکو طلاق دی تو اب پھر اس عورت سے بغیر حلالہ کے وہ نکاح کر سکتا ہے یا نہیں اور اب اس کی مطلقہ سے مُسلو تعلق زوجیت کا باقی رہا یا نہیں۔ اور حلالہ کی شکل کیا ہے آیا جس سے اُس کا نکاح کرایا جاوے پہلے اُس سے شرط کر لی جاوے کہ نکاح کے بعد تو طلاق دیدینا اور صحبت نہ کرنا یا نابالغ سے اُس کا نکاح کرا دیا جاوے وہ نابالغ طلاق دیدے تب اُس سے پھر نکاح کیا جاوے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ بدون حلالہ کے اُس عورت مطلقہ ثلثہ سے شوہر اول کا نکاح درست نہیں ہے اور حلالہ میں شوہر ثانی کا وطی کرنا شرط ہے نابالغ غیر قادر علی الجماع سے حلالہ نہیں ہو سکتا اور پھر نابالغ کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی مراہق یعنی قریب البلوغ اگر نکاح کرکے وطی کرے اور بعد بلوغ کے طلاق دے تو صحیح ہے اور شرط طلاق کی شوہر ثانی سے نہ کرنی چاہیئے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے بلکہ بعد نکاح وہ خود طلاق دیدے اُس وقت بعد گذرنے عدت کے شوہر اول نکاح کر سکتا ہے درمختار میں ہے۔ وکرہ التزوج تحریماً لحدیث لعن اللہ المحلل والمحلل لہ بشرط التحلیل کتزوجتک علی ان احللک وان حلت للاول لصحۃ النکاح وبطلان الشرط فلا یجبر علی الطلاق الخ۔ اما اذا اضمر ذلک لا یکرہ وکان الرجل ماجوراً لقصد الاصلاح درمختار قولہ بشرط التحلیل تادیث الحدیث بحمل اللعن علی ذلک الخ شامی فقط

بچے کے حلق میں دودھ کا جانا محقق نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی | **سوال ۶۸۶**۔ بکر کی ماں نے زید کو جب وہ ایک سال کا تھا اپنا پستان زید کے منہ میں دیا جب زید نے پستان چوسا تو بکر کی ماں کے پستان میں جلن معلوم ہوئی اُس نے زید کو علیحدہ کرکے پستان کو دبایا تو اندر سے پانی نکلا اس پانی کا زید کے حلق میں جانے نہ جانے کا بکر کی ماں کو کچھ علم نہیں ہے اس صورت میں بکر کی ماں زید کی

رضاعی بہن ہو سکتی ہے یا نہیں اور زید کی لڑکی کا نکاح بکر سے جائز ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ باب الرضاع درمختار میں ہے ہو مص من ثدی آدمیة ولو بکرا او میتة او آیسة الخ اور عالمگیری میں یہ ہے دخل فی فم الصبی من الثدی مائع لونه اصفر تثبت حرمة الرضاع لانه لبن تغیر لونه الخ اور شامی میں ہے وفی القنیة امرأة کانت تعطی ثدیها صبیة واشتہر ذلک بینہم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتها ثدیی ولم یعلم ذلک الا من جہتها جاز لابنها ان یتزوج بہذہ الصبیة الخ ط وفی الفتح لو ادخلت الحلمة فی فی الصبی وشکت فی الارتضاع لا تثبت الحرمة بالشک الخ روایة قنیہ و فتح القدیر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت یہ کہے کہ میری پستان میں اس وقت دودھ نہ تھا اور بچہ کے حلق میں دودھ کا جانا محقق نہ ہو تو حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ اس صورت میں زید کی دختر کا نکاح بکر سے درست ہے فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بالغہ کا نکاح بغیر مرضی ولی کے غیر کفو میں درست نہیں۔ اور کفو میں درست ہو جاتا ہے

سوال ۶۸۷۔ ایک لڑکی بعمر پندرہ سال ہو جوے گی باپ یا مرشد یا پیا کے خود اپنا عقد کر سکتی ہے یا نہ؟ اور بالغہ و باکرہ کا حکم ایک ہے یا نہ۔؟ (۲) لڑکی پندرہ سالہ وطن چھوڑ کر دوسری جگہ جاکر نکاح کرے بلا اطلاع باپ کے یہ نکاح جائز ہے یا نہ۔؟

الجواب۔ مذہب حنفیہ میں بالغہ اپنا نکاح اپنی رضا اور خوشی سے کر سکتی ہے خواہ وہ بالغہ باکرہ ہو یا ثیبہ اور پندرہ برس کی عمر جب پوری ہو جاوے حکم بلوغ کا ہو جاتا ہے لیکن جواز نکاح کے لئے یہ شرط ہے کہ کفو میں وہ عورت اپنا نکاح کرے اگر غیر کفو میں نکاح کرے گی نکاح باطل ہو گا کما فی الدر المختار۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلا وہو المختار للفتوی الخ (۲) اگر کفو میں نکاح کرے صحیح ہو جاتا ہے فقط

مہر مثل کی باپ عورتوں کے مانند جو اس کی بہن اور جمال وغیرہ میں مثل ہو اور اس میں علاتی بہن اور حقیقی بہن برابر ہیں

سوال ۶۸۸۔ ایک عورت کا نکاح مہر مثل پر ہوا بعد چند روز کے میاں بیوی میں مہر کے متعلق اختلاف ہوا بیوی کا یہ قول ہے کہ میرا مہر مثل میری ماں اور حقیقی بہن کے برابر یعنی جتنا ان کا تھا اتنا ہی میرا ہے بخلاف خاوند کے وہ کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ تمہارا مہر تمہاری سوتیلی بہنوں کے برابر ہے اب عند شرع کس کا قول معتبر ہے اور خاوند کو کونسا مہر ادا کرنا ہو گا اور وقت نکاح کے بجز مہر مثل کے کوئی تفصیل نہیں کی گئی تھی۔؟

الجواب۔ درمختار میں ہے ومہر مثلہا الشرعی مہر مثلہا اللغوی ای مہر امرأة تماثلها من قوم ابیها لا امها ان لم تکن من قومه کبنت عمه الخ سنا وجمالا الخ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ باپ کے اقربا میں جو عورت اس کے مثل ہو عمر در صورت اور دینداری وغیرہ میں اس کے مہر کو دیکھنا چاہیے وہی مہر مثل ہے اور یہ بھی اس عبارت میں مذکور ہے کہ ماں اور اس کے قبیلہ کے مہر کا اعتبار نہیں ہے اور شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ

کہ حقیقی بہن اور علاتی بہن میں کچھ فرق نہیں ہے اُن میں جو اُس کے مماثل ہو عمر صورت وغیرہ میں جو اُس کا مہر ہوگا وہی اس کا بھی ہوگا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

حجت رضاع مثل حجت مال ہے اور صورت مسئلہ میں رضاع ثابت نہیں ہوتی

سوال ۶۸۹۔ ایک بھائی کی لڑکی اور اُس کی بہن کا لڑکا ہے یہ ظاہر ہے کہ ان کا نکاح جائز ہے اس میں یہ بات ہے کہ بہن کا انتقال ہوگیا ہے۔ پرورش کے لئے وہی بچہ اُس عورت کو سونپا گیا کہ جس کی عمر ساٹھ سال سے متجاوز اور انیس سال سے بیوہ بھی اُس شخص کی لڑکی والد اور اُس کی بہن لڑکا دونوں کی یہی والدہ تھی بچہ کو دودھ مختلف عورتیں جنکو رشتہ اور کفو سے کچھ تعلق نہیں تھا پلاتی رہیں۔ اب نکاح کی بات سن کر اُس بیوہ عورت نے ظاہر کیا ہے کہ یہ بچے میرے پستان چوسا کرتا تھا اگرچہ دودھ نہیں آتا تھا مگر پانی نکلتا تھا اور یہ بیوہ مرتعوان کا نکاح ہونا نہیں چاہتی اور صرف اسی عورت کا یہ قول ہے اس صورت میں حرمت رضاعت ثابت ہوگی یا نہ؟

الجواب۔ درمختار میں ہے والرضاع حجتہ حجتۃ المال وھی شہادۃ عدلین او عدل ولتین وفیہ ایضاً ولو التقم الحلمۃ ولم یدر ادخل اللبن فی حلقہ ام لم یحرم الخ

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صورت میں حرمتِ رضاعت ثابت نہیں ہے اور صرف ایک عورت کا قول معتبر نہیں ہے اُس کے قول سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی۔ پس اُن دونوں میں نکاح جائز ہے یعنی بھائی کی لڑکی اور بہن کے لڑکے کا نکاح باہم درست ہے۔ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

۱۰ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

نکاح کے وقت اگر عورت معلوم عندالشہداء ہو تو باپ کا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے

سوال ۶۹۰۔ زید نے ہندہ سے نکاح کیا۔ زید سے اس کے ایک لڑکا عمرو اور دو لڑکیاں سلمہ و عائشہ پیدا ہوئیں۔ پھر زید کا انتقال ہوگیا اس کے بعد ہندہ نے دوسرے شوہر بکر سے عقد نکاح کرلیا۔ بکر سے دو لڑکیں جمیلہ و حبیبہ پیدا ہوئیں اور بکر بھی فوت ہوگیا اس کے بعد ہندہ مع ہر دو لڑکیوں جمیلہ و حبیبہ کے اپنے فرزند عمرو کے پاس آگئی کچھ عرصہ بعد ہندہ نے اپنی لڑکی جمیلہ کی شادی کردی۔ پھر خود ہندہ وفات پاگئی۔ دوسری لڑکی حبیبہ کی شادی اس کے سوتیلے بھائی عمرو نے خالد سے کردی۔ بروقت نکاح عمرو نے بوجہ عار حبیبہ کے والد کا نام بجائے بکر کے زید بتایا حبیبہ مجلس نکاح میں حاضر نہ تھی۔ شہداء نکاح میں سے اکثر کو معلوم تھا کہ منکوحہ زید کی بیٹی نہ تھی اُس کے باپ کا نام بکر ہے اور عمرو محض اپنی والدہ کا دوسرا شوہر چھپانے کی غرض سے بجائے حبیبہ کے باپ کے اپنے باپ کا نام بتا رہا ہے اور ناکح یعنی خالد کو اس قصہ کا علم نہ تھا حبیبہ بعد نکاح دو سال

زندہ رہ کر ایک لڑکی فاطمہ بنت خالد چھوڑ کر مرگئی۔ اب یہ سوال ہے کہ یہ نکاح جس میں دیدہ و دانستہ منکوحہ کی ولایت اُس کی غیر حاضری تب غلط بتلائی گئی شرعاً جائز ہو یا نہیں۔ دوسرے حبیبہ کا مہر جو دو ہزار مقرر ہوا تھا اور وہی اُس کا ترکہ ہے شرعاً کس طرح تقسیم ہوگا اُس کا شوہر خالد، دختر فاطمہ، حقیقی بہن جمیلہ، عمرو سوتیلا بھائی، دو بہن سوتیلی سلمہ و عائشہ زندہ ہیں ہر ایک کو کتنا حصہ ملے گا۔؟

الجواب۔ چونکہ شہود کے نزدیک حبیبہ مجہولہ نہیں ہے اور عمرو کا باوجود علم کے حبیبہ کو بنت زید بتلانا قرینہ مجاز کا ہے اس لئے نکاح صحیح ہوگیا جیسا کہ شامی میں ولا المنکوحۃ کی شرح میں لکھا ہے فیمن زوج بنتہ منہ ولہ بنتان لا یصح الا اذا کانت احدھما متزوجۃ فینصرف الی الفارغۃ انتہی وفی معناہ ما اذا کانت احدھما متم علیہ انتہی قلت وظاہرہ انہا وجرت مقدمات الخطبۃ علی معینۃ وتمیزت عند الشہود انہا یصح العقل و ہی واقعۃ الفتوی لان المقصود نفی الجہالۃ وذلک حاصل بتعیینہا عند العاقدین والشہود وان لم یصرح باسمہا کما اذا کانت احدہما متزوجۃ ویؤید ما یاتی من انہا لو کانت غائبۃ وزوجہا وکیلہا فان عرفہا الشہود وعلموا انہ ارادہا کفی ذکر اسمہا والا لابد من ذکر الاباب والجد ایضاً الخ۔

اور اس صورت میں ترکہ حبیبہ کا بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث چار سہام ہوکر ایک حصہ اُس کے شوہر کو اور دو سہام اُس کی دختر کو اور ایک حصہ حقیقی بہن جمیلہ کو ملے گا۔ سوتیلے بھائی اور بہن محروم ہیں فقط۔

نامرد سے خلوت کے بعد پورا مہر واجب ہوجاتاہے

سوال ۶۹۱۔ ایک لڑکے اور لڑکی نابالغ کا عقد چھ سال ہوئے ہوا تھا لڑکی اس وقت بالغ ہے لڑکے کی نسبت مشہور ہے کہ وہ نامرد اور معذور ہے کوئی کام نہیں کرسکتا۔ ایسی صورت میں طلاق اور خرچ اور نان نفقہ و مہر کے بارہ میں شرعیت کا کیا حکم ہے اس عرصہ میں لڑکی اپنی سسرال میں بھی رہی ہے اگر مرد طلاق دیدے تو مہر دینا ہوگا یا نہیں اور نفقہ چھ سال کا ادا کرے گا یا نہیں۔؟

الجواب۔ بدون طلاق کے عورت اُس کے نکاح سے علیحدہ نہیں ہوسکتی اور اگر خلوت ہونے کے بعد شوہر طلاق دیوے گا تو مہر پورا لازم ہوگا۔ والخلوۃ کالوطی فیما یجبی ولو کان الزوج مجبوبا او عنیناً او خصیاً الخ درمختار اور نفقہ گذشتہ زمانے کا ساقط ہوگیا ویکاد النفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء الخ درمختار

رضاع کے بارہ میں مفصل فتوی

سوال ۶۹۲۔ مسماۃ فاطمہ نے دوست محمد و اصغر علی دختر فاطمہ کی والدہ یعنی اپنی خالہ کا دودھ پیا ہے یعنی اصغر علی کے دودھ میں شرکت کی ہے تو اب دوست محمد کا نکاح مسماۃ فاطمہ سے ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اور داؤد بیگ کی ایک لڑکی ایک لڑکا ہے۔ حسرت فاطمہ محمد بیگ۔ تو دختر فاطمہ جو احمد بیگ کی لڑکی ہے اُس کا نکاح محمد بیگ سے جو داؤد بیگ کا لڑکا ہے

ہو سکتا ہے یا نہیں۔ بعض مولوی کہتے ہیں کہ یہ دونوں نکاح جائز ہیں۔ بینوا

الجواب۔ حسرت فاطمہ نے جبکہ اپنی خالہ کا دودھ مدۃ رضاعت میں پیا تو وہ مرضعہ حسرت فاطمہ کی والدہ رضاعی ہوگئی اور مرضعہ کی تمام اولاد حسرت فاطمہ کے بہن بھائی رضاعی ہوگئے یعنی جیسے اصغر علی جس کی ساتھ حسرت فاطمہ نے دودھ پیا ہے حسرت فاطمہ کا بھائی رضاعی ہے اسی طرح دوست محمد اور دختر فاطمہ بھی حسرت فاطمہ کے بھائی بہن رضاعی ہیں پس حسرت فاطمہ کا نکاح دوست محمد سے درست نہیں ہے جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح ہے اور درمختار میں ہے ولا حل بین الرضیعۃ وولد مرضعتھا الخ وفیہ قبیلہ ولا حل بین رضیعی امرءۃ لکونھما اخوین وان اختلف الزمن والاباب الخ شامی میں ہے قولہ وان اختلف الزمن کان ارضعت الولد الثانی بعد الاول بعشرین سنۃ مثلاً وکان کل منھما فی مدۃ الرضاع الخ شامی البتہ دختر فاطمہ کا نکاح محمد بیگ سے صحیح ہے اور شاید اس سے شبہ اُن مولوی صاحبوں کو ہوا ہو درمختار میں ہے دتحل اخت اخیہ رضاعاً الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

بالغہ کا نکاح بدون اجازت صحیح ہے۔ اور اجنبی کی اجازت لینے پر اسکی تصریح شرط ہے

سوال ۶۹۳۔ ایک عورت نے اپنی نابالغہ لڑکی کے نکاح کیلئے اپنے قریب رشتہ دار کو بلا کر اپنے یہاں اسے نکاح کی غرض سے رکھا۔ عورت مذکور مرض الموت میں مبتلا ہو کر فوت ہوئی۔ اور مرتے وقت وصیت کر گئی کہ میری لڑکی کا نکاح اسی شخص سے کرنا جس کو میں نے بلایا تھا اور اگر نہ کیا تو قیامت میں دامنگیر ہوں گی۔ لڑکی بھی اس پر راضی تھی۔ اُس عورت کے مرجانے کے بعد دوسرے لوگوں نے زبردستی اس کا نکاح دوسرے شخص سے کردیا۔ اب یہ لڑکی کئی مرتبہ بھاگ کر اپنے وطن میں آئی۔ اور تیسری مرتبہ اُس شخص کے یہاں آگئی جسکو اُسکی ماں نے بغرض نکاح اپنے یہاں بلا کر رکھا تھا۔ سو اب یہ لڑکی اس کے لئے جائز ہے یا نہیں؟ اور وہ شخص جس سے نکاح کردیا تھا طلاق کیسے دے سکتا ہے۔ **الجواب**۔ بدون اجازت بالغہ کے اُس کا نکاح صحیح نہیں ہے اور اجنبیوں غیر ولی کے اجازت لینے پر سکوت بالغہ کا بھی کافی نہیں ہے پس اگر نکاح مذکورہ بلا اجازت بالغہ کے ہوا اور وہ اُس نکاح سے راضی نہیں ہوئی تو نکاح مذکور صحیح نہیں ہے پس طلاق کی ضرورت نہیں ہے دوسری جگہ جس شخص سے اُسکی رضا ہے نکاح کر سکتی ہے قال فی الدر المختار ولا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح الخ وفیہ فان استاذنھا غیر الاقرب فلا عبرۃ لسکوتھا بل لابد من القول کالثیب الخ وفیہ فنفذ نکاح حرۃ مکلفۃ بلا رضی ولی الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ

ناشزہ عورت کا حق ساقط ہوتا ہے شب باشی کا

سوال ۶۹۴۔ زید کے دو زوجہ ہیں۔ ایک زوجہ کا نام ساجدہ ہے دوسری کا عابدہ۔ زید ساجدہ کے مکان میں شب باشی کرتا ہے اور عابدہ کے پاس

نہیں رہتا۔ وروجہ علیحدگی عابدہ سے یہ ہے کہ وہ اپنی باری نہ سوت کو بخشتی ہے۔ اجازت ساجدہ کے پاس شب باشی کی دیتی ہے۔ اور اپنے پاس بھی شب باشی کو منع کرتی ہے۔ زوج سے علیحدہ رہنا چاہتی ہے اب زید کیا کرے کہ موا خذہ سے بری ہو۔ اگر عابدہ زید سے یہ کہدیوے کسی ترکیب سے کہ ساجدہ کے پاس رہا کرو تو زید کے لئے کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ ایسی حالت میں عابدہ ناشزہ ہے اور ناشزہ کا حق ساقط ہو جاتا ہے کذا فی الشامی واما الناشزۃ فلا ینبغی التردد فی سقوطہ لھا الخ۔ پس اس صورت میں عابدہ کی باری میں ساجدہ کے پاس رہنا درست ہے اور جبکہ عابدہ کسی ترکیب سے یہ کہدیوے کہ ساجدہ کے پاس رہا کرو تو پھر ساجدہ کے پاس رہنے میں کچھ گناہ نہیں ہے کذا فی الدر المختار والشامی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

شک میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی | **سوال ۶۵۷**۔ زید نے دو یا پونے دو سال کی عمر میں اپنی دادی کا پستان چوسنا شروع کیا اور دو تین سال تک ہر روز چوستا رہا۔ اُس کی دادی کی عمر اس وقت ستر اسّی سال کی تھی کسی نے پستانوں میں کسی نے اُس وقت دودھ نکلتا نہیں دیکھا۔ ورنہ اُس نے کسی کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ میری پستان میں اُس وقت دودھ تھا اب دادی کا انتقال ہو گیا ورنہ اس سے صاف طور سے معلوم کر لیا جاتا اس صورت میں زید اپنی حقیقی چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر دادی سے دریافت کیا جاتا اور وہ کہتی کہ میرے پستان میں اُس وقت دودھ نہ تھا تو اُس کا قول معتبر ہوتا لیکن جبکہ اُس کا انکار ثابت نہیں اور پستان کا برابر منہ میں لینا اور چوسنا متحقق ہے تو احتیاط اس میں ہے کہ اپنے چچا کی لڑکی سے جو کہ اُس کی رضاعی بھتیجی ہے نکاح نہ کرے لیکن قاعدہ کے موافق چونکہ دودھ پینے دیکھنے کا اور دودھ اُترنے اور پستان سے نکلنے کا کوئی گواہ نہیں ہے اور رضاعت بدون دو گواہ کے ثابت نہیں ہوتی سو جہ سے زید اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے حکم ایسا ہی ہے اور احتیاط اول صورت میں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

مہر مؤجل کے متعلق فتویٰ | **سوال ۶۵۸**۔ ہندہ کا نکاح زید سے ہوا اور مہر مؤجل قرار پایا لیکن یا تو قاضی کی غلطی سے یا ہندہ کے باپ کی سازش سے رجسٹر قاضی میں مہر مؤجل تحریر نہیں ہوا۔ ہندہ لاولد ہے اور اُس کا باپ بہت مقروض ہے اُس نے ہندہ کو اپنے تبضہ میں کر کے ہندہ کے نصف دین کا دعویٰ عدالت میں کر دیا ہے۔ اس صورت میں مہر مؤجل کا اعتبار رہے یا گیا جبکہ عرف یہاں کا یہ ہے کہ اگر دین مہر بلا صراحت ہوتا ہے تو تا قیام نکاح و تا حیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ رواج کا عدم و وجود اُس وقت معلوم ہو سکتا ہے کہ عدالت میں کوئی مقدمہ

گیا ہو اور ناکامی ہوئی ہو اور بلا عدالت کی تجویز کے رواج کا پتہ نہیں چلتا۔ ؟

الجواب۔ اعتبار اُسی کا ہے جو کچھ دربارہ مہر قرار پایا تھا پس جبکہ مہر مؤجل قرار پایا تھا تو مؤجل ہی رہے اور مہر مؤجل کا مطالبہ بعد طلاق کے یا موت کے ہو سکتا ہے عرف یہی ہے فقط واللہ اعلم۔ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

حرمت مصاہرت کے لئے لڑکے کیلئے کم از کم ۱۲ سال اور لڑکی کیلئے ۹ سال کی عمر ہونی ضروری ہے

سوال ۶۹۹۔ ایک لڑکے نے جس کی عمر گیارہ سال تھی۔ ایک عورت کے گوشوارہ میں دست اندازی کی۔ اور اس اثنا میں اُس لڑکے کو انتشار ہو۔ اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت ہوئی یا نہیں؟ اور اس لڑکے کا نکاح اُس عورت کی لڑکی سے جائز ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب۔ شامی میں ہے فتحصل من هذا ان لا بد في كل منهما من سنين المراهقة واقله للانثى تسع وللذكر اثنى عشر لان ذلك اقل مدة يمكن فيها البلوغ كما صرحوا به في باب بلوغ الغلام اه باب المحرمات ص ۲۸۲ جلد ۲۔ وفي الدر المختار في باب بلوغ الغلام وادنى مدته له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنين هو المختار الخ فان راهقا بان بلغا هذا السن الخ ان روایات سے معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ میں جبکہ عمر لڑکے کی گیارہ سال کی تھی تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوئی۔ اور اُس عورت کی دختر سے نکاح کرنا اُس کو درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

رضاعت کے متعلق فتویٰ

سوال ۷۰۰۔ دو سال ہوئے کہ زید کا عقد ہندہ سے ہوا تھا۔ اور اب معلوم ہوا کہ زید کی حقیقی ہمشیرہ نے زید کی منکوحہ کو یعنی ہندہ کو بچپن میں دودھ پلایا تھا تو اب کیا کرنا چاہیے۔ ؟

الجواب۔ اگر یہ محقق ہو گیا ہے اور دو عادل گواہوں سے ثابت ہو گیا ہے کہ زید کی ہمشیرہ نے ہندہ مدت رضاعت میں دودھ پلایا ہے تو زید کو چاہیے کہ ہندہ سے علیحدگی کرے اور متارکت کر دے قال في الدر المختار والرضاع حجته حجة المال وهي شهادة عدلين او عدل وعدلتين لكن لا تقع الفرقة الا بتفريق القاضي لتضمنها حق العبد الخ قال في الشامي قوله من الفرقة اي ان لم توجد المتاركة۔ فقط

مہر موجل میں اعتبار عرف کا ہے

سوال ۷۰۱۔ عرصہ تخمیناً اٹھارہ سال کا ہوا کہ ہندہ کا نکاح زید کے ساتھ ہوا اور اس درمیان میں ایک بچہ بھی ہندہ کے بطن سے پیدا ہو کر فوت ہو گیا۔ اب ہندہ بالکل لاولد ہے اور ہندہ کا باپ علانیہ فسق و فجور میں مبتلا ہے اور حد درجہ کا مقروض ہے اب کچھ عرصہ سے اُس نے ہندہ کو اپنے قابو میں کر کے ہندہ سے نصف مہر کا دعویٰ عدالت میں اس بیان سے دائر کیا کہ ہندہ کا مہر بلا صراحت معجل و مؤجل ہے زید نے ہندہ کے اخراجات کے واسطے بیس روپیہ ماہانہ اور ایک مکان کا بھی تا حیات ہندہ کے انتظام کر دیا تھا اور فریقین کے خاندان یعنی امروہہ کے سادات اہل سنت میں اگر

مہر بلا صراحت مقرر ہوا ہے تو عورت کو بدون طلاق یا موت کے کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے ہندہ کا باپ کہتا ہے کہ رواج کا عدم و وجود اس وقت معلوم ہو سکتا ہے جبکہ عدالت میں کوئی مقدمہ دائر ہو۔ اور ناکامی ہو بلا عدالت کی تجویز کے کسی رواج کا پتہ نہیں چل سکتا ہے بصورت حسب ذیل ہیں۔ ؟

(۲) اگر مہر بلا صراحت ثابت ہو تو اندریں حالات کہ اگر عورت لاولد ہو اور اس کا باپ عیاش ہو۔ اور فضول خرچ اور مقروض ہو۔ اور شوہر نے اس کی سکونت اور خورد نوش کا بھی انتظام کر دیا ہو۔ اور کسی خاص رواج کا بھی ثبوت نہ ہو تو زوجہ شرعاً بحیات زوجین کس قدر پانے کی مستحق ہے یعنی نصف کی وہ دعوے دار ہے یا خمس و ربع کی۔ ؟ (۳) اگر مدعیہ کی طرف سے اس کے دعوے کے موافق مہر کا بلا صراحت مقرر ہونا ثابت نہ ہو سکے اور زید ہی کا قول کہ مہر مؤجل قرار پایا تھا تسلیم کر لیا جاوے تو ہندہ کس وقت مہر پانے کی مستحق ہے۔ ؟ (۴) اور اگر مہر تو بلا صراحت ثابت ہو مگر یہ بھی ثابت ہو کہ امروہہ کے اہل سنت سادات میں اگر مہر بلا صراحت مقرر ہوتا ہے تو بحالت حیات زوجین زوجہ کو کسی جزو کے ملنے کا رواج نہیں ہے تو شرعاً ہندہ کو اس وقت کوئی جزو مل سکتا ہے یا نہیں۔ ؟ (۵) ہندہ کے باپ کا یہ قول کہ ثبوت رواج کے واسطے عدالت کی تجویز ضروری ہے صحیح ہے یا نہیں اور ثبوت رواج کے واسطے کسی حاکم یا قاضی کے فیصلہ کی ضرورت ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب۔ مہر مؤجل ہونا اگر ثابت ہو جاوے تو ہندہ مہر کا مطالبہ شوہر کے مرنے پر یا طلاق دینے پر کر سکتی ہیں۔ کما فی العالمگیریہ وھذا الان الغایۃ معلومۃ فی نفسھا وھو الطلاق والموت الخ باب المہر (ترجمہ) اور یہ اس لئے کہ غایۃ و مدۃ معلوم ہے اور وہ طلاق ہے یا موت الخ و در مختار میں ہے اما تاجیلہ للطلاق او موت فیصح للعرف الخ صفحہ شامی جلد ۲ (ترجمہ) مگر مدۃ مہر کی بوقت طلاق کے یا موت کے صحیح ہے عرف کی وجہ سے۔ (۲) اگر مہر کے معجل و مؤجل ہونے کی کچھ تصریح نہ ہو۔ اور عورت کا دعویٰ عدم تصریح کا ثابت ہو جاوے تو عرف کے موافق حکم ہوگا۔ اور جبکہ مدار عرف پر اور رواج پر ہے تو عرف و رواج وہاں کا دیکھنا چاہیے کہ عام طور سے جبکہ مہر مطلق ہو اور کچھ تصریح نہ ہو کس وقت مہر دیا جاتا ہے قال فی فتح القدیر بل المعتبر فی المسکوت العرف الخ صفحہ یعنی بلکہ معتبر اس مہر میں جس میں کچھ تصریح نہ ہو عرف و رواج اس شہر کا ہے۔ (۳) جبکہ مہر میں کچھ تصریح و قید نہ ہو۔ اور عرف و رواج وہاں کا یہی ہے کہ تا قیام نکاح و تا حیات زوجین مہر نہیں دیا جاتا۔ تو اسی کے موافق عملدرآمد ہوگا۔ اور ہندہ کو کوئی جزو مہر کا اس وقت نہیں مل سکتا جیسا کہ فتح القدیر کی عبارت مذکورہ میں گذرا۔ اور نیز فتح القدیر صفحہ مذکورہ میں تو ضیحان سے منقول ہے فان لم یبینوا قدار المعجل ینظر الی المرأۃ والی المہر انہ کم یکون المعجل لمثل

هذا لا المرأة من مثل هذا المهر فيعجل ذلك ولا يتقدر بالربع والخمس بل يعتبر المتعارف فان الثابت عرفا كالثابت شرطاً الخ۔ پس اگر بیان نہ کریں مقدار معجل کی تو عورت کو اور اس کے مہر کو دیکھا جاویگا۔ کہ ایسی عورت کے لئے ایسے مہر میں سے کس قدر مہر معجل ہوتا ہے۔ اسی قدر اس کو فی الحال دیا جاویگا۔ چوتھائی اور پانچویں حصہ کی کچھ تعیین اور تحدید نہیں ہے بلکہ متعارف کا اعتبار ہے اس لئے کہ جو امر عرف سے ثابت ہو وہ ایسا ہے جیسا کہ شرط سے ثابت ہو۔ (۴) ثبوت عرف و رواج کے لئے کسی فیصلہ کی اور عدالت کی تجویز کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس شہر کا عرف و رواج وہاں کے واقعات سے معلوم ہو سکتا ہے ہندہ کے باپ کا قول اس بارہ میں صحیح نہیں ہے جیسا کہ عبارت قاضیخان مذکورہ ینظر الی المرأة والی الخ سے واضح ہے فقط واللہ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نکاح فاسد میں مہر مثل واجب ہوتا ہے | **سوال ۷۰۲** - شخصے زوجہ خود را سہ طلاق داد بعدہ قبل از تحلیل نکاح منعقد ساخت و مقاربت وقربان بایام بوجود رسید دریں صورت نکاح شرعاً صحیح شد یا نہ و مہر لازم است یا نہ۔؟ **الجواب** - دریں صورت نکاح صحیح نہ شد و مہر مثل در نکاح فاسد لازم می شود بعد دخول وصحبت قال فی الدر المختار ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد هو الذی فقد شرطاً من شرائط الصحة بالوطی الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

حلالہ میں زوج کا قول معتبر ہے وطی میں اور نکاح کے صحیح ہونے میں | **سوال ۷۰۳** - زید نے اپنی عورت کو طلاق بائنہ دی اور عدت گذرنے کے بعد عورت کا نکاح زید کے بھائی سے کرادیا اور زید کے بھائی کو سمجھا دیا کہ نیت طلاق نہ کرنا۔ اور یہ عورت تمہاری زوجہ ہو چکی۔ دو چار روز کے بعد اس نے طلاق دیدی تو بعد عدت شوہر اول سے نکاح کی تجویز ہوئی تو کیا حلالہ میں وطی محلل کی ضروری ہے یا نہیں۔؟ اگر وطی نہ ہوئی ہو تو حلالہ صحیح ہے یا نہ ؟ اور اس میں قول کس کا معتبر ہوگا۔؟

الجواب - شوہر ثانی کا وطی کرنا حلالہ میں ضروری ہے بدون وطی و جماع شوہر ثانی کے مطلقہ ثلثہ شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی اور قول دربارہ وطی عورت کا معتبر ہے قال الزوج الثانی کان النکاح فاسداً او لم ادخل بها وکذبته فالقول لها (درمختار) وکذا فی البحر وعبارة البزازیة ادعت ان الثانی جامعها وانکر الجماع حلت للاول وعلی القلب لا شامی جلد ۲ - فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

خط کے ذریعہ نکاح منعقد ہونے کا بیان | **سوال ۷۰۴** - مثلاً ایک عورت نے ایک شخص کو خط لکھا کہ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں اتنے مہر پر آپ منظور کریں اور آخر سے اس شخص نے اس کے جواب میں لکھا کہ مجھے منظور ہے اور وہ شخص دو شخصوں کے سامنے پڑھکر اور اس کا جواب بھی ان کو سنا کر لکھدیا۔ تو کیا یہ نکاح ہو گیا۔؟ مگر اس عورت نے خفیہ بلا دو گواہ شرعی کے یہ خط لکھا ہو تو کیا جب بھی نکاح ہو جاویگا۔

یا اُدھر سے بھی دو گواہ شرعی ہونے کی ضرورت ہوگی اور ان دونوں خطوں پر دونوں فریق کے گواہان کے دستخط بھی ہونے چاہئیں یا نہیں۔؟

الجواب۔ شامی میں خط پر جواز نکاح کی یہ صورت لکھی ہے کہ مثلاً مرد عورت کو خط لکھے کہ میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اور عورت دو گواہوں کو بلا کر ان کے سامنے اس خط کو پڑھے اور یہ کہدے کہ میں نے اپنا نکاح اس سے کیا الخ اس صورت کے موافق یہ بھی جائز ہے کہ عورت مرد کو خط لکھے اور مرد دو گواہوں کے سامنے اُس کا خط پڑھے۔ اور یہ کہدے کہ میں نے اُس عورت سے نکاح کیا۔ غرض یہ کہ اگر دو گواہوں کے سامنے شوہر نے اُس خط کو پڑھا اور قبول کر لیا تو نکاح ہو گیا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

مطلقہ ثلثہ کا خاوند یا عورت اگر مرتد ہو جائیں تو بعد تجدید اسلام کے حلالہ ضروری ہے

سوال ۷۰۵ ایک شخص سُنّی نے اپنی بیوی کو طلاق مغلظہ دی بعد اُس کے ایسی صورت کا متلاشی ہوا کہ اپنے نکاح میں وہ بلا حلالہ آسکے۔ مفتیوں نے اس کو انکاری جواب دیا۔ شیعوں نے اُس کو بہکایا کہ ہمارے مذہب میں بلا حلالہ نکاح میں آسکتی ہے شیعہ ہو جاؤ۔ چنانچہ دونوں شیعہ ہو گئے اور اس عورت مطلقہ کو اپنے نکاح میں لیا اُس شخص کی والدہ نے اُس سے گفتگو اور ملنا جلنا چھوڑ دیا اب وہ شخص اس امر کا خواستگار ہے کہ میں سنی ہو جاؤں گا بشرطیکہ یہ عورت نکاح میں باقی رہے۔ اب یہ امر دریافت طلب ہے کہ جبکہ اکثر علماء کے نزدیک شیعہ کافر ہیں۔ تو اب سنی ہو جانے کی صورت میں وہ عورت بلا حلالہ نکاح میں آسکتی ہے؟ اور اسلام بہدم ما کان قبلہ کا اثر ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟ الجواب قال فی الشامی ای لو طلقها ثنتین وهی امة ثم ملكها او ثلاثا وهی حرة فارتدت ولحقت بدار الحرب ثم سبيت وملكها الاكل لم يطأها بملك اليمين حتى يتزوجها فيدخل بها الزوج ثم يطلقها الخ۔ پس اگر تسلیم کر لیا جاوے کہ رفض ہونا ارتداد ہے تب بھی بعد سنی ہونے کے حلالہ کی ضرورت ہے بدون حلالہ کے مطلقہ ثلثہ اپنے شوہر اول کے لئے حلال نہ ہوگی۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔

زوجہ کو خاوند کے مجنون ہو جانے سے اختیار فسخ نہیں

سوال ۷۰۶۔ ایک عورت اٹھارہ سالہ کا نکاح ایک اٹھارہ سالہ مرد سے ہوا۔ اس کے بعد مرد پاگل ہو گیا چھ سال ہو گئے اس کو مطلق ہوش نہیں بالکل دیوانہ ہے مرد عورت دونوں کے کوئی جائداد نہیں ان کا کوئی ولی نہیں۔ عورت اپنے نفقہ کے لئے سخت مضطر ہے اس حالت میں عورت کیا کرے اگر کوئی شرعی مخلص اُس کے لئے ہو تو بحوالہ کتاب بیان فرما کر اجر جزیل حاصل کریں۔؟ الجواب۔ قال فی الدر المختار ولا يتخير احد الزوجين بعيب فی الآخر ولو فاحشا كجنون وجذام وبرص ورتق وقرن وخالف الائمة الثلاثة فی الخمسة لو بالزوج ولو قضی بالرد صح فتح وفی الشامی

فی العبارة قلت الجواد الظاهر ان اصلها وخالف الائمة الثلاثة فی الخمسة مطلقاً ومحمد فی الثلاثة الاول و بالزوج کما یفهم من البحر وغیرہ وفیہ ایضاً قولہ وقضی بالرد صح ای نوقضی بہ حاکم یراہ فافاد انہ مما یسوغ فیہ الاجتہاد الخ وفیہ ایضاً قبیلہ وقد تکفل فی الفتح برد ما استدل بہ الائمة الثلاثة ومحمد بما لامزید علیہ الخ (شامی جلد ثانی صفحہ ۵۹۲)

اس عبارت سے واضح ہوا کہ حنفی کو صورت واقعہ میں تفریق کا حکم دینا صحیح نہیں ہے اور یہ کہ راجح مذہب شیخین کا ہے البتہ اگر قاضی شافعی المذہب وغیرہ تفریق کا حکم کردے تو علیحدگی ہو جاویگی فقط

ایک شخص دونوں کی طرف سے ایجاب و قبول کر سکتا ہے نکاح میں

سوال ۷۰۷ - زید ایک نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح میں جانبین کی طرف سے وکیل نکاح مقرر ہوا ہے گروہ بحالت وکالت دونوں کی طرف سے ایجاب و قبول کرے اور بعد بلوغ لڑکے اور لڑکی کو قبولیت نہ کرادے تو نکاح درست ہے یا نہیں ؟

الجواب - نکاح اس صورت میں صحیح ہو گیا کما فی الدر المختار ویتولی طرفی النکاح واحد بایجاب یقوم مقام القبول فی خمس صور کان ولیاً او وکیلاً من الجانبین الخ فقط

واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ بندہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

بھائی کے بیٹے کی بیوی اسی طرح بھتیجے کی بیوی سے نکاح کرنا یا موسیقی حلال ہے

سوال ۷۰۸ - دو بھائی حقیقی تھے زید و عمر - عمر جو بڑا بھائی تھا اس کا نکاح مسماۃ زینب سے ہوا اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا عمر کا انتقال ہو گیا۔ بعد گذر جانے عدۃ کے مسماۃ زینب کا نکاح اس کے چھوٹے بھائی زید سے کر دیا گیا اس سے بھی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ عمر کے لڑکے کا نام بکر تھا اور زید کے لڑکے کا نام خالد۔ اس کے بعد ان دونوں بھائی بکر اور خالد کا نکاح ایسی عورتوں سے ہو جو خود دونوں حقیقی بہنیں تھیں۔ سوال یہ ہے کہ صورت مسئولہ میں اگر عمر کے لڑکے بکر کی زوجہ کسی سبب سے بوجہ طلاق یا اس کے انتقال کے نکاح سے علیحدہ ہو جاوے تو اس کے چچا یعنی عمر کے چھوٹے بھائی زید سے بکر کی زوجہ کا نکاح جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب - قال فی الدر المختار فجاز الجمع بین امرأة وبنت زوجها او امرأة ابنها - پس عبارت منقولہ سے معلوم ہوا کہ اگر زینب بھی زید کے نکاح میں موجود ہو تب بھی زید اپنی زوجہ کے پسر اور اپنے بھتیجے بکر کی زوجہ سے بعد طلاق یا موت بکر نکاح کر سکتا ہے - اور اگر زینب موجود نہ ہو تو جواز نکاح میں کچھ شبہ ہی نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

موطوئہ اب رضاعی سے نکاح حرام ہے

سوال ۷۰۹ - موطوئہ اب رضاعی حلال است یا حرام - فتویٰ علمائے حنفیہ در این چہ طور است ؟

الجواب - قال فی رد المحتار قولہ ما یحرم من النسب معناہ ان الحرمة

اُس عبارت، و نیز تمام کتب فقہ کی عبارات سے حرمت حلیلہ اب و ابن رضاعی کی حرمت معلوم ہوتی ہے، و مقتضائے نص قرآنی وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ الآیۃ۔ بھی یہی ہے باقی امام ابن الہمام کا استدلال بالحدیث میں استشکال فرمانا از قبیل ابحاث محققین ہے جو بعض دلائل میں وہ فرمایا کرتے ہیں اس سے اصل مسئلہ کا ابطال لازم نہیں آتا۔ علاوہ بریں جبکہ قول اکثر اہل علم کا یہی ہے۔ اور فقہاء نے عموماً محرمات نسبیہ ہر کو رضاعاً حرام فرمایا ہے۔ تو اس صورت میں احوط وارجح باب حرمت میں قول اکثر فقہاء ہے۔ قال فی الدر المختار وحرم الکل مما مر تحریمہ نسباً ومصاھرۃ رضاعاً فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ عزیز الرحمن۔

دار الحرب میں لعان نہیں ہوتا | **سوال ۷۱۲**- ایک شخص کسی شہر میں ملازم تھا اور اپنی زوجہ کو برابر خرچ روانہ کرتا رہا یہاں اُس کی زوجہ نے دوسرے مرد سے زنا کرایا۔ لڑکا پیدا ہوا۔ اب وہ نوکری چھوڑ کر گھر آیا ہے۔ اب کس طرح اپنی عورت کو ہمراہ رکھے۔ اور نسب اُس لڑکے کا اُس سے ثابت ہے یا کیا۔؟

الجواب۔ قال فی رد المحتار حیث قسم الفراش علی اربع مراتب۔ وقوی وھو فراش المنکوحۃ و معتدۃ الرجعی فانہ فیہ لا ینتفی الا باللعان الخ اقول ومن شرائط اللعان کون القذف فی دار الاسلام کما فی الدر المختار فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام قولہ فی دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایۃ الخ (شامی) وفی الدر المختار وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینھما سنۃ فولدت لستۃ اشھر منذ تزوجھا لتصورہ کرامۃ او استخدام اجنی الخ۔ پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نسب لڑکے کا شوہر سے ثابت رہے گا۔ اگر شوہر یہ کہے کہ میرا نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نکاح سے پہلے تعلیق بغیر اضافۃ الیہا کے لغو ہے | **سوال ۷۱۳**- ایک شخص نے موافق رسم قصبہ کے وقت نکاح کے یہ لکھدیا کہ اگر میں زوجہ کو گھر سے نکالوں، یا سخت گالیاں دوں، یا ماروں یا نفقہ میں تنگی کروں۔ تو میری طرف سے اس عورت کو تین طلاق ہیں مجمع عام میں ان شرائط کا اقرار کیا بعد نکاح کے امور مذکورہ میں سے کوئی امر وقوع میں آگیا تو موافق شرط کے اس کی زوجہ پر تین طلاق واقع ہوئی یا نہیں۔؟

الجواب۔ اگر نکاح سے پہلے یہ شرط لکھی ہے تو وہ لغو ہے اُس کا کچھ اثر بعد نکاح کے نہ ہوگا جیسا کہ کتب فقہ میں ہے شرطہ الملک او الاضافۃ الیہ (درمختار) اور اگر بعد نکاح کے یہ شرائط لکھی ہیں تو بوقت وجود شرط تین طلاق اُس کی زوجہ پر واقع ہو جاویں گی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نابالغہ جس صورت میں اپنا نکاح بعد البلوغ فسخ کر سکتی ہے وہ بغیر قضاء قاضی نہیں ہو سکتا | **سوال ۷۱۴**۔ ہندہ صغیرہ نابالغہ کا نکاح اُس کے بھائی بکر نے زید کے ساتھ کر دیا۔ جب ہندہ کو اول حیض آیا تو ہندہ نے

گواہوں کے روبرو نکاح کو فسخ کرے اور ہندہ سے نکاح ثانی کرے۔ کیا فسخ نکاح ہندہ کا جبکہ قاضی بھی ہمارے ملک میں موجود نہیں اور حکم بھی نکاح کو فسخ کر سکتا ہے یا کیا۔ اور زوج اول ہندہ کا عالم کے روبرو نہیں آتا نہ ہندہ زوج اول کو قبول کرتی ہے اور اس وقت کے مولویان قاضی کے قائم مقام ہو سکتے ہیں یا نہ۔؟ اور جبکہ زوج اول حاضر نہیں ہوتا تو اس صورت میں فسخ نکاح کا حکم ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار و لکن لهما ای لصغیر و صغیرة الخ خیار الفسخ بالبلوغ الخ بشرط القضاء قوله بشرط القضاء لان فی اصله ضعفا فیتوقف علیه کالرجوع فی الهبة و فی ایماء الی ان الزوج لو کان غائباً لم یفرق بینهما مالم یحضر لیلزم القضاء علی الغائب (بحر شامی ج ۲)

اس عبارت سے جملہ امور مستفسرہ کا جواب حاصل ہو گیا کہ اس فسخ نکاح کے لئے قضاء قاضی شرط ہے اور بصورت نہ ہونے قاضی کے حکم مسلم فریقین بھی شوہر کی موجودگی میں فسخ کر سکتا ہے اور مولویان موجودین قائم مقام قاضی کے نہیں ہیں اور نہ بدون تسلیم فریقین حکم مقرر ہو سکتا ہے اور نہ اس کا حکم نافذ ہو سکتا ہے اور شوہر کے غائب ہونے کی صورت میں بھی حکم فسخ نکاح کا نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں پہلا نکاح فسخ نہیں ہوا۔ اور دوسرا نکاح باطل ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نام غلط بتانے سے نکاح منعقد نہیں ہوتا | **سوال ۷۱۵**۔ اگر نکاح خواں نے نام رفیقن کا نہ لیا اور وقت نکاح بجائے رفیقن و فاتن کہا اور نکاح رفیقن کے مکان پر منعقد ہوا اور فاتن نامی کوئی عورت اس مکان میں موجود نہیں۔ اس صورت میں نکاح منعقد ہو جاویگا یا نہیں۔؟

الجواب۔ غلط وکیلها بالنکاح فی اسم ابیها بغیر حضورها لم یصح للجهالة وکذا لو غلط فی اسم بنته الا اذا کانت حاضرة و اشار الیها فیصح (در مختار) و فی الشامی وکذا یقال فیما لو غلط فی اسمها الخ۔

ان عبارات سے واضح ہوا کہ غلط نام لینے سے نکاح مذکور نہیں ہوا۔ یعنی رفیقن کا نکاح نہیں ہوا البتہ اگر وہ سامنے ہوتی اور اشارہ بوقت نکاح اس کی طرف ہوتا۔ مثلاً اس طرح کہ اس عورت کا جو سامنے بیٹھی ہے تیرا نکاح کیا گیا اور نام اس کا غلط لیا تو نکاح ہو جاتا ہے لیکن اگر منکوحہ سامنے نہ ہو۔ بلکہ اندر گھر کے ہو۔ اور نام غلط لیا گیا تو نکاح نہیں ہوا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ عزیز الرحمن عفی عنہ۔

نابالغہ کا نکاح بغیر ولی کی اجازت کے صحیح ہے | **سوال ۷۱۶**۔ زینب بالغہ نے بغیر اذن ولی ابعد کے بموجودگی حقیقی دادی و عدم موجودگی ماں کے بحضور شاہدین عمرو سے کر لیا۔ و ولی ابعد والدہ اس نکاح سے راضی ہیں اگر یہ نکاح صحیح ہے تو حدیث لا نکاح الا بولی کا کیا مطلب ہے ورنہ اس کا کیا جواب ہوگا۔؟

الجواب۔ بالغہ کا نکاح بدون اذن ولی کفو میں صحیح ہے اور غیر کفو میں صحیح نہیں علی المذہب المختار۔

اور یہی محمل ہے حدیث لانکاح الا بولی کا اُن فقہا کے نزدیک جو غیر کفو میں نکاح کو صحیح نہیں کہتے اور جو صحیح موقوف علی اجازۃ الولی کہتے ہیں اُن کے نزدیک محمول ہے نفی کمال پر۔ اور مطلب یہ ہے کہ بدون ولی کے اجازت کے جو نکاح ہوگا وہ قریب ہے کہ ٹوٹ جاوے یعنی ولی اگر چاہے اُس کو فسخ کرسکتا ہے اور شامی نے یہ بھی جواب دیا ہے کہ حدیث مذکور کے معارض ہے دوسری حدیث "الایم احق بنفسها من ولیها رواہ مسلم" اور یہ قوی ہے اس حدیث "لانکاح الا بولی" سے اس لئے راجح ہے اُس پر۔ الحاصل صورت مذکورہ میں اگر نکاح زینب بالغہ نے کفو میں بموجودگی شاہدین کے کیا ہے تو منعقد ہوگیا۔ فقط کتبہ عزیزالرحمن عفا اللہ عنہ مفتی مدرسہ دیوبند

اِمْدَادُ الْمُفْتِیْن

حصہ چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سود اور ترکِ نماز دونوں میں کونسا گناہ زیادہ ہے

سوال ۴۱۲ - زید کا قول ہے کہ بے نمازی کا گناہ زیادہ بڑا ہے اور عمرو کا قول ہے کہ سود کھانے والے کا گناہ زیادہ بڑا ہے شرعاً کس کا قول صحیح ہے اور بے نماز کے جنازہ کی نماز پڑھائی جائے گی یا نہیں۔؟

الجواب ترکِ نماز اور سود کھانا دونوں کبیرہ گناہ ہیں بعض حیثیات سے ترکِ نماز بڑھا ہوا ہے اور بعض حیثیات سے سود کھانا۔ اس اعتبار سے کہ نماز حق اللہ اور سود حق العباد میں داخل ہے سود بڑھا ہوا ہے اور حدیث میں ہے جو گوشت انسان کے بدن میں مالِ حرام سے پیدا ہو وہ جنت میں نہیں جا سکتا اور اس اعتبار سے کہ نماز تمام اعمال و عبادات کی اصل ہے اور حدیث میں ہے کہ جس نے نماز کو ڈھایا اُس نے اپنے دین کو ڈھا دیا۔ اس اعتبار سے ترکِ نماز بڑھا ہوا ہے اور بہرحال دوزخ میں پہنچانے کے لئے دونوں کافی ہیں اور مثل مشہور ہے "آب چو از سر گذشت چہ یک نیزہ و چہ یک بالشت"، لیکن نمازِ جنازہ بے نماز اور سود خوار دونوں پر پڑھی جائے گی کیونکہ یہ دونوں اگرچہ انتہائی فاسق ہیں مگر دائرہ اسلام سے خارج نہیں اور حدیث میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر۔ فقط واللہ اعلم۔

بیوی کے نام زمین خریدی تو مالک بیوی ہے یا شوہر؟

سوال ۴۱۳ - زید نے کسی وجہ سے زمانہ ملازمت میں اپنے روپیہ سے اپنی بیوی کے نام ایک قطعہ اراضی فتادہ مبلغ دو سو روپیہ میں خریدا۔ اور

اپنے روپیہ سے اُس پر مکان تعمیر کرایا۔ بی بی کا انتقال ہوا۔ اُس کے جانشین ایک پسر۔ ایک دختر اور شوہر ہوئے مکان زمانۂ وفات بی بی سے شوہر کے قبضہ میں ہے زید نے پسر و دختر کی شادی کردی۔ لڑکے کو دوسرا مکان دیدیا۔ ایسی صورت میں اس مکان کا مالک تنہا زید ہوگا یا ترکۂ بی بی متصور ہوکر اس کے ورثاء مالک ہوں گے۔؟ **الجواب** صورتِ مذکورہ میں جس وقت زمین بیوی کے نام خریدی گئی اگر شوہر کی نیت یہ تھی کہ بیوی کو یہ زمین ہبہ کرتا ہوں اور پھر بیوی کو اس پر قبضہ مالکانہ بھی دیدیا تھا تب تو یہ زمین بیوی متوفیہ کے ورثہ میں حسبِ حصص شرعیہ تقسیم ہوگی اور مکان کی تعمیر زید کی ملک رہے گی اور اگر زید کی نیت ہبہ کرنے کی نہ تھی اور نہ ایسے الفاظ کہے تھے کہ (میں نے تجھے دیدی ہے) بلکہ محض کسی مصلحت سے کاغذات سرکاری میں بیوی کے نام اندراج کرادیا تھا تو اس سے بیوی مالک نہیں ہوئی بلکہ شوہر ہی مالک رہا اور اب صرف شوہر ہی کا حق ہے بیوی کے ورثاء کو اس میں حصہ نہ ملے گا۔ صرح بہ فی الفتادی الا سعد فقط

سنتوں کی نیت کس طرح کرے

سوال ۴۴۔ سنتوں کی نیت بعبارتِ ذیل کرنا کیسا ہے امام مسجد منع کرتے ہیں۔ نیت کرتا ہوں نماز کی واسطے اللہ کے دو رکعت نماز سنت رسول وقت فجر منہ میرا طرف کعبہ کے اللہ اکبر۔ اور امام مذکور بعبارتِ ذیل نیت کرنا بتلاتے ہیں نیت کرتا ہوں نماز کی واسطے اللہ تعالیٰ کے دو رکعت سنت منہ میرا طرف کعبہ کے اللہ اکبر۔ اور نماز جمعہ کی نیت اس طرح بتلاتے ہیں دو رکعت نماز فرض وقت ظہر واسطے جمعہ کے الخ؟ **الجواب**۔ اصل اس معاملہ میں یہ ہے کہ نیت در حقیقت ایک فعلِ قلب ہے جو دل ہی سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اگر کوئی دل میں نیت نماز کرے اور زبان سے کچھ بھی نہ کہے تب بھی نماز ہو جاتی ہے۔ اور اگر دل سے نیت نہ کی اور زبان پر عبارت مندرجہ سوال سے بھی زیادہ مفصل عبارت پڑھ دی تب بھی نماز نہ ہوگی صرح بہ فی عامۃ کتب الفقہا۔

البتہ عوام کے لئے بہتر یہ ہے کہ اول نیت کے ساتھ زبان سے بھی مختصر الفاظ کہہ لے۔ صرح بہ فی الھدایہ لیکن لمبی عبارتیں نیت کے وقت پڑھنا مکروہ ہے اسی لئے بہتر اور افضل طریقہ نیت کا یہ ہے کہ دل سے نیت کرے کہ میں دو رکعتیں سنتِ فجر پڑھتا ہوں اور زبان سے اسقدر کہے سنتِ فجر۔ ایسے ہی فرضِ فجر۔ وہ طویل عبارتیں جو سوال میں درج ہیں دونوں خلافِ اولیٰ ہیں اور سنت کے ساتھ لفظ رسول کا بڑھانا بہتر تو نہیں لیکن اگر کوئی بڑھاوے تو کوئی ناجائز بھی نہیں کیونکہ غرض اس جملے سے باتفاق یہ ہوتی ہے کہ یہ سنتیں نصِ قرآن سے اگرچہ ثابت نہیں مگر طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لئے پڑھتا ہوں اور اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور منع کرنے والوں نے شاید اس خطرے سے منع کیا ہوگا کہ لوگ یہ نہ سمجھنے لگیں کہ فرض تو ہم اللہ کے لئے پڑھتے ہیں اور سنتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے

اور یہ کھلا شرک ہے کیونکہ نمازیں دونوں اللہ ہی کے لیے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ فرض کا ثبوت نص قطعی غیر متعارض فیہ سے ہے اور سنتوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

کسی امیدوار ممبری کو چندۂ مسجد کی شرط پر ووٹ دینا

سوال ۷۱۵ - زید محض رئیس ہونے کی بناء پر اپنے شہر کی مجلس نمائندگان کارپوریشن یا میونسپل بورڈ کی رکنیت کے لئے آمادہ ہوتا ہے اور جب رائے دہندگان اس کی قابلیت واہلیت کی بناء پر پس پیش کرتے ہیں تو وہ کسی مسجد کی تعمیر کی اعانت کا وعدہ کرتا ہے اور چندہ رائے دہندگان کو اطمینان دلاتا ہے کہ اگر وہ رکنیت ممبری میں کثرت آراء سے کامیاب ہوگیا تو مسجد کی امداد کرے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ زید سے جب چندہ رائے دہندگان سودا کرتے ہیں کہ اگر فلاں جگہ کی مسجد یا یتیم خانہ میں چندہ دو تو ہم تمہارے حق میں رائے دیں گے اور زید ووٹ و ممبری کے لالچ سے مسجد یا یتیم خانہ میں ایک رقم دیتا ہے یا دینا قبول کرلیتا ہے کیا دونوں صورتوں میں زید کا فعل ثواب میں داخل ہوگا۔؟ **الجواب** - اگر واقعات مندرجہ سوال صحیح ہیں تو عام حالات پر نظر کرتے ہوئے ایسا چندہ دینے سے چندہ دینے والے کو کچھ ثواب نہ ہوگا۔ اور چندہ لینے والے اگر اس بہانہ سے چندہ وصول کرلیں اور رائے خلاف دیانت نہ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اور اگر دیانۃً اس شخص کو ممبری کے قابل نہ سمجھتے ہوں محض چندہ کے لئے رائے دیں تو یہ چندہ بھی رشوت ہو جائے گا جو جائز نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع غفرلہ

دفن کے بعد میت کو دوسری جگہ منتقل کرنا

سوال ۷۱۶ - ایک شخص لاہور میں ملازم ہیں ان کی بیوی کا انتقال ہوگیا جسکو عرصہ تین سال کا ہوگیا ہے بیوی نے وصیت کی تھی کہ مجھے اپنے وطن ضلع جالندھر میں بعد مرگ دفن کیا جائے لیکن بعض علماء کی رائے سے مرحومہ کو لاہور ہی میں دفن کیا گیا تھا اب اس شخص کی یہ خواہش ہے کہ اس مرحومہ کی خاک استخوان کو جمع کرکے اور کسی صندوق وغیرہ میں رکھکر اسے اپنے وطن اصلی میں پہنچاکر دفن کیا جائے کیا شرعاً یہ جائز ہے۔؟

الجواب قال فی العالمگیریۃ: ویستحب للقتیل والمیت دفنہ فی مکان الذی مات فی مقابر اولئک القوم وان نقل قبل الدفن الی قدر میل او میلین فلا باس کذا فی الخلاصۃ وکذا لو مات فی غیر بلدہ یستحب ترکہ فان نقل الی مصر آخر لا باس بہ ولا ینبغی اخراج المیت من القبر بعد ما دفن الا اذا کانت الارض مغصوبۃ او اخذت بشفعۃ کذا فی فتاوی قاضی خان جنائز عالمگیری مصری ص۵۶ ج اول۔ قاضی خان کے لفظ مذکورہ لا ینبغی سے معلوم ہو کہ

میت اگر کسی غیر وطن میں مرجائے اور دفن کر دیا جائے تو وہاں سے نکالنا مکروہ ہے۔ دوسرے خلاصہ عبارت سے ثابت ہوا کہ مسافت طویلہ پر لے جانا دوسری کراہت ہے اس لئے ایسا کرنا مناسب نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ الجواب صحیح محمد اعزاز علی عفی عنہ۔

دیدینے کے لفظ سے نکاح بشرط نیت منعقد ہو جاتا ہے

سوال ۷ ۱۴م۔ رحم علی نے اپنی لڑکی روبروئے گواہان و مجلس مسمیٰ جہان داد کو ان الفاظ میں دی ہیں۔ نے اپنی بیٹی مسماۃ بہشتاں جہان داد کو دیدی ہے اور جہان داد کے والد غلام علی نے بایں الفاظ قبول کی میں نے رحم علی کی بیٹی مسماۃ بہشتاں اپنے لڑکے کی زوجیت کے واسطے قبول کی۔ چونکہ لڑکی نابالغ تھی اس لئے مزید رسومات ادا نہ کی گئی۔ اب تقریباً پانچ سال کے بعد جب لڑکی بالغ ہوئی تو باپ نے لڑکی کا نکاح دوسرے شخص کی ساتھ کر دیا۔ اگر پہلا نکاح ہو گیا تھا تو دوسرا نکاح پڑھانے والے ناکح اور منکوحہ کے والدین اور گواہان کے لئے کیا سزا ہے؟ **الجواب**۔ اگر بیان مندرجہ سوال صحیح ہے تو صورت مسئولہ میں مسماۃ بہشتان کا نکاح جہان داد کے ساتھ صحیح اور لازم ہو گیا بشرطیکہ الفاظ مذکورہ سے نیت نکاح کی گئی ہو لبعد بلوغ بھی ان کو اس نکاح کے فسخ کرانے کا اختیار نہیں۔ کیونکہ جانبین سے والد کا کیا ہوا نکاح ہے صرح بہ فی الھدایۃ والدر المختار وغیرہ اور (دینے) کے الفاظ سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے اگر شرط نکاح متحقق ہوں لما فی الدر المختار انما یصح النکاح بلفظ تزویج ونکاح لانھما صریح وما عداھما کنایۃ ھی کل لفظ وضع لتملیک عین کاملۃ فی الحال کھبۃ وتملیک وصدقۃ الی قولہ بشرط نیۃ او قرینۃ وفھم الشھود المقصود۔

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ الفاظ مندرجہ سوال (جہان داد کو دیدی ہے) اگر ان الفاظ سے نکاح کی نیت کی گئی تھی یا قرینہ اس کا موجود تھا اور گواہوں نے بھی یہی مقصود ان الفاظ سے سمجھا تھا تو نکاح ثابت ولازم ہو گیا البتہ اگر الفاظ مذکورہ سے نیت نکاح نہیں کی گئی یا گواہوں نے ان الفاظ سے نکاح نہ سمجھا تو یہ نکاح منعقد نہ ہوا پس صورت اولیٰ میں نکاح ثانی شرعاً باطل ہو گا اس کے پڑھنے والے اور پڑھانے والے اور گواہ سب کے سب گنہگار ہوں گے اگر ان کو پہلے واقعہ کا علم ہو۔ اور صورت ثانیہ میں نکاح ثانی صحیح ہو گا کسی کو کچھ گناہ نہ ہو گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

بعد انعقاد نکاح مرضعہ نے رضاعت کی شہادت دی تو وہ تنہا معتبر نہیں

سوال ۸ ۱۴م۔ ساجدہ ماجدہ دو بہنیں ہیں ساجدہ کے لڑکی اور ماجدہ کے لڑکا ہے ساجدہ نے اسی لڑکی کا دودھ ماجدہ کے لڑکے کو پلا دیا۔ پندرہ برس ہوتے ہیں کہ ان دونوں کا نکاح نابالغی میں ساجدہ ماجدہ نے کر دیا۔ ماجدہ

اور کافی زمانہ تک ساجدہ کی لڑکی کے ساتھ رہا اور حقوق شوہری بھی ادا کرتا رہا۔ ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی جو مری اب ایک ماجدہ کا لڑکا جوان ہوا۔ اور ماجدہ نے دودھ پلانے کا اقرار بھی کیا۔ ساجدہ کی لڑکی ماجدہ کے لڑکے سے چھ ماہ بڑی ہے یہ نکاح ہوا یا نہیں۔ نان نفقہ اس پر واجب ہے یا نہیں۔ اور
نکاح کرنے والے گنہگار ہیں یا نہیں۔

الجواب۔ صورت مسئولہ میں ساجدہ کی لڑکی ماجدہ کے لڑکے کے لئے باعتبار رضاعت کے بہن ہوگئی اور رضاعی بہن بھائی کا نکاح ایسا ہی حرام ہے جیسے نسبی کا۔ و یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب لیکن یہ سب اس وقت ہے کہ جب حجت شرعیہ یعنی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے دودھ پینا ثابت ہو جاوے۔ تنہا ماجدہ کے اقرار سے حرمت ثابت نہ ہوگی اور نکاح فسخ نہ ہوگا۔ اور اگر حجت شرعیہ سے رضاعت ثابت ہوگئی تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ فوراً علیحدگی واجب ہے اور جن لوگوں نے باوجود علم رضاعت کے نکاح کیا وہ سخت گنہگار ہیں۔ اور جب نکاح ہی صحیح نہیں تو نان نفقہ واجب نہیں۔ بلکہ اس کو فوراً علیحدہ کر دینا واجب ہے
فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ

ایک نکاح کے دس ماہ گذر جانے کے بعد دوسرے کا دعویٰ کرنا کہ یہ عورت میری منکوحہ ہے	**سوال (۱۵۴)** ایک شخص نے اپنی لڑکی بالغہ کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا۔ جب وہ عورت اپنے خاوند زید کے ساتھ

تین ماہ مراد آباد رہ چکی۔ اور اس عرصہ میں عمرو اپنی والدہ کی فوتیدگی پر گھر آیا۔ اور خیرات کر کے باوجود دیکھنے شادی زید و بیوی کے واپس سفر میں چلا گیا۔ چند ماہ کے گیا۔ ہوئیں دس آیا۔ اور رشید قاضی سے کہہ کر بلایا اور عمرو نے لڑکی کے باپ کو کہا کہ میرا نکاح تیری لڑکی کے ساتھ جب تیری زبان سے ہو چکا ہے تو تو نے اب جرأت ہو کر لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کیوں پڑھا دیا۔ میرے ساتھ شرعی فیصلہ کر۔
جب لڑکی کا باپ شرعی فیصلہ پر آمادہ ہوا تو عمرو پھر سفر میں چلا گیا دو ماہ گذر کر پھر گھر آیا۔ اور شرعی فیصلے کے لئے لڑکی کے باپ کو بلایا اور دو گواہ بھی تیار ہوئے کہ ہمارے روبرو لڑکی مذکورہ کا ایجاب و قبول لڑکی کے باپ نے عمرو کو کرا دیا تھا پہلے زید سے۔ حالانکہ یہ گواہ زید کے نکاح میں شامل رہے بلکہ ان میں سے وکیل لڑکی کا ہو کر اجازت لے کر مجلس میں زید کے ساتھ نکاح پڑھا تھا۔ اور ایک سال تک خاموش آبادی دیکھتے رہے اور زید کے نکاح میں بھی شامل رہے۔ کیا مدعی عمرو کا خاموش رہنا عرصہ دراز تک باوجود علم نکاح ثانی اور تصرف ارکانہ نکاح ثانی کے دعویٰ کو مسترد کرتا ہے یا نہ۔ اور گواہان کی گواہی کو باوجود وکالت نکاح ثانی کے اور علم تصرف کے نکاح ثانی کے اتنے عرصہ خاموش رہنا اور گواہی کو زبان پر نہ لانا۔ گواہی کو بھی مسترد کرتا ہے یا نہیں۔ اور میعاد شہادت حسبہ کی کیا ہے

اور اگر حکم بلاوجہ تاخیر حکم میں ایک ہفتہ گذار کر حکم دیوے تو حکم مستند ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور صورت بالا میں مدعی اور گواہان گواہی کو جائز رکھکر حکم نکاح اول کا دے سکتا ہے یا نہیں؟ کیا لڑکی کا باپ بوجہ مسترد ہونے دعوے عمرو اور شہادت گواہان کے امامت سے معزول ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب — جواب دوسری جگہ لکھا ہوا ہے دیوبند سے تصدیق کی گئی اقول وباللہ التوفیق اگر واقعی صورت مرقومہ استفتاء یہ صحیح ہے تو دعوی مدعی کا شرعاً مردود ہوگا کیونکہ عرصہ دراز ناکح ثانی کو بضع میں تصرف مالکانہ کرتا دیکھتا رہا اور بغیر مانع کے ساکت رہا۔ حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار متی ثبت ان الخصم عاین ذا الید یتصرف فی المتنازع فیہ تصرف الملاک وھو ساکت عن المعارضۃ من غیر مانع کان ذلک من الدعوی۔ انتہی۔ اور گواہوں کا اتنے روز خاموش رہنا اور ثانی نکاح میں گواہ اور وکیل بن کر نکاح کرا دینا اور عورت کے بضع میں ناکح ثانی کو سال بھر تصرف مالکانہ کرتے دیکھنا اور شہادت کو زبان تک نہ لانا شہادت کو مسترد کر دیتا ہے درمختار شامی [illegible] کتاب الشہادۃ ویجب الاداء بلا طلب لو الشہادۃ فی حقوق اللہ تعالیٰ وھی کثیرۃ عدھا فی الاشباہ اربعۃ عشر قال ومتی اخر شاھد الحسبۃ شہادتہ بلا عذر فسق فترد۔ والعذر کمرض او بعد مسافۃ او خوف طریق۔ میعاد شہادت حسبہ کی اصح روایت میں ایک ماہ ہے شامی [illegible] اعلم ان التقادم عند الامام مفوض الی رای القاضی فی کل عصر لکن الاصح عن محمد انہ مقدر بشہر وھو مروی عنہما ایضاً۔ جب دعوی عمرو کا اور گواہان کی گواہی شرعاً مردود ہے تو کسی بے علم کا دعوی مدعی عمرو کا سنکر اور گواہان کی گواہی لے کر حکم صحت نکاح اول کا دینا محض تبرع نفس ہے کیونکہ مقلد بغیر قول مفتی بہ کے فتوی نہیں دیسکتا شامی ص۳۳۶ ج ۴ بل المقلد متی خالف معتمد مذھبہ لا ینفذ حکمہ وینقض ھو المختار للفتوی۔ اور قاضی حکم میں بلاوجہ تاخیر کرے تو فاسق ہو جاتا ہے فی الاشباہ لا یجوز للقاضی تاخیر الحکم بعد وجود شرطہ شامی [illegible] ج ۴۔ وفی الفصل الاول من جامع الفصولین القاضی بتاخیر الحکم یأثم ویعزر ویعزل یعنی قاضی اگر حکم میں بلاوجہ تاخیر کرے تو گنہگار ہوتا ہے تعزیر کیا جاوے اور معزول کیا جاوے۔ جب قاضی کا یہ حکم ہے تو ایسے بے علم کو جسکو قواعد شرعیہ سے بالکل واقفی نہیں حق فتوی دینے کا کب حاصل ہے درمختار [illegible] الفاسق لا یصلح مفتیاً۔ بعد مردود ہونے دعوی مدعی اور گواہی گواہان کے لڑکی کے باپ کی امامت میں کوئی نقص شرعی نہیں تاکہ اس کو معزول کیا جاوے۔ لہذا حکم دیا جاتا ہے کہ بعد ظہور حق ہذا کے جو شخص بلاوجہ لڑکی کے باپ کو ملامت کرے اور عمرو اور گواہان مردودہ شہادۃ کی پاسداری کرے اس پر تعزیر شرعی قائم ہوگی۔ ہذا ما عندی الاحناف رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ۔ حمدالدین۔ الجواب صحیح بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

نابالغ بچے اگر مردوں کی صف میں کھڑے ہوں تو اُنکی نماز بھی مکروہ ہوگی

سوال ۴۲۰ - نابالغ لڑکے جماعت میں شریک ہو جاتے ہیں تو اور مقتدیوں کی نماز صحیح ہوتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب - اخرج ابن ابی شیبۃ عن ابی مالک الاشعری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام الرجال یلونہ وقام الصبیان خلف ذلک من شرح الھدایۃ للعینی و فی البحر انّ الصبی الواحد لایکون منفرداً عن الرجال بل یدخل فی صفھم و ان لعل ھذا الترتیب انما ھو عند حضور جمع من الرجال وجمع الصبیان فحینئذٍ توخر الصبیان۔ بحر ص ۳۷۵ ج اول۔ عبارات مذکورہ اور عام کتب فقہ کی عباراتِ مشہورہ سے معلوم ہوا کہ نابالغ لڑکوں کا مردوں کی صف میں کھڑا کرنا خلافِ سنت ہے خواہ نمازِ جمعہ ہو یا دوسری نمازیں۔ نمازِ جمعہ میں جس شخص کے پاس لڑکے کھڑے ہوں اُس کو چاہیے کہ اُنھیں پیچھے ہٹائے۔ یا صف سے علیحدہ کسی جگہ کھڑا کر دے ورنہ نماز مکروہ ہوگی فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

سمت قبلہ کی تحقیق

سوال ۴۲۱ - شہر مرگوئی میں قبلہ کے بارے میں دو فرقے ہیں۔ بعض مسجدیں شمال کی طرف جھکی ہوئی ہیں کمپاس کے حساب سے دس پندرہ ڈگری کا فرق ہے بعض مسجدیں جنوب کی طرف کسی قدر جھکی ہوئی ہیں کمپاس کے حساب سے دس پندرہ ڈگری کا فرق ہے اور قبرستان میں نمازِ جنازہ ادا کرنے کے لئے ایک نئی مسجد بنائی گئی ہے وہ قطب نما کے حساب سے بالکل ٹھیک مغرب یعنی قبلہ کی طرف ہے اس کے بعد فرض کفایہ ادا کرنے کا پُرانا نماز گاہ توڑ کر ایک نیا بنایا ہے وہ کسی قدر ٹیڑھا ہو گیا ہے۔ اگر کسی مسلمان کے انتقال کی خبر ہم کو ملتی ہے تو ہم لوگ جنازہ کی ساتھ جاکر پُرانی نماز گاہ ہو یا نئی ہم فرض کفایہ ادا کرتے ہیں۔ پہلے فرقے والے لوگ کہتے ہیں کہ ان کے قبلہ کا کچھ ٹھکانہ نہیں یہ دو قبلے والے ہیں۔ وران کے ایمان کا بھی کچھ ٹھکانا نہیں اور ان کے پیچھے نماز بھی درست نہیں ؟ (۲) ایسا کہنے والوں کے حق میں کیا حکم ہے ؟ (۳) کیا پرانی نماز گاہ میں نماز ہو جائے گی یا توڑ کر نیا بنانا ہوگا۔ کیا صفیں ٹیڑھی اور جنازہ ٹیڑھا رکھکر پڑھنا ہوگا۔؟ (۴) کیا ہم دہلی بمبئی دیوبند، سہارنپور رنگون کے فتاویٰ پر عمل کر سکتے ہیں اور احیاء العلوم میں جو حجۃ اللہ کا نقشہ درج ہے اُسی کے مطابق عمل کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ (۵) احیاء العلوم کے مصنف شافعی ہیں تو قبلہ کے بارے میں ہم امیر ان کر سکتے ہیں قبلہ کے بارے میں کوئی اور کتاب بھی ہے یا نہیں۔؟ (۶) کیا ہم اہلِ مشرق حنفی، شافعی کی حنبلی چاروں کا قبلہ ایک ہی ہے۔؟ **الجواب** - اصل اس معاملہ میں یہی ہے۔ ہم اہلِ مشرق کے لئے سمتِ مغرب قبلہ ہے گر تھوڑا سا فرق بھی ہو جائے تو قبلہ کی سمت صادق آجاتی ہے۔

جیسا کہ فتاویٰ مذکورۂ سوال کے بیانات سے آپ کو معلوم ہو چکا ہے وہ سب فتاویٰ صحیح ہیں لہذا آپ لوگ دونوں محلّوں کی میت میں، ور نماز جنازہ میں بلاشبہ شریک ہو سکتے ہیں، اور دونوں جگہوں میں نماز جنازہ درست و صحیح ہے (۲) جو لوگ صورت مذکورہ کی وجہ سے آپ کو دو قبلہ والا وغیرہ کہتے ہیں وہ گنہگار ہیں حدیث میں ہے سباب المسلم فسوق نیز من قال هلك الناس فهو اهلكهم۔

(۳) نماز تو بلاشبہ ہو جائے گی لیکن اگر تحقیق سے یہ معلوم ہو جائے کہ شہر کی عام مساجد و نمازگاہوں وغیرہ سے اس کا رُخ کچھ پھرا ہوا ہے تو بہتر یہ ہے کہ رفع فتنہ کے لئے اُس میں صفوں کے نشانات عام مساجد کے رُخ کے موافق قائم کر دیئے جاویں اور اُسی کے موافق نماز پڑھی جائے کیونکہ اُس میں باہمی اختلافات بھی قطع ہو جائیں گے اور اقرب الی عین القبلہ بھی ہونے کی توقع ہے اور مسلمانوں کے آپس سے رفع فتنہ اور قطع اختلاف نہایت ضروری ہے بڑے ثواب کا کام ہے البتہ اس نمازگاہ کی تعمیر کو گرانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس میں بلا ضرورت اضاعت مال ہے۔

(۴) فتاویٰ مذکورہ صحیح ہیں، ور احیاء العلوم کا کلام بھی اُن کے خلاف نہیں ہے اس لئے اس پر عمل کر سکتے ہیں (۵) احیاء العلوم کے مصنف شافعی ہیں۔ لیکن اس مسئلے میں اُن کا حنفیہ سے کوئی خاص خلاف نہیں۔ اس لئے اُن کے قول کو لینا بھی گویا حنفیہ ہی کے قول کا لینا ہے اس لئے جائز ہے فتاویٰ شامی مسمّٰی بہ ردّ المحتار فی شرح الدر المختار میں بھی نقشہ دے کر بہت واضح طور پر اس مسئلہ کو سمجھایا ہے اگر احیاء العلوم کے ماننے میں شبہ ہے تو شامی حنفی فتاویٰ کی معتبر کتاب ہے۔ اس میں دیکھ لیا جائے۔

(۶) قبلہ سب کا ایک ہی ہے البتہ تعیین سمت کے بعض جزئیات میں خفیف سا اختلاف ہے فقط

والله تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ

اسپرٹ شراب کے حکم میں ہے مگر چولھے میں جلانے کی اجازت ہے

سوال۔ ۲۲۴ - اسپرٹ شراب ہے یا نہیں۔؟ اس کو چولھے میں جلانا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب - اسپرٹ شراب ہی کے حکم میں ہے اور نجس ہے قال الشامی فی کتاب الطہارۃ و ما یستقطر من دردی الخمر فنجس حرام۔ لیکن بضرورت چولھے میں فقہائے متاخرین نے اجازت دی ہے فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

مشترک زمین کو بغیر تقسیم کے کوئی شریک مسجد و مقبرہ کیلئے وقف نہیں کر سکتا

سوال ۲۲۳ - ایک زمین کے سات مالکوں میں سے پانچ شرکا نے اپنے و نیز غیر موجودہ دو شرکا کی جانب سے یک زمین کو بغرض تعمیر مزار ایک بزرگ مرحوم کے و نیز تعمیر خانقاہ و دیگر عمارات متعلقہ مزار وقف زبانی کیا اور اس وقف کا

عدت یوم کے بعد ہندہ غیر شخص کے ساتھ مفرور ہو کر چلی گئی جب پکڑی گئی تو عدالت میں آکر کہا کہ میں پہلا نکاح فسخ کرنا نہیں چاہتی کیا پہلا نکاح بحال ہے یا نہ۔ اور دوسرا نکاح جو عام مجلس میں درج رجسٹر سرکاری ہوا یہ جائز ہوا یا نہیں کہ ابھی حکم عدالت سے تنسیخ کا نہ ملا تھا۔ عدالت جو حکم نہ دے تو کیا شرعاً پہلا نکاح اس کے انکار پر رد ہو سکتا ہے یا نہ۔ اور نکاح ثانی جو اسکی خوشی سے پڑھا گیا کیا یہ جائز ہوا یا نہیں۔؟

الجواب - صورت مذکورہ میں ہندہ کو فسخ نکاح کا حق دیا تھا جس کی موافق اس نے بفور بلوغ درخواست فسخ نکاح عدالت میں پیش کر دی۔ اس درخواست کی وجہ سے اس کا حق فسخ محفوظ تو ہو گیا لیکن محض درخواست دینے یا خود بخود فسخ کر دینے سے نکاح فسخ نہیں ہو بلکہ فسخ نکاح حکم حاکم پر موقوف رہا۔ مگر عبارت سوال میں بیان کیا گیا ہے کہ حاکم نے حکم ابھی تک نہیں دیا تھا کہ اس حکم سے پہلے ہی دوسرا نکاح کر لیا تو یہ نکاح شرعاً صحیح نہیں ہوا بلکہ پہلا نکاح بدستور قائم ہے اور اب دوبارہ اگر جبکہ عورت نے اپنے حق فسخ کو صراحتاً باطل کر دیا یعنی یہ کہہ دیا کہ میں نکاح ثانی باطل کرنا نہیں چاہتی تو اب پہلا نکاح ہی لازم ہو گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ فسخ نکاح کے لئے حکم حاکم شرط ہے اس کے بغیر نکاح فسخ نہیں ہوا۔ ورنہ نکاح ثانی صحیح ہوا۔ لما فی الدر المختار ولهما خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعد لا الی قوله بشرط القضاء للفسخ فیتوارثان فیه ویلزم کل المهر. انتهی قال الشامی فان اختیار الفسخ لا یثبت الفسخ الا بشرط القضاء اه شامی باب الولی ص۳۰۵ ج۲۔ فقط کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

تمباکو پان میں کھانے کا حکم | **سوال ۲۵۴ھ** - تمباکو کھانا جائز ہے یا حرام پان منہ میں ہوتے ہوئے درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔؟

الجواب - تمباکو کھانا بلا تامل جائز ہے اور تمباکو منہ میں ہوتے ہوئے درود شریف اور قرآن شریف وغیرہ پڑھنا بھی جائز ہے کذا قال مولانا المحقق عبد الحی لکھنوی فی مجموعة الفتاوی جلد دوم ص۳۹۵

حرمت مصاہرت کی ایک صورت | **سوال ۲۶۴ھ** - عورت بیان کرتی ہے کہ میں اکیلی مکان میں تھی میرے خسر نے آکر مجھ کو زیورات وغیرہ دیکر ہمبستری کی خواہش کی اور میرا ہاتھ پکڑ کر شہوت سے تیار ہو کر زنا کرنے میں چلا کر ہاتھ چھڑا کر کواڑ کھول کر باہر نکل آئی۔ تو عورت اپنے شوہر پر حلال ہے یا نہیں۔ اور کس کا قول معتبر ہوگا۔ عورت کا یا خسر کا۔؟

الجواب - صرف ہاتھ پکڑنے سے جبکہ موٹے کپڑے درمیان میں حائل ہوں حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اور اگر اس سے زائد کوئی بات ہوئی ہے تو یہ عورت اپنے خاوند پر حرام ہو جائے گی بشرطیکہ خاوند بھی اس کی تصدیق کرے۔ لما فی محرمات۔ نحو اصدقہ عن امالی ابی یوسف ج ا ن کذا کھا

الزوج لا یفرق بینھما ولو صدقھا انہ عن شھوۃ وقعت الفرقۃ بینھما خلاصۃ الفتاوی منہ ج ۲۔

واللہ تعالیٰ اعلم ۔ محمد شفیع غفرلہٗ۔

چچا کے انتقال کے بعد چچی سے نکاح جائز ہے

سوال ۸۲۷ - زسوندہی کے انتقال کے بعد اُس کی بیوہ کا نکاح بعد عدۃ کے دسوندہی کے بھتیجہ مغلو سے کر دیا اس سے پہلے مغلو کے باپ سے تجویز تھی مگر اُس نے کہا کہ میں بوڑھا ہوں اس لئے میرے لڑکے مغلو سے شادی کر دو۔ اب بعض جاہل عورت کے دل میں شبہ ڈالتے ہیں کہ چچی تو ماں برابر ہوتی ہے اور دوسرے اس بیوہ کو باپ سے مانگی تھی اس لحاظ سے ماں ہی ہوگئی لہذا صورتِ مسئولہ میں نکاح جائز ہوا یا نہیں ۔ ؟

الجواب - یہ محض جاہلانہ خیالات ہیں شریعت میں ان کا کچھ اعتبار نہیں۔ مسماۃ کا نکاح مغلو کی ساتھ بلاشبہ صحیح ہوگیا چچا کے انتقال کے بعد چچی سے نکاح شرعاً حلال ہے جو حرام سمجھے گنہگار ہے اسی طرح محض باپ سے گفتگو نے نکاح ہو جانے کی بنا پر بیٹے کے لئے عورت حرام نہیں ہوئی اور نہ کسی قسم کا شبہ حرمت کا پیدا ہوتا ہے۔ مسماۃ بے فکر ہو کر اپنے خاوند کے ساتھ رہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

امام کا محراب میں کھڑا ہونا کس حد تک ضروری ہے اور صفِ اول کی تعریف

سوال ۸۲۸ - امام کا محراب میں تنہا کھڑا ہونا کیسا ہے عامۂ کتب فقہ میں مطلقاً مکروہ لکھا ہے اور شرح وقایہ میں ہے و قیام الامام فی طاق المسجد ای فی المحراب بان یکون المحراب کبیرا نحو ۔ کبیر کی قید احترازی ہے یا واقعی اگر قید احترازی ہو اور قیام امام محراب صغیر میں مکروہ نہ ہو تو محراب کبیر کی کیا حد ہے ۔ ؟ (۲) یہاں پر ایک مسجد ہے کہ گر امام کے قدم خارج محراب ہوں اور سجدہ محراب ہی میں ہو تو بھی صفِ اول سیدھی نہیں ہوتی کیونکہ محراب سے تھوڑی فاصلہ پر ستون ہیں پس جو مقتدی ستون کے محاذات میں ہوتا ہے اس کو اور مقتدیوں سے کچھ آگے بڑھنا پڑتا ہے نیز اس کے اس کو رکوع کرنا مشکل ہوتا ہے اور اگر محراب چھوڑ کر وسط مسجد میں کھڑا ہو تو صف بالکل سیدھی ہوتی ہے اور مسجد میں گنجائش بھی ہے تو کیا امام کو محراب میں کھڑا کرنا ضروری ہو خواہ صف ٹیڑھی ہو جائے ۔ ؟ (۳) صفِ اول میں اُس جگہ کا نام ہے جو مغربی دیوار سے متصل ہو یا اُن مقتدیوں کی صف ہے جو امام کے متصل صف میں ہوں (۴) مسجد مذکور کی ہیئت ایسی ہے کہ فقط اس کے سامنے پونے تین ہاتھ چھوڑ کر سامنے کی دیوار قائم ہے ۔ اور ایسا محض خوبی کے لئے کیا گیا دیکھنے میں خوشنما معلوم ہوتی ہے اور وہ حصہ جو سامنے کی دیوار کے آگے ہے یہاں کے عرف میں برآمدہ مسجد کے نام سے معروف ہے یہ حصہ مسجد میں داخل ہے یا نہیں اس برآمدہ میں حجرہ

بزرگ کسی کو رہنا جائز ہے یا نہیں بانی مسجد نے مسجد ہی کی نیت سے بنایا ہے۔

الجواب ۔ شارح نقایہ کی غرض اس عبارت سے یہ نہیں کہ وہ محراب صغیر اور کبیر کے حکم میں فقہی طور پر کوئی فرق ایسا کرنا چاہتے ہیں جیسے مسجد صغیر و کبیر میں بعض احکام فقہیہ متفاوت ہیں بلکہ در حقیقت شارح رحمۃ اللہ علیہ کی غرض اس جگہ محض صورت مسئولہ کا واضح کرنا اور ایک شبہ کا ازالہ مقصود ہے جو صورت مسئلہ کے تصور میں عرف قدیم کے اعتبار سے پیدا ہو سکتا تھا وہ یہ کہ سلف صالح رحمہم اللہ کے عہد میں مساجد کی محاریب اس قدر وسیع و فراخ نہ ہوتی تھی کہ ان میں کوئی آدمی کھڑا بھی ہو سکے چہ جائیکہ پورا سجدہ رکوع وغیرہ وہاں کر سکے بلکہ محراب کی صورت زمانہ سلف میں صرف یہ تھی کہ وسط مسجد میں کوئی نشان دروازہ کی شکل کا یا کسی قسم کا بنا دیا جاتا تھا کہ وسط کا امتیاز پورا ہو جائے اس میں امام کا کھڑا ہونا متصور نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ نماز پڑھنا اس لئے حکم کراہۃ الصلوٰۃ فی الطاق کی تصویر میں یہ شبہ بناءً علی الرسم القدیم عاید ہوا کہ یہ صورت تو متصور ہی نہیں۔ کراہت یا عدم کراہت کی بحث کیسی اس کا حل شارح نے اس طرح فرمایا بان یکون المحراب کبیراً یقوم فیہ البتہ اس کے بعد وحدہ کی قید قید احترازی بیان حکم کے لئے ہے اور دلیل اس رسم قدیم کی شیخ جلال الدین سیوطیؒ کا مستقل رسالہ ہے مسمی "اعلام الاریب فی بدعۃ المحاریب" جس میں ثابت کیا ہے کہ یہ طریقہ مروجہ زمانہ سلف میں نہ تھا (۲) امام کے لئے محراب میں کھڑا ہونا کوئی سنت نہیں بلکہ سنت صرف یہ ہے کہ وسط صف میں کھڑا ہو۔ اور چونکہ محراب وسط میں مسجد ہی بنائی جاتی ہے اس لئے عموماً محراب میں کھڑے ہونے سے یہ سنت ادا ہو جاتی ہے لیکن اگر محراب میں کھڑے ہونے سے کوئی دوسری سنت فوت ہونے لگے مثلاً تسویہ صف وغیرہ میں تو پھر محراب میں کھڑا ہونا نہ چاہئے بلکہ محراب سے باہر ایسی جگہ کھڑا ہو جائے کہ صف سیدھی ہو جائے البتہ اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ وسط صف میں رہے کذا فی عامۃ کتب الفقہ۔ (۳) یہ اختلاف صف اول کا بداءۃ غربی کے متصل یا امام کے متصل ہونے کے متعلق ہمارے دیار کی عام مساجد میں تو متصور نہیں کیونکہ محراب کے اندر امام ہی کھڑا ہوتا ہے قدمین باہر رہتے ہیں اور صفوف سب مسجد کے اندر ہوتی ہیں تو جو صف جدار غربی کے متصل ہوگی وہی امام سے متصل ہوگی جس کو عرف و شرع میں صف اول کہا جائے گا۔ حضرات فقہاء - شامی اور صاحب بحر وغیرہ نے جو اس بارہ میں خلاف نقل فرمایا ہے وہ ایک خاص صورت پر مبنی ہے جو عموماً ہمارے دیار میں نہیں وہ یہ کہ محراب اس قدر وسیع ہو کہ اس میں امام آگے کھڑا ہو اور اس کے پیچھے چند آدمیوں کی چھوٹی سی صف محراب کے اندر بھی ہو جائے

جھگڑے میں آکر تین طلاق دی جسکو چند لوگوں نے سُنا اور سب لوگ خدا اور رسول کا درمیان دیکر بیان کرتے ہیں۔ بیانات منسلک استفتا ہیں آیا عورت پر طلاق پڑ گئی یا نہیں۔؟

الجواب - بیاناتِ مذکورہ کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ عورتِ مسئولہ میں خاوند طلاق کا اقرار نہیں کرتا اور عورت بھی اس کی مدعی نہیں۔ البتہ تینوں گواہوں کے بیان سے تین طلاق کا واقع ہونا ثابت ہوتا ہے تو گرچہ یہاں پر عورت مدعی طلاق نہیں لیکن شہادت مذکورہ شرعاً سُنی جا سکتی ہے اور اُن کا اعتبار کیا جاسکتا ہے کیونکہ طلاق و نکاح کے بارہ میں جو شہادت ہیں وہ شہادت حسبہ ہوتی ہیں جن میں دعوے کی ضرورت نہیں۔ کما فی الاشباہ والنظایر من الفن الثانی کتاب القضاء والشہادات تقبل الشہادۃ حسبۃ بلا دعویٰ فی طلاق المرأۃ وعتق الامۃ والوقف۔ اشباہ مصری ص۲۰۵ ج اول۔

الغرض گواہان مذکورہ کی گواہی اگر حسب قواعد شرعیہ سُنی جائے تو معتبر ہو سکتی ہے اور اس کی بناء پر طلاق مغلظہ صورتِ مسئولہ میں واقع ہو سکتی ہیں لیکن تحریری شہادت جس طرح کہ یہاں بھیجی گئی ہے یہ طریقہ شہادت سُننے کا نہیں بلکہ صورت اس کی یہ ہے کہ یا تو کسی مسلمان حاکم کے سامنے شہادت گذری جائے اور یا دیندار مسلمانوں کی پنچائیت قائم کی جائے جس میں کوئی عالم معاملہ فہم بھی شامل ہو۔ اور پھر پنچائت کے صدر کے سامنے گواہان مذکورہ سے باقاعدہ گواہی دلوائی جائے۔ اگر یہ لوگ حسب قواعد شرعیہ قابلِ شہادت ہوں گے تو صدر پنچ ان کی گواہی سنکر حکم ... دے سکتا ہے فقط واللہ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

گرم گرم کھانا خلاف اولیٰ ہے اور چائے اس سے مستثنیٰ ہے

سوال ۴۳۴ - گرما گرم کھانا اور پینا یہ دوزخیوں کا کھانا اور پینا ہے یہ فرمودہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یا نہیں۔ اس کی سند کس حدیث میں ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو مسلمانوں کو گرم کھانا کھانا اور گرم چائے پینا شرعاً ناجائز ہے۔؟

الجواب - حدیث میں ہے ابردوا بالطعام فان الحار لا برکۃ فیہ او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اس سے معلوم ہوا کہ بہت گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی اس لئے خلاف اولیٰ ہے مگر ناجائز نہیں کہہ سکتے اور چائے اور ایسی ہی چیزیں جن سے مقصود ہی گرمی حاصل کرنا ہے اس سے مستثنیٰ ہیں بلکہ درحقیقت اس حدیث کے مفہوم میں داخل ہی نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

ایک ہندو نے بایں شرط مسجد بنوائی کہ اس پر اوم۔ اللہ اکبر کا کتبہ لگایا جاوے۔

سوال ۴۳۵ - ایک ہندو تاجر نے ایک مکان مسجد بنانے کے لئے چند شرائط کے ساتھ وقف کیا منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ بھی ہے کہ مسجد کی دیوار پر ایک پتھر نصب ہوگا جس پر عبارت ذیل کندہ ہوگی:

اوم۔ اللہ اکبر۔ یہ عبادت خانہ وقف کردہ ... نمبر ...

یشھد انھم الکاذبون۔ در مسجد ضرار، دائے نماز جائز نیست یعنی ممنوع است۔ چنانچہ قولہ تعالیٰ بر ممانعت دائے نماز در مسجد ضرار مستدل است۔ لاتقم فیہ ابداً قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لاتصل فیہ منع اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصلی فی مسجد الضرار الخ من مجموعۃ الفتاوے مولانا عبدالحی رحمہما اللہ تعالیٰ۔ ھکذا حکم الکتاب۔ اللہ اعلم بالصدق والصواب

الجواب۔ یہ دوسری مسجد جدید تمام حکام میں مسجد ہی ہے اُس میں نماز پڑھنا بلا تامل جائز ہے۔ اور جس طرح دوسری مساجد واجب التعظیم ہیں اسی طرح اس کی بھی حرمت وعظمت رکھنا ضروری ہے دوسری مسجدوں میں اور اس میں کوئی فرق احکام میں نہیں ہاں البتہ اگر اس کے بنانے والے کی نیت تفریق جماعتِ مسلمین ہے تو بنانے والوں کو ثواب مسجد بنانے کا نہ ہوگا۔ لیکن محض اتنی بات سے اس کو مسجد ضرار نہیں کہہ سکتے۔ غایت یہ ہے کہ مسجد ضرار کے مشابہ کہا جائے اور مشابہت صرف اس میں ہوگی کہ بانی کی نیت ثواب کی نہیں، ور مستحق ثواب نہیں۔ باقی احکام مسجدیت میں مسجد ضرار کے حکم میں ہرگز نہیں۔ کیونکہ مسجد ضرار کی تعریف خود قرآن مجید میں چار قیدوں کے ساتھ مذکور ہے اول مسلمانوں کی جماعت کو ضرر پہنچانا دوسرے کفر کی حمایت کرنا تیسرے مسلمانوں میں تفریق ڈالنا۔ چوتھے خدا اور رسول کے خلاف جنگ کرنے والے کی امداد واعانت کرنا۔ جس جگہ میں یہ چاروں وصف موجود ہوں وہ بلاشبہ مسجد ضرار کے حکم میں ہے اور اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں کیونکہ درحقیقت وہ مسجد ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ محض تلبیس کے لئے کفار اس کو مسجد کہنے لگتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو جگہ کفر کی حمایت اور اعداء خدا ورسول کی تربیت واعانت کے لئے بنائی گئی ہو۔ اُس کو مسجد کیسے کیا جاسکتا ہے الغرض مسجد ضرار درحقیقت مسجد ہی نہ تھی بلکہ کفار نے محض مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے اُس کا نام مسجد رکھدیا تھا اُس کا وہی حکم ہے جو قرآن میں مذکور ہے یعنی لاتقم فیہ ابداً۔ اور جو مسجد کسی مسلمان نے نماز پڑھنے کے لئے بنائی ہو خواہ اُس سے دوسری مسجد کی جماعت میں خلل بھی آتا ہو ظاہر ہے کہ اُس پر یہ تعریف مسجد ضرار کی صادق نہیں آتی۔ کیونکہ وہ نہ کفر کی حمایت کے لئے بنائی گئی اور نہ دشمنانِ خدا ورسول کی اعانت ومشورت کے لئے۔ البتہ تفریق اور ضرر اس میں بھی پایا گیا اس لئے مسجد ضرار کے مشابہ ضرور ہوگئی جس کی وجہ سے بنانے والے کو ثواب نہ ملا۔ لیکن احکام میں مسجد ہی کے رہی اور نماز پڑھنا اُس میں بلا تامل جائز رہا۔ حضرت فاروق اعظمؓ کے فرمان کا یہی حاصل ہے کہ مسلمان ایسی مسجد بنانے سے بچیں۔ لیکن اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اگر کوئی مسلمان اس طرح قریب مسجد بنادے تو وہ مسجد بھی نہ ہوگی بلکہ مسجد ضرار کی طرح اسمیں نماز جائز نہ ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

حاملہ من الزنا کا نکاح

سوال ۴۴۲- کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک عورت کافرہ کا خاوند عرصہ دو سال کا ہوا وفات پا چکا تھا۔ اس عورت کو زنا کا حمل عرصہ چار ماہ کا ہے اب وہ عورت مسلمان ہو گئی۔ ایک مسلمان مرد سے اُس عورت کا نکاح ایک امام صاحب نے بحوالہ کتاب بہشتی زیور صفحہ ۵ کے مطابق کر دیا اب وہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب- حاملہ من الزنا کا نکاح بحالت حمل جائز ہے اور اگر نکاح اُس شخص سے ہوا ہے تو اُس کو وضع حمل سے پہلے وطی کرنا بھی جائز ہے البتہ اگر غیر زانی سے نکاح ہوا ہے تو مرد کو تا وضع حمل وطی کرنا جائز نہیں ہے در مختار میں ہے وصح نکاح حبلی من زنا الخ وان حرم وطؤها ودواعیہ حتی تضع متلا لیسقی ماءہ زرع غیرہ (فرع) لو نکحها الزانی حل له وطؤها اتفاقاً- فقط واللہ تعالیٰ اعلم- کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

پیشاب یا پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرنا جائز نہیں۔

سوال ۴۴۳- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر بوقت رفع حاجت ضروری منہ جانب بیت المقدس ہووے یا منہ یا پشت بوقت حاجت ضروری جانب قبلہ ہووے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے ہر دو امور کی نسبت تحریر فرمایا جائے۔

الجواب- قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کرنا مکروہ تحریمی ہے در مختار میں ہے کما کرہ تحریماً استقبال قبلة واستدبارها لاجل بول او غائط الخ- اور حدیث ترغیب میں ہے اذا اتیتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة ولا تستدبروها الحدیث فقط واللہ تعالیٰ اعلم محمد شفیع غفرلہ

مقروض مفلس کو قربانی کے بجائے ادائے قرض کرنا بہتر ہے لیکن اگر قربانی کرے تو ثواب ملے گا

سوال ۴۴۴- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ انسان کو قربانی کس حالت میں جائز ہے اگر مقروض بھی ہو اور خواہش دل رکھتا ہو کہ میں قرضہ بھی لے کر قربانی دوں تو اس کو جائز ہے یا ناجائز اور وہ اس کے ثواب کا حقدار ہے یا نہیں۔ اگر کسی نے قربانیاں دی ہیں کیا قربانی دینے والا ثواب کا حقدار ہے یا اس کے اقربا بھی ثواب کا حصہ لے سکتے ہیں۔

الجواب- جو شخص مالک نصاب ہو یعنی باون روپیہ نقد یا اس قدر روپیہ کا سامان جو حاجات اصلیہ سے زائد ہو اُس کا مالک ہو تو اُس پر قربانی کرنا واجب اور ضروری ہے اور اگر اس قدر سامان یا نقدی نہ ہو تو ضروری نہیں۔ اور جو شخص مقروض ہو اُس کو قرض ادا کرنے کی فکر چاہیے قربانی نہ کرے لیکن اگر کر لی تو ثواب ہوگا کما عرف من القواعد الفقہیہ۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم محمد شفیع غفرلہ

ممبری کے لئے ووٹ دینے کا حکم

سوال ۴۴۵- زمانہ الیکشن میں جس کی طرف سے ووٹ دیا جاتا ہے اس سے روپیہ کافی مقدار میں وصول کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اگر ہم کو اس قدر روپیہ دو گے تو تمہاری طرف سے ووٹ دیں گے۔ یہ روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب - روپیہ لینا اور دینا دونوں حرام اور رشوت ہیں تفصیل کے لئے پہلے ممبری اور ووٹ کی حقیقت از روئے شرع سمجھنی چاہیے اس کے ساتھ سب احکام خود معلوم ہو جائیں گے - ممبر خواہ میونسپل بورڈ کا ہو یا کونسل و اسمبلی کا وہ ایک جماعت کا وکیل ہے کہ اس کے خیر و شر کو پہچان کر حاکم کے سامنے یا مجالس مشاورت میں پیش کرے اور ووٹ (رائے دینے) کا حاصل یہ ہے کہ آپ اس کی وکالت تسلیم کرتے ہیں - اب از روئے شرع ممبر اور ممبری کی رائے دینے والوں پر علیحدہ علیحدہ کچھ فرائض عاید ہوتے ہیں مثلاً ممبر کا پہلا فرض یہ ہے کہ محض خوشامد یا لالچ یا جبر اور دباؤ سے اپنے آپ کو وکیل قوم نہ بنائے بلکہ اگر فی الواقع یہ شخص اہل ہو اور لوگ بھی اس کی ممبری پر راضی ہوں تو ممبر بن جائے ورنہ نہیں - اسی طرح رائے دینے والوں کا بھی پہلا فرض یہ ہے کہ جبر و اکراہ سے مغلوب ہو کر یا لالچ و طمع میں آکر رائے کسی کے حق میں نہ دیں بلکہ اہل کو تلاش کریں - اور اگر تمام لوگوں میں سے کوئی بھی اہل نہ ہو تو اپنی رائے کو محفوظ رکھیں - کسی کے حق میں رائے نہ دیں - اور اہل کا مطلب یہ ہے کہ چند امور اس میں ضرور موجود ہوں (۱) دیندار اور نیک ہو (۲) سمجھدار معاملہ شناس ہو (۳) اپنی رائے کو آزادی کے ساتھ مجلس میں پیش کر سکتا ہو - (۴) رفاہ عام کی پوری کوشش کرنے والا ہو - لوگوں پر معاملات میں ظلم نہ کرتا ہو -

پس جو شخص شرائط مذکورہ کے خلاف کسی شخص کو رائے دیتا ہے وہ خیانت کرتا ہے تو ایک گناہ تو خیانت کا ہوا اور اگر کچھ روپیہ لے کر یہ خیانت کی ہے تو دوسرا گناہ اس کا ہوا کیونکہ یہ روپیہ محض رشوت ہے جس کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ -

پیسوں کی بیع سلم جائز ہے | **سوال ۴۴۶** - بیع سلم در فلوس نافقہ جائز است یا نہ - ؟

الجواب - صحیح مختار ہمین است کہ بیع سلم در فلوس جائز است - اما نزد شیخین پس خفائی نیست کہ او شان فلوس رائجہ را ثمن قرار دادہ اند بلکہ منجملہ متاع وعروض شمردند و ہمین وجہ بیع الفلس بالفلسین تجویز فرمودند صرح بہ فی الہدایہ والدر المختار والشامی من باب الربوٰ - و اما نزد امام محمدؒ پس اگرچہ فلوس در معاملات ربویہ نزد او شان بحکم ثمن اند بیع الفلس بالفلسین مثل بیع الدرہم بالدرہمین شمردہ ناجائز گفتہ اند لکن در باب سلم او شان نیز حسب روایت قویہ موافقت شیخین اختیار فرمودہ اند پس سلم در فلوس رائجہ بالاتفاق ائمہ ثلٰثہ جائز است - وذلک لما فی الشامیۃ وقید خلاف محمدؒ لمنعہ بیع الفلس بالفلسین اذ فی ظاہر الروایۃ عنہ کقولہما بیان الفرق فی النہر وغیرہ شامی ص۲۳ وفی البحر وظاہر الروایۃ عن الکل بجوازہ وان کانت ثمنیتہا لا بخرج عن العدۃ الخ بحر الرائق ص۱۵۶ فقط واللہ اعلم - محمد شفیع غفرلہٗ -

چند بدعات مروجہ کی تحقیق | **سوال ۴۴۷** - گردانیدن قرآن شریف بر جنازہ طریق مسنون ہے یا نہیں

(۲) روٹی سامنے رکھکر فاتحہ پڑھنا سنت ہے یا بدعت۔؟ (۳) قبر پر جمعرات تک علماء کا بٹھانا کہ حساب سے بچ جاوے۔؟ (۴) ختم قرآن شریف پڑھکر اُجرت لینا۔؟ (۵) چالیسواں کرنا اور عرس مروجہ اور جمعرات کا روز چہلم تک دعا کے لئے خاص کرنا درست ہے یا نہیں۔؟ الجواب۔ بے اصل ہے اور اس سے صوم و صلوٰۃ فائتہ جو بذمہ میت ہوں ادا نہیں ہوتے (۲) یہ بھی بدعت اور بے اصل ہے اس کی اصل شریعت میں نہیں ہے کما قال مولانا عبدالحی لکھنوی فی مجموعۃ فتاویٰ جلد اول صلہ (۳) یہ بھی بدعت ہے اور کچھ نفع اس تخصیص سے نہیں ہے اور قبور پر اس طریق سے قرآن پڑھنے کو فقہا نے مکروہ فرمایا ہے کما قال فی شرح الفقہ الاکبر ثم القراءۃ عند القبور مکروہ عند ابی حنیفۃ و مالک و احمد فی روایۃ رحمہم اللہ تعالیٰ (۴) قرأۃ قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں اور ایسے قرآن شریف پڑھنے سے نہ قاری کو ثواب ہوتا ہے نہ میت کو ثواب پہنچتا ہے۔ قال تاج الشریعۃ فی شرح الھدایۃ ان القرآن بالاجرۃ لایستحق الثواب لا للمیت ولا للقاری وقال العینی فی شرح الھدایۃ ویمنع القاری للدنیا والاٰخذ والمعطی اٰثمان فالحاصل ان ما شاع فی زماننا من قرأۃ الاجزاء بالاجرۃ لایجوز لان فیہ الامر بالقرأۃ واعطاء الثواب للاٰمر والقراءۃ لاجل المال فاذا لم یکن للقاری ثواب لعدم النیۃ الصحیحۃ فاین یصل الثواب الی المستاجر ولولا الاجرۃ ماقرأ احد لاحد فی ھذا الزمان بل جعلوا القرآن العظیم مکسبا ووسیلۃ الی جمع الدنیا فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ شامی باب الاستیجاب علی الطاعات (۵) یہ جملہ سوم بدعت اور ممنوع ہیں اگر میت کو ایصال ثواب کرنا مقصود ہو تو بلا تعیین و تخصیص جو کچھ میسر ہو فقراء کو خفیہ طور سے دلوے کتبہ مسعود احمد۔

قیدی کی بیوی کا حکم | سوال ۸۴۸ - زید کا نکاح ہندہ سے ہو کچھ عرصہ سے دونوں میں نااتفاقی ہوگئی تھا تاسرقہ کے الزام میں زید کو تین سال کی سزائے قید ہوئی۔ زید کا کوئی عزیز دوست نہیں ہے جو ہندہ اور اُس کے بچوں کا کفیل ہو۔ نہ زید کی کوئی جائداد ہے جس سے گذر اوقات ہندہ کی ہو سکے ہندہ کی گذر اوقات کا کوئی ذریعہ نہیں ہے اب ہندہ کی خواہش ہے کہ زید سے اُس کا نکاح فسخ کرادیا جاوے۔ تو حاکم وقت کو نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں۔؟ الجواب۔ بہتر تو یہ ہے کہ کسی طرح بذریعہ خط و کتابت یا خود مل کر خاوند سے طلاق حاصل کرلی جائے دیدے اگر طلاق نہ دے تو خلع کرلیا جائے کچھ لالچ دلا کر مثلاً یہ کہ عورت مہر اپنا معاف کردے اور وہ طلاق دیدے اور اگر یہ صورت ممکن نہ ہو اور زید کی ملک میں کوئی جائداد مکان سامان وغیرہ بھی ایسا نہ ہو جس کو فروخت کرکے اس کی بیوی اپنا گذر اوقات کرسکے تو پھر کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں اپنا معاملہ پیش کرے وہ حاکم اس قیدی کو مجبور کرے کہ یا اپنی بیوی کے نفقہ کا کوئی

انتظام بتلاوے نہ اسکو طلاق دے ۔ اب اگر وہ دونو صورتیں نہ کرے تو پھر یہ حاکم خود طلاق کا حکم کرے ۔ حاکم کا یہ حکم قائم مقام طلاق کے ہو جائے گا بشرطیکہ حاکم مسلمان ہو ۔ وھذا فی الاصل من مذھب الامام مالکؒ ان علماءنا الحنفیۃ افتوا علیہ لمعان بضرورۃ الشدیدۃ وقد ذکرہ العلامۃ الشامی فی باب النفقۃ لما یقارب ما قلنا غیر انہ ذکر حکم دار الاسلام والذی ذکرنا حکم دار الحرب فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ محمد شفیع غفرلہٗ

مسجد کے چراغ کے متعلق چند مسائل | **سوال ۴۴۹** ۔ اگر مسجد میں ایک ہی چراغ ہو تو وہ وقت نماز عشا جبکہ جماعت صحن مسجد میں ہو رہی ہو تو باہر صحن میں رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟

(۲) نماز عشا سے فارغ ہونے کے بعد اگر مسجد کا چراغ گل کر دیا جائے تو کوئی گناہ تو نہیں ؟

الجواب ۔ صحن مسجد میں چراغ رکھنا بلا تامل جائز ہے البتہ مسجد سے باہر لیجانا اور اپنی ضرورت کے لئے کسی نمازی یا متولی کو استعمال کرنا جائز نہیں ۔ قال فی البحر کتاب الوقف فی احکام المسجد ولیس لمتولی المسجد ان یحمل سراج المسجد الی بیتہ الخ ۔ (۲) نماز عشا کے بعد مسجد کا چراغ گل کر دینا چاہیے کیونکہ بلا شرط واقف تمام رات چراغ جلانا عام مساجد میں جائز نہیں ہے ۔ ولا باس بان یترک سراج المسجد فیہ من المغرب الی وقت العشاء ولا یجوز ان یترک فیہ کل اللیل الا فی موضع جرت العادۃ فیہ بذلک کمسجد بیت المقدس ومسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمسجد الحرام او شرط الواقف ترکہ فیہ کل اللیل الخ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ ۔

اشارہ بالسبابہ کی تحریک | **سوال ۴۵۰** ۔ رفع سبابہ کے متعلق کیا حکم ہے کہتے ہیں کہ اشارہ کی احادیث از قسم آحاد ہیں یہ صحیح ہے یا نہیں ۔ **الجواب** ۔ اشارہ بالسبابہ سنت ہے اور شارح منیہ نے مانعین کے قول کو خلاف درایت وروایت ہونا لکھا ہے ۔ والمراد من العقد لذکور فی روایۃ مسلم العقد عند الاشارۃ الی ان قال والاشارۃ باصبعہ التی تلی الابہام الخ کبیری ص ۲۸۹ اور ممانعت کرنے والے کا اس کو سجدہ شکر پر قیاس کرنا ناواقفی کی دلیل ہے ۔ اور اشارہ کا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہے جیسا کہ روایت کبیری میں مذکور ہے ۔ اور نیز کبیری میں ہے وعن کثیر من المشائخ لا یشیر اصلا وصحح فی الخلاصۃ وھو خلاف الدرایۃ والروایۃ اما الدرایۃ فما تقدم فی الحدیث الصحیح ولا محل لہ الا الاشارۃ واما الروایۃ فعن محمد ان ما ذکرہ فی کیفیۃ الاشارۃ وھو قولہ وقول ابی حنیفۃ ذکرہ فی النہایۃ وغیرھا قال نجم الدین الزاھدی لما اتفقت الروایات عن اصحابنا جمیعا فی کونہا سنۃ وکذا عن الکوفیین والمدنیین وکثرت الاخبار والآثار کان العمل بہا اولی الخ ان عبارات سے آپ کے سب شبہات کا کافی جواب ہو گیا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ ۔

قصہ ہاروت ماروت کی تحقیق

سوال ۴۵۱- ہاروت ماروت کے قصے کا بیضاوی وغیرہ نے انکار کیا ہے، اور سید امیر علی صاحب نے تفسیر مواہب الرحمٰن میں روافظ ابن حجر وغیرہ سے باسانید ثابت کیا ہے تو ان کا صحیح ہے یا ثبوت ہے؟ **الجواب-** قصہ ہاروت و ماروت کا تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں بہت مفصل لکھا ہے مگر یہ سب اسرائیلی روایات سے لکھا گیا ہے جیسے کہ بعض سندیں اگرچہ قوی بھی ہیں مگر منتہائے سند سب کا اسرائیلی روایت پر ہے جن کا حکم یہ ہے کہ ان کی تصدیق کی جاوے نہ تکذیب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اس قصہ کا ثبوت کسی روایت صحیحہ سے نہیں اور اسرائیلی روایات میں سب ان کا اعتبار نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

سجدہ سہو کی تحقیق

سوال ۴۵۲- سلام سجدہ سہو کا اکثر فقہاء نے ایک طرف لکھا ہے مگر بعض فقہاء نے دونوں طرف سلام پھیرنے کو ترجیح دی ہے تو ان میں کون سا راجح ہے؟

الجواب- درمختار میں ہے یجب بعد سلام واحد عن یمینه فقط لانه المعهود وبه یحصل التحلیل وهو الاصح بحر عن المجتبیٰ اھ اور شامی میں ہے (قوله عن یمینه) هو قول الجمهور منهم شیخ الاسلام وفخر الاسلام وقال فی الکافی انه الصواب وعلیه الجمهور والیه اشار فی الاصل اھ وقیل یاتی بالتسلیمتین وهو مختار شمس الائمة وصدر الاسلام اخی فخر الاسلام الخ فی الحلیة واختار الکرخی وفخر الاسلام وشیخ الاسلام وعامة مشایخنا الاقتصار علی تسلیمة واحدة وهو ما فی المحیط علی انه الاصوب [illegible] علی انه [illegible] اھ ان روایات سے معلوم ہوا کہ ترجیح ایک طرف سلام پھیرنے کو ہے فقط

شیعہ نے دھوکہ دے کر سنی لڑکی سے نکاح کر لیا اس کا کیا حکم ہے

سوال ۴۵۳- زید سنی کی لڑکی دھوکہ سے عمر شیعہ اپنے نکاح میں لایا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔ اور عمر جنازہ زید کو کندھا دے سکتا ہے یا نہیں اور عمر کو زید کے قبرستان میں مردہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب- اگر عمر نے اپنے آپ کو مثلاً سنی حنفی ظاہر کر کے زید کو دھوکہ دے کر اپنا نکاح زید کی لڑکی سے کر لیا اور واقع میں عمر شیعہ ہے تو اس صورت میں عورت اور اس کے اولیاء کو فسخ نکاح کا حق شرعاً حاصل ہے۔ درمختار میں ہے وافاد البهنسی انه لو تزوجه علی انه حر او سنی او قادر علی المهر والنفقة فبان بخلافه [illegible] کان لها الخیار الخ اور عمر زید کے جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے اور عمر کو زید کے قبرستان میں بھی دفن کرنا بھی جائز ہے اس قسم کے امور میں جھگڑا فساد نہیں کرنا چاہیے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سنی لڑکی کو دھوکہ دے کر شیعہ نے نکاح کر لیا اس کا مفصل شرعی حکم

سوال ۴۵۴- ایک نابالغ لڑکی کا عقد ایک شخص سے کر دیا جس کے متعلق اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ شیعہ ہے بلکہ ناکح نے اپنے

مذہب کو قصداً مخفی رکھا بعد رخصت جب لڑکی کی والدہ اُس کو لینے کے لئے گئی تو معلوم ہوا کہ وہ شیعہ ہے اور وہ لڑکی کو تبدیل مذہب پر مجبور کرتا ہے تو لڑکی کا نکاح اس شیعہ کے ساتھ صحیح ہوا یا نہیں اور وہ بغیر طلاق دیئے ہوئے دوسرے شخص سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔؟

الجواب- قال فی الدر المختار من الکفاءۃ الا اذا اشترطوا الکفاءۃ او اخبرهم بها وقت العقد فزوجوها علی ذلك ثم ظهر انه غیر کفؤ کان لهم الخیار ولوا لجیه فلیحفظ و فیه ایضاً فی الدر المختار قبیل باب العدۃ لو تزوجته علی انه حرا و سنی او قادر علی المهر والنفقۃ فبان بخلافه الی قوله کان لها الخیار فلیحفظ وقال الشامی فی باب الکفاءۃ عن النوازل لو زوج بنته الصغیرۃ ممن ینکر انه یشرب مسکر فاذا هو مدمن له وقالت لما کبرت لا ارضی بالنکاح ان لم یکن یعرفه الاب بشربه و کان غلبۃ اهل بیته صالحین فالنکاح باطل لانه انما زوج علی ظن انه کفؤ اهـ ملخصاً قال المقدسی من اثبات المخالفۃ بینهما کما نبه علیه الخیر الرملی قلت ولعل وجه الفرق ان الاب نصح تزویج الصغیرۃ من غیر کفؤ لمزید شفقۃ و انما فوت الکفاءۃ لمصلحۃ تزید علیها و هذا انما یصح اذا علمه غیر کفؤ اما اذا لم یعلمه فلم یظهر منه انه زوجها للمصلحۃ المذکورۃ کما اذا کان الاب ماجناً او سکران لکن کان الاظهر ان یقال لا یصح العقد اصلا کما فی الاب الماجن والسکران مع ان المصرح به ان لہ الخیار لا یتبین الخ وهو مرجح صحتہ فلیتامل انتهی کلام الشامی- قلت وقد صرح فی الخلاصۃ بالبطلان حیث قال ان لم یعرف ابوها بالشرب الخمر و غالب اهل بیته صالحون فالنکاح باطل خلاصۃ الفتاویٰ باب الکفاءۃ ص ۱۳ ج ۲)

ماحصل جواب بناءً علی العبارات المذکورہ یہ ہے کہ صورتِ مسئولہ میں نکاح منعقد ہی نہیں ہوا بوجود ذیل۔ (۱) ایک کثیر جماعت علماء اس طرف گئی ہے کہ مطلقاً سنی عورت کا نکاح شیعہ مرد کے ساتھ کسی حال منعقد نہیں ہوتا اگرچہ اُس کا شیعہ ہونا بوقتِ نکاح ظاہر بھی ہو۔ اور یہ اس لئے کہ آج کل شیعہ عموماً وہ لوگ ہیں جو قطعیات اسلام کا انکار کرتے ہیں۔ مثلاً صدیقہ عائشہؓ پر تہمت لگاتے ہیں یا تحریف قرآن وغیرہ کے قائل ہیں اور اس عقیدہ کے لوگ باجماع امت کافر ہیں۔ البتہ جو شیعہ قطعیات کے منکر نہیں اُن کے بارے میں احتیاط یہی ہے کہ کفر کا حکم نہ کیا جائے (۲) اگر فرض کیا جائے کہ یہ شیعہ جو صاحب واقعہ ہے قطعیات کا منکر بھی نہ ہو تب بھی باجماع امت فاسق ضرور ہے اور فاسق مرد عورتِ صالحہ بنت صالح کا کفو نہیں ہوسکتا۔ نیز شیعہ مرد سنی عورت کا کفو نہیں ہوسکتا۔ اور عبارات مذکورہ سے واضح ہوگیا کہ اگر کوئی غیر کفو آدمی عورت یا اس کے اولیا کو دھوکہ دے کر اپنے آپ کو اس کا کفو ظاہر کرے اور بعد میں اس کے

خلاف نکلے تو سرے سے نکاح ہی منعقد نہ ہوگا (کذا فی الشامی وصاحب الخلاصة)۔
لہٰذا نکاح مذکور منعقد نہیں ہوا بنا بریں عورت کو اختیار ہے کہ بلا فصل بغیر کسی فسخ وغیرہ کرانے کے دوسری جگہ نکاح کرلے لیکن بہتر یہ ہے کہ احتیاط پر عمل کرے اور محلہ کے معتمد لوگوں کی پنچایت جمع کرکے پنچایت کے صدر سے اس کا حکم حاصل کرے۔ ورنہ حاکم وقت سے حکم حاصل کرے تو قانونی زد سے بھی بچ جائے گی لیکن اصل حکم شرعی ان دونوں پر موقوف نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کی طہارت کے متعلق تحقیق۔

سوال ۴۵۵ - مسئلہ اس بارہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز پاک ہے جواب لکھا ہوا آیا تھا اور جواب میں طہارت کے اقوال نقل تھے جیسا کہ شامی کتاب الطہارة میں لکھا ہے اس پر حضرت مفتی صاحب نے عبارت ذیل لکھی ہے
مسئلہ زیر بحث میں مشائخ کے اقوال اور دلائل و آثار مختلف ہیں حوالات مندرجہ جواب سے طہارة کا ثبوت ہوتا ہے اور ملا علی قاریؒ نے شرح شفا میں طہارت کے تمام دلائل کو رد فرمادیا ہے بہر حال مسئلہ نہ اعتقادیات میں سے ہے نہ حلال و حرام میں سے۔ اس لئے زیادہ کاوش کی ضرورت نہیں دونوں طرف گنجائش ہے۔ فقط

غلطی سے غیر کفو میں نکاح ہو جانے کے احکام

سوال ۴۵۶ - اگر کوئی شخص اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کسی شخص سے اس خیال سے کردے کہ وہ شخص اس کا کفو ہے اور لڑکی شوہر کے یہاں چلی جائے لیکن جب بوقت بلوغ لڑکی کو یہ معلوم ہوا کہ شوہر اس کا کفو نہیں ہے اور علم ہوتے ہی لڑکی اس امر کا اعلان کردے کہ وہ اس کی زوجیت میں رہنا نہیں چاہتی لیکن اس کے ساتھ جبراً پہلی مرتبہ خلوت کی جائے تو کیا وہ اس نکاح کو فسخ کرا سکتی ہے

الجواب - اگر واقعہ مندرجہ سوال صحیح ہے اور فی الواقع یہ شوہر اس لڑکی کا کفو نہیں اس کے والد کو بوقت نکاح اس کا غیر کفو ہونا معلوم نہ تھا اور اس شخص نے دھوکہ سے اپنے آپ کو لڑکی کا کفو ہونا بوقت نکاح ظاہر کیا تھا تو حکم شرعی یہ ہے کہ اس لڑکی کو فسخ نکاح کا اختیار شرعاً حاصل ہے بلکہ درحقیقت یہ نکاح باطل ہے لڑکی اور اس کے اولیاء کو حق ہے کہ دوسری جگہ نکاح کردیں اور احتیاط اس میں ہے کہ مسلمان حاکم کی عدالت سے یا مسلمانوں کی معتمد جماعت کے سرپنچ و صدر سے تفریق کا حکم حاصل کر لیا جائے

لما قال الشامی عن النوازل لو زوج بنته الصغیرة ممن ینکر انه یشرب. فاذا هو مدمن له و قالت لا ارضی بالنکاح ان لم یکن یعرفه الاب بشربه وکان غلبة اهل بیته صالحین فالنکاح باطل لانه انما زوج علی ظن انه کفؤ اھ الی قوله ولعل وجه الفرق ان الاب یصح تزویجه الصغیرة من غیر الکفؤ لمزید شفقته لانه انما فعل ذلک لمصلحة تزید علیها وهذا انما یصح اذا علمه غیر کفؤ اما اذا لم یعلمه فلم یظهر انه زوجها لمصلحة لعدم کونه کفؤا ذکان

مجنونا او سکران لکن ان کان الکاح ان یقال لا یعرف المقت اصلا کمافی الاب الماجن ... سوان معان المرح بہ ان عماالبلالہ بعد البلوغ وھو نوع صحتہ۔ شامی اول باب الکفاءۃ صفحہ ۳۲۱ مجتبائی۔ قلت وصرح ببطلانہ فی الخلاصۃ من الکفاءۃ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

زوجہ قبل جماع نہیں تو طلاق دینے پر نصف مہر واجب ہوگا | **سوال ۴۵۷** - ایک عورت سو(؟) سالہ نے ایک شخص سے نکاح کیا بعد میں معلوم ہوا کہ عورت قابلِ وطی نہیں ہے اگر مرد عورت کو طلاق دے تو عورت مذکورہ مستحق مہر ہے یا نہیں۔

الجواب قال فی الدر المختار ولا یتخیر احد الزوجین بعیب فی الآخر ولو فاحشا کجنون وجذام وبرص ورتق وقرن وفی الشامی والرتق بالتحریک انسداد مدخل الذکر ثم قال فی الدر المختار ... ان زوجۃ وھل تجبر الماھر نحو لان تسلیم الواجب بما امکن بل ... شامی مجتبائی صفحہ ۵۹۴ ج ۲ اس عبارت فقہی سے معلوم ہوا کہ زوجہ میں عیب مذکور ہونے سے نہ نکاح میں کوئی خلل آیا اور نہ خیار فسخ حاصل ہوا۔ ہاں زوج کو ہر وقت اختیار ہے کہ جب چاہے طلاق دیدے اور مہر ادا کرنا پڑے گا۔ البتہ بجائے کامل مہر کے نصف مہر ادا ہو جائے گا۔ ... ادا کرنا ہوگا لقولہ تعالیٰ فنصف ما فرضتم۔ الایۃ اور چونکہ عیب مذکور مانع وطی ہے اس لئے صورت ہو جانے سے خلوت صحیحہ نہ ہوئی۔ کما فی ... مختار فی ذکر الموانع ومن الحسی رتق بفتحتین۔ الخ لہذا ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ میں نصف مہر واجب ہوگا۔ فقط

راگ مزامیر وغیرہ کا حکم | **سوال ۴۵۸** - زید گانا کراتا ہے اور لوگوں کو ترغیب دیتا ہے اور کہتا ہے کہ گانا ... اور سننے سے بی بی پر طلاق واقع نہیں ہوتی (۲) شامی ... ماتحت ... مسئلہ ... میں نقل کیا ہے من سمع الغناء من المغنی او ... فلا بأس ... ذلک ... الی الحال اس عبارت کا کیا مطلب ہے۔ (۳) زید کہتا ہے کہ ہم بنک سے سود حرام ہی سمجھ کر لیتے ہیں اور گانا وغیرہ حرام ہی سمجھکر سنتے ہیں اور کراتے ہیں اس صورت میں کیا حکم ہوگا۔

الجواب - در مختار کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے وفی السراج ودلت المسئلۃ ان الملاھی کلھا حرام ویدخل علیھم بلا اذنھم لانکار المنکر قال ابن مسعود صوت اللھو والغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات قلت وفی البزازیۃ استماع صوت الملاھی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام استماع الملاھی معصیۃ والجلوس علیھا فسق والتلذذ بھا کفر ای بالنعمۃ فصرف الجوارح الی غیر ما خلق لاجلہ کفر بالنعمۃ لا شکر فالواجب کل الواجب ان یجتنب کیلا یسمع لما روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ادخل اصبعہ فی اذنہ عند سماعہ الخ۔

خواجہ عبدالمطلب (تعجب اور خوشی) ہاں بیٹا۔ دیکھنا ہو ابھی تو نظر نہیں آتی۔ اللہ ہو اچلا نے والا ہے پر وہ کیونکر نظر آئے۔ محمود اچھا ابا اللہ کا گھر کہاں ہے صہ۱۵ چچا کے یہاں محمود چار دن تو چپ چاپ رہا اور پھر اُس نے اپنی شفیق چچی سے کہا اماں بی میں دن بھر گھر میں یوں خالی ٹھالی بیٹھا کیا اچھا لگتا ہوں۔ آپ چچا جان سے پوچھ دیں تو یہ بھیڑ بکریاں ہی چرا لایا کروں صہ۱۶ محمود کے بے مثال ادراک دماغ اور بے نظیر حساس طبیعت نے سال بھر کے متواتر موسمی شاہدوں میں تدریج ارتقاء کا مسئلہ پا لیا صہ۱۸ محمود میاں خلیل ہمارے شہر میں جو یہ ظلم اور خونریزی ایک مدت سے چلی آتی ہے آخر بھئی یہ کب تک کبھی اس کمبخت کا انسداد بھی ہوگا۔ خلیل صاحب کیا کہوں جب سے والد صاحب قبلہ آنکھوں سے معذور ہو گئے ہیں اور خونبہا کے مقدمے میرے پاس آنے لگے ہیں انھیں دیکھ دیکھ کر جو مجھ پر گذرتی ہے میرا ہی دل جانتا ہے محمود تو پھر تم اپنے پاؤں پر کھڑے کیوں نہیں ہوتے ارے بھئی اور ملکوں کے انقلابات دیکھ رہے ہو یا نہیں۔ آخر آدمی بہت کچھ ہی کرتے ہیں بھائی بھیڑ چال ہمیں پسند نہیں صہ۲۰ محمود (اکابر سے خطاب) حضرات آپ میں اکثر بزرگ نیک عمر تجربہ کار بھی ہیں میں نے جب ہوش سنبھالا ہے اتنی سی عمر میں یہ اندازہ کر لیا ہے کہ بقول میرے دادا صاحب مرحوم کے انسان جس کام میں پڑ جاتا ہے پورا کر کے دکھاتا ہے صہ۲۲ محمود کو اپنے نفس پر بھروسہ تھا اور اپنی عقل خداداد سے برابر قوم کی رہنمائی کرتا رہتا تھا۔ صہ۱۰ خلاصہ سفیہ (محمود کی پھوپی) کو اپنا قول جو خواجہ عبداللہ کے انتقال کے وقت رسمی طور سے نکل چکا تھا یاد آتا تھا اے ہے بچہ باپ پر بھاری ہے صہ۹ آج کے جد جب محمود مدینہ پہنچا تو اس کی عمر تریسٹھ برس کی ہو چکی تھی وہ اپنے حواس کی قوت اعتماد کی برکت اور اخلاق کا ثمرہ پا چکا تھا الخ ساری کتاب اسی قسم کے طرزِ کلام سے بھری ہوئی ہے۔؟

(۲) زید نے ایک کتاب مسمی اعتماد محمود لکھی ہے اور وہ ناول کے طرز پر ہے اور آپ کے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تجویز کر جو سب سے اشہر ہے محمود اور خلیل سے بمکالمہ شروع کیا ہے محمود سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور خلیل سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مراد لیا ہے کتاب کو من اولہ الی آخرہ دیکھا گیا محمود کے نام پر نہ تو صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ کنایۃً اور نہ صراحۃً موجود ہے۔ ؟ شروع کتاب کو اس طرح سے کیا جاتا ہے ... شان ابھی محمود ابھی ماں کے پیٹ ہی میں تھا کہ باپ کو تجارت کی راہ میں آخرت کا [illegible] آگیا جوان بیوہ کو یہ خبر جیتے جی مار گئی۔ دن بے قراری میں رات آہ و زاری میں بسر ہوتی بڑی بوڑھیوں نے باتیں بنائی لو بھیا جورو خصم کو کھا گئی۔ اے ہے بچہ باپ پر بھاری ہے صہ۱۳ آگے یہ [illegible] اس [illegible] کئی دن شہر پر خورد و نوش حرام رہا۔ آخر جبر کا نام [illegible] صہ۲۵ پر یہ لکھا ہے اللہ آمین کرتے بچہ [illegible] گھٹنوں چلا پاؤں لئے رسم آبائی کے موافق دودھ بڑھا اور خدا کے فضل سے چھٹے برس میں قدم رکھا ماں کے

سے منع کیا ہے۔ ارشاد ہے لاتقولوا راعنا۔ وقولوا انظرنا۔ ظاہر ہے کہ صحابہ کرام سے یہ احتمال بھی نہ تھا
کہ وہ راعنا کے لفظ سے وہی ایسے معنی مراد لیتے جس میں معاذ اللہ گستاخی کا کوئی پہلو ہوتا۔ مگر مسلمانوں کو
شانِ نبوت کا ادب سکھلانے کے لئے ایسے الفاظ سے بھی روک دیا جس کو کسی شخص کو وہم گستاخی ہو سکے یا کوئی
معنی خلاف ادب نکلنے کی گنجائش ہو۔ الغرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل اور ہر حرکت و سکون ...
کے لئے سنت و شریعت ہے آپ کے حالات عام سوانح کی طرح نہیں کہ اس میں شاعری کی جا سکے آپ کے
حالات لکھنے والوں کا فرض ہے کہ شاعری سے قطع نظر کرکے صحیح صحیح واقعات بے کم و کاست لکھیں اور لکھنے میں
شانِ نبوت کا احترام ملحوظ رہے۔ عامیانہ اور سوقیانہ انداز نہ ہو۔ لہٰذا اس ناول کی اشاعت اور دیکھنا
پڑھنا وغیرہ سب ناجائز ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے رسائل کی اشاعت بند کرنے کی کوشش کریں فقط

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

جو مکان کرایہ کے لئے بنایا ہے اس پر زکوٰۃ نہیں

سوال ۴۶۰ - ایک شخص اپنے اصلی وطن کے باہر رہتا ہے اس
شخص کا ایک مکان اپنے اصلی وطن میں ہے جو نصاب کو پہنچتا ہے اور یہ شخص دوسری جگہ کرایہ کے مکان میں رہتا
اور اپنا مکان بھی کرایہ پر دے رکھا ہے لیکن خود جو کرایہ ادا کرتا ہے وہ اپنے مکان کے کرایہ سے کہیں زیادہ ہے
اور سوائے اس مکان کے اس کے پاس کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو نصاب کو پہنچے یہ شخص مستحق زکوٰۃ ہے
یا نہیں بینوا توجروا۔؟

الجواب۔ قال الشامی فی رد المحتار ولا فی ثیاب البدن [illegible] ودور السکنی [illegible] وفی عالمگیریہ
وفی الخلاصة عن مجموع النوازل رجل اشتری جوالق بعشرة آلاف [illegible] لیؤاجرها من الناس [illegible]
لا زکوٰۃ علیہ [illegible] وکذا الجواب فی اهل المکارین [illegible] جاریة
[illegible] للتجارة [illegible] من ان یکون للتجارة [illegible] عالمگیری [illegible]
ج اول۔ عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ سکونت کے مکان کو اگر کرایہ پر بھی دیا جائے جب بھی مکان
پر زکوٰۃ نہیں آتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

اس کی تحقیق کہ حضرت عثمان غنیؓ کے کوئی صاحبزادے تھے جن کی طرف شیوخ عثمانی منسوب ہیں

سوال ۴۶۱ - حضرت عثمان بن عفانؓ کے کوئی بیٹا تھا یا نہیں اگر تھا تو اس کا کیا نام تھا جس کی نسل سے
ہم لوگ عثمانیوں کے سلسلہ میں چلے ہیں۔؟

الجواب۔ فی الانساب للسمعانی [illegible] نسبة الی عثمان بن عفان [illegible]
فمن انتسب الیه ابو عمرو عثمان بن محمد [illegible] بن سلیمان بن [illegible]

عتبہ بن عمرو بن عثمان بن عفان من اھل البصرۃ (الی قولہ) ہو ابو عفان عثمان بن خالد بن عمر بن عبد اللہ بن الولید بن عثمان بن عفان۔ انساب باب العین والثاء۔ عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے ہیں جن کی طرف عثمانی شیوخ منسوب ہیں ایک عمرو دوسرے ولید۔
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

دودھ بچانے کے لئے جانور کے بچہ کو مار ڈالنا جائز ہے یا نہیں؟ | **سوال ۴۶۴ھ** - بعض اہل مواشی بچھڑے کٹڑے کو گائے بھینس بیانے کے بعد ذبح کر دیتے ہیں تاکہ سالم دودھ اُن کو بچ جائے زید کہتا ہے کہ یہ فعل حرام ہے لہٰذا ذبیحہ بھی حرام ہے اور دلیل میں فتویٰ جواہر و نوادر کی یہ عبارت پیش کرتا ہے قال ابو حنیفۃ ولا یجوز لمکلف ان یذبح الفصلان والحملان والعجاجیل حین ولدتہ من الشاۃ والجاموس والناقۃ۔ اور نیز درامی کی ایک حدیث نقل کرتا ہے وروی عن انس ولد العجل فی بیت رجل فاراد الرجل ان یذبح لہ وقالت امرأۃ ان لا یذبح لس لانہ صغیر عاجز وقد الناقۃ عنہ بینھما فاتیا الرجل والمرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقص ذلک الامر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا من ذبح منھم الفصلان والحملان والعجاجیل لیس لھم شفاعۃ ولھم جب الحزن ولھم خزی فی الدنیا وعوقب فی النار لانہ ظلم عظیم - تو دعویٰ زید کا ثابت ہے یا نہ۔

الجواب - دودھ بچانے کی غرض سے بچھڑے کٹڑے وغیرہ کو مار ڈالنا حرام ہے اور ایسا کرنیوالا سخت گنہگار ہے اور مرتکب حرام ہے لیکن اگر ذبح کرنے والا بچھڑے وغیرہ کا مسلمان ہے اور اس نے بسم اللہ اکبر پڑھکر بقاعدۂ شرعیہ ذبح کیا ہے تو کھانا اسکا حلال ہے چنانچہ روایت نوادر اور حدیث مذکورہ فی السوال میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو حرمتِ ذبیحہ پر دلالت کرتا ہو۔ یہ محض زید کا قیاس ہے اور صحیح نہیں ہے بلکہ ذکاۃ شرعی کے بعد ذبیحہ حلال ہے البتہ یہ فعل حرام ہے حدیث شریف میں ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تتخذوا شیئاً فیہ الروح غرضاً۔ رواہ مسلم۔ اور نووی میں ہے (قولہ غرضا) ھذا النھی للتحریم لقولہ لعن اللہ من فعل ھذا ولانہ تعذیب للحیوان واتلاف لنفسہ وتضییع لمالیتہ۔ مرقاۃ - اور دوسری حدیث میں ہے۔ وعن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قتل عصفوراً فما فوقہا بغیر حقہا سألہ اللہ عن قتلہ قیل یا رسول اللہ وما حقہا قال ان یذبحہا فیاکلہا ولا یقطع راسہا فیرمی بہا۔ رواہ احمد والنسائی والدارمی

فقط مسعود احمد

چند اموات کو ثواب بخشا جائے تو تقسیم ہو کر پہنچے گا یا سب کو پورا پورا؟ | **سوال ۴۶۳ھ** - اگر کوئی شخص پورا کلام مجید

پڑھ کر اپنی والدہ کی روح کو پہنچا دے گا تو پہنچے گا یا نہیں کیونکہ زید کہتا ہے کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واہل بیت صحابہ کی ارواح کو بخش کر بعدہ اپنی والدہ کی روح کو پہنچانا چاہیے بکر کہتا ہے کہ اس طرح ثواب بخشنے تقسیم ہوکر ثواب پہنچے گا اس بارہ میں صحیح طریقہ کیا ہے۔؟

الجواب۔ ثواب پہنچانے والا اگر پورے کلام مجید کا ثواب اپنی والدہ کو بخشے گا تو اس کو پورے قرآن شریف کا ثواب ملے گا اور اگر اس کی ساتھ دوسروں کو بھی شریک ثواب کریگا تو سب کو تقسیم ہوکر پہنچے گا۔ موافق قاعدہ کے۔ اور وسعت رحمت باری تعالیٰ سے امید ہے کہ ہر یک میت کو پورا پورا ثواب پہنچا دے شامی میں ہے سئل ابن حجر المکی عما لو قرأ لاہل المقبرۃ الفاتحۃ ہل یقسم الثواب بینہم او یصل لکل منہم مثل ثواب ذلک کاملا فاجاب [illegible] افتی جمع بالثانی وہو اللائق بسعۃ الفضل شامی ص۶۰۵ جلد ۱ [illegible] مطلب قراءۃ للمیت [illegible]۔ اور بہتر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ثواب رسانی میں شریک کرلیا جائے۔ تاکہ آپ کے طفیل اور برکت سے دیگر اموات کو بھی ثواب پہنچ جائے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ مسعود احمد۔

تعمیر مسجد میں ہندو کا روپیہ لگانا کیسا ہے

سوال ۴۷۴۔ تعمیر مسجد میں کسی غیر مسلم کا روپیہ لگانا جائز ہے یا نہیں۔ اور فرش، متعلقات حجرہ وغیرہ میں بھی لگ سکتا ہے یا نہ۔ غیر مسلم حکومت میں اگر مسجد کو مسلمان اپنے روپیہ سے تعمیر کریں تو زمین مسجد بھی غیر مسلم حکومت ہی کی حاصل ہوتی ہے۔ ایسی زمین پر مسجد تیار کرنا کیسا ہے۔؟

الجواب قال فی رد المحتار [illegible] ان یکون [illegible] عندنا وعندہم [illegible] علی الفقراء او علی [illegible] فلو وقف علی بیعۃ [illegible] ص ۹۲ جلد ۳۔ عبارت مذکورہ سے [illegible] کافر کی جانب سے وقف صحیح ہونے کی دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ جس کام کے لئے وقف کیا جاتا ہے وہ ہمارے مذہب میں ثواب کا کام ہو دوسرے یہ کہ اُن کے مذہب میں بھی وہ کار ثواب ہو [illegible] دونوں باتوں میں سے ایک بھی [illegible] ہو جائے گی تو وقف صحیح نہ ہوگا اب دیکھا جائے تو معروف ظاہر ہے کہ [illegible] مسجد غسل خانہ وغیرہ کا بنانا ہمارے مذہب میں تو ثواب ہے ہندو یا دوسرے غیر مسلموں کے مذہب میں یہ کوئی کار ثواب نہیں اس سے ان کی طرف سے مستقلاً یا بطور شرکت چندہ وقف نہیں ہو سکتا البتہ اگر مقامی مصالح کے خلاف نہ ہو اور اس کا اندیشہ نہ ہو کہ یہ لوگ آئندہ مسلمانوں پر احسان جتائیں گے یا اپنے مندروں میں ہم سے چندہ مانگیں گے تو اس صورت میں ان کا چندہ مسجد اور دوسرے اسلامی اوقاف میں لگا سکتے ہیں کہ یہ لوگ اس روپیہ کا مالک کسی مسلمان کو یا جماعت مسلمین کو بنا دیں، اور وہ لوگ اپنی طرف سے اس کو مسجد میں صرف کر دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

ایک انجمن کی شرکت کے متعلق

سوال ۴۷۵۔ میرٹھ میں ایک انجمن قائم ہے اُس کی عملی کارروائی سے

ثابت ہوتا ہے کہ اس انجمن کے خاص غرض بعض بانیان کے مخالفین کی توہین و دل آزاری کرنا ہے۔ (۲) انتخاب [illegible] بدعت کا [illegible] خیال نہیں کیا جاتا (۳ و ۴)۔ اپنے زعم کی وجہ سے ہر مخالف رائے گو وہ کیسی ہی مفید اور شرعاً جائز کیوں نہ ہو کثرت سے مسترد کر دیا جاتا ہے اور اپنی رائے ناجائز و غیر مفید کو قائم رکھا جاتا ہے (۵ و ۶) انجمن کے قواعد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خود بھی داخل ہو کر جو شخص انجمن کا ساتھ نہ دے اس کو [illegible] کیا جائے اور اس خارج شدہ شخص کا [illegible] جاتا اسی وجہ کا جو کوئی [illegible] پیدا ہو جائے (۷)۔ انجمن کے گروہ میں نہ حفظ مراتب کی پرواہ ہے نہ ایک کو دوسرے پر اعتماد۔ اور اس قدر خودسری ہے کہ یکطرفہ فیصلہ کرتے ہیں اور سالہا سال کے قومی تنازعات کو از سر نو زندہ کر کے تصفیہ کرنا چاہتے ہیں (۸ و ۹) نیز اور ضروری باتوں کی طرف توجہ نہیں کی گئی (۱۰) طلاق بائنہ پر بلا نکاح ثانی اور طلاق مغلظہ ہونے پر بلا حلالہ بدستور زوجیت کو قائم رکھا جاتا ہے۔ اور عذاب خداوندی سے نڈر ہو کر اس کی معاونت کی جاتی ہے (۱۱) قوم کی سفارت میں انگریزی لباس عقری ایڑی کا جوتہ۔ انگریزی طریقہ پر بال بڑھا اور بالوں پر کنگھا کرنا رواج پا رہا ہے اس کو نہیں روکا جاتا (۱۲) کسی کا شوہر ابتدائے عقد سے بیس [illegible] شراب نوشی اور قمار بازی اور عیاشی میں مصروف ہو اور زوجہ کے نان نفقہ کے لئے کچھ پرواہ نہ کرتا ہو تو ایسی عورت پر شوہر اور اس کے [illegible] شخص سے ذمہ داری نان و نفقہ کی لے کر جانا مناسب ہے یا بغیر ذمہ داری اور [illegible] ذلت و [illegible] اور زندگی کو برباد کرنا جائز ہے (۱۳) جو گروہ اپنی عقل و [illegible] کے مقابلہ میں خدا اور رسول اور علمائے شریعت کو ہیچ جانے اور علماء کی خدمت میں برائے تصفیہ حاضر ہونے سے پہلو تہی و انکار کرے اور عذاب خدا سے نڈر ہو۔ افتراء کرے توہین و دل آزاری کرے۔ [illegible] خلافی کرے اللہ کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام۔ اور یہ کہے کہ دو [illegible] آدمیوں کے مقابلہ میں دو آدمیوں کی بات مانی نہیں جا سکتی اگرچہ بات کیسی ہی شرع کے مطابق اور مفید قوم ہو۔ (۱۴) ایسی انجمن کے بانی، معاون، کارکن یا شرکت کرنے والے بیاہ شادی میں اس کے احکام کا اتباع کریں اس کے متعلق حکم شریعت کیا ہے۔

الجواب ۔ اگر واقعات مندرجۂ تحریر صحیح ہیں تو بلا شبہ یہ انجمن ایک عظیم الشان دینی اور دنیوی فتنہ کی بنیاد ہے اس کی شرکت و حمایت اور اس کے احکام کی پابندی سخت گناہ بلکہ بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے جن لوگوں نے اس کی شرکت و حمایت پر حلف کئے تھے ان کو بھی اس سے علیحدہ ہو جانا واجب ہے اور کوئی کفارہ کسی قسم کا ان پر واجب نہ ہوگا کیونکہ حلف میں اس کی تصریح ہے کہ انجمن کے احکام کی اطاعت دائرہ شریعت کے اندر کریں گے۔ اور چونکہ واقعات درج سوال [illegible] انجمن سراسر احکام شرعیہ کے خلاف حکم کرتی ہے لہذا اس کا خلاف کرنا اپنے حلف کا خلاف نہیں [illegible] مندرجہ سوال

بہت سے کبیرہ گناہوں پر مشتمل ہیں بالخصوص نصوص صریحہ شریعت اسلام کا مقابلہ ہے جس کے حق میں ارشاد خداوندی ہے۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ اور دوسری آیت میں اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ اور تیسری آیت میں اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ مذکور ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تفرقہ پردازی اور احکام شرعیہ کی نافرمانی سے محفوظ رکھے آمین فقط توضیح ۱۲ ذمہ داری سے کر جانا مناسب ہے بغیر اس کے جانا یا بھیجنا لڑکی کی حق تلفی ہے ہرگز نہ چاہیے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بیوی میرے لائق نہیں رہی ان لفظوں سے طلاق نہیں پڑی

سوال ۶۶ م - زید نے اپنے خسر کو خط لکھا کہ بکر کی زبانی معلوم ہوا کہ میری زوجہ کے ۲۳ مارچ ۱۹۳۱ء کو لڑکا پیدا ہوا ہے تعجب ہوا۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ کیونکہ میں شروع نومبر ۱۹۳۰ء میں ایک سال کے بعد گھر گیا تھا یہ ساڑھے چار مہینہ میں لڑکا کس طرح پیدا ہو گیا اگر یہ بات صحیح ہے تو آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اب وہ میرے لائق نہیں رہی - کیا اس خط سے طلاق ہو گئی؟

الجواب - اس لفظ سے کسی قسم کی طلاق نہیں پڑی تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔ ولو قال لا حاجة لی فیک ینوی الطلاق فلیس بطلاق (الی قوله) اذا قال لا اریدک او لا احبک او لا اشتهیک ولا رغبة لی فیک فانه لا یقع وان نوی فی قول ابی حنیفة کذا فی البحر عالمگیری ص ۳۱ ج ۱۔ مصری فقط

قادیانی کی تجہیز و تکفین اور نکاح شادی کی شرکت کا حکم

سوال ۶۷ م - کسی قادیانی کی تجہیز و تکفین میں دیدہ دانستہ حصہ لینے والے مسلمان کے حق میں کیا حکم ہے؟ (۲) قادیانی کی شادی میں شریک ہونا اور امداد کرنا کیسا ہے؟ (۳) دعوت قادیانی کی مسلمان کے لئے کیسی ہے؟ (۴) علمائے دین کے فتوے کو غلط بتانے والے اور توہین کرنے والے کے لئے کیا حکم ہے؟ (۵) عزیز واقارب دوست آشنا نیز برادری کے بھائی اور مسلمان قصبہ قادیوں کے ساتھ کیا برتاؤ کریں۔ تاکہ وہ عند اللہ ماخوذ نہ ہوں۔؟ قادیانی کی شادی کرنا کیسا ہے۔؟

الجواب - مرزا غلام احمد کے تمام متبعین خواہ کسی پارٹی کے ہوں جمہور علمائے اسلام کے اتفاق سے کافر مرتد ہیں ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا یا شریک ہونا ہرگز جائز نہیں۔ اور جو کوئی مسلمان شریک ہو وہ گنہگار ہے توبہ کرنی چاہیے۔ (۲) یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ اس سے لوگ ان کو مسلمان سمجھنے لگتے ہیں۔ اور ان کو اپنی گمراہی پھیلانے کا موقع ملتا ہے۔ قال تعالیٰ: فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى ... وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ... (۳) ہرگز نہ کھانی چاہیے بالخصوص ذبیحہ ان کا بالکل مردار ہے اس کو ہرگز نہ کھائیں (۴) ایسا شخص سخت گنہگار ہے بلکہ اندیشہ کفر ہے توبہ کرنی چاہیے۔

صرح بہ فی کلمات الکفر من جامع الفصولین والبحر (۵) مسلمانوں کو قادیانیوں سے کسی قسم کا حق شرکت شادی و غمی وغیرہ کا ہرگز نہ رکھنا چاہیئے اگرچہ رشتہ داری و قرابت بھی ہو۔ رشتہ اسلام کے قطع کرنے والے کے ساتھ رشتہ قرابت کوئی چیز نہیں (۶) قادیانی مرد یا عورت کا کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ مرتد ہیں اور مرتد کا نکاح کسی سے منعقد نہیں ہو سکتا۔ قال فی الدر المختار ولا یصلح ان ینکح مرتد او مرتدۃ احداً من الناس مطلقاً۔

دلالی لینے کا حکم

سوال ۴۷۸۔ دلالی لینا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ دلالی مشتری سے وصول کی جاتی ہو تو کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب۔ اگر بائع یعنی مالک کی اجازت سے خود دلال مال کو فروخت کرے تو اس کی اجرت اور دلالی بائع کے ذمہ ہے اور اگر دلالی محض کوشش کرنے والا اور معاملہ کرنے والا ہے اور فروخت کرنے والا خود بائع ہے تو اس میں عرف اور رواج کا اعتبار ہوگا۔ رواج کے موافق جس کے ذمہ دلالی ہوگی اس سے لینا جائز ہوگا درمختار میں ہے۔ واما الدلال فان باع العین بنفسہ باذن ربہا فاجرتہ علی البائع وان سعی بینہما وباع المالک بنفسہ یعتبر العرف۔ فتجب الدلالۃ علی البائع او المشتری او علیہما بحسب العرف جامع الفصولین۔ شامی۔ لیکن جواز مسئلہ مختلف فیہ ہے، احتیاط ترک میں ہے صرح بہ الشامی فی الاجارات۔

کتبہ مسعود احمد۔ الجواب صحیح محمد شفیع غفرلہ۔

سرکاری ملازمتوں کا حکم

سوال ۴۷۹۔ کچھ دنوں سے گمنام اشتہارات اس مضمون کے شائع ہو رہے ہیں کہ جو لوگ سرکاری ملازم ہیں وہ سب آزادی کی حمایت میں اپنی ملازمتیں چھوڑ دیں۔ اور جب تک مسٹر گاندھی کو گورنمنٹ نہ چھوڑے۔ اس وقت تک ضرور ہی گورنمنٹی ملازمتیں ترک کر دی جائیں۔ ان اشتہارات میں مسلمانوں کو بھی خاص طور سے مخاطب کیا گیا ہے۔ کیا مسلمانوں کو اس تحریک پر لبیک کہنا اور بغیر مآل اندیشی کے اپنی ملازمتیں چھوڑ دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ جب تک مسلمانوں کے لئے گزارہ کا کوئی ذریعہ اطمینان کا منتظم نہ ہو جائے اس وقت تک اس کو اپنی جائز ملازمت کا ترک ہرگز جائز نہیں۔ مسلمانوں کو اس گمنام پروپیگنڈا سے ہرگز متاثر نہ ہونا چاہیئے حدیث میں ہے کاد الفقر ان یکون کفراً۔ بے شبہ فقر و فاقہ کی وجہ سے ہزاروں گناہوں میں ابتلا کا قوی اندیشہ پیدا ہوتا ہے اس کے علاوہ یہ بھی بعید نہیں کہ جو چار مسلمان جو محض برائے نام سرکاری عہدوں پر ہیں اس بہانہ سے وہ عہدے ان سے خالی کرا کر ہمیشہ کے لئے غیر پر کر دی جائے اس لئے مسلمانوں کو اس اشتہار سے ہرگز متاثر نہ ہونا چاہیئے۔ فقط واللہ اعلم۔

جمعہ کی تعطیل مستحب ہونا | **سوال ۷۷۰** ۔ ان منع التعطیل فی یوم الجمعة والتشریق للامام ثابت فی القرآن المجید او فی الحدیث والفقہ او طریقة مبتدعة جاریة مسلوکة بین الانام۔؟

الجواب ۔ المنع عن التعطیل یوم الجمعة ان کانت علی سبیل الانکار ورویتہ امراً منکراً فہی طریقة مبتدعة لا یجوز اتخاذہا وان کان الامتناع فیہ عن التعطیل لرویة مستحباً وسنة مسلوکة للسلف الصالح لتفرغہم فی ہذا الیوم للعبادة ولکونہ یوم عیدنا بالنصوص الواردة فی ہذا الباب قال ابن القیم فی زاد المعاد جلد اول ص۱۱۱ ما نصہ انہ یوم الذی یستحب ان یتفرغ فیہ للعبادة ولہ علی سائر الایام مزیة بانواع العبادات واجبة ومستحبة فاللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ جعل لاہل کل ملة یوماً یتفرغون فیہ للعبادة ویتخلون فیہ عن اشغال الدنیا فیوم الجمعة یوم عبادة وہو فی الایام کشہر رمضان الخ فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کرنیکا حکم | **سوال ۷۷۱** ۔ زید نے حسب ذیل عبارت شائع کی ہے: امیر معاویہ ملوکیت پرستی کی صف میں سب سے آگے کھڑا ہوا دنیا کو ملوکیت کی لعنت میں گرفتار کر رہا تھا اس نے جمہوریت کو فنا کر کے ملوکیت کا تاج اس یزید کے سر پر رکھدیا جو شراب کے نشہ میں مدہوش رہتا تھا اور کتوں کا منھ چاٹتا تھا، یہ عبارت حضرت امیر معاویہ کی توہین ہے یا نہیں۔؟ اور یہ سب وشتم صحابہ ہے یا نہیں۔ جو شخص ایسا کہے اور اس کی اشاعت کرے اس کے ساتھ مسلمانوں کو کیا سلوک کرنا چاہیئے؟

الجواب ۔ مذکورہ بالا عبارت بلاشبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین اور سب وشتم میں داخل ہے اس کا مرتکب سخت گنہگار فاسق اور اہل سنت والجماعة سے خارج ہے جب تک توبہ نہ کرے۔ مسلمانوں کو اس سے اپنے خصوصی معاملات منقطع کر لینے چاہئیں۔ عقائد نسفی میں اہل سنت والجماعة کی خصوصیات کے ذیل میں ہے ونکف عن ذکر الصحابة الا بخیر اور شرح عقائد نسفی میں ہے فسبہم ان کان مما یخالف الادلة القطعیة فکفر کقذف عائشة رضی اللّٰہ عنہا والا فبدعة وفسق وبالجملة لم ینقل عن السلف المجتہدین والعلماء الصالحین جواز اللعن علی معاویة واحزابہ رضی اللّٰہ عنہم الخ شرح عقائد ص۱۱۶ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً کسی صحابی کے برا کہنے کے متعلق نہایت سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں جن کو دیکھکر مسلمان کا پتہ پانی ہو جاتا ہے چہ جائیکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کے متعلق زبان درازی کی جائے جن کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ذیل صادر ہوئے ہیں۔ یبعث اللّٰہ تعالیٰ معاویة یوم القیامة وعلیہ رداء من نور الایمان ابن عساکر وغیرہ۔ [illegible] اللہم علمہ العلم واجعلہ ہادیاً مہدیاً واہد بہ [illegible] فی معاویة اخرجہ [illegible]

والنذ منذی وقال حسن غریب والطبرانی وابن عدی کو وغیرہ - اور صحابہ کرام کی شان میں دنی گستاخی کرنے والے کے لئے حدیث نبوی کا یہ ارشاد ہے اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لا تتخذ وھم من بعدی غرضا من بعدی احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللّٰہ تعالیٰ یوشک ان یاخذہ - رواہ الترمذی عن عبد اللّٰہ بن مغفل فقط والله تعالیٰ اعلم - کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

پیشاب کے بعد پانی سے استنجا کئے بغیر نماز پڑھنے کا حکم

سوال ۴۷۲ - اگر کسی نے مٹی کے ڈلے سے استنجیٰ خشک کرنے کے بعد بھول کر یا عجلت کی وجہ سے بغیر پانی سے دھوئے وضو کر کے نماز پڑھ لی تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں - ؟

الجواب - گر نجاست نے مخرج سے تجاوز نہیں کیا تو نماز صحیح مگر وہ تنزیہی ہوگی اور اگر مخرج سے تجاوز کر گئی ہے تو قول مفتی بہ کے موافق بغیر دھوئے مطلقاً نماز نہ ہوگی فی الدر المختار والغسل بالماء لیعدلہ الی قولہ سنۃ مطلقاً بہ یفتی سراج ویجب ای یفرض غسلہ ان جاوز المخرج وفی الشامی اذا تجاوزت مخرجھا یجب عند الاستنجاء بالماء عند محمد قل او کثر وھو الاحوط شامی ص۲۲۹ ج ۱ - ومثلہ ص۲ فی الھندیہ وصرح الشامی بان ترک السنۃ مکروہ ص۳۳ شامی فقط

زندگی کا بیمہ

سوال ۴۷۳ - زندگی کا بیمہ کرانا جائز ہے یا نہیں - ؟

الجواب - زندگی وغیرہ کا بیمہ مروجہ شرعاً جائز نہیں کیونکہ اس میں بھی سود ہے اور قمار بھی - اور یہ دونوں چیزیں حرام ہیں - لقولہ تعالیٰ - اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ الاٰیۃ - وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا - الآیۃ - فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم - کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ -

نابالغ کی ساتھ خلوت ہو جانے سے عدت واجب ہوتی ہے -

سوال ۴۷۴ - یک نابالغہ کا نکاح ہوا اور تین چار سال تک آباد رہ کر پھر چھ سات سال غیر آباد رہی - اور اب بالغ ہو غیر آباد ہونے کی حالت میں اس کو شوہر نے طلاق دیدی - کیا اس پر عدت ہے - ؟

الجواب - اس صورت میں اس عورت پر عدتِ طلاق تین حیض گذرنے واجب ہیں اس کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے قال فی رد المحتار وتجب العدۃ بخلوتہ ای الصبی وان کانت فاسدۃ لان تصریحھم بوجوبھا بالخلوۃ الفاسدۃ شامل لخلوۃ الصبی کذا فی البحر من باب العنۃ ثم قلت - وخرج بالصغیرۃ التی لا تجامع فلیس علیھا عدۃ کما شرح فی الدر المختار وفیہ العدۃ - فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

اوقاتِ مکروہہ میں تلاوتِ قرآن کا حکم

سوال ۴۷۵ - تلاوت قرآن یعنی قبل طلوع وغروب آفتاب یعنی درمیان عصر و مغرب جائز ہے یا نہیں - ؟

الجواب - طلوع و غروب کے وقت تلاوتِ قرآن شریف اگرچہ جائز ہے لیکن اوقاتِ مکروہہ میں بہ نسبت قرآن قرآن کے دعا اور درود و تسبیح افضل ہے قال الشامی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والدعاء والتسبیح افضل من قرأۃ القرآن فی الاوقات التی نہی عن الصلوٰۃ فیہا لخ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

خیر الامور

(فی)

قدر المہور

یعنی مہر کی تعریف، اس کی شرعی مقدار، جانبین میں غلو کی ممانعت سکہ رائجہ کے اعتبار سے مہر فاطمی کی تحقیق وغیرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال ۷۶۴ - مہر شرعی کیا چیز ہے؟ کس کو مہر مسنون اور محمدی کہتے ہیں؟ (۲) اس مہر کی تعداد کم از کم کیا ہے اور زیادہ سے زیادہ کیا۔ بحساب سکہ رائج الوقت معلوم ہونا چاہیئے درہم، دینار، مثقال اور اوقیہ کی قیمت بحساب سکہ کلدار کیا ہے؟ (۳) ام المومنین حضرت ام حبیبہ اور حضرت فاطمہ کا مہر کس قدر تھا۔ اور کونسا مہر زیادہ تر قابل تقلید ہے؟ (۴) مہر رائج الوقت جسکی تعداد ہزار ہا روپیہ ہوتی ہے مناسب ہے یا نہیں؟

الجواب - مہر عورت کا ایک حق مالی ہے جو خاوند کے ذمہ بوجہ عقد نکاح کے واجب ہوتا ہے اور مہر مسنون اور مہر محمدی اس مہر کو کہا جاتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عملاً ثابت ہو جس کا ذکر جواب میں آئیگا (۲) مہر کی تعداد کم از کم دس درہم ہے جس کی مقدار وزن رائج الوقت کے اعتبار سے دو تولہ گیارہ ماشہ چاندی ہوتی ہے اور زائد کے لئے کوئی حد ایسی مقرر نہیں کہ اس سے زائد مہر نہ ہو سکے یہ دوسری بات ہے کہ بہت زائد مقرر کرنا مکروہ و ممنوع ہے۔ اقل مقدار کی دلیل عبارتِ ہدایہ ہے کہ واقل المہر عشرۃ دراہم - نیز حدیث جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لا مہر اقل من عشرۃ دراہم - اخرجہ الدار - اور زائد کے لئے کوئی حد شریعت میں مقرر نہیں، اور آیت کریمہ وآتیتم احدٰہن قنطاراً - سے زیادہ مہر کا نافذ ہونا معلوم ہوتا ہے درہم بحساب وزن مروج تقریباً ساڑھے تین ماشہ چاندی کا - اور دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا ہوتا ہے مثقال اور دینار کا وزن ایک ہی ہے صرف یہ فرق ہے کہ دینار سونے کا ایک سکہ ہے اور مثقال ایک وزن کا نام ہے جو دینار کے برابر ہے اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے - والدلیل علیہ ما فی الغیاث درہم سہ نیم ماشہ باشد - وایضاً قال علامۃ القاضی ثناء اللہ الپانی پتی فی رسالۃ ما لا بد منہ - نصاب زر بست مثقال ست کہ ہفت و نیم تولہ باشد و نصاب نقرہ دو صد درہم است کہ پنجاہ و شش روپیہ سکہ دہلی وزن آن می شود - انتہی گفتم پس بہمیں حساب دینار چہار و نیم ماشہ می شود و درہم سہ و نیم

الحدیث مروی فی تکنز بطرق مختلفۃ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر کسی خاندان کی لڑکیوں کا مہر زیادہ ہے تعداد میں رائج ہو تو جب تک سارا خاندان اپنا رواج بدل کر مہر میں کمی نہ کرے اس وقت تک تنہا کسی لڑکی کا مہر کم باندھنے کا اختیار اس کے اولیا کو نہیں ہے لوگ اس میں بہت غفلت کرتے ہیں کہ سارے خاندان کے مہر مثل کے خلاف اپنی لڑکی کا مہر کم کر دیتے ہیں جس کا انکو حق نہیں ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ بہت سے حضرات صحابہ نے زیادہ زیادہ مہر پر نکاح کئے ہیں حالانکہ مہر فاطمی کا مسنون اور افضل ہونا ان کو بھی (ظاہراً) معلوم تھا۔ زیلعی شرح کنز باب الکفارۃ میں ہے ان الفاروق تزوج ام کلثوم بنت علی من فاطمۃ علی اربعین الف درھم وابن عمرؓ تزوج علی عشرۃ آلاف درھم و کان یزوج بناتہ علی عشرۃ آلاف درھم وروی عن الحسن بن علیؓ انہ تزوج امرأۃ فساق الیھا مائۃ جاریۃ قیمۃ کل واحدۃ منھن الف درھم وتزوج ابن عباسؓ شمیلۃ علی عشرۃ آلاف درھم وتزوج انس امرأۃ علی عشرۃ آلاف درھم قال الزیلعی ویجوز ان یکون ذلک مہر مثل کل واحدۃ منھن لانہ یختلف باختلاف الزمان ولا یدل ذلک علی الفضیلۃ بل ھو الظاھر لان المال کان قلیلاً فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم [illegible] المسنون بعد ذلک لما حصل لھم من فتوح البلاد (زیلعی شرح کنز ص ۱۳۱ جلد ۲)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خود حضرت فاروق اعظمؓ کا چالیس ہزار درہم مقرر کئے جسکی مقدار سکہ رائج الوقت کے اعتبار سے تقریباً پانچ ہزار روپے ہوتے ہیں اور جس لڑکی کا یہ مہر مقرر ہوا وہ بھی حضرت فاطمہؓ کی صاحبزادی ام کلثوم ہیں۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمرؓ و دوسرے حضرات صحابہ نے دس دس ہزار درہم پر اپنا اور اپنی صاحبزادیوں کا نکاح جسکی مقدار آجکل کے سکہ رائجہ کے اعتبار سے تقریباً تیرہ سو روپیہ ہوتی ہے۔ الغرض مہر میں غلو کرنا اچھا نہیں بلکہ تقلیل حسب سنت بہتر و افضل ہے لیکن اس کے خلاف میں بھی غلو کرنا جائز نہیں کہ مہر مثل کے خلاف لڑکی یا اس کے اولیاء کو مہر فاطمی پر مجبور کر دیا جائے۔ یہ غلو اور جبر بھی بالکل خلاف سنت اور خلاف تعامل صحابہ کرام ہے۔ معتدل کی صورت یہ ہے کہ اپنے اپنے خاندانوں میں مہر مثل کم کرنے کی کوشش کی جاوے اور سب خاندان والوں کو احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدہ فاطمہ کے مہر کی تقلید واتباع کی ترغیب دی جاوے اگر وہ سب قبول کریں تو بہتر ورنہ تنہا کسی ایک لڑکی یا اس کے اولیاء کو اس پر مجبور نہ کیا جاوے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔

مہر کے متعلق چند ضروری مسائل　　**سوال ۷۷۴** - کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر

کوئی شخص اپنی لڑکی کے نکاح میں علاوہ مہر کے مثلاً سو روپیہ لے کر ویسا ہی ہضم کرے اور بوقتِ نکاح مہر متعین ہو حالانکہ زوجین حر ہیں۔ یہ طریقہ عند امامنا الاعظم صحیح ہے یا نہیں۔؟ (۲) بعض لوگ بیوہ عورتوں کو بوجہ وارث ہونے کے مقہورہ بنا کر کسی شخص سے فروخت کر دیتے ہیں تو کیا ایسی صورت میں اگر نکاح کرے صحیح ہے یا نہ۔؟ بصورتِ جواز مہر اور متعین ہو یا سابقہ دام جو کہ وارثوں کے پاس بھی ملتفی ہو سکتا ہے زوجین حر ہیں۔ بینوا بالدلیل توجروا عند اللہ الجلیل۔ (۳) ایجاب نابالغہ لڑکی کا ولی کرتا ہے مگر قبول نابالغ لڑکا خود ہی کرتا ہے تو شرعاً یہ نکاح ہو جاتا ہے یا نہیں بصورتِ عدم جواز دوبارہ نکاح کی کیا صورت ہوگی۔؟

الجواب - قال فی الدر المختار اخذ اهل المرأة شیئاً عند التسلیم فللزوج ان یسترده لانه رشوة (شامی ص ۳۲۶ ج ۲) عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ لڑکی والوں نے جو یہ روپیہ علاوہ مہر کے لیا ہے یہ رشوت ہے اُن کو اس کا لینا جائز نہیں اور خاوند کو حق ہے کہ اُن سے واپس لے لے (۲) یہ فروخت کرنا کسی طرح معتبر نہیں ظلم محض ہے اور جو روپیہ اس کے عوض میں لیا گیا ہے وہ غصب ہے۔ اب اس عورت سے نکاح کرنا اسکی رضا سے ہو سکتی ہے بشرطیکہ اسکی کفو ہو۔ اور نکاح کے لئے مستقل باقاعدہ مہر مقرر ہوگا جو روپیہ بطور غصب بیچنے والوں نے وصول کر لیا ہے وہ مہر کا قائم مقام نہ بن سکیگا اور نہ عورت کو نکاح پر مجبور کیا جا سکتا ہے و ہکذا اکثر ظاہر۔ (۳) قال فی العالمگیریۃ اذا زوجت الصغیرۃ نفسها فاجاز الاخ الولی جاز ولها الخیار اذا بلغت کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری باب الولی ص ۲۷۳ ج ۲) ومثله فی البحر وغیرہ وقال محمد فی الدر المختار ونکاح عبد وامة بغیر اذن السید موقوف علی الاجازة قال الشامی وکذا حکم نکاح الصبی والمجنون (شامی ص ۳۳۵ ج ۲) ویتحقق نکاح الصبی الممیز بنفسه موقوفاً علی اجازة الولی (بحر ص ۱۲۲ جزو۔ فی فصل شرائط جواز النکاح) عبارتِ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ نابالغ اگر اپنا نکاح خود کرے خواہ ایجاب اس طرف سے ہو یا قبول تو یہ نکاح ولی کی اجازت پر موقوف رہتا ہے اگر ولی نے اجازت دیدی تو نکاح نافذ و صحیح ہو گیا ورنہ باطل رہا باطل ہونے کی صورت میں از سر نو دو گواہوں کے سامنے ان دونوں نابالغہ اور نابالغ کے اولیاء دوبارہ نکاح کریں۔ فقط

والله سبحانه وتعالیٰ اعلم کتبه محمد شفیع غفرلہ

زوجہ کو بغیر نکاح نہیں ہو سکتی ہے عذر نہیں ہے

سوال ۸۷۴ - زینب اور اُسکی والدہ اقرار کرتی ہیں کہ زینب کا نکاح محمد شفیع سے ہوا ہے اور محمد شفیع زبردستی گواہوں کے دستخط لکھ رہا ہے۔ جس نے نکاح زینب سے کیا ہے نہ زینب سے کوئی تعلق ہے تو زینب کا نکاح دوسری جگہ ہو سکتا ہے یا نہ۔

الغرض لوگوں میں کسی کام کے اندر خلافِ سنت رواج پڑ جانے سے وہ کام جائز نہیں ہو جاتا اس لئے سلام کا طریقہ مسنونہ ہرگز نہ چھوڑا جائے (۴) ع۳ میں اس کا جواب آچکا کہ رواج عام کی وجہ سے طریقۂ سنت کو چھوڑنا جائز نہیں لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ترکت فیکم امرین ان تمسکتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وسنتی ولقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین مشکوٰۃ فقط واللہ اعلم۔

طلاق کی ایک خاص صورت

سوال ۴۸۴ کسی نے غصہ کی حالت میں اپنی بی بی کو اس طرح طلاق دی۔ ایک طلاق دو طلاق بائن طلاق دیا۔ اس صورت میں کتنی طلاق واقع ہوگی۔ اور یہ جو اس نے کہا بائن طلاق یہ پہلی دو طلاقوں کی صفت بن سکتا ہے یا کہ تینوں ہی طلاق واقع ہوں گی؟

الجواب۔ صورتِ مذکورہ میں اگر طلاق دینے والا یہ کہتا ہے کہ میری مراد لفظ (بائن طلاق) سے میری بیوی کا جدا کرنا تیسری طلاق دینے کی نہیں تھی بلکہ پہلی طلاق کی صفت بیان کرتا تھا تو دیانۃً اس کی تصدیق کی جا سکتی ہے لیکن اگر معاملہ حکومت یا پنچایت میں پہنچے تو حاکم اور سرپنچ کو اس کی تصدیق کرنے کا حق نہیں بلکہ حاکم وسرپنچ اس کو تین طلاق قرار دے کر حرمتِ مغلظہ کا حکم کریں گے۔ لما فی العالمگیریۃ رجل قال لامرأتہ انت طالق انت طالق انت طالق فقال عنیت بالاولی الطلاق وبالثانیۃ والثالثۃ افہامہا صدق دیانۃ وفی القضاء طلقت ثلثا کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ انتہی عالمگیری ص ۳۲۲ ج ۱ باب ۲۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

حکایت کے صادق ہونے کے لئے نفسِ خبر میں محکی عنہ کی مطابقت کافی ہے فنونِ بلاغت کی رعایت ضروری نہیں

سوال ۴۸۵۔ ظاہر ہے کہ قولِ حکایت کے صدق میں محکی عنہ کی مطابقت [illegible] شبہ یہ ہے کہ اس مطابقت میں اتحاد فی المضمون کی مانند وجوہ اور عدم [illegible] فنون بدیعیہ بھی معتبر ہیں یا زبان اور لغت کی مثل غیر معتبر۔ مثلاً زید نے عمرو بکر سے کہا کہ [illegible] سے مخاطب بنا کر کہا واللہ ان بکرا لقائم۔ اب ناقل نے زید کے قول کی حکایت اس طرح کی قال زید لعمرو بکر قائم۔ یا زید نے عمرو سے بکر کے قیام سے خالی الذہن [illegible] ہو کر کہا واللہ ان بکرا لقائم [illegible] اور ناقل نے اس طرح نقل کیا قال زید لعمرو قائم بکر۔ کیا حکایتیں اپنے اپنے محکی عنہ کے ساتھ مطابق اور صادق ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ صدقِ خبر کے لئے نفس المعنی میں محکی عنہ کی مطابقت کافی ہے۔ فنون بدیعیہ اور بلاغیہ کا تحفظ [illegible] حالانکہ تمام وجوہ بلاغۃ کا تحفظ روایت بالمعنی میں ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کہیں [illegible] نہ کرنے سے متکلم کی مراد بالکل بدل جائے تو وہ صدقِ خبر کے لئے مانع ہے۔ پس اگر ایسا قصداً کیا ہے تو گنہگار ہوگا اور اگر نادانستہ ہو گیا تو گنہگار نہ ہوگا۔ کما ہو مدلول القواعد۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع غفرلہ۔

بانو۔ اظہر اللہ نے یہ بھی کہا کہ میری نیت طلاق دینے کی نہ تھی۔ تو اظہر اللہ کی زوجہ پر طلاق ہوئی یا نہیں۔ بینوا توجروا۔
اس پر ایک مولوی نے حکم عدم وقوع طلاق کا بوجہ نہ پائے جانے اضافت صریحہ کے دیا۔ پھر مسعود احمد نے حسب ذیل جواب لکھا ہے:۔

الجواب ۔ وقوع طلاق کیلئے اضافت صریحہ کا ہونا لازمی نہیں ہے اور اس مسئلہ میں اگر اظہر اللہ کی زوجہ کا نام حمیدہ بانو ہے اور وہ انیس محمد کی بیٹی بھی ہے تو اضافت صریحہ بھی موجود ہے اور تین طلاق اظہر اللہ کی زوجہ پر واقع ہوگئی کیونکہ جب اظہر اللہ نے اپنی زوجہ کا نام مع ولدیت لے کر تین طلاق دی تو اضافت صریحہ پائی گئی اور طلاق واقع ہوگئی۔ اب شوہر کا یہ کہنا کہ میری نیت طلاق دینے کی نہ تھی۔ غلط اور غیر مسموع ہے۔ کیونکہ صریح الفاظ طلاق میں کچھ اعتبار نیت وعدم نیت کا نہیں ہوتا۔ بنا علیہ جواب مجیب کا صحیح نہیں۔ فقط مسعود احمد۔

یہ جواب صحیح ہے صورت مسئولہ میں بلاشبہ تین طلاقیں واقع ہوگئی۔ فقط محمد شفیع غفرلہ۔

زوجہ کو یہ کہنا کہ تجھ کو رکھوں تو اپنی ماں بہن کو رکھوں، موجب ظہار نہیں ہے

سوال ۴۹۳ ۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو یہ کہا کہ اگر میں اس عورت کو رکھوں تو اپنی ماں و ہمشیرہ کو رکھوں۔ اب وہ شخص اپنی زوجہ کو رکھ سکتا ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب ۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ ولو قال ان وطئتک وطئت امی فلا شئی علیہ کذا فی غایۃ السروجی۔ معلوم ہوا کہ اس صورت میں اس عورت پر ظہار واقع نہیں ہوا۔ شوہر اس کو رکھ سکتا ہے۔ اور کچھ کفارہ وغیرہ اس پر لازم نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد۔

قومہ اور جلسہ سہواً چھوڑ دے تو سجدہ سہو لازم ہے

سوال ۴۹۴ ۔ اگر کسی نے بھول کر قومہ ترک کیا تو سجدۂ سہو لازم آئے گا یا نہیں؟

الجواب ۔ اگرچہ مشہور مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ قومہ اور جلسہ سنت ہیں اور ان کے ترک سہو سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا لیکن متاخرین نے ترجیح اسی کو دی ہے کہ واجب ہیں اور ترک سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے محقق ابن ہمام وغیرہ حضرات نے اسی کو اختیار فرمایا ہے۔ کما فی رد المحتار۔ والحاصل ان الاصح روایۃ ودرایۃ وجوب تعدیل الارکان واما القومۃ والجلسۃ وتعدیلہما فالمشہور فی المذہب السنیۃ وروی وجوبہما وھو الموافق للادلۃ وعلیہ الکمال ومن بعدہ من المتاخرین وقد علمت قول تلمیذہ انہ الصواب وقال ابو یوسف بفرضیۃ الکل کذا فی الشامی مصری کتاب الصلوۃ ص ۳۱۲ ج ۱ فقط محمد شفیع غفرلہ۔

عورتوں کو مردوں کے مشابہ کپڑے پہننا حرام ہے

سوال ۴۹۵ ۔ کیا پردہ نشین عورت پر مردوں جیسے کپڑے واسکٹ کوٹ وغیرہ پہننا جائز ہے یا حرام۔ ایک مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ کھانے اور کپڑوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت مستحب ہے اگر کرے تو بہتر ہے ورنہ کوئی گناہ نہیں ہے۔؟

الجواب۔ عورتوں کو مردوں کے مثل کپڑے پہننا حرام ہے اور سائل کا یہ کہنا کہ کھانے پینے کے معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت واجب نہیں بلکہ مستحب ہے جس کے ترک سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ کم علمی پر مبنی ہے صحیح بات یہ ہے کہ کھانے پینے کے معاملہ میں جس کھانے یا لباس یا وضع کی ممانعت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اُس کا استعمال ناجائز اور گناہِ عظیم ہے۔ ہاں جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت نہیں فرمائی ان کا بیشک یہی حکم ہے کہ اُس کا اتباع مستحب ہے واجب نہیں مثلاً کدو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھا تو اُس کو مرغوب رکھنا واجب نہیں مستحب ہے۔ واللہ اعلم

اور چونکہ عورتوں کے لئے مردوں کی وضع بنانا اور پھر مرد بھی غیر مذہب والے اس کی صریح ممانعت حدیث صحیح میں وارد ہے۔ اس لئے بلاشبہ عورتوں کے لئے کوٹ وغیرہ کا استعمال حرام ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد شفیع غفرلہٗ۔

نمازِ جنازہ قبرستان میں پڑھنے کا حکم

سوال ۷۹۶۔ زید نے ایک مقبرہ عامہ سے ایک مخصوص قطعہ کو برائے اپنے اموات جدا کرلیا۔ حالت یہ ہے کہ اس قطعۂ مخصوصہ میں چند قبور موجود ہیں۔ بعض شمالاً بعض غرباً تو نمازِ جنازہ اس مخصوص قطعہ میں صحیح ہے یا نہیں۔ اور قبر اور مصلی کے درمیان کوئی حائل بھی نہیں۔ بجز میت کی چارپائی مصلی اور قبر کے درمیان سُترہ ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اور اس حدیث صحیح کو جو کہ صحاح ستہ نے بطور نہی عن الصلوٰۃ فی المقبرہ نقل فرمایا ہے۔ عام ہے یا مخصوص اگر نماز جنازہ اس سے مستثنیٰ ہو تو مخصص کیا ہوگا۔

الجواب۔ مقبرہ میں نماز پڑھنا جبکہ قبور بجانب قبلہ اور مصلی کے سامنے ہوں مکروہ ہے۔ درمختار میں۔ وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبۃ وفی طریق ومزبلۃ ومجزرۃ ومقبرۃ الخ وقد عقد الحلبی بیت العلامۃ نجم الدین الطرسوسی فی منظومۃ الفوائد فقال نھی الرسول احمد عن البشر عن الصّلوٰۃ فی بقاع تعتبر ۞ معاطن الجمال ثم مقبرۃ ۞ مزبلۃ طریق ثم مجزرۃ وفوق بیت اللہ والحمام ۞ والحمد للہ علی التمام

فقط۔ کتبہ مسعود احمد۔

جواب صحیح ہے اور حدیث نہی عن الصلوٰۃ فی المقبرہ عام ہے۔ تخصیص کی کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف کی دلیل تعامل سلف ہے کہ نماز جنازہ قرون اولیٰ سے لیکر عہد ائمہ تک اور زمانہ مابعد میں بھی مقابر میں نہ ہونے کا دستور رہا اور روایات فقہیہ بھی اس بارہ میں صریح ہیں کہ مقبرہ میں نماز مطلقاً ممنوع ہے البتہ ایسی صورت میں اگر مقبرہ کی کسی جانب میں جگہ مقابر سے خالی ہو اور قبریں سامنے قبلہ کے نہ ہوں یا اتنی دور ہوں کہ نمازی کی منظر بحالتِ خشوع اُن پر نہ پڑے یا کوئی حائل مثل دیوار وغیرہ کے درمیان میں ہو تو پھر نماز مطلقاً خواہ جنازہ کی ہو یا فرض الوقت سب جائز ہے۔ لیکن جنازہ

کی چارپائی کا سترہ کافی نہیں معلوم ہوتا۔ وذلك لما فی عالمگیریة وفی الحاوی وان کانت القبور ما وراء المصلی لا یکرہ فانه ان کان بینه وبین القبر مقدار مالو کان فی الصلوٰة ویمر انسان لا یکرہ فههنا ایضاً لا یکرہ عالمگیری مصری فی مکروهات الصلوٰة ص۱۰۲ ج۱ وص۷ بالجواز مصحائف الحائط ص۱۷۲ ج۲ فی الخلاصة
فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

زوجہ کو یہ کہنا کر تجھے چھوڑ دیا | سوال ۷۹۴۔ خلاصہ سوال یہ ہے کہ مسماۃ بلادل جان کا بیان ہے کہ میرے شوہر جہاندار خان نے تین طلاق دیدی ہیں۔ نقل گواہان ہمرشتۂ سوال ہے۔ ایک گواہ محمد اکرم خان تین طلاق دینا بیان کرتا ہے۔ اور دوسرا گواہ محمد سوار خاں بیان کرتا ہے کہ میرے دریافت کرنے پر کہ عام لوگ اس کا چرچا کرتے ہیں کہ بلادل جان کو تم نے طلاق دیدی یہ صحیح ہے یا غلط۔ جہاندار نے کہا یہ درست ہے۔ اور تیسرا گواہ بھگا خان بیان کرتا ہے کہ میرے دریافت کرنے پر جہاندار خاں نے کہا کہ میں نے چھوڑ دی ہے۔ اور جواب ۱۵۴۳ میں آپ نے طلاق رجعی کا حکم دیا ہے تو طلاق رجعی کیسے ہوسکتی ہے کیونکہ صرف محمد اکرم خاں تین طلاق بیان کرتا ہے۔ مسل ارسال ہے۔

الجواب۔ مسل مقدمہ مسماۃ بلادل جان وجہاندار خان دوبارہ بغرض تحقیق مزید وطلب ولیا وصول ہوئی اس کو دوبارہ دیکھا گیا اور غور کیا گیا۔ صورت مسئولہ کا وہی حکم ہے جو پہلے لکھا جا چکا ہے۔ یعنی مسماۃ بلادل جان پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگئی جو بعد عدت کے یعنی تین حیض آنے کے بعد بائنہ ہو جاوے گی۔ کیونکہ محمد اکرم خاں گواہ تین طلاق صریح دینا بیان کرتا ہے۔ اور محمد سوار خاں بیان کرتا ہے کہ اس کے دریافت کرنے پر جہاندار خان نے طلاق دینے کی تصدیق کی۔ اور بھگا خان بیان کرتا ہے کہ میرے دریافت کرنے پر جہاندار خان نے کہا کہ میں نے چھوڑ دی ہے اور چھوڑ دی سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے کیونکہ یہ لفظ در اصل کنایہ ہے مگر غلبۂ استعمال سے صریح ہوگیا ہے قال الشامی فی باب الکنایات تحت لفظ الحرام فان سرحتك كناية لكنه فی عرف الفرس غلب استعماله فی الصریح فاذا قال رها کردم ای سرحتك يقع به الرجعی مع ان اصله كناية ايضاً وما ذلك الا لانه غلب فی عرف الفرس استعماله فی الطلاق الخ وصرح به مولانا عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ فی مجموعۃ الفتاویٰ جلد اوّل۔

پس جبکہ تین گواہوں کے بیان سے طلاق رجعی کا ثبوت ہوگیا تو وقوع طلاق رجعی میں کیا تردد ہے اور اکرم خاں چونکہ تین طلاق بیان کرنے میں تنہا ہے۔ اسی لئے حکم تین طلاق کا نہیں دیا گیا اور طلاق رجعی میں عدت کے اندر زبان سے رجعت کرلینا اور یہ کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اپنی زوجہ کو رجوع کرلیا۔ درمختار باب الرجعت میں ہے ھی استدامة الملك القائم الخ فان راجعت فی العدة الخ بنحو راجعتك ی

وغیرہ فقط ان قبل اسمٰعیل علیہ السلام فی الحجر رواہ الحاکم فی الکنی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا کنز العمال فضائل اسمٰعیل علیہ السلام ص۲۲۳ ج سادس۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ مسنون نہیں

سوال ۵۰۲ ۔ ہر نماز کی ہر رکعت میں قبل شروع کرنے سورۂ فاتحہ اور بعد سورۂ فاتحہ قبل سورۃ کے بسم اللہ کا پڑھنا جیسا کہ فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص۳۵۶ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے من ترکہا فقد ترک مائۃ واربع عشرۃ آیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ کذا فی المدارک ضروری معلوم ہوتا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے۔؟

الجواب۔ فاتحہ اور سورۃ کے درمیان بسم اللہ پڑھنا مسنون نہیں ہے البتہ امام اور منفرد کو ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ آہستہ پڑھنی چاہیے درمختار میں ہے وکما تعوذ سمی غیر المؤتم الخ سراً فی اول کل رکعۃ ولو جہریۃ لا تسن بین الفاتحۃ والسورۃ مطلقاً ولو سریۃ الخ معلوم ہوا کہ مذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ امام اور منفرد کو ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنی مسنون ہے اور درمیان فاتحہ و سورۃ کے بسم اللہ پڑھنی مسنون نہیں ہے۔ اور جو روایت فتاویٰ نذیریہ سے نقل کی ہے یہ قابل عمل نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ مسعود احمد۔

ایک لفظ یا ایک مجلس میں تین طلاقیں [illegible] [illegible]

سوال ۵۰۳ ۔ زید نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کے بھائی عمرو سے یہ کہا کہ میں نے تمہاری بہن کو ایک طلاق دیا دو طلاق دیا تین طلاق دیا۔ مگر وقت طلاق زید اور عمرو کے درمیان ایک مکان طویل حائل تھا جس کے باعث عدد طلاق میں یہ فرق پیدا ہو گیا ہے کہ زید تین طلاق کا قائل ہے اور عمرو دو کا۔ پھر غصہ رفع ہونے کے بعد زید بے حد نادم ہے اور اب یہ کہتا ہے کہ مطابق حدیث ذیل کے اپنی بیوی مطلقہ سے رجعت کرتے ہیں۔ مسند امام احمد کی روایت ہے عن ابن عباس رضی قال رکانۃ بن عبد یزید اخو بنی المطلب طلق امرأتہ ثلثاً فی مجلس واحد فحزن علیہا حزناً شدیداً قال فسألہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف طلقتہا فقال طلقتہا ثلثاً فقال فی مجلس واحد قال نعم قال فانما تلک واحدۃ فارجعہا ان شئت قال فراجعہا۔ زاد المعاد ص۲۱۶ ج۲ ایا زید مطابق اس حدیث کے رجعت کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں کر سکتا تو اس حدیث مذکور کا کیا جواب ہوگا۔؟

الجواب۔ جبکہ خود شوہر یعنی زید تین طلاق کا قائل اور معترف ہے تو اس کی زوجہ پر تین طلاق مغلظہ واقع ہو گئیں اور وہ شوہر پر حرام ہو گئی۔ اب زید اس سے رجعت یا نکاح بدون حلالہ کے نہیں کر سکتا۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ الآیۃ

وقال الامام النووی فی شرح مسلم وقد اختلف العلماء فیمن قال لامرأته انت طالق ثلثاً فقال الشافعی ومالک وابو حنیفة واحمد وجماهیر العلماء من السلف والخلف یقع الثلث واحتج الجمهور بقوله تعالیٰ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا قالوا معناه ان المطلق قد یحدث له ندم فلا یمکنه تدارکه لوقوع البینونة فلو کانت الثلاث لم تقع لم یقع طلاقه هذا الا رجعیاً فلا یندم. واحتجوا بحدیث رکانة انه طلق امرأته البتة فقال له النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ما اردت الا واحدة قال واللّٰه ما اردت الا واحدة فهذا دلیل علی انه لو اراد الثلاث لوقعن والا فلم یکن لتحلیفه معنی واما الروایة التی رواها المخالفون ان رکانة طلق ثلثاً فجعلها واحدة فروایة ضعیفة عن قوم مجهولین وانما الصحیح منها ما قدمنا انه طلقها البتة ولفظ البتة محتمل للواحدة وللثلاث ولعل صاحب هذه الروایة الضعیفة اعتقد ان لفظ البتة یقتضی الثلاث فرواه بالمعنی الذی فهمه وغلط فی ذلک الخ۔

معلوم ہوا کہ رکانہ کی صحیح اور معتبر روایت میں طلاق ثلاث کا ذکر نہیں ہے بلکہ اُس میں لفظ البتۃ مذکور ہے جس میں دونوں احتمال ہیں یعنی واحدہ کا اور ثلاثہ کا اسی لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے استفسار فرمایا ما اردت الا واحدۃ جس کا جواب وہ حلفیہ دیتے ہیں واللّٰہ ما اردت الا واحدۃ جس سے صراحۃً معلوم ہوا کہ رکانہ نے اپنی زوجہ کو طلاق بلفظ البتۃ دی تھی جس میں دونوں احتمال ہیں یعنی واحدہ اور ثلاثہ کا اور اُن کی مُراد اور ارادہ بلا ذکر سے طلاق واحد کا تھا جیسا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر بحلف عرض کیا واللّٰہ ما اردت الا واحدۃ اور جس روایت میں ثلاث کا لفظ ہے وہ روایت بالمعنی ہے راوی نے غلطی سے یہ سمجھا کہ لفظ البتۃ محتمل طلاق ثلاث کو بھی ہے اس لئے رکانہ نے طلاق ثلاثہ مراد لی ہے۔ اور نیز اس روایت کی تضعیف کی گئی ہے۔ اس لئے کہ اس کے رواۃ مجہولین ہیں جیسا کہ نووی میں مصرح ہے قال الشامی وذهب جمهور الصحابة والتابعین ومن بعدهم من ائمة المسلمین الی انه یقع الثلث قال فی الفتح بعد سوق الاحادیث الدالة علیه وهذا یعارضه ما تقدم واما امضاء عمر الثلث علیهم مع عدم مخالفة الصحابة له وعلمه بانها کانت واحدة فلا یمکن الا وقد اطلعوا فی الزمان المتأخر علی وجود ناسخ او لعلمهم بانتهاء الحکم لذلک بانا طته بمعان علموا انتفاءها فی الزمن المتأخر الی ان قال وقد ثبت النقل عن اکثرهم صریحاً بایقاع الثلث ولم

واجبة وصرح وصيين بان العرف يعتبر خصوصا متاخی صبح فقط

عورتوں کے نقص عقل والدین ہونے کی حدیث سے ازواج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابیات وصحابیات معتبر نہ ہونے کا شبہ اور اس کا جواب

سوال ۵۰۵۔ زید کہتا ہے کہ بمطابق حدیث تمام عورتیں ناقصات العقل والدین ہیں۔ اور یہ حدیث جس موقع پر بیان فرمائی گئی اُس مجمع میں ازواج مطہرات اور سیدۃ النساء فاطمہ زہرہ رضی بھی موجود تھیں۔ لہٰذا اُن کو بھی ناقص العقل والدین سمجھنا ضروری ہے تو پھر وہ حدیثیں جو حضرت عائشہؓ سے روایت کی گئی ہیں بہر صورت غیر معتبر ثابت ہوں گی یہ صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب۔ یہ حکم جو حدیث میں مذکور ہے عام حالات اور عام افراد نسوانی کے اعتبار پر آیا ہے بعض افراد کا اس سے مستثنیٰ ہونا اس کے خلاف نہیں جیسا کہ مشہور ہے ع نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد۔ چنانچہ خود قرآن کریم نے ازواج مطہرات کو عام عورتوں سے ممتاز کرنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔ الآیۃ۔ جس سے معلوم ہوا کہ امہات المؤمنین عام عورتوں کی طرح نہیں اس کے علاوہ یہ نقصان عقل اور دین بہ نسبت مردوں کے ہے۔ اور ہر زمانہ اور ہر قرن کی عورتوں کا قیاس اُسی زمانہ اور اُسی قرن کے مردوں کے ساتھ کیا جائیگا۔ تو ازواج مطہرات بہ نسبت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اور صحابۂ کرام کی عورتیں بہ نسبت صحابہ کرام کے ظاہر ہے کہ اُس درجہ کی عقل اور دین نہ رکھتی تھیں۔ جس درجہ کے ان کے مرد رکھتے تھے۔ اور اسی طرح قرون مابعد میں بھی ہر قرن کی عورتیں اُس قرن کے مردوں سے عام حالات کے اعتبار سے دین و عقل میں ناقص رہی ہیں۔ اور اسی وجہ سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مردوں کی مشہور روایات کے مقابلہ میں عورت کی روایت کو قبول نہیں فرمایا۔ جیسا کہ کتب صحاح میں منصوص ہے۔

الغرض اول تو حدیث مذکور سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی عورت اس سے مستثنیٰ نہ ہو۔ بلکہ آیت مذکورہ سے تصریحاً ازواج مطہرات کا مستثنیٰ ہونا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے نقصانِ عقل ہر قرن کی عورتوں کا اُسی قرن کے مردوں کے اعتبار سے ہوگا اس لئے سلف کرام کی عورتوں کو آجکل کے مردوں کے مقابلہ میں ناقص العقل کہنے کی بھی کوئی دلیل نہیں۔ فقط۔

لڑکی کے بلوغ کی تحقیق

سوال ۵۰۷۔ ایک لڑکی جس کا باپ فوت ہوگیا دادا حقیقی موجود ہے۔ پہلے اس لڑکی کی ماں نے برضامندی و اختیارِ خود اُس لڑکی کے اس بنا پر کہ لڑکی جوان ہے نکاح ہمراہ محمد رمضان ولد محمد رمضان کردیا ہے۔ لڑکی کہتی ہے کہ میں بالغہ ہوں مجھے حیض آتا ہے نکاح خوا[illegible]

منور دین ہے اس کے بعد دادا حقیقی نے لڑکی مذکورہ کو نابالغہ سمجھ کر اس کا نکاح دوسرے شخص کی ہمراہ کر دیا اور دادا کا بیان ہے کہ عمر لڑکی کی ساڑھے تیرہ سال ہے اور اس کا نکاح خواں احمد الدین ہے۔ بیان گواہان منسلکہ استفتار ہیں۔ اور بیان لڑکی جنت خاتون اور اس کی والدہ اور دادا کا بھی ہمرشتہ سوال ہے۔ کون سا نکاح صحیح ہے۔ اگر پہلا نکاح صحیح ہو اور باوجود علم کے دوسرا نکاح پڑھا گیا تو نکاح خواں اور گواہوں وغیرہ کے لئے کیا حکم ہے۔؟

الجواب۔ کمتر مدت بلوغ کی لڑکی کے لئے نو سال اور لڑکے کے لئے بارہ سال ہیں اس عمر میں اگر دعویٰ بلوغ کا کریں اور ظاہر حال دعوے کا مکذب نہ ہو تو دعویٰ اُن کا معتبر ہوتا ہے۔ اور وہ شرعاً بالغ سمجھے جاتے ہیں۔ بناءً علیہ دادا کے قول کے مطابق عمر لڑکی مسماۃ جنت خاتون کی ساڑھے تیرہ سال کی ہے، اور وہ دعویٰ بلوغ کا کرتی ہے۔ اور حیض آنا بیان کرتی ہے۔ لہٰذا قول اُس کا شرعاً معتبر ہے، اور وہ بالغہ ہے۔ اُس اجازت سے جو نکاح اُس کا والدہ نے ہمراہ محمد زمان ولد رمضان کیا ہے وہ نکاح صحیح اور منعقد ہو گیا اس کے بعد دادا نے جو نکاح جنت خاتون کا اس کو نابالغہ سمجھ کر ہمراہ شیر محمد نابالغ کے کیا وہ شرعاً صحیح نہیں ہوا، اور اس دوسرے نکاح کی وجہ سے دوسرا نکاح خواں احمد الدین اور لڑکی کا دادا اور گواہ اور شرکائے نکاح وغیرہ سب گنہگار ہوئے۔ توبہ کریں، اور اس دوسرے نکاح کے ناجائز ہونے کا اعلان کر دیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والجاریۃ بالاحتلام والحیض والحبل کذا فی الدر المختار۔ وادنی مدۃ بلوغہ بالاحتلام ونحوہ فی حق الغلام اثنتی عشرۃ سنۃً وفی الجاریۃ تسع سنین الخ فان اخبرا بہ ولم یکذبھما الظاہر قبل قولھما کما قبل قول المرأۃ فی الحیض واذا قبلنا قولھما فی ذلک صارت احکامھما احکام البالغین الخ۔ عالمگیری جلد خامس الفصل الثانی فی معرفۃ حد البلوغ اور در مختار میں ہے۔ وادنی مدتہ لہ اثنتا عشرۃ سنۃً ولھا تسع سنین ھو المختار کما فی احکام الصغار فان راھقا بان بلغا ھذا السن فقالا بلغنا صدقا ان لم یکذبھما الظاہر الخ۔ وھما حینئذ کبالغ حکماً الخ وفی الشرنبلالیۃ یقبل قول المراھقین قد بلغنا مع تفسیر کل بماذا بلغ بلا یمین الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ مسعود احمد۔

عورت مرتد ہو جائے تو فتویٰ یہ ہے کہ نکاح فسخ نہ ہوگا۔

سوال ۵۰۷۔ بعض بد اطوار لوگ منکوحہ عورت کو جماع حرام کے لئے اغوا کر کے لیجاتے ہیں جب شوہر قانونی چارہ جوئی کرتا ہے تو عورت کا آشنا اسی فرضی طور پر بطریق حیلہ آریہ یا عیسائی بنا دیتا ہے تاکہ وہ مرتد ہو جاوے اور نکاح فسخ ہو جائے اور

عدالتیں اس نکاح کو فسخ شدہ تصور کر لیتی ہیں ہے، ایا عورت کے ایسا کرنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے؟ موجودہ زمانہ کے حالات کو مدنظر رکھکر مشائخ بلخ کے قول پر فتویٰ ہونا چاہیئے یا نہ۔ ہاں جب کہ عورت مذکور دل سے مسلمان ہے۔ اور فرضی طور پر مذہب تبدیل کرتی ہے تو اس سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ آجکل ہندوستان میں ضروری ہے کہ مشائخ بلخ و بخاری کے قول پر فتویٰ دیا جائے کیونکہ بنا بر مذہب حنفیہ کوئی دوسری صورت یہاں متصور نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ مذہب حنفیہ میں اس مسئلہ کے متعلق تین قول ہیں۔ اول یہ کہ نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ لیکن قاضی اس کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح پر مجبور کرے گا اور اسی خاوند کو جبراً دلائے گا۔ یہ ظاہر الروایت ہے جو عامہ متون میں مذکور ہے دوسرا قول یہ ہے کہ نکاح فسخ نہیں ہوتا جیسا کہ بہت سے مشائخ بلخ و بخاری کا فتویٰ ہے اور در مختار نے اس پر فتویٰ دینے کو جائز کہا ہے۔ نیز نہر الفائق سے شامی نے بھی اس پر فتویٰ دینا نقل کیا ہے اور فتاویٰ قنیہ میں بھی اس پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ تیسرا قول نوادر کی روایت ہے کہ اس کو بجائے بیوی ہونے کے باندی بنا کر اسی خاوند کی ساتھ رکھا جائے گا۔ صرح بہ فی الدر المختار وغیرہ یہ تینوں قول فتاویٰ قاضیخان، فتح القدیر، قنیہ، در مختار، شامی میں مفصل منقول ہیں اور یہ تینوں اتنی بات پر متفق ہیں کہ عورت مرتد ہونیکے بعد اپنے سابق خاوند کے قبضہ سے ہرگز نہیں نکل سکتی بلکہ قول اول کی بنا پر اُسے تجدید نکاح پر بعد تجدید الاسلام مجبور کیا جائے گا۔ اور قول ثالث کی بنا پر کنیز بنا کر رکھا جائے گا۔ لیکن ہندوستان میں بحالت موجودہ ان دونوں صورتوں پر مسلمانوں کو قدرت نہیں اسلئے ضروری ہے کہ وہی دوسرا قول یعنی عدم فرقت جو مشائخ بخاری کا فتویٰ ہے اُسی پر فتویٰ دیا جائے۔ اس لئے صورت مسؤلہ میں عورت کا نکاح فسخ نہیں ہوا۔ البتہ احتیاطاً تجدید نکاح کے بغیر اس سے وطی نہ کرنی چاہیئے۔ لیکن اپنے قبضہ میں رکھنا بہرحال جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

میت کو لوگوں کے نوحہ کرنے سے تکلیف پہنچتی ہے

سوال ۵۰۸۔ اگر میت کے وارث نوحہ کریں تو میت کو عذاب ہوگا یا نہ؟

الجواب۔ حدیث شریف میں ہے۔ وعن ابی موسیٰ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من میت یموت فیقوم باکیھم فیقول واجبلاہ واسیداہ ونحو ذلک الا وکل اللہ بہ ملکین یلھزانہ و یقولان اھکذا کنت رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب حسن وعن ابی سعید الخدری قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النائحۃ والمستمعۃ۔ رواہ ابوداؤد اور دوسری حدیث میں ہے ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ علیہ (مشکوٰۃ شریف) ان روایات واحادیث شریفہ سے معلوم ہوا کہ میت کو بوجہ نوحہ کرنیکے تکلیف

ہوتی ہے اور نوحہ کرنے والے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ مسعود احمد۔ الجواب صحیح محمد شفیع غفرلہ۔

بزرگوں کے نام کی نذر نیاز کرنیکا حکم

سوال ۵۰۹۔ جو طریقہ اکثر عوام و مبتدعین میں ہے کہ نیاز رسول یا نیاز حسین یا نیاز غوث یا نیاز پیر و غیرہ کے نام سے کھانا کرتے ہیں یہ فعل جائز ہے یا نہیں اور اس کھانے کا کھانا کیسا ہے اور اگر نیاز اللہ کے نام کھانا کیا جائے تو کیسا ہے اس کا کھانا کیسا ہے؟

الجواب۔ اس نیاز کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت میں اس کا کرنا حرام اور سخت گناہ ہے اور اس کے کھانے کا بھی یہی حکم ہے۔ اور دوسری صورت میں چند شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ اور اس کا کھانا بھی جائز ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر نیاز انہیں بزرگوں کے نام کی ہو یعنی اس سے ان بزرگوں کا تقرب مقصود ہو تو یہ حرام ہے۔ اور اس کا کھانا بھی حرام۔ کیونکہ یہ نذر غیر اللہ ہے جس کی صریح ممانعت ہے احادیث صحیحہ میں وارد ہے سنن ابی داؤد میں حدیث ہے لا نذر الا فیما ابتغی بہ وجہ اللہ اور بحر الرائق میں ہے۔ النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع حرام الی قولہ لا محرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ الا ان یکون فقیرا الخ۔ اور اگر نذر اللہ تعالیٰ کے نام کی اور اس کی رضا و تقرب کے لئے ہو صرف اتنا کیا جائے کہ ایصال ثواب کسی بزرگ کی روح کو کر دیا جائے۔ تو یہ بشرائط ذیل جائز ہے:۔

(۱) کوئی تاریخ ہمیشہ کے لئے مقرر نہ کرے (۲) جو کچھ کھلانا ہو اس میں فقراء کو کھلائے اغنیاء اور صاحب نصاب لوگوں کو اس میں کچھ نہ کھلائے (۳) اس کو لازم و واجب کی طرح جان کر نہ کرے۔ اور ان لوگوں پر کوئی طعن نہ کرے جو ایسا نہیں کرتے (۴) قرض لیکر اپنی وسعت سے زیادہ خرچ نہ کرے (۵) اور بھی کوئی خلاف شرع کام اس کے ساتھ نہ ملائے۔ اس صورت میں یہ نذر جائز بلکہ ثواب ہوگی اور اس کا کھانا بھی فقراء کے لئے جائز ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

مہر بہت زیادہ مقرر کرنا اور ادا کرنیکا خیال نہ کرنا گناہ ہے لیکن نکاح پر اسکا کچھ اثر نہیں

سوال ۵۱۰۔ آجکل دیار عام پھیل رہی ہے کہ مقدار مہر پانچ پانچ اور دس دس ہزار روپیہ جو مہر ناکح کی حیثیت سے زیادہ ہوتا ہے اور ناکح اس کی ادائیگی سے عاجز ہوتا ہے۔ مقرر کر کے نکاح کیا جاتا ہے اگر ناکح کی نیت ادائیگی کی نہ ہو محض مذاق سمجھتا ہو یا نیت دینے کی ہو لیکن کسی طرح ادا نہیں کر سکتا۔ دونوں صورتوں میں نکاح پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا ہے اور قربت زوجہ جائز طور پر ہوگی یا ناجائز؟

الجواب۔ ان دونوں صورتوں میں نکاح تو جائز اور صحیح ہو جاتا ہے اور قربت و صحبت

بھی جائز ہو جاتی ہے۔ مگر ایسا خیال رکھنے والا سخت گناہ گار فاسق ہے۔ اور پہلی صورت میں کہ اس کو محض مذاق (مزاح) سمجھے تو خوف کفر کا ہے۔ حدیث میں ایسے شخص کیلئے سخت وعید آئی ہے اور اس کو زانی فرمایا گیا ہے یعنی عذاب و عقاب میں وہ زانیوں کی طرح مبتلا ہوگا۔ الفاظ حدیث میں یہ ہیں عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم ایما رجل تزوج امرأة علی ما قل من المھر او کثر لیس فی نفسہ ان یؤدی الیھا حقھا خدعھا فمات ولم یؤد الیھا حقھا لقی اللہ یوم القیامة وھو زان (ترغیب ترہیب باب النکاح) اور اسی بنا پر حدیث میں زیادہ مہر مقرر کرنے کی ممانعت آئی ہے الا لا تغالوا صدقات النساء لیکن بتصریح فقہاء نکاح درست ہو جاتا ہے اگرچہ کوئی شخص مہر کی صراحةً نفی بھی کر دے اور حدیث وعید کو تہدید پر محمول کیا جاتا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

شوہر نے تین مرتبہ طلاق دی باہر دروازہ پر سننے والے کی شہادت معتبر ہوگی یا نہیں؟

سوال ۱۱۵۔ زید نے بوقت عشاء جبکہ اس کی عورت پلنگ پر بیٹھی ہوئی تھی پلنگ کے پاس جاکر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے یوں کہا تو طلاق تو طلاق تو طلاق۔ اس وقت تین عورتیں اندر موجود تھیں اور ایک مرد دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ بعد ازاں والدہ وغیرہ کو بھی کہا کہ میں نے اس کو یعنی اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے میرے پاس نہ آجائے اور میرے سے بات نہ کرے اور دو تین روز تک قطع تعلق رہا۔ اب چند روز سے زید اس کو اپنے پاس بلاتا ہے اور اپنا کام کراتا ہے آیا زید کی طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

الجواب جبکہ زید نے اپنی زبان سے تین مرتبہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدی تو زید کی زوجہ پر طلاق واقع ہو گئی۔ اب زید بدون حلالہ کے دوبارہ اس کو اپنے نکاح میں نہیں لا سکتا کما قال اللہ تعالیٰ فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ۔ لیکن اگر زید طلاق دینے سے منکر ہو اور عورت دعویٰ طلاق کا کرے تو محض عورتوں کی گواہی سے عدالت میں طلاق ثابت نہ ہوگی اور حاکم حکم طلاق نہ کرے گا۔ اور جو شخص باہر دروازہ پر بیٹھا ہے اس کی گواہی بدون شرائط مخصوصہ معتبر نہ ہوگی۔ قال فی الھدایة کتاب الشھادات ولو سمع من وراء الحجاب لا یجوز لہ ان یشھد الخ لان النغمة تشبہ النغمة فلم یحصل العلم الا اذا کان دخل البیت وعلم انہ لیس فیہ احد سواہ ثم جلس علی الباب ولیس فی البیت مسلک غیرہ فسمع اقرار الداخل ولا یراہ لہ ان یشھد لانہ حصل العلم فی ھذہ الصورة الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہ۔

سبقت لسانی سے کلمہ کفر زبان پر نکل گیا تو کچھ گناہ یا کفر نہیں۔

سوال ۱۱۶۔ (۱) زید کی زبان سے سبقت لسانی سے اللہ تعالیٰ کی نسبت اشرف المخلوقات نکل گیا اور کہنا چاہتا تھا اشرف الحاکمین۔ فوراً عمر نے حکم لگا دیا کہ یہ کافر ہو گیا اور اس کو تجدید اسلام ضروری ہے۔ یہ حکم صحیح ہے یا غلط ہے۔ (۲) عمر نے سبقت لسانی سے بجائے آیت انما المشرکون نجس کے انما الکافرون نجس کہا، حالانکہ یہ لفظ قرآن شریف میں نہیں ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب۔ سبقت لسانی اور غلطی سے اگر کوئی کلمۂ کفر زبان سے نکل جائے تو اس سے کہنے والا گناہ گار بھی نہیں ہوتا کافر ہونا تو بہت بعید ہے۔ صرح فی البحر الرائق وغیرہ جس نے کفر کا حکم کیا محض غلطی کی حدیث صحیح میں ایک ایسے صالح بندہ کی تعریف و مدح وارد ہوئی ہے جس نے فرط مسرت کے وقت بوجہ سبقت لسانی کے یہ کہدیا تھا۔ انت عبدی وانا ربک الغرض غیر اختیاری چیزوں پر شرعاً مواخذہ نہیں لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ البتہ استغفار کرے اور آئندہ ایسی بے پروائی سے بچے۔ (۲) اگر غیر اختیاری طور پر سبقت لسانی سے ایسا سرزد ہوا ہے تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو نمبر اول میں گزرا فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

بحالت جماع کلام کرنا مکروہ ہے

سوال ۵۱۳۔ مرد اپنی منکوحہ سے حالت جماع میں کسی قسم کی گفتگو کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ حالت جماع میں کلام کرنا مکروہ ہے لما فی الدر المختار ویکرہ الکلام فی المسجد وخلف الجنازۃ وفی الخلاء وفی حالۃ الجماع (در مختار حظر واباحت ص ۲۲۶) لیکن یہ جب ہے کہ کسی دوسرے سے کلام کرے، اور خود زوجہ سے کلام کرنے میں مضائقہ نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

شب برات کے بعض احکام

سوال ۵۱۴ مسلمانوں کا ایک طبقہ خاص شب برات کے موقع پر آتشبازی فروخت کرتا ہے اور خود بھی چھوڑتا ہے جس سے عام لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے کسی کے گھر میں آگ لگتی ہے کسی کا چھپر پھکتا ہے اور کوئی خود جلتا ہے۔ غرضیکہ بہت نقصان ہوتا ہے ایسے اشخاص کے لئے کیا حکم ہے اور ان کی امداد کرنا کیسا ہے۔ بینوا

الجواب۔ ایسا آدمی سخت گنہگار ہے اور بہت سے گناہوں کا مرتکب ہے اول تو اسراف و تبذیر ہے جس کے کرنے والے کو قرآن میں شیطان کا بھائی فرمایا ہے۔ دوسرے اپنے اور دوسرے مسلمانوں کی جان و مال کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ تیسرے مشابہت ہے کفار کی رسوم کے ساتھ۔ چوتھے یہ خیال کرنا کہ یہ شب برات کے آداب میں سے ہے عقیدہ کا فساد ہے۔ الغرض بہت سے گناہوں پر مشتمل ہے اور شب برات جیسی مبارک رات میں گناہ کرنا اور بھی زیادہ بدنصیبی کی بات ہے۔ اگر مسئلہ کی تفصیل معلوم کرنا ہو تو احقر کا رسالہ شب برات ملاحظہ فرمایا جائے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

اسلامی طریقہ کے خلاف عبادت کرنیوالا کافر ہے

سوال ۵۱۵ قانون فطرت کا متبع خدا کی وحدانیت کا قائل اور اسکی برتر و برگزیدہ مرسلان ایزدی کا معترف محض اس بنا پر کہ وہ اپنا طریقۂ عبادت طریقۂ عبادت اسلامیہ سے جدا رکھتا ہے مشرک و کافر و دوزخی اور گناہ گار کہا جا سکتا ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب۔ جو شخص اپنا طریقۂ عبادت طریقۂ عبادت اسلامیہ سے جدا رکھتا ہے وہ معترف رسالت کا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ اس کا دعویٰ کرے تو محض نفاق اور جھوٹ ہوگا کیونکہ رسالت کا اعتراف جو شرعاً معتبر ہے وہ یہ ہے کہ رسول کے احکام کو واجب الاطاعت سمجھے اور جب اس نے اس کے احکام و تعلیمات کو واجب

لا طاعۃ جانا تو وہ ہرگز رسول کا معترف نہیں۔ قرآن مجید کا صاف ارشاد ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ الآیۃ۔

لہٰذا ایسے شخص کو جو اپنا طریقۂ عبادت اسلامی طریقہ سے علیحدہ رکھتا ہو کافر و زندیق وغیرہ کہنا جائز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

کیا کافر کو بخشا جاسکتا ہے

سوال ۵۱۶۔ کافر اور مشرک کو اگر خدا چاہے تو بخش دے یہ کہنا درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ یہ کہنا اس معنی کے اعتبار سے تو درست ہے کہ حق تعالیٰ کی قدرت میں یہ بات داخل ہے کہ سخت سے سخت کافر کو بخش دے لیکن چونکہ اس نے خبر دیدی ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر و مشرک کو ہرگز نہ بخشیں گے اس لئے اب اس خبر کا صحیح ہونا ضروری ہے اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے جبکہ ان لوگوں کو بخشا نہ جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خلع کا جواز

سوال ۵۱۷۔ خلع کن کن صورتوں میں کیا جاسکتا ہے۔ اور اس کا کیا طریقہ ہے کیا ایسا کسی عہد میں ہوا ہے۔

الجواب۔ جبکہ زوجین میں باہمی نباہ نہ ہو، توافق دشوار ہو جائے اور حق تلفی کا خطرہ ہو اس وقت خلع کیا جاسکتا ہے قال اللہ تعالیٰ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ فقط واللہ اعلم

کسی مسلمان فنڈ کی امداد کیلئے سود لینا جائز نہیں

سوال ۵۱۸۔ بخوف سرقہ کوئی شخص بخیال تحفظ اپنی بیشتر رقم بنک یا ڈاکخانہ میں جمع کرکے سود کا مستحق ہو کر اس حق کو حاصل کرکے اپنے عرف میں لا سکتا ہے یا نہیں؟ اور کیا سود کا وصول کرنا درست ہے۔ جبکہ اس سے غیر مسلم سوسائٹیوں کو فائدہ پہنچتا ہے اور کیا سود حاصل کرکے رفاہ عام میں خرچ کر دینا درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب۔ بغرض تحفظ ایسے فنڈ میں روپیہ جمع کرنا جائز ہے جس میں سود نہیں لگایا جاتا اور سود کو اس لئے حاصل کرنا کہ اسکو کسی رفاہ عام کے کام میں خرچ کیا جائے گا جائز نہیں۔ جیسے اسی غرض کے لئے چوری اور ڈاکہ جائز نہیں ہو سکتا، البتہ اگر ناواقفی یا غفلت سے کسی نے بنک میں روپیہ جمع کر دیا تھا تو اس کا سود وہاں نہ چھوڑنا چاہیئے کیونکہ اس سے عیسائیت کی تبلیغ کی جاتی ہے بلکہ وہاں سے لیکر فقراء و مساکین پر صدقہ کر دینا چاہیئے۔ اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں۔ کذا فی کتب المذہب۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

شارع عام مسموعہ گو جو کہ [illegible] یکی ان پر تصرف کرنا کسکو درست ہے [illegible]

سوال ۵۱۹۔ ایک شخص نے مختلف شرکاء سے ایک بڑا باغ کو محلہ کی صورت میں آباد کرنے کیلئے خریدا اور پھر اس نے مختلف اس میں وسیع سڑکیں اور کوچے تیار کئے جن پر سے گاڑیاں چھکڑے وغیرہ بخوبی چل سکیں اور باقی کو قطعات کی شکل میں کیا اور مختلف خریداران کے ہاتھ فروخت کر دیا اور سڑکوں اور کوچوں شارع عام قرار دیکر میونسپلٹی کے قبضہ میں دیدیا جس نے ساکنان محلہ کی آسائش کیلئے جن میں بعض خود خریداران قطعات و نیز کرایہ داران آباد ہیں نالیاں پانی کا نل بجلی وغیرہ

سڑکیں بنوادی، اندریں صورت اگر اصحاب جائداد کرایہ داران اور اس میونسپلٹی کے خلاف جس کے قبضہ میں تمام سڑکیں اور کوچے رفاہِ عام کے لئے دیئے گئے تھے محلہ کی شارع عام پر جس پر کرایہ داران اور اصحاب جائداد یکساں طور پر آمد و رفت رکھتے ہیں کسی ایسی قسم کی پابندی عائد کرنا چاہیں جس کی وجہ سے تانگے ٹھیلے وغیرہ اندر نہ جاسکیں جن کے لے جانے کی بوجوہ چند سخت ضرورت ہوتی ہے تو کیا اُن کے حقوق عامہ میں یہ مداخلت بروئے شرع جائز ہوگی یا نہیں۔ بینوا

الجواب: گلی کوچے دو قسم کے ہوتے ہیں اور دونوں میں احکام کا تفاوت ہے ایک وہ کوچہ جو اہل محلہ کی مخصوص ملک ہے شارع عام نہیں اس کو فقہا سکۂ خاصہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں اور اکثر اس قسم کے کوچے غیر نافذ ہوتے ہیں دوسرے وہ جو شارع عام ہیں خواہ ابتدائے آبادی سے ہی حکومت کی جانب سے اس کو شارع عام قرار دیا گیا ہو یا کسی شخص کی ملک تھا مگر اس نے رفاہِ عام کیلئے وقف کردیا اور شارع عام بنادیا قسم اول کا حکم یہ ہے کہ باجازت جمیع شرکاء کوچہ اُس میں ہر قسم کا تصرف جائز ہے خواہ اس سے گزرنے والوں کو تنگی ہو یا نہ ہو اور بلا اجازت شرکاء اس میں کسی قسم کا تصرف جائز نہیں اگرچہ اُن میں گذرنے والوں اور رہنے والوں کو کوئی ضرر بھی نہ ہو اور اس معاملہ میں عام آدمی اور کوئی شریک سب برابر ہیں۔ اس لئے کوئی شریک بھی بغیر دوسرے شرکاء کی اجازت کے اس میں کوئی تصرف نہیں کرسکتا۔ اور قسم دوم کا حکم یہ ہے کہ اس میں تصرف کرنے کے لئے قاضی یا حاکم کی اجازت ضروری ہے اور حاکم کو بھی اجازت دینے کا حق اس وقت ہی جبکہ وہ دیکھ لے کہ اس میں عام لوگوں کو کوئی نقصان نہیں ہے۔ لما فی العالمگیریۃ من الباب التاسع والعشرین من [illegible] ان اراد ان [illegible] فی السکۃ غیر النافذۃ [illegible] فیہ انضرر علی اہل السکۃ لیس له ذلک الا باذن من الکل [illegible] بغیر اذن [illegible] السکۃ الخاصۃ المملوکۃ [illegible] یستفاد من عبارتہ۔ نعم ذلک باسطر [illegible] ولو اذا کانت السکۃ فی الاصل حیلت بان بنوا دارا [illegible] هذا سطر [illegible] الجواب [illegible] طریق العامۃ [illegible]۔ انتہی [illegible] مثری [illegible] فی اہل طریق العامۃ قال ابو یوسف ومحمد یباح له الانتفاع ای بالظلۃ اذا [illegible] بالعامۃ کذا فی المحیط۔

الحاصل یہ ہے کہ اگر [illegible] شارع عام بند کئے گئے اب یہ امر تنقیح طلب کہ شارع عام [illegible] محض اجازت مردود بینے ہوئے اپنے ملک میں رکھنا پہلی صورت [illegible] یا کسی قسم کی پابندی جو گذرگاہ عام کیلئے مضر ہو عائد کرنے کا کوئی حق نہیں رہا [illegible] ہوں۔ اور دوسری صورت میں اگر تمام شرکاء متفق

ہو کر بند کرنا چاہیں تو جائز ہے۔ اگرچہ گذرنے والوں کو تکلیف ہو اور کرایہ داران کا بھی یہی حکم ہے۔ اور جس صورت میں کہ جگہ مملوک ورسکنۂ خاصہ ثابت ہو تو کرایہ داران اگر سب مالکان کے خلاف کوئی چارہ جوئی کریں۔ تو یہ جائز نہیں۔ البتہ ان کو یہ حق ہوگا کہ وہ اپنے عہد کرایہ کو فسخ کر دیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

چند آدمی مجتمع ہو کر با آواز قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں

سوال ۵۲۰۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ بہت سے ایک جگہ مجتمع ہو کر ختم قرآن مجید کے وقت، یا بہت سے آدمی حجرہ میں بیٹھ کر بلند آواز کے ساتھ جو علی وجہ التلاوۃ قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ جس میں نہ استماع مقصود ہوتا ہے اور نہ کوئی سنتا ہے۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس طریقہ سے عموماً جو لوگ قرآن خوانی کرتے ہیں شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب۔ فی کراهية العالمگيرية عن القنية يكره للقوم ان يقرؤا القرآن جملة لتضمنها ترك الاستماع والانصات المامور بهما اهـ وفي شرح المنية الكبير للحلبي وقيل لا بأس به الكل في القنية والاصل ان الاستماع للقرآن اذا قرئ فرض كفاية لانه اقامة حقه بان يكون ملتفتا اليه غير مضيع وذلك يحصل بانصات البعض كما في رد السلام حين كان لرعاية حق المسلم كفى فيه البعض عن الكل الا انه يجب على القارئ احترامه بان لا يقرأ في الاسواق ومواضع الاشتغال فاذا قرأ كان هو المضيع لحرمته فيكون الاثم عليه دون اهل الاشتغال دفعا للحرج في الزامهم ترك اسبابهم المحتاج اليها۔ اهـ

عبارت مرقومہ بالا سے معلوم ہوا کہ بہتر تو بالاتفاق یہی ہے کہ ہر شخص قرآن مجید علیحدہ علیحدہ ایسی طرح پڑھے کہ دوسرے لوگوں تک جو کاروبار میں مشغول ہوں کانوں میں نہ پڑے لیکن بضرورت بقدر ضرورت اس کی اجازت دی گئی ہے کہ چند آدمی ایک جگہ جمع ہو کر قرآن مجید باآواز پڑھیں جیسے کہ مکاتب میں تعلیم وتعلم کے وقت جس کی اجازت عالمگیری کتاب الکراہیۃ میں مذکور ہے پس چند طالب علم اگر ایک حجرہ میں یا چند آدمی ایک مسجد میں قرآن مجید باآواز پڑھیں تو یہ بھی جائز ہے لیکن جس جگہ لوگ دوسرے کاروبار میں مشغول ہوں وہاں پڑھنا باآواز بلند جائز نہیں ہے اور اگر اس نے پڑھا تو یہ گناہ اسی پر ہوگا کاروبار والے اس کی وجہ سے گناہگار نہ ہوں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہ۔

قرأت میں کوئی غلطی مفسد صلوٰۃ ہوگئی پھر سامع کے بتلانے سے پڑھا تو نماز درست نہیں

سوال ۵۲۱۔ نماز میں قرأت کے اندر ایسی غلطی ہو گئی جس سے معنی بدل گئے سامع کے بتلانے سے صحیح ہو گیا وہ نماز جس میں غلطی واقع ہوئی فاسد تو نہیں ہوئی۔ یہ سنا ہے کہ مولانا گنگوہیؒ کے یہاں ایسا مسئلہ پیش ہوا تھا۔ اس پر یہ فرمایا تھا کہ جب فاسد ہوئی پھر سامع کے بتلانے سے صحیح نہیں ہو سکتی۔؟

الجواب۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ ذکر فی الفوائد لو قرأ فی الصلوٰۃ بخطاءٍ فاحش ثم رجع وقرأ صحیحاً قال عندی صلوٰتہ جائزۃ الخ۔ اس روایت کی بناء پر جب سامع کے بتلانے سے صحیح پڑھ لیا تو نماز صحیح ہو گئی۔ اور حضرت گنگوہی قدس سرہ نے اگر اعادہ کرایا ہو تو وہ احتیاط اور اولویت کا درجہ ہے چنانچہ بہتر تو یہی ہے کہ نماز کا اعادہ کرلیا جائے بشرطیکہ غلطی ایسی ہوئی ہو جس سے معنی قرآن کے غلط ہو گئے ہوں۔ فقط

تحیۃ المسجد بیٹھنے سے پہلے پڑھنا مستحب ہے

سوال ۵۲۲۔ اکثر نمازی مسجد میں داخل ہو کر دو چار سکنڈ بیٹھنے کے بعد سنت یا نفل پڑھنی شروع کرتے ہیں اور بعض حضرات بیٹھتے نہیں آتے ہی نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ بہتر طریقہ کونسا ہے؟

الجواب۔ دو چار سکنڈ بیٹھنے کے بعد نماز شروع کرنا اس کی کچھ اصل شریعت میں نہیں ہے اسلئے بہتر یہی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی نوافل و سنن میں مشغول ہو جائے۔ علاوہ ازیں حضرات اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ کا عمل اسی پر رہا ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ مسعود احمد

یہ جواب صحیح ہے اور خود حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ تحیۃ المسجد بیٹھنے سے پہلے پڑھنا چاہیئے قبل ان اجلس کی تصریح ہے۔ اس کے خلاف کرنا زیادتی ثواب سے محرومی کا سبب ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

عید کی نماز میں جنازہ آجاوے تو نماز کے بعد خطبہ سے پہلے نماز جنازہ پڑھی جاوے

سوال ۵۲۳۔ اگر عید کی نماز کے وقت جنازہ آوے تو اس کی نماز خطبہ کے بعد پڑھی جاوے یا پہلے۔؟

الجواب۔ عید کی نماز کے بعد خطبہ سے پہلے جنازہ کی نماز پڑھی جاوے۔ کما قال فی الدر المختار وتقدم صلوٰتھا علی صلوٰۃ الجنازۃ اذا اجتمعا لانہ واجب عیناً والجنازۃ کفایۃ وتقدم صلوٰۃ الجنازۃ علی الخطبۃ وعلی سنۃ المغرب وغیرھا الخ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ مسعود احمد۔

بعد وفات والد کسی لڑکے کے نسب کا والد کو نفی کرتا اور اس کی تحریر ثبوت میں پیش کرنا معتبر نہیں

سوال ۵۲۴۔ زید کے دو فرزند عمرو و بکر مختلف البطن تھے ہندہ کے بطن سے عمرو اور حمیدہ کے بطن سے بکر۔ زید ہر دو فرزند مذکورین کی تعلیم و تربیت و جملہ ضروریات زندگی کا کفیل تھا۔ اور جس طرح کہ اولاد کا حق شرعی والد کے ذمہ ہوا کرتا ہے۔ عمرو فوت ہو گیا بکر موجود ہے۔ اب فرزندان عمرو بکر کے نسب کی نفی کرتے ہیں اور اپنے اس دعویٰ کے ثبوت پر زید کی ایک تحریر بطور دلیل پیش کرتے ہیں جس میں زید کا بکر کا اپنے فرزند ہونے سے انکار کرنا مرقوم ہے۔ حالانکہ برادران زید وغیرہم اس امر کے شاہد موجود ہیں کہ بکر زید کا فرزند حقیقی صلبی ہے۔ زید نے بکر کو اپنا فرزند صلبی ہونے کا اقرار کیا اور مثل فرزند کے پرورش کرتا رہا۔ تو ایسی صورت میں جب کہ زید نے بکر کو اپنا فرزند حقیقی صلبی ہونا تسلیم کیا اور اقرار و اعتراف کیا ہو۔ زید کے فوت ہونے کے بعد بکر کو میراث پدری سے محروم کرنے کی غرض سے بکر کے نفی نسب کی

تحریر زید کی طرف منسوب کر کے جو پیش کی گئی ہے اگر وہ تحریر فی الحقیقت زید کی ثابت ہو جائے تو کیا مجرد اس تحریر سے بکر کے فرزند نہ ہونے کی نفی مقبول و معتبر قرار دی جا کر بکر کو اس کے والد زید کی ملک و معاش سے محروم کر دیا جائے گا۔ کیا اقرار بالنسب کے بعد نفی سے نسب منتفی ہو جائے۔ زید کا اپنی زبان سے بکر کو اپنے فرزند ہونے کا اقرار کرنا، دو گواہوں سے ثابت ہونا ثبوت اقرار بالنسب کے لئے کافی ہے یا تحریر ہونا ضروری ہے۔:

الجواب۔ اگر حمیدہ کا نکاح زید کے ساتھ شہادت شرعیہ سے ثابت ہے تو خواہ زید بکر کے نسب کا اپنے ساتھ اقرار کرے یا نہ کرے اور اقرار پر گواہ ہوں یا نہ ہوں بہر حال بکر کا نسب زید سے ثابت ہوگا بلکہ اگر زید خود موجود ہو کر بکر کے نسب کی زبانی نفی کرے تو اب یہ نفی ہرگز معتبر نہیں، کیونکہ نسب کی نفی بغیر لعان کے نہیں ہو سکتی اور زید نے بوقت ولادت لعان نہیں کیا۔ اور اب لعان کا اختیار نہیں رہا۔ الغرض اب بکر کے نسب کی نفی ہرگز نہیں ہو سکتی، اگرچہ زید خود زبانی بھی نفی کرے۔ بالخصوص جبکہ وہ نفی بھی زبانی نہیں بلکہ محض تحریر سے جو شرعاً حجت نہیں اور دلیل احکام مذکورہ کی عبارات ذیل جن پر نمبر ترتیب احکام مذکورہ کے لکھ دیئے گئے ہیں۔

(۱) فی الباب الخامس عشر من طلاق العالمگیریۃ قال اصحابنا لثبوت النسب ثلث مراتب الاولیٰ النکاح الصحیح وما ھو فی معناہ من النکاح الفاسد والحکم فیہ انہ یثبت النسب من غیر دعوۃ ولا ینتفی بمجرد النفی وانما ینتفی باللعان فان کانا ممن لا لعان بینھما لا ینتفی نسب الولد (عالمگیری مصری کلاں ص۲۷ جلد۱)

(۲) وفی الدر المختار باب القضاء عن الاشباہ لا یعمل بالخط واقرہ الشارح واتی علیہ بحث لطیف وبعض الفاظہ فیہ قال البیری المراد من قولہ لا یعتمد علی الخط ای لا یقضی القاضی بذلک عند المنازعۃ لان الخط مما یزور ویفتعل کما فی مختصر الظھیریۃ (شامی ص۳۳۲ ج۴) وغیر منھا ذکرہ الشامی فی تنقیح الفتاوی۔ حاصل یہ ہے کہ اگر حمیدہ کا نکاح شہادت شرعیہ سے ثابت ہو جائے تو پھر زید کا انکار نسب شرعاً ہرگز معتبر نہیں اور شہادت نکاح کیلئے یہ بھی ضروری نہیں کہ مجلس نکاح کے عینی گواہ موجود ہوں بلکہ نکاح اور نسب وغیرہ میں محض شہادت تسامع ہی کافی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک مرد کو دیکھے کہ کسی عورت کے پاس آتا جاتا ہے اور لوگوں سے سنے کہ یہ عورت اس کی بیوی ہے تو محض اتنی سی بات سے نکاح کی شہادت دے سکتا ہے اور شہادت قبول ہو سکتی ہے۔ کما فی الباب الثانی من شہادۃ العالمگیریۃ الشہادۃ بالشہرۃ والتسامع تجوز فی خمسۃ اشیاء بالاجماع وھی النکاح والنسب والموت والقضاء کذا فی محیط السرخسی فاذا سمع الرجل من الناس ان فلانۃ زوجۃ فلان او رأی رجلاً یدخل علی امرأۃ وسمع من الناس انہ فلانۃ زوجۃ فلان ... فلانۃ وسعہ ان یشہد انھا زوجتہ او ولد علی فراشہ او علی انکح ... (عالمگیری مصری ص۳۶۱ ج۲)

اور صورت مذکورہ میں جبکہ نسب کا اقرار اور اس کے گواہ بھی موجود ہیں تو اگر نکاح پر شہادت بالتسامع بھی موجود ہو

جب بھی نسب بکر کا زید ہی ثابت ہو جائیگا۔ اور بکر اُس کا وارث ہوگا۔ کما فی الباب السابع عشر من اقرار العالمگیری اذا اقر بالابن مثلا فالابن المقر له یرث مع سائر ورثة المقر وان انکر سائر الورثة نسبه الخ

خلاصۂ فتویٰ یہ ہے کہ صورت مرقومہ میں بلا شبہ بکر کا نسب زید سے ثابت اور وہ اُس کا وارث شرعی مثل دوسری اولاد کے ہے۔ نفی نسب کی تحریر شرعاً محض بے کار و لغو ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ۔

کسی عالم کو گالی دینا مطلقاً کفر نہیں بلکہ تفصیل ہے۔

سوال ۵۲۵۔ باہر سے لکھا ہوا فتویٰ برائے تصدیق جواب جسمیں عالم کو گالی دینے پر کفر کا حکم عائد کیا گیا تھا۔

الجواب۔ عالم کی اہانت اگر کسی دنیوی بغض و عداوت کی وجہ سے نہ ہو بلکہ محض علم دین ہی کی وجہ سے ہو تو بلا شبہ یہ اہانت کفر ہے۔ اور کتب فقہ میں اسی اہانت کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ لیکن عام طور پر جو واقعات کا تجربہ ہوتا ہے عوام جو کسی عالم کی اہانت کرتے ہیں وہ محض علم کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ بلکہ اسباب زائد کی بناء پر ہوتی ہے اور یہ اہانت بھی اس میں شبہ نہیں کہ سخت کبیرہ گناہ ہے مگر اُسکو کفر نہیں کہا جاسکتا۔ تکفیر مسلم کا معاملہ سخت اہم ہے اس میں اتنی عجلت اور جرأت مناسب نہیں۔ کما صرح به البحر من کتاب المرتدین وبمثله صرح فی جامع الفصولین۔ اور علامت اس کی یہ ہے کہ یہ سب علماء کی اہانت نہیں کرتے صرف کسی خاص عالم کی کرتے ہیں جس کی ساتھ کوئی واقعہ خاصہ پیش آتا ہو۔ ورنہ اگر محض علم کی وجہ سے اہانت کرتے تو سب کی کرتے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

باپ بیٹے یا چند بھائی مشترک طور پر کسب کرتے ہیں اور کھانا پینا بھی مشترک ہو تو جو مال اس مشترک کسب سے حاصل ہو وہ کس کی ملک ہے اور تقسیم اُس کی کس طرح ہو

سوال ۵۲۶۔ میرے والد زندہ ہیں اور کاروبار کچھ نہیں کرتے بوجہ مریض ہونے کے بیکار رہتے ہیں، اور ہم دو بھائی ہیں۔ ذریعۂ معاش کیلئے کوئی کام کرتے ہیں حساب کھانا پینا سبکا شامل ہے تو سامان زیور وغیرہ کا مالک کون ہے، اور قربانی کس پر واجب ہے۔

(۲) بعض جگہ کئی برادر شراکت کاروبار کرتے ہیں بعض جگہ تو کھانا پینا سب کا شامل ہوتا ہے، اور بعض جگہ علیحدہ ہوتا ہے اور کاروبار ذریعۂ معاش میں سب شامل ہوتے ہیں اپنے حصہ کو تقسیم نہیں کرتے خرچ کیلئے برابر نکال لیتے ہیں بلکہ ہر شخص اپنے خرچ کے مطابق لے لیتا ہے۔ تو قربانی ایک حصہ کافی ہے یا ہر ایک کی طرف سے علیحدہ ہونی چاہیئے۔ بیّنوا

الجواب۔ فی رد المحتار من فصل الشرکة الفاسدة عازیا عن القنیة الاب والابن یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لهما شئ فالکسب کله للاب الخ۔ صورت مذکورہ میں مشترکہ سرمایہ

مالک والد ہے اور اسی کے ذمہ قربانی ہے۔ البتہ جو نقد یا زیور والدہ کسی بھائی کی ملک کر کے دیدیا ہو وہ اگر بقدر نصاب ہے تو اُس پر علیحدہ قربانی واجب ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی بھائی کی زوجہ کی ملک میں بقدر نصاب مال زائد از حاجت اصلیہ موجود ہے تو زوجہ کے ذمہ علیحدہ قربانی واجب ہوگی۔

(۲) وکذلک لو اجتمع اخوۃ یعملون فی ترکۃ ابیھم ونما المال فھو بینھم سویۃ ولو اختلفوا فی العمل والرای شامی ص۳۴۸ ج۳ اس عبارت شامی سے ثابت ہوا کہ اس صورت میں جو کچھ مال موجود ہے اُس میں سب بھائیوں کا حصہ برابر ہوگا۔ اب اگر ہر بھائی کے حصہ میں بقدر نصاب نقد روپیہ یا مال تجارت آجائے تو ہر ایک کے ذمہ جدا جدا قربانی وغیرہ واجب ہوگی، ورنہ نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ بندہ محمد شفیع غفرلہٗ

دوسرے شخص کی طرف بغیر اُس کی اجازت کے قربانی کرنے سے اُس کی قربانی واجب ادا نہ ہوگی

سوال ۵۲۷ کیا اشخاص غیر کی طرف سے قربانی کیجاسکتی ہے اگر کوئی شخص یا کوئی دوسرا شخص حصہ داران کے نیز وہ قربانی کی جگہ موجود ہو اور وہ غیر حاضر صاحبان کی طرف سے نیت کرلے تو قربانی ہوجائیگی یا نہیں، نیز اپنے اپنے حصہ دار بغیر وزن کیے باہم رضامندی سے کم و بیش گوشت لیں تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ ایک شخص دوسرے کی طرف سے بغیر اُسکی اجازت واطلاع کے قربانی نہیں کرسکتا اور اگر دے تو اس شخص کے ذمہ سے واجب ادا نہ ہوگا اور کسی شریک کی بھی قربانی درست نہ رہے گی لما فی الہندیۃ ولو ضحی ببدنۃ عن نفسہ وعرسہ واولادہ لیس ھذا فی ظاھر الروایۃ وقال الحسن بن زیاد فی کتاب الاضحیۃ ان کان اولادہ صغاراً جاز عنہ وعنھم جمیعاً فی قول ابی حنیفۃ وابی یوسف رح وان کانوا کباراً ان فعل بامرھم جاز عن الکل فی قول ابی حنیفۃ وابی یوسف رح وان فعل بغیر امرھم او بغیر امر بعضھم لا تجوز عنہ ولا عنھم فی قولھم جمیعاً لان نصیب من لم یامر صار لحماً فصار الکل لحماً عالمگیری ص۳۰۲ ج۵ (۲) قربانی کا گوشت اندازہ سے یا باہمی تراضی کی بنا پر کم و بیش لینا یا دینا جائز نہیں، اس میں جو زیادتی کسی طرف جائے گی وہ سود کے حکم میں ہوجائیگی۔ اور کلہ یا سری پائے وغیرہ کو کسی حصہ میں لگانے کا جزئیہ جو شامی نے لکھا ہے وہ ہمارے دیار میں مروج نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد شفیع غفرلہٗ

کوئین کی تجارت سے حاصل شدہ روپیہ مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

سوال ۵۲۸۔ ایک کوئین کی کمائی سے خریدا ہوا مکان مسجد میں دیدیا گیا ہے اُسکی آمدنی مسجد کے کسی کام میں صرف کرسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب۔ قال فی الدر المختار من کتاب الاشربۃ ویحرم اکل البنج والحشیشۃ والافیون وفی رد المحتار للشامی [illegible] ثم قال فی الدر المختار ویحرم اکل البنج والحشیشۃ والافیون [illegible]

اختیار الصواب
فی
مختلف الابواب

بقیہ کتاب الصلوٰۃ

احقر کے فتاویٰ اور دوسری مؤلفات کے متعلق کبھی خود نظر ثانی کے وقت اور کبھی کسی بزرگ یا دوست کے متنبہ کرنے سے جن مسائل کی حذف و اضافہ یا رجوع و تنقیح کی ضرورت محسوس ہوئی اس کو اختیار الصواب کے عنوان سے امداد المفتین کا جز قرار دیتا ہوں۔ اور اس سلسلہ میں اس وقت مندرجہ ذیل فتویٰ درج ہوتا ہے۔

متعلقہ امداد المفتین جلد چہارم ص ۳۴۳

رسالہ المفتی بابت ماہ رجب ۱۳۵۳ھ امداد المفتین کی تحقیق پر مقبرہ میں نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق ارقام ہے کہ حدیث نہی عن الصلوٰۃ فی المقبرۃ عام ہے تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف کی دلیل تعامل سلف ہے کہ نماز جنازہ قرن اولیٰ سے لیکر عہد ائمہ تک اور زمانہ مابعد میں بھی مقابر میں پڑھنے کا دستور نہ تھا اور روایات فقہیہ بھی اس بارہ میں صریح ہیں کہ مقبرہ میں نماز مطلقاً ممنوع ہے۔ البتہ ایسی صورت میں کہ مقبرہ کی کسی جانب میں جگہ مقابر سے خالی ہو اور قبریں سامنے قبلہ کے نہ ہوں یا اتنی دور ہوں کہ نمازی کی نظر بحالت خشوع ان پر نہ پڑے، یا کوئی حائل مثل دیوار وغیرہ کے درمیان میں ہو تو پھر نماز مطلقاً خواہ جنازہ کی ہو یا فرائض الوقت میں سے ہو جائز ہے۔ [illegible] فی الحاوی وان کانت القبور ما وراء المصلی [illegible] لا یکرہ فانہ ان کان بینہ و بین القبر مقدار [illegible] فی الصلوٰۃ [illegible] لا یکرہ [illegible]

اب یہ اشکال یہ ہے کہ جس میت کو بغیر نماز جنازہ پڑھے دفن کیا ہو اس پر تین روز تک اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھنے کو فقہا جائز کہتے ہیں تو آیا وہاں بھی سترہ کی ضرورت ہوگی یا نہ۔ اگر چند قبروں کے بیچ میں ہو تو اس وقت کس طرح نماز پڑھی جائے گی۔

تتمہ جلد اول فتاویٰ امدادیہ ص [illegible] پر مولانا سلمہ لکھتے ہیں کہ جائز ہے کیونکہ قبر نفس نعش سے زیادہ نہیں اور نعش کا سامنے ہونا جائز ہے تو قبر کے بدرجہ اولیٰ جائز ہے۔

مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ نے فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۲ پر ہے کہ قبر نہیں اگر نماز جنازہ کی پڑھ دلیوے تو میت کو مگر خارج از قبور ہونا بہتر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جائز۔ در امداد المفتین کی عبارت سے کراہت معلوم ہوئی اور عالمگیری کی عبارت میں نماز غیر جنازہ معلوم ہوتی ہے۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب نے فقط غیر اولیٰ فرمایا ہے جس میں تو کسی کے خلاف نہیں ہے۔ البتہ یہ بات کچھ کھٹکتی ہے کہ مولانا تھانوی سلمہ نے جو فرمایا ہے کہ (قبر نفس نعش سے زیادہ نہیں) قبر کو نعش کے مساوی جاننا محل نظر معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ نعش مردہ مثل نائم کے ہے اور نائم کے سامنے پڑے رہنے سے نماز جائز ہے بخلاف قبر کے جو کہ قبر پرستی کے مشابہ ہے جو تحقیق ہو رقام فرمادیں۔ براہ عنایت عبارات فقہیہ نقل فرمادیں۔

الجواب۔ اصل جواب وہی ہے جو حضرت حکیم الامت نے تحریر فرمایا ہے کیونکہ صلوٰۃ جنازہ صلوٰۃ نہیں بلکہ دعا ہے اسی لیے نعش پر اور قبر پر جائز ہے تو قبرستان میں بھی جائز ہے نہی عن الصلوٰۃ فی المقبرۃ سے مراد نہی عن الصلوٰۃ الحقیقیہ ہے۔ مگر مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوے میں نہی عن الصلوٰۃ فی المقبرۃ کے ظاہری عموم کی بھی رعایت کی گئی ہے کہ صلوٰۃ سے گو مراد حقیقیہ ہے مگر لفظ بظاہر عام ہے جو صلوٰۃ جنازہ کو بھی فی الجملہ شامل ہے اسلئے احتیاط دی ہے۔ باقی حضرت مولانا کے فتوے پر جو آپ نے شبہ کیا ہے اس سے گھبر کر شبہ صلوٰۃ علی القبر پر واقع ہوگا۔ حالانکہ بالاجماع جائز ہے۔ دوسرے نعش مردہ کو مثل نائم کے کہنا غلط ہے نماز سجدہ و رکوع کیساتھ نعش مردہ کو آگے رکھکر مکروہ ہے اور نائم کے سامنے جائز ہے۔ دونوں کی مساوات غیر مسلم ہے۔ نماز جنازہ میں قبر پرستی کا شبہ ہی نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ ظفر احمد عفا عنہ ۵ شعبان ۵۷ھ

الجواب۔ جناب کا سوال اور امداد المفتاوی اور فتاویٰ رشیدیہ کے جوابات اور مولانا ظفر احمد صاحب کا جواب دیکھا ان سب کو دیکھکر یہی صواب معلوم ہوتا ہے کہ نماز جنازہ قبور کے درمیان بھی جائز ہے کیونکہ نہی عن الصلوٰۃ بین المقابر صلوٰۃ حقیقیہ کے ساتھ مخصوص ہے صلوٰۃ جنازہ عام صلوٰۃ کے مفہوم میں درحقیقت داخل نہیں ہے کہ مستقل دلیل کی ضرورت ہے اور مستقل دلیل کراہت بین القبور پر کوئی ہے نہیں۔ بلکہ صلوٰۃ علی القبر کا جواز اس کے جواز کی دلیل ہے اسلئے پہلے جواب سے رجوع کرتا ہوں۔ فقط۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ خادم دار العلوم دیوبند۔ ۲۰ رمضان ۵۷ھ

ایضاً متعلقہ امداد المفتین حصہ چہارم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض یہ کہ المفتی بابت جمادی الاول ۵۷ھ امداد المفتین کے صفحہ ۱ جواب پر جو سوال جواب تحریر کئے ہیں ان سے زمین کے متعلق مسئلہ کی مزید تحقیق کیلئے جناب کو تکلیف دیتا ہوں۔ چونکہ یہ مسئلہ ہمارے یہاں تو شروع سے آج تک کسی علما نے اس کی نفی نہیں کی۔

سائل نے کثر صحت کے ذبح کرنے کی نفی میں ایک تو امام صاحبؒ کا قول پیش کیا ہے۔ یجوز للمکلف ان یذبح الفصلان والحملان والعجاجیل حین ولدت من الشاۃ والجوامیس والناقۃ۔ فصلان وحملان وعجاجیل کی کیا تعریف اور کتنی عمر ہونے تک اس کا ذبح ممنوع ہے۔ حین ولادۃ سے لیکر کتنی عمر تک ممنوع ہے۔ دوسرے سائل نے نفی میں حدیث دارمی ارقام فرمائی ہے۔ قالت امرأۃ ان لا یذبح لملانہ صغیر عاجز فاتیا الرجل والمرأۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقص ذلک الامر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا من ذبح الفصلان والحملان والعجاجیل لیس لھم منفاعۃ ولھم حب الحزن ولھم خزی فی الدنیا وعوقب فی النار لانہ ظلم عظیم۔ آیا صغیر عاجز کو کہاں تک کھلایا جائے گا۔ اس کی حد کیا ہے اور حدیث کس درجہ کی ہے۔ یہ جو مشہور ہے کہ حدیث موضوع کی علامات میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ فعل تھوڑا ہو عقوبت سخت اس میں درج ہو۔ اس حدیث میں یہ علامت درج ہے۔ کیونکہ اپنی ملک میں جائز طریق سے تصرف کرتا ہے۔ اگر یہ حدیث ثابت اور صحیح ہے تو بس نفی ذبح میں سائل کے یہ دونوں دلیل صریح الفص ہیں۔

در جواب میں جو فصلان و حملان کے ذبح کی نفی میں حدیث ابن عباس پیش کی گئی ہے قال لا تتخذ وا شیئا فیہ الروح غرضا رواہ مسلم اس پر نووی نے غرض کی شرح میں فرمایا ھذا النھی للتحریم عن اللہ عن فعل ھذا ولانہ تعذیب للحیوان واتلاف لنفسہ وتضییع لمالیتہ۔ یہ حدیث فصلان وحملان کے ذبح کی نفی پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ ہر اس جانور پر صادق آتی ہے جس کو ایذا دیکر فقط مارا جاوے، اور پھر پھینک دیا جاوے کسی کام میں نہ لایا جاوے، اسلئے ایذا و تضییع کی نفی ہوئی جیسے شکاری تیر و بندوق سے کسی جانور کو بے ضرورت مار کر پھینک دیتے ہیں، اگر ضرورت لاحق ہو تو ممنوع نہیں، اور ضرورتیں دو ہیں ایک جانور کا موذی ہونا۔ دوسرا حلال ہونا۔ پس اگر موذی کو مارا جاوے پھر مارنے کے بعد اگر وہ ایسا جانور ہے کہ قابل کھانے کے ہے کو کھالیا جاوے اور اگر حرام ہے لیکن اس کا کوئی جزو قابل نفع ہے جیسا چمڑا وغیرہ تو وہ دباغت سے کام میں لایا جاوے اسلئے امام صاحبؒ کے نزدیک شکار حرام و حلال جائز ہے۔ مرقاصطاد دیکھو اس جواب میں دوسری حدیث عن عبد اللہ ابن عمر میں صریح تضییع کی نفی کی گئی ہے قال ان ینحوا فیاکلہا ولا یقطع راسہا فیرمی بہا۔ فصلان وحملان کو تو ذبح کر کے کھایا جاتا ہے۔

پس جو اہل مویشی دودھ پر گذران کرتے ہیں تو کٹروں کو ذبح کر کے کھاتے ہیں تو ان پر اتلاف تضییع مال صادق نہیں آتا البتہ فصلان پر رحم کی غرض سے ممنوع ہو تو نص کی وجہ سے قیاس ساکت ہے۔

الجواب۔ بعد الحمد والصلوٰۃ۔ مرسلہ سوال جواب کا مطالعہ کیا اور امداد المفتین کے فتوے پر کرر نظر کی اس میں سائل کے بیان سے یہ ترشح ہوتا تھا کہ جانوروں کے بچے بوقت ولادت ذبح کر دینے سے اس کے سوا کوئی فائدہ متصور نہیں کہ دودھ سالم بچ جائے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ابتداء ولادت کے وقت گوشت عادۃً کھانے کے قابل بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے اس فتوے کا منشاء یہ تھا کہ جب بچے کے ذبح کرنے سے کوئی فائدہ نہیں محض اسکو

دودھ بچانے کے لئے ضائع کرنا مقصود ہے تو یہ صورت ناجائز ہے۔ اس کی دلیل میں حاویث مندرجہ فتوی پیش کی ہیں۔ لیکن جناب کے بیان سے معلوم ہوا کہ مذبوحہ بچہ بے فائدہ ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے گوشت وچمڑے وغیرہ سے نفع اٹھالیا جاتا ہے تو یہ صورت دوسری ہے۔ اس میں حکم یہی ہے کہ ذبح کرنا جائز ہے اور ذبیحہ تو ہر صورت میں حلال ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم کتبہ بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ خادم دار العلوم دیوبند ۶ رمضان سنہ

المقالة المرضية في حكم سجدة التحية

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلم ان قد اجتمعت كلمة الامة المحمدية على صاحبها الصلوة والسلام على ان السجود لغير الله تعالى ان كان على وجه العبادة والتقرب اليه فهو كفر بواح وارتداد واضح اعاذنا الله تعالى منه وهو مما يستحيل ان يباح في شريعة من الشرائع او لامة من الامم في وقت من الاوقات ولم يروعن احد ممن ينتحل الى الملة الاسلامية او غيرها من الاديان السماوية من جوزه او ارتكبه وان كان على وجه التحية والتعظيم لا العبادة فالمسجود له ان كان مما لا يسجد اليه الا الكافر وكان السجدة اليه من شعار الكفرة كالسجود للصنم والشمس ولغيرها من الابنية والاشجار التي عرفت في بلادنا من معبودات البراهمة فهو ايضا كفر اجماعا ولا يختلف فيه اثنان ولا ينتطح فيه عنزان۔ وذلك في

ترجمة المقالة المرضية في حكم سجدة التحية

(مسمی)

اعلال التعليل في حكم سجدة التعظيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ جاننا چاہئے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنے کی چند صورتیں ہیں اور ہر صورت کا حکم جدا ہے۔

سجدۂ عبادت امتِ مسلمہ کا قرناً بعد قرن اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا خواہ وہ انسان زندہ ہو یا مردہ خواہ وہ از قبیل جمادات ہو یا حیوانات۔ الغرض کوئی بھی خدا تعالیٰ کے سوا ہو اس کو سجدۂ عبادت وبندگی کی نیت وارادہ سے کیا جاوے وراس کو معبود قرار دیکر سجدہ کریں تو یہ سجدہ صریح کفر ور خروج عن الایمان ہوگا اور اس کا مرتکب یقیناً کافر مرتد ہو جاوے گا۔ (حق تعالیٰ ہم کو اس سے محفوظ رکھے آمین!)۔

لانا نحكم بالظاهر وظاهره لا يسعه الا ربنا من سجد لصنم والشمس او ذهب الى الكنائس مع شدائد

ولبعض لفاظه وعلى هذا فرض الجنس يعني سجود التعظيم لو ثبت لولي ولو في زمن من الازمان وشريعة من الشرائع فكان شبهة دارئة للكفر فانه بخلاف السجود للنحو الصنم او الشمس فانه لم يرد هو ولا ما يشابهه في التعظيم في شريعة من الشرائع فلم يكن على ذلك شبهة لا قوية ولا ضعيفة فكان كفرا ولا نظر الى قصد التقريب فيما لم ترد الشريعة بتعظيمه بخلاف ما وردت بتعظيمه فتأمل الاستشكال والتقرير الجواب عنه۔

هذا بيان مذاهب الامة في السجود لغير الله تعالى وتفصيل احكامه ويستشكل عليها قوله تعالى.

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا الآية

والجواب عنه ما في احكام القرآن[1] للجصاص قد كان السجود جائزا في شريعة آدم عليه السلام للمخلوقين ويشبه ان يكون قد كان باقيا الى زمان يوسف عليه السلام فكان فيما بينهم لمن يستحق ضربا من التعظيم ويراد اكرامه وتبجيله بمنزلة المصافحة والمعانقة فيما بيننا وبمنزلة تقبيل اليد وقد روي عن النبي صلى الله عليه وسلم في اباحة تقبيل اليد اخبار وقد روي الكراهة الا ان السجود لغير الله تعالى على وجه التكرمة والتحية منسوخ بما روت عائشة وجابر بن عبد الله وانس رضي الله تعالى عنهم ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ما ينبغي لبشر ان يسجد لبشر ولو صلح لبشر ان يسجد لبشر لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها عن انس بن مالك

اپنا مسلمان ہونا ظاہر کر رہا ہو جیسے یہودیوں کی کنیسہ میں یہودیوں کے ساتھ اُن کے طریقہ پر زنار وغیرہ پہنکر جانا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خدا کے غیر کو سجدہ کرنا عبادت کی نیت وارادہ سے یا ایسی نیت وکیفیت سے کہ یہ معلوم ہو کہ عبادت کے طور پر سجدہ کر رہا ہے، اگرچہ وہ نیت عبادت کا منکر ہو تب بھی اس کا مرتکب بالاجماع کافر ہے۔

سجدۂ تعظیم کی دوسری صورت دوسرا سجدۃ التحیۃ وہ ہے کہ اس میں قصد غیر اللہ کی عبادت کا نہ ہو اور سجدہ بھی ان اشیاء کی طرف نہ ہو جن کو کفار سجدہ کیا کرتے ہیں، اور جن کی طرف سجدہ کرنا شعار کافروں کا سمجھا جاتا ہے۔ اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں بعض نے کہا کہ وہ بھی کفر ہے، اور بعض نے اس کا انکار کیا۔ لیکن اس پر اتفاق ہے کہ یہ حرام قطعی اور گناہ کبیرہ ہے۔ اور اس کا مرتکب قریب بالکفر ہو جاتا ہے چنانچہ رد المحتار میں امام زیلعیؒ سے منقول ہے کہ اس سجدہ کی وجہ سے کافر نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کی نیت عبادت کی نہیں بلکہ تعظیم وتحیۃ مقصود ہے۔ اور امام شمس الائمۃ السرخسیؒ فرماتے ہیں کہ اس سجدہ کی وجہ سے بھی کافر ہو جائیگا۔ کیونکہ سجدہ غیر اللہ کو بہ نیت تعظیم کرنا کفر ہے، اور فتاوی ظہیریہ میں لکھا ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے خواہ کسی نیت وقصد سے ہو انسان کافر ہو جاتا ہے اور فقیہ ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص بادشاہ کو سجدہ عبادت کی نیت سے اور عبادت سمجھ کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اسی طرح وہ شخص جس نے سجدہ کرتے وقت کوئی نیت نہ کی ہو (یہ قول جواہر اخلاطی میں منقول ہے۔) عالمگیری کتاب الکراہیۃ میں لکھا ہے کہ جو بادشاہ کو سجدہ بہ نیت تعظیم کرے، اور زمین کو بادشاہ کے سامنے چومے کافر نہیں ہوتا۔ مگر گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے اور یہ قول مختار

[1] احکام القرآن للجصاص ص ۳۵ جلد ۱ - ۱۲ منہ

قال العبد الضعیف غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ان ملاحظۃ ما اختصت بہ الامۃ الامیۃ من المزایا فی احکامہا واحکامہا وما تکفل الحق سبحانہ وتعالیٰ لہا من حفظ ہذہ الشریعۃ واحکامہا انہا قد حمیت عن ابلاء الشرک ودواعیہ کما جنبت عن عینہ ودواھیہ فان من حام حول حمی اوشک ان یقع فیہ بخلاف الامم السابقۃ فانہا قد حرم علیہا عین الکفر والشرک ولم یحرم علیہم کل ما عسی ان یکون سببا وباعثا بہ. الا تری ان التصاویر والتماثیل وصنعتہا کانت مباحۃ فی الشرائع السابقۃ کما فی قولہ تعالیٰ ویعملون لہ ما یشاء من محاریب وتماثیل الآیۃ وقولہ تعالیٰ انی اخلق لکم کہیئۃ الطیر وامثالہ ولکن استعمالہا للتعظیم والتکریم صار ذریعۃ الی الاشتراء بالشرک فنہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہذہ الامۃ عنہ؛

ومن ہذا القبیل نہیہ علیہ السلام عن الصلوٰۃ وقت الطلوع والغروب واستواء الشمس فی الظہیرۃ کما رواہ السنۃ ونہیہ علیہ السلام للعبید ان ینادو سیدہم یا ربّ وللسید ان ینادی عبدہ یا عبدی کما اخرجہ مسلم فی الصحیح حذرا ان یکون ذلک فی مدی الدھر ذریعۃ الی الشرک وعبادۃ المخلوقین فتہلک الامۃ کما ہلک من قبلہا من الامم

جو یہ کہ سجدہ غیر اللہ کو مطلقاً کفر کہتے ہیں. تو اس میں ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جیسے سجدہ آفتاب اور بت وغیرہ کو کرنا کفر ہے. اسی طرح اپنے آبار و مشائخ کو مخلوقات میں سے اور اولیاء اللہ کو مزارات کو سجدہ کرنا بھی کفر ہے (خواہ کسی بھی نیت وارادہ سے ہو)۔

اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ آبار و مشائخ کیلئے سجدہ کرنا پہلی امتوں کیلئے جائز تھا جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے سجدہ کیا (تو چونکہ یہ امر مسلم ہے کہ کفر اور اس کے افعال کی اجازت کبھی کسی مذہب سماوی میں نہیں ہوئی، تو آبار و مشائخ عظام کو سجدہ بطور تعظیم کے کرنا مماثل ومشابہ سجدہ آفتاب ومبت وغیرہ کے نہیں. کیونکہ آفتاب و بت و درخت وغیرہ جن کو سجدہ کرنا کفار کا شعار ہے. ان کی تعظیم کا امر اور ثبوت ائمہ اسلامیہ اور ملل حقہ اور ادیان سماویہ میں کہیں بھی نہیں.

الغرض چونکہ سجدہ تعظیمی آبار اور مشائخ عظام کے لئے ہم سے پہلی شریعتوں میں مشروع تھا اگرچہ ہماری امت کے لئے حرام قطعی ہو گیا مگر جواز سابق کی بنا پر اس کا فعل کفر ہونا مشتبہ ہو گیا. اور یہ اصول مسلم ہے کہ اگر کوئی شبہ کسی کے کافر ہونے میں واقع ہو جائے تو اس پر حکم کفر جاری نہیں کیا جائے گا. لہٰذا جو آبا یا مشائخ کو سجدہ تعظیمی کرے اس پر حکم کفر نہیں لگایا جائے گا. اگرچہ وہ شخص کافر ہونے کے قریب ہو جاتا ہے. (کتاب الاعلام ص۳۳ ج۲)

چنانچہ کتاب الاعلام میں لکھا ہے. چونکہ سجدہ تعظیمی آبار و مشائخ کے لئے پہلی شریعتوں میں جائز اور مشروع تھا. تو اب سجدہ تعظیمی جو کہ آبار یا مشائخ کو کرے اس کے مرتکب کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا. کیونکہ اب اس کے فعل کفر ہونے میں جزم باقی نہ رہا (کیونکہ جب وہ کسی شریعت میں مشروع ہے تو معلوم ہوا کہ وہ فعل کفر نہیں) اور سجدہ آفتاب اور سجدہ

اجلا صحیح رواہ، وھذا الحدیث ابن الجار، ودفی المنتقی فھو صحیح عندہ فانہ لا یاتی الا بالصحیح کما صرح بہ السیوطی فی دیباجۃ جمع الجوامع) وحدیث عبد اللہ بن ابی اوفی ساقہ ابن ماجہ باسناد صالح مختصرا وفی الترغیب للمنذری بعد روایت انس بن مالک مع قصۃ الجمل رواہ احمد باسناد جید رواتہ ثقات مشہورون والبزار بنحوہ ورواہ النسائی مختصرا وابن حبان فی صحیحہ من حدیث ابی ہریرۃ بنحوہ باختصار وفیہ بعد روایت قیس بن سعد رواہ ابو داؤد وفی اسنادہ شریک وقد اخرج لہ مسلم ووثق قلت لما سکت عنہ ابو داؤد فھو حجۃ عندہ) وفیہ بعد حدیث ابن ابی اوفی رواہ ابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ وساق فی کنز العمال بھذا الحدیث متونا عدیدۃ وطرقا کثیرۃ نسرد منہا سوی التی ذکرناہ انفاھا عن بریدۃ وقیس بن سعد ولم یتعقب علیہما السیوطی بل صحح ھما فی الصغیر صریحا فھما حدیثان صحیحان) الترمذی عن انس والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس والبیھقی عن ابی ہریرۃ وعلی ابن حمید عن جابر والطبرانی فی الکبیر وسعید ابن منصور عن زید ابن ارقم واہ فی الخصائص الکبری روایات کثیرۃ منہا

مقرب بارگاہ احد فرشتے جن میں حضرت جبرئیلؑ ومیکائیلؑ جیسے مقرب بھی شامل تھے، تمام ملائکہ یکساتھ سجدہ میں گر گئے اور یہ بحکم خداوند تعالیٰ ہوا۔ اور سجدہ نہ کرنے سے شیطان ذلیل وکافر اور شقی ازلی ہوا تو اس تمام تر واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو سجدہ کرنا نہ فقط جائز ہے بلکہ مامور بہ ہے؟

جواب شبہ

امام ابوبکر جصاص حنفی اپنی کتاب احکام القرآن میں فرماتے ہیں کہ سجدۂ تعظیمی حضرت آدم علیہ السلام کے لئے بحکم الٰہی جاری کیا گیا تھا۔ اور سب سے پہلے ان کیلئے مشروع ہوا۔ پھر ان کی امت میں بھی مشروع رہا اور غالباً یہ سجدۂ تعظیمی کی مشروعیت برابر باقی رہی یہانتک کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ان کے بھائیوں نے انکو سجدہ کیا۔ اور اس زمانہ میں سجدہ غایت تعظیم کے لئے کیا جاتا تھا۔ جیسے کہ ہماری شریعت میں معانقہ تعظیما مشروع ہے۔ اسی طرح دست بوسی بھی بعض علماء کے نزدیک بلا کراہت مشروع اور بعض مکروہ فرماتے ہیں۔ مگر سجدہ کو شرع شریف نے کبھی کسی حالت میں کسی ذات کے لئے جائز نہیں کیا اور نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور سجدۂ تعظیمی کی مطلقاً ممانعت احادیث صحیحہ وصریحہ سے قطعی طور سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت معاذ بن جبلؓ نے جب چاہا حضور علیہ السلام کو سجدہ کریں تو آپؐ نے منع کر دیا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں سجدہ کی مستحق فقط ذات حق جل وعلا شانہ ہے نہ اور کوئی۔ خواہ نبی ہو یا پیر یا نبی ہو یا کسی بزرگ کا مزار وغیرہ؟

غیر اللہ خواہ کوئی ہو اس کو سجدہ کرنا قطعی حرام ہے جیسے کہ روایات سے ثابت ہے۔ اور اس کے راوی حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں کہ سب کا ماحاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

روایۃ ثعلبۃ بن ابی مالک عند ابی نعیم ور وایت یعلی بن مرۃ عند الطبرانی وابی نعیم رجدت فی قرطاس عتیق بخطی ولم یحضرنی الاٰن من این کنت اخذ تہ ان الحدیث رواہ ابوداؤد والطبرانی والحاکم والبیہقی عن قیس بن سعد والترمذی عن ابی ھریرۃ والدارمی والحاکم عن بریدۃ واحمد عن معاذ والطبرانی عن سراقۃ بن مالک وصہیب وعقبۃ بن مالک وغیلان بن مسلم ورواہ ابن ابی شیبۃ عن عائشۃ والبیہقی ایضاً عن ابی ھریرۃ کذا فی جمع الجوامع للسیوطی انتھی ما فی القرطاس فرضنا ہ اسانید جلدیدۃ لبعضھا صحیحۃ وبعضھا حسن وبعضھا ضعیف یقوی بآخر ومنتھی ہذہ الاسانید الی المشرین

فرماتے ہیں کہ کسی انسان کو سزاوار نہیں کہ کسی بشر اور آدمی کو سجدہ کرے اور اگر یہ زیبا ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے ازواج اور خاوندوں کو سجدہ کریں۔ اسلئے کہ خاوند کے حقوق زوجہ پر بہت زیادہ ہیں۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ سجدہ تعظیمی شرعاً قطعی حرام ہے اور اس کا مرتکب عاصی ہے۔ اور یہ فعل گناہِ کبیرہ ہے۔

فائدہ

جہاں حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس امت مرحومہ کو طرح طرح کی نعمتیں اور فضیلتیں عطا فرمائی ہیں اور کُنتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ فرماکر اس امت کی شان کو دوبالا کیا ہے اسی طرح اس کی ساتھ معاملہ بھی غایۃ رحمت کا معاملہ فرمایا ہے اسی وجہ سے اس امت پر اس قسم کے احکام نازل فرمائے گئے ہیں جن سے کہ امت کی پوری طرح شرک سے حفاظت ہوا اور جب ایک چیز کو ممنوع کرنا منظور ہوا تو اس شے کی لوازمات اور وہ تمام چیزیں حرام قرار دی گئیں جو کہ ذریعہ ہو سکتی تھیں اس شے تک پہنچنے کا مثلاً زنا حرام کیا تو اسکی ساتھ دواعی بھی حرام کئے گئے۔ بت پرستی حرام کی گئی تو ساتھ جاندار کی تصاویر کا بنانا اور رکھنا یہانتک کہ دیکھنا بھی حرام قرار دیا گیا اور چونکہ آفتاب پرست سورج کو صبح شام پوجتے ہیں لہذا اسی وقت خاص میں نماز فجر و عصر ممنوع قرار دی گئی محض اس وجہ سے کہ آئندہ کہیں لوگ یہ خیال نہ کرنے لگیں کہ یہ نمازیں تعظیم شمس کے لئے مشروع ہیں۔ ورنہ شرک کی بری بلا میں گرفتار ہو جائیں۔ اور شریعت غراء میں اس کا بھی پورا لحاظ رکھا گیا ہے کہ الفاظ میں بھی اہل شرک سے ادنیٰ سی مشابہت پیدا نہ ہو۔ تاکہ کبھی ایک عرصۂ دراز کے بعد یہ سبب مشرک نہ ہو جائے اور اُمم سابقہ کی طرح یہ امت بھی ہلاک نہ ہو جائے۔

چنانچہ فرمایا کہ غلام اپنے آقا کو یارب کہکر آواز نہ دیا کرے۔ ادھر آقا کو بھی روکدیا کہ وہ اپنے غلام کو یا عبدی کہکر نہ پکارے۔ اس کی ہی برکت سے یہ امتِ مرحومۂ اسلام باوجودیکہ اپنی عمر کی تیرھویں صدی ختم کر چکی سب کچھ دین میں زیادتی و نقصان، شرک و کفر میں بفضلہ تعالیٰ ایسی مبتلا نہیں ہوئی جیسی پہلی امتیں اور بوعدۂ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ حفاظت میں رہیگی۔ اور یہ نعمت حفاظت تامہ خاصہ امت آخریہ کا ہے۔ اور امم سابقہ پر یہ نعمت علی وجہ اکمل بحسب الاحکام نہ تھی کیونکہ

صحابیا واقتصرنا علی الطرق المذکورۃ والحدیث اذا روی من عشرۃ فھو متواتر علی القول المختار (کما فی تدریب الراوی) فھذا الحدیث متواتر بالاولی وان اختلف احد فی تواترہ للاختلاف فی العدد الذی یحصل بہ التواتر فلا یمکنہ ان ینکر من کونہ مشھورًا ویکفی المشھور لنسخ المتواتر علی ما تقرر فی اصول الحنفیۃ الکلام فیہ للضرورۃ الداعیۃ فی ھذا الزمان والا یکفینا اجماع الامۃ ولم یتفرد احد من السلف ولا من الخلف اختلف فی حرمۃ سجدۃ التحیۃ مع تصفح کثیر من کتب التفسیر والحدیث والفقہ وما نقل عن بعض الصوفیہ فی کتب تواریخھم لم یثبت عنھم۔

ن کے لئے حرام صرف وہ اشیاء تھیں جن کا حرام کرنا منظور تھا اور ان کے دواعی حرام نہ تھے۔ چنانچہ امم سابقہ کیلئے تماثیل وتصاویر کا استعمال مباح تھا۔ انہوں نے اس میں غلو کیا۔ اور احد جو کوئی نامور انسان ہوتا اسکی تصویر کی تعظیم کرنے لگتے۔ یہانتک کہ شرک وکفر کی مصیبت میں مبتلا ہوگئے۔ اسکے علاوہ ہزارہا نظائر اسکے موجود ہیں؛

الغرض اس تمام تقریر سے واضح ہوگیا کہ تحقیق اور مرحق سجدۃ التحیۃ کے بارے میں یہ ہے کہ سجدۂ تعظیمی فی نفسہ کفر وشرک نہیں ہے۔ اسی وجہ سے پہلی امتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا۔ البتہ ذریعہ کفر وشرک ضرور ہے اور صورت بھی فعلِ کفر ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ سجدۂ تعظیمی امم سابقہ اور قرونِ ماضیہ میں ذریعہ شرک بن گیا تھا۔ اور وہ کفر میں اس کی وجہ سے مبتلا ہوگئے تھے جس کی وجہ سے وہ دنیا میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگئے۔ اور آخرت میں عذاب ابدی کے مستحق ہوئے۔ تو اس بنا پر خداوند قدوس کی رحمت بے پایاں اور لطف وکرم عمیم کا تقاضا ہوا کہ اس امت خیر الامم پر انعام کیا جائے، اور بقاء ہدایت اور نجات عن الضلالۃ کیلئے ان تمام چیزوں کو جو ذریعہ کفر وشرک ہیں حرام قرار دیا جائے۔ اگرچہ وہ ذریعہ بہت دور کا تعلق کفر وشرک کے ساتھ رکھتا ہو (جیسے کہ تصاویر کا تعلق شرک سے) اسی وجہ سے سجدۂ تعظیمی کا جواز منسوخ ہوگیا۔ اور امتِ محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام کیلئے ہمیشہ کیلئے سجدۂ تعظیم ممنوع قرار دیا گیا۔ اس پر یہ شبہ ہے۔

شبہ سجدۂ تعظیمی جبکہ کفر وشرک کی مذکورہ صورتوں میں داخل نہ ہوا تو اُس کا جواز پہلی اُمتوں کیلئے آیاتِ قرآنیہ سے ثابت ہے جیسے آدم علیہ السلام کیلئے فرشتوں سے سجدہ کرانا، حضرت یعقوب علیہ السلام اور اُن کے صاحبزادوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کرنا وغیرہ۔ تو اس حکم قرآنی کو اس اُمت کیلئے منسوخ قرار دینا اسوقت صحیح ہوسکتا ہے جبکہ یا خود قرآن کریم میں اس کا نسخ وارد ہوا ہو یا حدیث متواتر سے نسخ ثابت ہو۔ اور رسالہ مذکورہ میں بظاہر ایک خبر واحد (حدیث کی ایک اصطلاحی قسم ہے) کے سوا کوئی چیز ناسخ معلوم نہیں ہوتی۔ تو یہ نسخ کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔

جواب اول تو آیات جو سجدۂ تعظیمی کے جواز کے متعلق نقل کی گئی ہیں سجدۂ تعظیمی کیلئے صریح نہیں۔ بلکہ دوسرے احتمالات بھی ان میں ہیں جو کہ مفسرین نے اُن کی تفسیر میں منقول ہیں جو آخر میں بضمن فائدہ نقل کئے گئے۔ لہٰذا جوازِ سجدہ کا حکم بوجہ ظنی الدلالۃ ہونیکے قطعی نہ رہا بلکہ ظنی ہوگیا۔ اور اسکا نسخ خبر واحد سے بھی ہوسکتا ہے۔ علاوہ ازیں جس حدیث کی وجہ سے ہم ان آیات کو منسوخ قرار دیتے ہیں وہ خبر آحاد سے نہیں بلکہ حدیث مشہور بلکہ حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔ اور اس

وان ثبت فلا عبرة بقولهم لانهم ليسوا ممن يعتد بقولهم في الاجماع لانسلم كونهم ممن يعتد بقولهم في الاجماع فلا يعتد به اليضا في هذا المقام لان الاجماع السابق لا يرتفع بالاختلاف اللاحق لعدم الا يلزم عليهم لعدم اشتغالهم بالتحقيقات العلمية ومع ذلك لا نحتج بقولهم ونعمهم لاسيما اذا ثبت النكير عن بعض اكابرهم ويحتاج في هذا الكلام الا انه مسلم ان سجود الملئكة لآدم وسجود اخوة يوسف وابيه له كان سجود احتيقة وكان وتحية لهما والحال انه مختلف فيه فقال بعضهم

قسم کی حدیث سے آیت کریمہ کا منسوخ بات بالکل موصوف صحیح اور درست اور واقع ہے۔ اور اس حدیث کا مشہور اور حد تواتر کو پہنچنا بوضاحت ثابت ہے جس کی تفصیل حاشیہ بیان القرآن میں مذکور ہے چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور حضرت سراقہ بن مالک اور حضرت صہیب اور حضرت عقبہ بن مالک بن جعشم۔ اور حضرت صدیقہ عائشہ اور حضرت ابن عباس اور عبداللہ بن ابی اوفی اور حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ام سلمہ حضرت انس، حضرت ابن عمر تو ثابت ہو گیا کہ یہ حدیث مشہور ہے نہ کہ خبر واحد۔ لہٰذا نسخ جائز ہے اور بعض اکابر نے کثرۃ رواۃ کی بنا پر اس حدیث کو متواتر کہا ہے۔

الغرض حدیث ما ينبغي لبشر ان يسجد لبشر ولو صلح لبشر ان يسجد لبشر لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه عليها۔ حدیث مشہور بلکہ متواتر۔ لہٰذا اس کے ناسخ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ کیونکہ یہ حدیث بیس صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہے اور جو حدیث دس صحابہ سے منقول ہو وہ موافق قول راجح و مختار متواتر ہے۔ لہٰذا یہ حدیث بھی علی وجہ اتم متواتر ہو گئی اور اگر کوئی متواتر بھی تسلیم نہ کرے تو مشہور ہونے سے منکر نہیں ہو سکتا اور حدیث مشہور سے نسخ آیت کریمہ جائز ہے۔ جیسے کتب اصول میں مصرح ہے۔

علاوہ ازیں اجماع امت یہی ہے کہ سجدہ تعظیمی حرام ہے۔ اور کسی امام یا مجتہد یا فقیہ کا زمانہ سلف اور خلف میں اس بارے میں اختلافات مذکور نہیں، بلکہ اجماع تام اس کی حرمت پر ہے رہا یہ امر کہ بعض صوفیہ سے کتب تاریخ میں جواز منقول ہے، اول تو یہ نقل صحیح نہیں۔ اور اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو ان کے قول کا اعتبار بمقابلہ اجماع امت کے نہیں ہو سکتا۔ جبکہ اجماع علماء خلف و سلف اس کے خلاف پر قرناً بعد قرن رہا اور ہے۔ ساتھ ہی یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ صوفیا پر اس بات میں طعن بھی مناسب نہیں۔ کیونکہ وہ تحقیقات علمیہ میں مشغول نہیں رہتے تھے وہ معذور ہیں۔ لہٰذا ان کے فعل سے حجت پکڑنا درست نہیں خصوصاً جبکہ اکابر صوفیہ سے بھی حرمت سجدہ تعظیمی منقول ہے۔

فائدہ

معترض نے جو حجت قرآن کریم سے پکڑی ہے وہ مختلف فیہ ہے۔ کیونکہ بعض مفسرین فرماتے ہیں خروا له سجدا فسجد الملائكة كلهم اجمعون۔ اس کے امثال کے معنے سجدہ حقیقی کے نہیں بلکہ یہ کنایہ تعظیم سے ہے۔ اور اس کی

یکن سجودا حقیقیا بل ہو کنایۃ عن التعظیم وقال بعضہم کان آدم ویوسف بمنزلۃ الکعبۃ لنا فاللام بمعنی الی وقال بعضہم اللام للسبب ای کانت السجدۃ للہ تعالیٰ شکرا علی ما انعم اللہ علیہم لاجل یوسف وآدم علی نبینا وعلیہما السلام واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال وحینئذ لا یحتاج الی اثبات النسخ ویثبت الحرمۃ بخبر الواحد ایضا ونقول ایضا ان ہذہ وان کانت قطعی الثبوت ولکنہا ظنی الدلالۃ فلا بعد فی نسخہا بحدیث ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ کما لا یخفی۔

واللہ اعلم بالصواب۔

بتائید میں نقد عرب سے کلام شعراء پیش کرتے ہیں۔ اور بعض مفسرین کا یہ قول ہے معنی خروا لہ اور اسجدوا لآدم کے یہ ہیں کہ پہلی آیت میں، خوتہ یوسف حضرت یوسف کو جہت سجدہ قرار دیا اور لآدم کے معنے ہیں۔ الی آدم کے ہے اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ انہوں نے حق تعالیٰ کو سجدہ کیا۔ اس طور سے کہ اُن کے سجدہ کا رُخ حضرت یوسف علیہ السلام کی جانب تھا اور ان کو بمنزلہ قبلہ بنائے ہوئے تھے اور اس طرح اسجدوا لآدم کے معنے کہ آدم کیطرف رُخ کر کے حق تعالیٰ کو سجدہ کیا۔

اور بعض مفسرین کا قول یہ ہے کہ لام کے معنی سبب کے ہیں تو معنی خروا لہ سجدا کے یہ ہیں کہ اخوۃ یوسف نے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا حضرت یوسف کی وجہ سے۔ کیونکہ حق تعالیٰ کی بڑی نعمت یعنی حکومت ان کے خاندان میں آگئی۔ بذریعہ حضرت یوسف علیہ السلام کے۔ اور معنے اسجدوا لآدم کے یہ ہیں کہ حکم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ کا کہ ہم کو سجدہ کرو۔ اس نعمت کی وجہ سے جو تم پر آدمؑ کی وجہ سے کی گئی ہیں۔

الغرض ان اقوال کو اگر تسلیم کیا جائے تو پھر اس جواب کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ یہ آیتیں منسوخ ہیں بلکہ اس صورت میں کسی آیت سے سجدۂ تعظیم کا جواز مستفاد ہی نہیں ہوتا۔ وہو المرام۔

خلاصہ

تمام رسالہ کا یہ ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا اگر بقصد عبادت ہو یا بصورت عبادت خواہ نیت عبادت کی نہ ہو یہ دونوں صورتیں باجماع کفر و شرک میں داخل ہیں۔ اس کے علاوہ جتنی صورتیں ہیں بعض علماء تو ان کو بھی کفر و شرک قرار دیتے ہیں۔ اور بعض اس میں احتیاط کرتے ہیں۔ مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حرام و ناجائز اور قریب بکفر ہے۔ حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حررہ سید حسن عفی عنہ الحوادث والفتن فی سبع مضین من شعبان المعظم ۱۳۵۶ھ ہجری

فہرست مضامین امداد المفتین حصہ چہارم